

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ

لوں کو راز دے والی
خوفناک اور سنسنی خیز کہانیاں

مارچ 2013



ماہنامہ
دشتِ جنون نمبر کی جھلکیاں
خوفنا کے
ماہ مارچ 2013ء کے شمارے

کائنات

رابی خان - پشاور

شیطانی محل

بلال شبیر - ہری پور

جن زاوی

عطا محمد بروہی - ساکھڑ

بھیا نک رات

عبداللہ حسن چشتی - سیت پور

آپ کے خطوط

خوفنا کی کہانی، باقاعدہ فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ خوفناک میں شائع ہونے وال تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ اسکی تمام کہانیوں کے تمام نام و واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں کئی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائٹر، ادارہ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلشرز شہزادہ عاتقگیر۔ پرنٹر زاہد شبیر۔ ریڈنگ روم لاہور)

ماہنامہ
دشتِ جنون نمبر کی جھلکیاں
خوفنا کے
ماہ مارچ 2013ء کے شمارے

دشتِ جنون

رباض احمد - لاہور

بکھرتے گلاب

ساحل دعا بخاری - نصیر پور

خونی انتقام

بلال شبیر - ہری پور

اندھیر نگری

محمد ذاکر - ہلاں آزاد کشمیر

بکری

حافظ کامران - چارسدہ

خوفنا کی کہانی، باقاعدہ فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ خوفناک میں شائع ہونے وال تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ اسکی تمام کہانیوں کے تمام نام و واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں کئی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائٹر، ادارہ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلشرز شہزادہ عاتقگیر۔ پرنٹر زاہد شبیر۔ ریڈنگ روم لاہور)

حافظ قرآن کی عظمت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن صاحب قرآن کو لایا جائے گا تو قرآن کہے گا اے رب اسے جوڑا پہنا چنانچہ اسے عزت کا تاج پہنایا جائے گا۔ پھر عرض کرے گا اے رب مزید پہنا پھر اسے عزت کا جوڑا پہنایا جائے گا پھر قرآن عرض کرے گا اے رب اس سے راضی ہو جاؤں وہ اس سے راضی ہو گا اور اس سے کہا جائے گا پڑھتا جا اور ترقی کی منازل طے کرتا جا ہر آیت کے بدلے اس کی نیکی بڑھائی جائے گی۔

پانی میں برکت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ لوگوں نے وضو کے لئے پانی تلاش کیا لیکن نہ پایا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وضو کے لئے پانی لایا گیا۔ آپ نے دست مبارک اس برتن میں رکھا اور لوگوں کو اس سے وضو کرنے کا حکم دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا آپ کی مبارک انگلیوں کے نیچے سے پانی کا نوارہ جاری تھا لوگوں نے وضو کیا یہاں تک کہ آخری آدمی نے بھی وضو کر لیا۔

عثمان چوہدری اینڈ قادر یار۔ ذذیال

چھینک اور جمائی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو فرشتے کہتے ہیں رب العالمین اور وہ اگر الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں ربک الحمد للہ۔ (طبرانی)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کسی کو ڈار یا چھینک آئے تو آواز بلند نہ کرے کہ شیطان کو یہ بات پسند ہے کہ ان میں آواز بلند کی جائے۔ (شعب الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب چھینک مبارک آئی تو منہ کو ہاتھ سے یا کپڑے سے چھپاتے اور آواز کو پست کرتے۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو چھینک پسند ہے اور جمائی نا پسند ہے جب کوئی شخص چھینکے اور الحمد للہ کہے تو جو مسلمان شخص اس کو سنے اس پر حق ہے کہ یہ تمک اللہ کہے اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے جب کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے دفع کرے کیونکہ جمائی کے وقت شیطان ہنستا ہے کیونکہ یہ سستی کی دلیل ہے۔ (بخاری)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جمائی لے تو اسے چاہئے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھے کیونکہ کلمے منہ میں شیطان گھس جاتا ہے۔ (مسلم)

عثمان چوہدری اینڈ قادر یار۔ ذذیال

فضیلت اذان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤذن کی جہاں تک آواز جاتی ہے اس کے لئے بخشش کر دی جاتی ہے اور ہر تر اور خشک چیز جو اس کی اذان کی آواز سنتی ہے اس کی گواہی دے گی اور نماز کے لئے حاضر ہونے والوں کے لئے 25 گنا نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور نمازوں کے درمیان جو اس نے گناہ کئے ہوتے ہیں وہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس وقت شیطان نماز کی اذان سنتا ہے تو دور بھاگ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ ادی روح تک چلا جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن اذان کہتا ہے رب عز وجل اپنا دست مبارک اس کے سر پر رکھتا ہے اور یونہی رہتا ہے یہاں تک کہ اذان سے فارغ ہو اور اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ جہاں تک آواز پہنچے جب وہ فارغ ہو جاتا ہے رب عز وجل فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا اور تونے حق گواہی دی لہذا تجھے بشارت ہو۔ (بہار شریعت)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے بارہ سال تک اذان کہی اس کے لئے جنت واجب ہوگی اور ہر روز اس کی اذان کے بدلے ساٹھ نیکیاں اور اقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے سات سال تک ثواب کیلئے اذان کہی اللہ تعالیٰ اس کے لئے نادر سے برأت لکھ دے گا۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ اذان کہنے میں کتنا ثواب ہے تو اس پر باہم تلوار چلتی رہتی۔ (مسند امام احمد)

عثمان چوہدری اینڈ قادر یار۔ ذذیال

دشت جنون

--- تحریر: ریاض احمد۔ باغبانپورہ۔ لاہور۔ ---

مجھ پر ایک سکتہ سوار تھا میں بار بار اسے دیکھ رہا تھا وہ وہی تھی ہاں وہی تھی ماہ رخ جس کو میں دیرانے میں پھینک کر آیا تھا جو میرے گھر کے کھن میں کئی گردن کے ساتھ مری پڑی تھی یہ یہ زندہ کیسے ہو گئی۔ ہاں یہ زندہ کیسے ہو گئی میں اس کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ میرے سامنے کوئی اور نہیں میری اپنی جان میری اپنی چاہت ماہ رخ کھڑی ہے۔ میں نے اپنے دوستوں کو اس کے مرنے کا کچھ بھی نہیں بتایا تھا یہی کہا تھا کہ اس کو جھوٹ اٹھا کر لے گیا ہے اور یہ نہیں وہ اس وقت کہاں ہے میں نے جہاں جہاں ہو سکا تھا اس کو ڈھونڈتا تھا لیکن وہ نہیں ملتی تھی اور اب تو وہ میری سامنے بھی میرے دوست شاید اس کو دیکھ کر خوش ہوتے کہ وہ آگئی تھی لیکن میں حیرت میں ڈوبا ہوا تھا میرے جسم کا ایک ایک پور پور زہر رہا تھا مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ ماہ رخ میرے سامنے موجود ہے۔ آپ۔ آپ۔ میں اس سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا لیکن یوں لگ رہا تھا کہ وہ مجھے کچھ بھی بتانا نہیں چاہتی تھی وہی چہرہ۔ وہی حسن۔ وہ مسکراہٹ وہی آنکھیں۔ وہ وہی گھٹی۔ ہاں بالکل وہی۔ یاقوت صاحب۔۔ اس نے گویا مجھے میرا نام لے کر بلایا اور ساتھ ہی وہ ہنس دی اس کی مسکراہٹ اف اتنی ظالم تھی۔ کہ بس میں ٹھوکن میں ہی اس کا دیوانہ ہو گیا۔ دیوانہ تو میں پہلے ہی اس کا تھا لیکن اب وہ ایک نئے روپ میں میرے سامنے تھی اس کے حسن میں بہت زیادہ نکھار آچکا تھا لیکن کیا یہ مری نہ تھی زندہ تھی میں اسے دیکھ کر سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا اور ساتھ ساتھ اس کا سراپا بھی دیکھ رہا تھا۔ وہ یونٹی جاری تھی اور میں حیرت میں ڈوبا ہوا اس کو دیکھ رہا تھا۔ اور وہ مسکرا مسکرا کر باتیں کرتی جا رہی تھا۔ اچھا زیادہ حیرت زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے مجھے تم لوگوں کے پاس بھیجا گیا ہے۔ اتنا کہہ کر اس نے ایک کارڈ میری طرف بڑھایا اور کہا شام کو یہاں مل لینا۔ لیکن لیکن میں نے کچھ کہنا چاہا تو وہ بولی ابھی کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے جو کچھ بھی کہنا ہے وہاں جا کر کہنا ابھی میں بہت جلدی میں ہوں اتنا کہہ کر وہ چلی گئی اور میں سکتے کے عالم میں اسے جاتا ہوا دیکھتا رہ گیا۔ وہ تو مچکی تھی اور پھر وہ یہاں کیسے یہ کیا چکر ہے وہ کون ہے کہاں سے آئی ہے اور اس کو مجھ سے کیا کام ہے میرا دماغ چکرانے لگا میں اپنے ہوش کھوئے لگا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

رات میرے لیے اذیت بن کر آئی تھی اسے میں اچھا بھلا کو چھوڑ کر آیا تھا لیکن اب۔۔ اب وہ کہاں ہے یہ۔ کس جگہ ہے۔ اس نے ابھی ابھی فون کیا تھا وہ بہت گھرائی ہوئی تھی یوں جیسے اس کو کسی نے شدت سے قابو کر رکھا تھا۔ اس کی آواز ڈھنگا رہی تھی وہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی لیکن زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ میں نے ارشد۔ کاشف کو فون کیا تھا اور ان سے بھی پوچھا تھا کہ ماہ رخ کا کچھ پتہ چلا کہ وہ کہاں ہے۔ میری بات سن کر وہ بھی چیراں رہ گئے تھے جیسے ان کو میری بات پر یقین نہیں آیا تھا کہہ رہے تھے کہ یاقوت تم یہ کیا کہہ رہے ہو ابھی کچھ ہی دیر قبل ہم سب ایک دوسرے سے جدا ہوئے تھے اور پھر یہ سب۔۔ ہاں یا رب یہی تو بات ہے کہ وہ گھر نہیں پہنچی ہے یوں لگتا ہے کہ راستے میں ہی اس کے ساتھ کوئی گہرا حادثہ ہوا ہے اس کا کچھ دیر قبل فون آیا تھا لیکن وہ بات نہ کر سکی بات کرنا چاہ رہی تھی لیکن اس کی زبان سے لفظ ادا نہیں ہو پا رہے تھے۔

اف یہ تو بہت بری خبر ہے۔ لیکن یا ایک بات میرے ذہن میں آ رہی ہے۔ کاشف نے کہا۔ کون سی بات نہیں یاد ہے کہ وہ اکثر یہی کہتی تھی کہ اسے رات کو ڈراؤنے خواب آتے ہیں اور ان خوابوں میں وہ کسی سائے کو دیکھتی ہے کسی ایسے سائے کو جو اس کو دکھائی نہیں دیتا ہے لیکن وہ اسے پوری طرح محسوس کرتی ہے۔ ہاں ہاں میں نے جلدی سے کہا لیکن اس میں اس کے خواب کا کیا ذکر۔ وہ تو محض خواب تھے اور وہ گھر نہیں پہنچتی ہے۔ خواب میں سایہ نکل کر اسے بھگا کر تو نہیں لے گیا۔ ہاں ہاں ایسا ہی ہے بالکل ایسا ہی ہے اس کے ساتھ ایسا ہی ہوا ہوگا تمہاری بات بالکل درست ہے اس کے ساتھ ایسا ہی ہوا گا میں کا پٹنے لگا تھا مجھے سب کچھ یاد آنے لگا تھا جو جیتا تھا سب کچھ یاد آنے لگا تھا اس کا ڈراؤ اور بچھا بچھا چہرہ میری نظروں سامنے گھومنے لگا تھا۔ مجھے اس کی فکر ہو رہی ہے اور باہر طوفانی بارش بھی ہے۔ اگر موسم صاف ہوتا تو میں اس وقت ہی اس کی تلاش میں نکل پڑتا جب اس کی کال آتی تھی۔

ایک تو یہ بارش بھی ناں اس کو بھی آج ہی برساتا تھا کہنے کا نام ہی نہیں لے رہی ہے میں خود کو کون سے لگا میں چاہتا تھا کہ میں اس جگہ پہنچ جاؤں جہاں وہ اس کو لے کر گیا تھا میں اس کو جگہ کو جانتا تھا وہ ایک پراسرار پر خاردار تھا دغلت پر خار۔ جہاں کی ہر چیز ہی بگڑی جہاں نہ ہر یا تھی نہ ہی پانی۔ سوکھے ہوئے درخت تھے بے شاخوں کے لیے بے تنے تھے۔ یہی جگہ تھا وہاں۔۔۔ میں اس کے پاس جاؤں گا اور ضرور جاؤں گا میں اس کو واپس لے کر آؤں گا ہاں میں اس کو لے کر واپس آؤں گا وہ میرا پیارا ہے میری چاہت ہے ہاں وہ میرا سب کچھ ہے وہ ہے تو میں ہوں وہ نہیں تو میں زندہ رہ کر کیا کروں گا اتنا سوچ کر میں باہر نکلنے لگا تو یکدم تیزی بھکی اور گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی تیز بادل گر جا مجھے چمکتے بادلوں سے خوف سا آیا میں نے فوری کھڑکی کا پت بند کر دیا مجھے سب سے زیادہ خوف گرتے ہوئے بادلوں سے آتا تھا یہ نہیں کیوں۔ اس کی وجہ بھی بچپن میں مجھ پر آسانی بھکی گری تھی جس سے میں بہت ہی مشکل سے بچتا تھا بجلی کا نشانہ خطا نہ ہو گیا تھا اور وہ مجھ سے کچھ دور ایک مکان کی چھت پر گری تھی اور چھت کو آڑا کر ساتھ لے گئی تھی تب سے مجھے آسانی بھکی سے خوف آتا تھا۔ لیکن یہ کاشف کیا کہہ رہا ہے اس نے اس کے خواب کی بات کیوں کی ہے۔

کیا اسے شک ہے کہ خواب والا سہی ایسا کر سکتا ہے۔ ہاں ہو سکتا ہے کہ وہ سچ کہہ رہا ہو کیونکہ ماہ رخ نے مجھ سے بھی کئی بار کہا تھا کہ یا تو میری زندگی عذاب بنتی جا رہی ہے جب بھی سورج ڈوبنے کے قریب ہوتا ہے شام کے سائے پھیلنے لگتے ہیں تو مجھے اپنے گھر سے خوف آنے لگتا ہے یوں لگتا ہے کہ کوئی ہمارے گھر میں موجود ہے جو مجھے اٹھا کر لے جائے گا۔ اور میں اسے صرف یہ کہہ کر تسلیم دے دیتا تھا کہ ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے یہ محض اس کا وہم ہے حقیقت سے اس کا کوئی بھی تعلق نہیں ہے اور میں محسوس کرتا تھا کہ میری تسلیاں بھی اس کو اس اذیت سے نہیں نکال پانی نہیں اس کی حالت خوف کی وجہ سے بدتر ہوتی جاتی تھی۔ وہ راتوں کو سوئی نہ سی پوری پوری رات جاگتی اور ڈرتی رہتی تھی اور اس خوف سے بچنے کے لیے وہ ہم تینوں میں کسی ایک کو فون کر دیتی تھی اور اپنی سوچ کو کچھ دیر کے لیے بدل لیتی تھی وہ کوشش کرتی تھی کہ وہ اس سائے کے خوف سے دور رہے لیکن یہ محض اس کی سوچ تھی وہ سہی مسلسل اس کا پیچھا کر رہا تھا ایک لمحہ بھی اس سے دور نہ ہوتا تھا اور آج یقیناً کاشف کی بات درست ہوگی وہ سہی اس کے سامنے آ گیا ہوگا اور اس کو جکڑ لیا ہوگا اس نے دیکھا ہوگا کہ وہ شام کے بعد اکیلی ہے تو اس پر جھپٹ پڑا ہوگا میں ایسی ہی سوچیں سوچتا جا رہا تھا اور ساتھ ساتھ میں اس کا نمبر بار بار ثرائی کر رہا تھا لیکن اس کا نمبر آف ملتا جاتا تھا اس کا نمبر آف ملنے سے میرے دل کو تیس سی لگ رہی تھی جی چاہ رہا تھا کہ میں اپنا موبائل ہی توڑ دوں۔



صبح کا آغاز رات سے بھی بدتر تھا صبح اٹھا تو میرے گھر کے اندر ماہ رخ کی لاش موجود تھی۔ خون میں ڈوبی ہوئی لگا کتا ہوا۔ میرے منہ سے ایک چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ نہیں نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ میں پوری طرح کانپ رہا تھا میرے

بدن سے پیٹ جھوننے لگا تھا۔ زبان مگمگ ہو کر رہ گئی تھی اپنے حواس کو چکا تھا نظروں سے کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا اور نہ ہی کچھ سمجھ آ رہا تھا وہ وہ میرے سامنے مردہ پڑی تھی اس کو اس نے مار دیا تھا وہ اس سے بہت ڈرتی تھی اس کو معلوم تھا کہ وہ اس کو مار دے گا اب اس نے اس کو مار دیا۔ ماہ رخ میں اس کی لاش کو دیکھ کر تڑپ سا گیا یہ تم نے کیا کر دیا ہے تم کو تو بہت تھی کہ میں موت سے لڑ جاؤں گی لیکن اب دیکھو تم موت سے لڑ نہ سکتی ہو موت نے تم کو پکڑ لیا ہے تم کو مجھ سے جدا کر دیا ہے ہاں ہمیشہ کے لیے جدا کر دیا ہے۔ اب میں ہاں اب میں جی کر کیا کروں گا لیکن نہیں مجھے جینا ہوگا اس سے بدلہ لینا ہوگا جس نے تم کو مارا ہے جس نے کو مار کر یہاں میرے گھر میں پھینکا ہے۔ اس نے وہ کچھ کر دیا تھا جو اس نے کہا تھا اس نے کہا تھا کہ میں اس کو جان سے مار دوں گا اور اس نے اس کو جان سے مار دیا ہے ہاں وہ مر گئی ہے اس کے ہاتھوں اس نے اس کی لاش جان بوجھ کر میرے گھر کے صحن میں پھینکا ہے کہ میں اس کو دیکھ سکوں اور جان سکوں کہ وہ مر گئی ہے۔ اور ساتھ ہی مجھے دوسرا خیال آیا تو میں کانپ کر رہ گیا۔

اگر کسی نے ماہ رخ کی لاش کو دیکھ لیا تو مجھے اس کا قاتل کہے گا۔ یہی کہے گا کہ میں نے اس کو مارا ہے وہ میرے پاس ہی اکثر آتی جاتی تھی اور یہ بات سب ہی جانتے تھے میرے دونوں جانتے تھے۔ نہیں نہیں میں قاتل نہیں بننا چاہتا مجھے کچھ کرنا ہوگا ہاں مجھے کچھ کرنا ہوگا۔ اگر میں نے کچھ نہ کیا تو میں پکڑا جاؤں گا میں اس کا قاتل بن جاؤں گا اور کوئی بھی میری تائید نہیں کرے گا۔ یکدم میرے دل میں یہ سوچ آئی تو میں ماہ رخ لاش کی طرف بڑھا اور اس کو گہری نظروں سے دیکھنے لگا اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں جن میں ابھی تک خوف اتر رہا تھا جیسے وہ سامنے والے کو دیکھ کر کانپ کر رہی تھی اور اس کی آنکھیں پتھر لگی تھیں۔ چہرہ بالکل شفاف تھا لیکن گردن اور پکڑے خون سے تر تھے۔ میں نے اس کو ہلایا۔

ماہ رخ ماہ رخ دیکھو میری طرف۔ ہاں دیکھو میری طرف میں تم کو پکار رہا ہوں تم کو آوازیں دے رہا ہوں میری بات سنو مجھے یوں اکیلا چھوڑ کر نہ جاؤ تم نے تو اپنی خواہش کو پورا کرنا تھا ہاں تم کو میری دہن بننا تھا تم نے بہت وعدے کیے تھے میرے ساتھ سب کے سب وعدے کہاں کہے۔ اور میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ اپنی کھلی آنکھوں سے مجھے گھور رہی ہو جیسے کہہ رہی ہو کہ یا تو دیکھو اس نے مجھے مار دیا ہے اس نے مجھے تمہاری نہیں بننے دیا ہے میرے تمام خوابوں کو بڑھ کر دیا ہے میرے تمام سہنوں کو میرے ہی لبوں میں بھگودیا ہے۔ میری روح تمہارے لیے تڑپ رہی ہے تمہاری چاہت کے لیے تڑپ رہی ہے میری آنکھوں کے آنسو بھیسے ہوئے موسم کے ساتھ اس کے چہرے پر گر رہے تھے موسم ابھی بھی ابر آلود تھا بادل کی گرج ویسی ہی تھی جیسے رات کو کبھی اور بجلی کی چمک میں کوئی کمی نہ آئی تھی وہ باہر صحن میں پڑی ہوئی تھی اس کے سر کے براؤں بال بارش سے پوری طرح بھیک گئے تھے نہ صرف بال ہی بلکہ اس کے کپڑے بھی بھیسے ہوئے تھے وہ پوری کی طرح پوری بھیسکی ہوئی تھی میں نے اس کو ہاتھوں میں اٹھالیا اور ایک کمرے کی طرف چل دیا میں اس کمرے کی طرف جا رہا تھا جس کو میں نے سنوروم بنا رکھا تھا یہاں کوئی بھی نہیں آتا تھا اس کمرے کو میں نے کھولا اور ماہ رخ کی لاش کو لے کر اس کمرے میں چلا گیا اس کو میں نے ایک کچھی ہوئی چار پائی کے نیچے لٹا دیا اور دل میں یہ پروگرام بنالیا کہ رات کو اسے کہیں دور جا کر دفن کر دوں گا۔

میرے دل میں خوف پوری طرح موجود تھا کیونکہ کاشف کے آنے کا وقت ہو گیا تھا وہ میرے ساتھ ہی جاتا تھا اور میرے ساتھ ہی واپس آتا تھا اس کے پاس موٹر بائیک تھی جس کا فائدہ میں بھی اٹھا رہا تھا۔ اور یہ سہولت اس نے خود ہی مجھے دی تھی کہ میں اکیلا آفس نہ جاؤں اس کے ساتھ جاؤں۔ میرا حیان بار بار باہر کی طرف بھی جا رہا تھا کہ کہیں وہ آنے جائے لیکن بارش کی وجہ سے وہ ابھی تک نہیں آیا تھا میں نے لاش کو چھپانے کے بعد باہر کا رخ کیا اور جہاں وہ پڑی ہوئی تھی وہاں اس جگہ سے اس کی گردن سے بپنے والے خون کو صاف کیا اور پرسکون ہو گیا لیکن

میری سوچوں میں وہی تھی اس کو کس نے قتل کیا تھا کیا اس کا قاتل وہی سایہ تھا جو کافی عرصہ سے اس کا پیچھا کر رہا تھا جو ہر وقت اس کو خوفزدہ کرتا رہتا تھا اگر وہی ہے تو وہ ہم کو بھی پکڑنے کی کوشش کرے گا لیکن ہمیں وہ کیوں پکڑے گا ہم کون سا اس کے خواب دیکھتے ہیں عجیب عجیب میرے دماغ میں محوم رہی تھی اور میں کسی بھی فیصلہ پر نہیں پہنچ پایا تھا۔ ہاں البتہ مجھے کاشف کا انتظار تھا کہ وہ آئے اور میں اس کے ساتھ آفس جاؤں اور جا کر ماہ رخ کے بارے میں باتیں کروں کہ وہ رات سے غائب ہے اس کو کوئی اٹھا کر لے گیا ہے ہم کو اس کو تلاش کرنا ہوگا۔ وہ نہ آیا اس کا فون آگیا بولا یا راج موع ٹھیک نہیں ہے آفس جانا پاگل ہیں گھر میں ہی رہتے ہیں میں نے کہا ٹھیک ہے۔

پھر وہ بولا تھا کہ ماہ رخ کا دوبارہ کوئی فون تو نہیں آیا ہے میں نے کہا نہیں یا راج میں اس کی وجہ سے بہت ہی پریشان ہوں وہ رات کو کچھ کھانا چاہ رہی تھی لیکن اس کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔ میری بات سن کر وہ بولا یا راج سکتا ہے کہ رات کو اسے وہی سایہ نظر آگیا ہو جس سے وہ ڈرتی ہے اور اس کے خوف سے اس کی زبان سے آواز نہیں نکل رہی ہو۔ اس کا فون بند ہے جب کھلے گا تو پوچھ لیں گے کہ وہ کہاں تھی اور اس کے ساتھ رات کو کیا واقعہ ہوا تھا۔ میں نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی لیکن جو کچھ میں دیکھ چکا تھا اس کو بتائیں سکتا تھا وہ نہ ہی کہہ سکتا تھا کہ وہ اس دنیا میں نہیں ہے وہ مر گئی ہے اس کو اس سائے نے قتل کر دیا ہے اس کی گردن کو کاٹ دیا ہے میں یہ بات کبھی بھی نہیں کر سکتا تھا اگر کر دیتا تو اس نے اسی وقت پوچھ لینا تھا کہ مجھے ان سب باتوں کا کیسے پتہ ہے۔ اور اس کے اس سوال پر میرے پاس کوئی بھی جواب نہ ہونا تھا۔ بس خاموش رہا اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔



بیدر یا کا کنارہ تھا اور ایک ویرانہ کی شکل کا تھا جہاں میں ماہ رخ کی لاش کو اٹھا کر لایا تھا شکر تھا کہ مجھے یہاں تک آتے ہوئے کسی نے بھی نہیں دیکھا تھا۔ یہاں پہلے میں نے اس کو دفنانے کا پروگرام بنایا لیکن پھر سوچا کہ میرے پاس کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جس سے میں اس کی قبر کو دسکوں بہتر یہی ہے کہ اس کو دریا کی اچھلتی ہوئی لہروں میں بہا دوں میرا کام اس کو اپنے سے دور کرنا ہے اس کے علاوہ میرا کوئی بھی مقصد نہیں ہے۔ بس یہی سوچ کر میں اس کی لاش کو اٹھا کر دریا کے بہتے ہوئے پانی کے پاس لے آیا اور اس کو بڑے آرام سے لہروں کے پیروں کے لگا تو پھر خیال آیا کہ نہیں یا راج کیا کرنے سے لاش کسی کے ہاتھ بھی لگ سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ میرے ہاتھوں کا کوئی نشان اس کے جسم پر ظاہر ہو جائے اور میں مفت میں پکڑا جاؤں بہتر یہی ہے کہ اس کو اس ویرانے میں کہیں گڑھا دیکھ کر دفن کر دیتا ہوں یہ خیال آتے ہی میں ایک بار اس کو اٹھائے ہوئے اوپر کنارے پر آیا اور اپنا رخ ویرانے کی طرف کر دیا یہاں دن کو بھی آتے ہوئے ڈر لگتا تھا لیکن میری ہمت دیکھو کہ میں رات کی تاریکی میں یہاں آیا تھا اور وہ بھی ایک لاش کے ساتھ میں خود بھی حیران ہو رہا تھا کہ میں ایسا کرتے ہوئے ڈر کیوں نہیں رہا ہوں مجھے خوف کیوں نہیں آ رہا ہے میرا دل رورہا تھا میں اس کی لاش کو کندھے پر اٹھائے ہوئے چل رہا تھا جو میری ذہن بننے کے خواب دیکھتی تھی جو کبھی تھی کہ میری زندگی میں ایک ہی خواہش ہے تم سے شادی لیکن۔ لیکن اس کی خواہش پوری نہ ہو سکی تھی میں رورہا تھا خود کو کس رہا تھا کہ میں نے اس کو تنہا کیوں چھوڑا اس کو اپنے ساتھ گھر لے آتا لیکن وہ بھی تو ضد کی پکی تھی جو کبھی تھی کرتی تھی اس نے کہہ دیا تھا کہ وہ گھر جائے گی سوچتی تھی اس نے یہ بھی نہ ہو چکا تھا کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے کوئی اس کے تعاقب میں چل رہا ہے وہ تو سب کچھ جانتے ہوئے بھی انجان بنی ہوئی تھی اور پھر۔۔۔ پھر وہ مر گئی اس کو مار دیا گیا تھا۔ میں یہ سوچتے ہوئے چلتے چلتے اپنے اپنے سروٹوں میں گھس گیا اور اس سروٹوں میں ہی اس کی لاش کو ایک جگہ رکھ دیا یہاں کوئی بھی نہیں آ سکتا تھا میں اس کی لاش کو رکھنے کے بعد کافی دیر تک اس کو دیکھتا رہا اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتا رہا اور پھر گھر کی طرف چل دیا۔ یہ کام کرتے ہوئے ایک سرد آہ بھری آنکھوں

میں آنسو اُڑاتے تھے یوں لگا تھا کہ جیسے میں اس دنیا میں اکیلا رہ گیا ہوں اور پھر جس طرح میں لوگوں کی نظروں سے بچتا ہوں اور یا کے کنارے ویرانے میں گیا تھا اسی طرح واپس آگیا اب میں مطمئن تھا۔ لیکن دل میں یہ بات بھڑکتی تھی کہ اسے میرے گھر کے صحن میں لاکر کیوں پھینکا گیا۔ ایسا کون کر سکتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی سایہ نہ ہو بلکہ کوئی ہمارا جاننے والا ہو یہ ایسی سوچ تھی جس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا۔



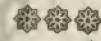
وہ اتجاہ کی خوبصورت تھی اس کے نقش و نگار چاہذ نظر تھے کہ دیکھنے والا ایک بار اسے دیکھ لیتا تو مزہ مزہ کر اسے دیکھتا۔ میرا بھی ایسا ہی حال ہوا تھا جب وہ پہلے دن میرے آفس آئی تھی اور سیدھی میری ہی ٹیبل پر آئی تھی میں اپنے کام میں مگن تھا کہ اس کی آواز گونجی ایلکٹرونک۔ مجھے ایک کرنٹ سا لگا تھا ایسی آواز میں نے اس سے قبل سنی نہ تھی میں نے جو بھی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تو بس دیکھتا ہی چلا گیا۔ میں یہ بھی بھول گیا کہ میں اس وقت آفس میں ہوں۔ اور اکیلا نہیں ہوں میرے ارد گرد لوگوں کا لمبا جھوم ہے۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل رہی تھی۔ کیا میں بھٹکتی ہوں۔ اس کی اس بات پر میں سکتے ہی کیفیت سے باہر نکلا۔ ہاں ہاں کیوں نہیں ضرور۔۔۔ میں نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا مجھے ماہ رخ کہتے ہیں۔ اور مجھے یا قوت۔ میں نے بھی اپنا تعارف کروایا۔ ہاں میں جانتی ہوں اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی اس بات پر میں حیران رہ گیا اور کچھ کہنے ہی والا تھا کہ وہ بول پڑی مجھے جس نے آفس میں بھیجا ہے اس نے کہا تھا کہ وہاں پر یا قوت صاحب ہوں گے ان سے مل لیجئے گا ان نے آپ کی سیٹ کی نشانی بھی مجھے بتادی تھی اور میں آپ کو دیکھتے ہی سمجھ گئی تھی کہ آپ ہی یا قوت صاحب ہیں۔ اور ساتھ ہی اس نے ایک کاغذ نکال کر میرے سامنے کر دیا جس پر شاید کچھ لکھا ہوا تھا میں نے کاغذ پکڑا تو یہ میرے دوست کا کاغذ تھا اس نے ہی اس کو بھیجا تھا اور جو کچھ اس نے اس نے اس پر لکھا تھا مجھے یقین نہیں آ رہا تھا وہ والدین کی اکلوتی اولاد تھی اور گاؤں میں رہتے تھے کہ کوئی سایہ اس پر عاشق ہو گیا تھا اس کی وجہ سے ان لوگوں کو گاؤں چھوڑنا پڑا تھا اور اب اس کو یہاں رہنے کے لیے کسی کام کی ضرورت تھی اور ہمیں بھی اس وقت کسی لیڈر کی ضرورت تھی چلو اچھا ہوا کہ وہ آگئی ہوس نے یہ کام میرے ہی ذمہ لگایا تھا اور پھر میں نے اس کو اس کی سیٹ دکھائی اور کوشش کر کے اس کی سوچ کے مطابق اس کی تنخواہ بھی رکھوا دی تھی اس کی نظروں میں میرا ایک مقام بن گیا تھا۔

میں نے چند دنوں میں ہی محسوس کر لیا تھا کہ اس کی براؤن آنکھیں مجھے ادھر آتے جاتے گھورتی ہیں بلکہ جج بات تو یہ ہوگی کہ مجھے بھی اس سے پیار ہوئے گا تھا وہ بھی ہی پیار کے قابل۔ کسی جن کا اس پر عاشق ہونا کوئی اہم بات نہ تھی جن چھوڑ کر کوئی دیو بھی اس کو دیکھ لیتا تو وہ بھی اس کا دیوانہ ہو جاتا۔ اور میں تو پھر بھی انسان تھا اور ایک ایسا انسان جو حسن پرست تھا جس کو حسن سے شروع سے لگاؤ تھا اور آج میری پسند کا چہرہ مجھے مل گیا تھا اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی تھی نہ صرف میں ہی بلکہ وہ بھی میری طرف بڑھنے لگی تھی ہماری چند ہی دنوں میں ایک دوسرے میں گہری دوستی ہو گئی تھی جو پیار محبت چاہت میں بدل گئی۔ اس نے مجھے تب اپنی سنوری سنائی کہ تین سال قبل ایک سایہ اس پر عاشق ہو گیا تھا وہ کیسا تھا اس نے نہیں دیکھا ہاں اس کی موجودگی کا احساس ہوتا تھا اور کبھی بھی اس کی آواز سنائی دیتی تھی اس کی آواز مردانہ تھی یعنی وہ کوئی مرد ذات جن تھا۔ کوئی چل نہ تھی مجھے اس سے خوف سا آنے لگا لیکن میں نے یہ بات کسی کو نہ بتائی کیونکہ یہ بات کسی کو بتانے والی نہ تھی۔ لیکن جب اس نے ہر وقت میرا پیچھا کرنا شروع کر دیا تب میں نے اپنے بابا کو یہ بتادی وہ میری سن کر جیسے اچھل پڑے ان کو کوئی پرانا واقعہ یاد آگیا تھا وہ نور ابو لے۔

ماہ رخ بنی یہ تمہارے ساتھ کب سے ہو رہا تھا اس وقت چونکہ تقریباً تین ماہ ہوئے تھے اس کو میں محسوس کرتے ہوئے تو میں نے تین ماہ کا کہہ دیا تو انہوں نے کچھ سکون کا سانس لیا لیکن مجھے کچھ بھی نہ بتایا ہاں اتنا جانتی ہوں کہ وہ

ابھی کبھی کسی کے پاس اور کبھی کسی کے پاس لے جاتے اور میرے گلے میں تعویذ وغیرہ ڈالتے جن سے مجھے کچھ سکون سا مل جاتا تھا وہ سایہ کچھ عرصہ کے لیے خاموش ہو جاتا اس کی موجودگی کا احساس مجھے نہ ہوتا۔ لیکن پچھلے تین ماہ سے وہ پھر سے مجھے دکھائی دینے لگا تھا اس کے اندر وہ چاہت نہ تھی بلکہ اس کی آواز میں رعب اور غصہ ہوتا تھا وہ مجھے اٹھا کر لے جانے کی دھمکیاں دینے لگا اور ساتھ ہی میرے ماں باپ کو مارنے کی دھمکیاں دینے لگا اس کی یہ دھمکیاں سن کر میں کانپ سی گئی مجھے یوں لگا کہ جیسے مجھے میری دنیا میری خوشیاں سب کچھ چھینا جا رہا ہے میں نے یہ بات بابا کو بتادی اور جو جو اس نے مجھے کہا تھا وہ سب بھی بتا دیا تب بابا نے فوری طور پر گاؤں چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور ہم دونوں میں ہی گاؤں چھوڑ کر شہر آ گئے یہاں آتے ہی اس نے ہم سے سب کچھ چھیننا شروع کر دیا ہمارے پاس بہت کچھ تھا جو گھر کے اندر ہی غائب ہونے لگا جو بھی چیز رکھتے وہ ہی غائب ہو جاتی گھر کی چیزیں بکتے لگیں گھر میں فاتے ہونے لگے صرف اتنا ہی نہیں بلکہ بابا کی چلتے ہوئے گرتے وقت دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں ماں کو فوج ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی گہری براؤن آنکھیں آنسوؤں سے بھی ہوئی تھیں وہ رو رہی تھی۔

ماہ رخ سنو میں نے اس کو دل اسدہ دیتے ہوئے کہا ہمت سے کام لو یہ جن بھوت واقعی یہ بہت ہی خوفناک مخلوق ہوتے ہیں لیکن میں کوشش کروں کہ کسی طرح تم کو اس سے چھٹکارا دلان سکوں۔ میری اس بات وہ ایک گہری سانس لے کر رہ گئی اس کی آنکھیں ابھی تک بہہ رہی تھیں اور میں تڑپ رہا تھا میں چاہتا تھا کہ وہ رونا بند کر دے میری ہر کوشش بیکار جا رہی تھی وہ مسلسل روئے جاری تھی میں نے کہا اگر کو تو میں تمہارے گھر جا کر تمہارے ماما بابا کو مل سکتا ہوں وہ بولی اس کا جواب میں کل دوں گا بابا سے پوچھ کر اور پھر وہ چلی گئی



میں ان کے گھر بیٹھا ہوا تھا واقعی اس نے جو کچھ بھی کہا تھا وہ سب سچ تھا اس کا باپ دونوں ناگوں سے معذور تھا اور ماں ایک چار پائی پر پڑی ہوئی تھی وہ بول نہیں سکتی تھی صرف دیکھ سکتی تھی اس کی زبان پر کھچاؤ تھا مجھے اس کے گھر چا کر شدید دکھ ہوا تھا اس کے حالات ایسے تھے کہ یوں لگ رہا تھا کہ میں کسی گندگی کے ڈھیر میں آ گیا ہوں۔ یا قوت۔ میں صبح سویرے بروز گھر کو اچھی طرح صاف کرتی ہوں لیکن کچھ ہی لمحات بعد ہی یوں ہو جاتا ہے کہ گویا کسی گندگی کا ڈھیر ہو بد بو پھیل جاتی ہے اور میں جاتی ہوں کہ یہ سب کچھ وہ سایہ کر رہا ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ میرے لمبوں پر مسکر اہٹ نہ کھڑے کیونکہ میری وجہ سے اس کو کسی نے تین سال تک قید میں رکھا تھا اور یہ اس کا بدلہ لے رہا ہے۔ کبھی کچھ کرتا ہے اور کبھی کچھ کل رات کو وہ میرے کمرے میں آ گیا تھا پہلے دھواں کا عکس مجھے دیکھائی دیتا تھا لیکن رات کو وہ سیاہ دھواں کا عکس لے کر ظاہر ہوا تھا اور اس کی آواز بھی بدلی ہوئی تھی یوں جیسے وہ کوئی بوڑھا شخص ہو وہ سیاہ بیولہ جب میرے کمرے چلتا تو اس کی ہڈیوں کے کھڑکنے کی آواز مجھے واضح سنائی دیتی۔ جیسے اس کے جسم کی تمام ہڈیاں تو زدی گئی ہوں۔ تیرے باپ کا اس طرح میں حال کروں گا۔

اس کے منہ سے ایک خوفناک آواز سنائی دی تھی جس نے مجھے اندر تک ہلا کر رکھ دیا تھا نہیں نہیں تم ایسا نہیں کر سکتے ہو بتاؤ مجھ سے کیا چاہتے ہو میری جان لینا چاہتے ہو یہ لو میری جان میں تڑپ کر بول پڑی۔ تیری جان۔۔۔ بابا بابا۔۔۔ اس کے منہ سے کئی قہقہے بلند ہوئے تیری جان تو میں لوں گا ہی لیکن اس سے پہلے تمہارے یہ دونوں بوڑھے ان کو بھی تو کچھ سبق سکھانا ہے انہوں نے مجھے قید کر دیا تھا ان کو تم پیاری تھی یہ مجھ سے تم کو بچانا چاہتے تھے ان سے پوچھو کہ تم مجھ سے بچ گئی ہو نہیں ہرگز نہیں تم کبھی بھی مجھ سے نہیں بچ سکتی ہو اور بچ کر جا بھی کہاں سکتی ہو جہاں بھی جاؤ میں وہاں ہی تمہیں ملوں گا تم ہر لمحہ ہر پل میری نظروں کے سامنے ہوتی ہو اور ہاں تم اپنے نئے عاشق یا قوت کو سمجھاؤ کہ وہ تمہارا پیچھا چھوڑ دے۔ ورنہ وہ نہیں جانتا کہ میں کیا کچھ کر سکتا ہوں میں ابھی صرف اسے دیکھ رہا ہوں

ابھی اسے کچھ بھی نہیں کہا ہے اگر کچھ کہہ دیا تو پھر وہ ایسے گرداب میں پھنس جائے گا کہ جس سے وہ کبھی بھی نہیں نکل سکے گا۔ وہ میرے پاس بیٹھی کہانی سن رہی تھی اور میں اس کی سنائی ہوئی کہانی پر غور کر رہا تھا لیکن جب اس نے میرا نام لیا تو میں کانپ کر رہ گیا کیا کیا وہ مجھے۔۔۔ مجھے۔۔۔ مجھ سے اس سے آگے کچھ بھی بولا نہیں گیا تھا۔ ہاں تم کو کبھی وہ وہی سزا دینا چاہتا ہے جو اس نے سوچ رکھی ہے وہ سزا کیا ہوگی نہ تم جانتے ہو نہ میں جانتی ہوں بس وہی جانتا ہے۔ یا قوت میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں اتنا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے ہو لیکن آج تک میں تم سے اس کا کھلم کھلا اظہار نہیں کیا ہے کیونکہ میں اپنی زندگی کو جانتی ہوں کہ جو بھی میری زندگی میں آیا وہ ہی برباد ہو گیا اور میں تم کو برباد نہیں کرنا چاہتی ہوں



میری حالت بہت ہی عجیب ہو رہی تھی پوری رات میں سو نہ سکا تھا رات بھر مجھے ماہ رخ کی باتیں یاد آتی رہی تھیں اس نے صاف کہہ دیا تھا کہ سائے کا مجھ پر نظر ہے وہ پوری طرح مجھ پر نظر رکھے ہوئے ہے وہ کبھی مجھ کی سرسکتا ہے کسی بھی وقت کچھ بھی کر سکتا ہے نہیں نہیں وہ مجھے کچھ بھی کہے گا میں ماہ رخ سے تمام رابطے ختم کر دوں گا مجھے ماہ رخ سے خوف سا آنے لگا کیونکہ اس کا پیار میرے لیے موت تھا میری زندگی کا خاتمہ تھا۔ اور میں ابھی ابھی۔۔۔ نہیں نہیں میں ماہ رخ کو چھوڑ بھی تو نہیں سکتا ہوں زندگی میں صرف اسے ہی پیار کیا ہے زندگی میں اگر کسی کو اپنی زندگی میں لایا ہوں وہ ماہ رخ ہی ہے وہ میرا پیار ہے اور پیار کبھی بھی کچھ بھی نہیں دیکھتا ہے موت کو کبھی نہیں دیکھتا ہے وہ مر جاتا ہے لیکن اپنا پیار امر کر جاتا ہے اور میں کبھی بھی بزدل نہیں ہوں گا کبھی بھی ماہ رخ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ چاہے وہ مجھے مار ڈالے میری زندگی کا خاتمہ کر دے میں نے دل میں پختہ فیصلہ کر لیا اور اس فیصلہ پر عمل کرنے کا بھی سوچنے لگا میں نے کاشف کو کال کر دی وہ ابھی سویا نہ تھا میں سمجھا تھا کہ وہ سو رہا ہوگا لیکن سویا کیوں نہ تھا میں نہیں جانتا تھا اس نے جہلو کہا تو میں نے سامنے لگے ہوئے کلاک میں ٹائم دیکھا رات کا ایک بج رہا تھا۔ تم جاگ رہے ہو میں نے اس کے بیلو کرتے ہی کہا۔ ہاں یار نیند نہیں آ رہی ہے اس کی کوئی وجہ میں نے جان بوجھ کر بات کو بڑھانا چاہا کیونکہ جو خوف اس وقت مجھ پر مسلط تھا میں اس سے نکلنا چاہتا تھا۔ وجہ کوئی بھی نہیں ہے سو یا تھا کہ اٹھ گیا پھر دوبارہ نیند نہیں آئی کئی سگریٹ چھوٹ چکا ہوں لیکن تم بھی تو جاگ رہے ہو تمہارے ساتھ کیا مسئلہ ہے اس نے مجھ سے سوال کر دیا۔ میں نے ایک سردی آہ بھری اور کہا۔ ہاں یار مجھے آج نیند نہیں آ رہی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اب کے بعد میں کبھی بھی رات کو نہ سو سکوں میری اس بات پر جیسے وہ اچھل پڑا تھا کیا کیا مطلب ہے تیرا۔ اس کی اس بات پر میں نے ایک بار پھر سردی آہ بھری اور کہا مجھے ماہ رخ نہیں سونے دے رہی میری اس بات پر اس نے کچھ غصہ دکھایا اور بولا تم سے کہا تھا کہ پیار میں اتنا آگے نہ بڑھنا کہ اپنی نیندیں بھی گنوا دو تم نے میری ایک نہ سنی اور اس کے پیار میں آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔

اب۔۔۔ اب۔۔۔ نہیں یار بات یہ نہیں ہے میں نے اس کو چپ کر دیا تو وہ بولا پھر کیا بات ہے۔ میری زندگی کو خطرہ ہے۔ کیا مطلب۔۔۔ وہ کچھ بھی نہ سمجھتے ہوئے بولا مطلب یہ کہ میری زندگی کو خطرہ ہے وہ کسی بھی وقت مجھے مار سکتا ہے۔ سکتا ہے کہ لفظ سن کر وہ اچھل پڑا کون ہے وہ جس سے تم خوفزدہ ہو بتاؤ مجھے دیکھنا ایک منٹ میں ہی اس کو ایسا سبق سکھاؤں گا کہ ہمیشہ یاد رکھے گا۔

اف یار تم نہیں سمجھو گے تم کبھی بھی نہیں سمجھو گے۔ وہ کوئی انسان نہیں ہے وہ جن ہے وہی سایہ ہے جو ماہ رخ پر عاشق ہے اس کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں ماہ رخ کو پسند کرتا ہوں اس سے پیار کرتا ہوں اس نے ماہ رخ کو کہہ دیا ہے کہ اس کو کہہ دو کہ وہ اپنی حد میں رہے ورنہ وہ کبھی بھی نہیں بچ سکے گا۔ میری بات سن کر اس نے ایک سرد آہ بھری۔۔۔ ہاں

مجھے کچھ شک پڑتا تھا کہ تیرے ساتھ ایسا ہونے والا ہے۔ کیا مطلب۔ میں نے نہ سمجھتے ہوئے کہا تو اس نے کہا کہ ہمارے گاؤں میں ایسا ہی ہوا تھا نعمان ایک لڑکی سے بہت پیار کرتا تھا وہ یہ بات نہیں جانتا تھا کہ لڑکی پر کوئی بھوت عاشق ہے پھر کیا تھا کہ نہ لڑکی زندہ بچی اور نہ ہی وہ لڑکا نعمان دونوں کی لاشیں ایک تاریک کنویں سے نکالی گئیں۔ اس کی کہانی سن کر میں اور زیادہ کانپ کر رہ گیا۔

تو بھی ناں۔ میں تم کو کچھ کہہ رہا ہوں اور تم مجھے ڈر رہے ہو۔ نہیں یار میں تم کو ڈر نہیں رہا ہوں بلکہ میں وہی کچھ کہہ رہا ہوں جو دیکھا تھا میں نے اپنی آنکھوں سے ان دونوں کی تاریک کنویں میں کھلی سرخی لاشیں دیکھی تھیں۔ مجھے دکھا اس بات کا ہے نعمان تو یہ نہیں جانتا تھا کہ اس لڑکی پر بھوت عاشق ہے لیکن تم کو تو پتہ تھا۔ اس کے باوجود بھی تم اس کے قریب ہوتے چلے گئے نہ صرف قریب ہوتے چلے گئے بلکہ اس کو اپنا مسٹر بنانے کی سوچیں سوچنے لگے جبکہ تم جانتے ہو کہ تم بھی اسی آفس میں کام کرتے ہیں ہم نے کبھی بھی نگاہ نہ کرنا مارا دیکھا ہے اور دیکھیں بھی کیسے ہمارے سامنے کنویں میں کھلی سرخی لاشیں ہیں اور ہم جان بوجھ کر خود کو کسی تاریک کنویں میں تو نہیں مرا ہوا دیکھنا چاہتے۔ اس کی باتیں سن کر بھانے کہ مجھے کچھ حوصلہ ملا بلکہ تو نے مجھے اور زیادہ ڈرا دیا ہے میں تو پہلے ہی اس کا تصور میں عکس اپنے کمرے میں محسوس کر رہا ہوں۔

اچھا اب سوچنا کچھ سوچتے ہیں اس بارے میں میں تم کو ایک بابا کا پتہ دوں گا بلکہ تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گا وہ جو بھی تم کو کہیں گے اس پر عمل کرنا۔ ٹھیک ہے ناں۔ اس نے جیسے سوال کیا۔ ہاں ٹھیک ہے۔ میں صبح تمہارے ساتھ ضرور چلوں گا اگر مجھے زندگی کے کچھ آثار دکھائی دیئے تو پھر میں ماہ رخ کو بھی ساتھ لے کر جاؤں گا۔ اوکے ٹھیک ہے اس نے کہا اور پھر ساتھ ہی فون بند کر دیا میں ایک سروراء بھر کر رہ گیا۔



ہم دونوں بابا کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے بابا کو اپنی تمام کہانی سنا چکے تھے۔ اور وہ کسی مراقبہ کی حالت میں تھے شاید ہماری سنائی ہوئی کہانی کے بارے میں کوئی چلہ کر رہے تھے۔ کافی دیر کی خاموشی کے بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں اور کہا یا قوت تمہاری زندگی کو اتنا خطرہ نہیں ہے لیکن ماہ رخ کی زندگی کو خطرہ ہے وہ پوری طرح خطرے میں ڈوبی ہوئی ہے بھوت کا پیارا انتقام میں بدل گیا ہے اب وہ اس کو صرف سزا دینا چاہتا ہے اس کے ماں باپ نے بہت بڑی غلطی کی تھی جو اس کو قید کر دیا تھا ان کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا میں تمہیں تعویذ دیتا ہوں تم پہن لینا اور ایک تعویذ ماہ رخ کو بھی پہنا دینا لیکن تعویذ کے باوجود میں اس کی حفاظت کی ضمانت نہیں دوں گا ہو سکتا ہے وہ بچ بھی جائے اور ہو سکتا ہے کہ وہ نہ بچ سکے۔ بابا کی باتوں سے مجھے کچھ تسلی ہوئی کہ مجھے وہ بھوت نقصان نہیں پہنچا سکتا لیکن اب مجھے ماہ رخ کی عزت پر غور ہونے لگی تھی اس کی موت میری نظروں کے سامنے گھومتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی دل درد سے پھٹا چار ہا تھا کہ میں نے پیار بھی کیا تو اس لڑکی سے جو ایک بہت بڑی اذیت میں مبتلا ہے لیکن دل کا کیا جائے یہ جس پر چاہے آجائے۔ ہم دونوں وہاں سے واپس نکل پڑے۔



آج ہی دن گزرا ہے مجھے کہ ماہ رخ گھر سے غائب ہو گئی۔ اس بات کا کسی کو پتہ نہ چلا تھا کسی نے بھی ہمیں نہ بتایا تھا وہ دونوں سے آفس نہ آئی تھی اور اس کے آفس نہ آنے پر میرے دل میں عجیب سے دوسرے جنم لینے لگے تھے یوں لگنے لگا تھا کہ جیسے وہ کسی مصیبت کا شکار ہو میں اس کے گھر جا پہنچا وہاں جا کر مجھے عجیب سے حیرانگی کا سامنا ہوا نہ صرف حیرانگی ہوئی تھی بلکہ دل کئی بار دکھ سے پھٹا بھی تھا گھر میں کوئی بھی نہ تھا نہ اس کی ماں نہ اس کا باپ نہ اور گھر خالی تھا حیرت تھی وہ کہاں چلے گئے تھے ماہ رخ سے ایسی امید نہ تھی وہ اگر جاتی بھی تھے کم از کم بتا کر جاتی لیکن میرا اس

وقت چکرانے لگا تھا جب مجھے ایک کمرے میں دو ڈھانچے پڑے ہوئے دکھائی دیئے وہ اس کے ماں باپ کے ڈھانچے تھے میں نے ان کو پہچان لیا تھا وہ وہی تھی ماہ رخ کے ماں باپ میرا دل ڈوبنے لگا آنکھوں سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ ماہ رخ ماہ رخ میرے حلق سے کھٹی کھٹی آوازیں ابھرنے لگیں میں اس کو پکارنے لگا میں جان گیا تھا کہ اس سامنے نے ان سب کو ختم کر دیا ہے خوف سے میرا پورا پورا پسینہ پسینہ ہونے لگا اور پھر میں گھر سے نکل آیا میرا رخ گھر کی طرف تھا جو کچھ میں نے دیکھا تھا یہ ایک بہت ہی خوفناک منظر تھا اس سے خوفناک منظر میرے لیے اور کیا ہو سکتا تھا میں رو بھی نہیں سکتا تھا آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں ماہ رخ کا حسین اور ڈراؤنا سا چہرہ بار بار نظروں سامنے آنے لگا۔ وہ مجھے پکارتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو یا قوت دیکھو اس نے مجھے مار دیا ہے میں مرنا نہیں چاہتی تھی تمہارے ساتھ جینا چاہتی تھی ہمیشہ کی زندگی لیکن دیکھو اس نے مجھ سے میری زندگی جین لی تمہارا ساتھ جین لیا ہے اس نے ایسا کرنا تھا اور وہ ایسا کر گیا ہے مجھانے کیسے میری آنکھوں کے قطر پھٹنے لگے میری آنکھیں بننے لگے میں کسی کزور عورت کی مانند زور زور اور چھوٹ چھوٹ کر رونے لگا اور روتا ہی چلا گیا دوسرے دن میں نے ارشد اور کاشف کو قیام بتا دی میں نے اس کو بتا دیا۔ میں نے کہہ دیا کہ میں اس کے گھر گیا تھا اس کے گھر میں دو ڈھانچے مجھے دکھائی دیئے ہیں جو اس کے ماں باپ کے تھے اور وہ گھر سے غائب تھی کبھی وہ کبھی کسی دیرانے میں مری ہوگی اس کا ان جیسا وہاں نہیں پڑا ہوگا۔ ان کو میری بات سن کر شدید دکھ ہوا دلوں کو جھکا لگا اور پھر میرے ساتھ وہ ان کے گھر گئے میں ان کو اس گھر سے میں لے گیا جہاں ماہ رخ کے ماں باپ کے ڈھانچے میں نے دیکھے تھے لیکن وہاں کچھ بھی نہ تھا نہ ڈھانچے اور نہ ہی ان کے جسموں کی کوئی نشانی وہ یہاں ہی پڑے تھے میں نے خوف سے کہا میں نے ان کو یہاں دیکھا تھا اب نہیں ہیں ہو سکتا ہے کسی نے ان کو دفن کر دیا ہو۔ کئی میں بھی مکمل سکوت تھا جیسے وہاں کے لوگوں کے دلوں میں ان کے مرنے کا گہرا احمد اور خوف ہو ہم گھروں کو چلے گئے۔



مجھے ایک بل بھی سکون نہ تھا ماہ رخ مجھے کہیں بھی دکھائی نہ دے رہی تھی وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی تھی ہمیشہ کے لیے چلی گئی تھی مجھے ہمیشہ کے لیے تنہا کر گئی تھی میں اس کو ڈھونڈنا چاہتا تھا لیکن کہاں ڈھونڈنا تھا نہ وہ غیبت سا یہ اس کو کہاں لے گیا تھا کس دینا میں نے کیا تھا اور وہ زندہ بھی تھی یا نہیں۔ میں کچھ بھی نہ کر سکتا تھا پھر یکدم مجھے امید کی کرن دکھائی دی وہی بزرگ جس سے میں نے تعویذ لیے تھے جس کے پاس کاشف مجھے لے کر گیا تھا اس کا چہرہ میری نظروں سامنے گھوما میں نے اس کے پاس جانے کا فیصلہ کر لیا اور صبح سویرے ہی میں تمہا اس کے ٹھکانے پر چلا گیا میرا چہرہ سرفنی سے خالی تھا پیلا پن چہرے پر واضح تھا وہ مجھے دیکھتے ہی سب کچھ گئے۔ وہ جان گئے کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں لیکن اس کے باوجود بھی انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے سب کچھ بتا دیا جو دیکھا تھا ان کے گوش گزار دیا میری باتیں انہوں نے حسب عادت بہت ہی غور سے سنیں اور پھر اسی طرح مراعاتے میں چلے گئے کافی دیر تک وہ اسی حالت میں رہے اور میں خاموش بیٹھان ان کی اصل کیفیت میں آنے کا انتظار کرتا رہا وہ تقریباً ایک گھنٹہ بعد سر کو جھکا دینے کے بعد آنکھیں کھولنے کے بعد مجھے دیکھنے لگے۔ یا قوت وہ مری نہیں ہے زندہ ہے لیکن شہر سے وہ بہت دور ہے ایک ویران ہے جہاں وہ موجود ہے ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں سے کبھی بھی واپس نہ آئے اگر تم چاہو تو تم اس کو واپس لاسکتے ہو۔ اسے اس وقت کسی انسان کے سہارے کی ضرورت ہے یقیناً تمہارے سہارے کی ضرورت۔

ہاں بابا میں جاؤں گا میں اس کے پاس جاؤں گا میں اس کو واپس لے کر آؤں گا لیکن کسی سامنے سے لڑنا میرے اس کی بات نہیں ہے اگر وہ کسی انسان کے قبضے میں ہوئی تو میں اسے جان بھی مار سکتا تھا اس سامنے کو میں کیسے مار سکتا ہوں وہ بتاتی تھی کہ وہ دھواں تھا اس کا کوئی وجود نہ تھا وہ سفید دھواں تھا اس کو تو نہ پکڑا جا سکتا ہے نہ قابو کیا

جاسکتا ہے اور نہ ہی مارا جاسکتا ہے۔ نہیں بنادو دھواں ضرور ہے لیکن اس کو پکڑا بھی جاسکتا ہے اس کو مارا بھی جاسکتا ہے۔ وہ کیسے بابادہ کیسے میرے دل میں بے چینی سی اٹھنے لگی علم کے ڈر لینے۔ تمہیں ایک چلہ کرنا ہوگا۔ چلہ کا نام کن کر میرا دل الجھ سا گیا کیونکہ میں نے چلوں کے بارے میں بہت کچھ سنا رکھا تھا کہ چلے کوئے ڈالوں کو بہت ہی ڈراؤنی شکلیں دیکھنے کو ملتی ہیں اور میں جانتا تھا کہ میں کسی بھی ڈراؤنی شکل کو دیکھ نہ سکوں گا مجھے تو ان کے نام سے بھی خوف آتا تھا۔ میں نے کہا بابا میں یہ سب نہیں کر پاؤں گا مجھے بہت خوف آتا ہے میری بات سن کر وہ کچھ سوچنے لگے اور بولے ٹھیک ہے میں خود ہی کچھ کرتا ہوں۔ تم بے فکر ہو اگر میرے عمل میں کوئی دم ہوا تو میں اس کو واپس لے آؤں گا اگر وہ سایہ میرے علم سے بھاری ہوا تو پھر شاید میں کچھ بھی نہ کر سکوں گا۔ ان کی باتیں سن کر مجھے کچھ سکون سا ہوا میں نے کہا بابا جی آپ ہی اس کو بچا کر میرے پاس لاسکتے ہیں۔

وہ بولے تم جاؤ اور وہ خود ہی تمہارے پاس آجائے گی میں کوئی ایسا کام کرتا ہوں کہ وہ جہاں بھی ہے جس بھی جگہ پر ہے وہاں سے اس کو واپس لے آؤں گا تم جاؤ اور ساتھ ہی مجھے پھر سے تعویذ دینے اور کہاں کو گئے سے بھی بھی مت اتارنا ہو سکتا ہے کہ سایہ تم پر ایسا ہی کوئی وار کرے جیسا انہی نے ماہ رخ کے گھر والوں پر کیا ہے اس پر کیا ہے میں نے وہ تعویذ پہن لیے اور گھر آگیا۔



آج ایک مہینہ بعد وہ مجھے دکھائی دی تھی یہ رات کا وقت تھا مجھے کہیں بھی سکون نہ مل رہا تھا میں اس کے بغیر کچھ بھی دکھائی نہ دے رہا تھا اور میں اس کی سوچوں میں ڈوبا ہوا دریا کنارے چلا گیا تھا جو شہر سے باہر تھا اور اس کے ارد گرد ویرانہ تھا یہ نہیں مجھے وہاں جاتے ہوئے کیوں خوف نہ آتا تھا وہ مجھے وہاں دکھائی دی تھی اس کا سن چھن گیا تھا چہرہ زرد ہو گیا تھا جسم لاغر انسان کی طرح کمزور ہو گیا تھا میں اس کو پہچان بھی نہ سکا تھا اس کو دیکھ کر میرا دل اچھل پڑا تھا ماہ رخ تم آگئی میں جانتا تھا کہ تم ضرور آؤ گی۔ وہ کچھ بھی نہ بولی تھی بس غالی غالی نظروں سے مجھے دیکھتی چلی گئی اس کی آنکھوں میں اس وقت جیسے صرف میں ہی تھا۔ یا قوت۔ وہ بہت ہی مشکل سے بولی اس کی آواز دھمک رہی تھی۔ مجھے ایک بار ڈالو مجھے مار ڈالو اس کے الفاظ سن کر میں کانپ کر رہ گیا یہ وہ کیا کہہ رہی تھی ماہ رخ ماہ رخ ہوش کرو تم نہیں جانتی ہو کہ تم کیا کر رہی ہو میری بات پر اس نے ایک گہری سانس لی اور بولی تم نہیں جانتے میں کس اذیت سے گزر رہی ہو میرے جسم کو آگ لگی ہوئی ہے میرا جسم جل رہا ہے میں تپ رہی ہو جھلس رہی ہو دھیرے دھیرے مر رہی ہوں اور ایسی موت میں مرنا نہیں چاہتی ہوں جھلس جھلس کر میں مرنا نہیں چاہتی ہوں مجھے مار ڈالو خدا کے لیے مجھے مار ڈالو میں اس اذیت سے چھٹکارا چاہتی ہوں۔ ماہ رخ تم پاگل ہو گئی ہو تم ایسی باتیں نہ کرو دیکھا تمہاری جدائی نے میرا کیا حال کر دیا ہے تم کیا سمجھتی ہو کہ تمہارے بغیر میں جی سکوں گا ہرگز نہیں آؤ میرے ساتھ میں تمہیں اپنے گھر لے چلتا ہوں اب وہ تم کو مجھ سے بھی بھی چرانے کے گامیں اس کے لیے ایک دیوار بن جاؤں گا میں نے بہت ڈر لیا ہے بہت خوف کھالیا ہے لیکن اب ایسا نہیں کروں گا میں تمہارے لیے موت سے بھی لڑوں گا۔ میں جو جو میرے منہ میں آتا گیا اس سے کہتا گیا وہ میری تمام باتیں بہت ہی خاموشی سے سنی رہی شاید وہ جان لیتی تھی کہ میں کچھ بھی جھوٹ نہیں کہہ رہا ہوں

ہاں تمہاری حالت دیکھ لی ہے اور جان لیا ہے کہ تم مجھ سے بہت ہی زیادہ پیار کرتے ہو اتنا شاید میں بھی نہ کرتی ہوں گی اور بھلا میں پیار کی انتہا کو پہنچوں گی بھی جب بھی تمہارے زیادہ سوچتی ہوں تو تمہاری موت میری نظروں سامنے کھو بیٹھتی لگتی ہے وہ سایہ دکھائی دینے لگتا ہے جو جس کے گہراتے ہوئے دونوں ہاتھ تمہاری گردن میں دھکتی ہوں میں تپ جاتی ہوں اور اپنے پیار کو کڑو کر لیتی ہوں میں نہیں چاہتی ہوں کہ تم مردا کرتے ہو مگر تم میری قبر پر پھول

کون چڑھائے گا مجھے یاد کون کرے گا۔ میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا پاگلوں کی طرح جو منہ میں کہہ دیتی ہوں تمہیں کچھ بھی نہ ہوگا اور نہ ہی مجھے کچھ ہوگا یہ دیکھو میں نے گلے میں ہاتھ ڈالا اور اپنا تعویذ پڑھ لیا اور اس کو دکھایا یہ تعویذ مجھے مرنے نہیں دے گا وہ چاہے جتنا بھی طاقتور ہے مجھے کچھ بھی نہیں کہہ سکے گا۔ میری بات سن کر اس نے ایک گہری سانس لی پھر مسکرا دی۔ وہ کیوں مسکرائی تھی میں نہ جان سکا۔ اس نے میرا ہاتھ تھام لیا۔

یا قوت مجھے خود سے جدا نہ کرنا میں تمہارے بغیر جی نہیں پاؤں گی بہت پیار کرتی ہوں تم سے۔ اظہار نہ کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تم کو چاہتی نہیں ہوں بہت چاہتی ہوں ہاں یا قوت تمہیں بہت چاہتی ہوں۔ میرا ایک کام کرو گے میری ایک خواہش کو پورا کرو گے۔

ہاں ہاں بولو۔ ایک تو کیا ہزاروں خواہشوں کو پورا کروں گا تم کہہ کر دیکھو۔ میری بات سن کر اس نے اپنا چہرہ اٹھا کر میری طرف دیکھو مجھے اپنا نام دے دو مجھے اپنا لومرتے ہوئے میں تمہاری ہو کر مرنا چاہتی ہوں۔ اس کی بات سن کر میں ہنس دیا۔ جی چاہا کہ اس کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ لوں اور کہوں ہاں ماہ رخ میں تم کو کبھی بھی تنہا نہیں ہوتے ہوئے دیکھنا میں تم کو اپنانے میں ایک منٹ کی بھی تاخیر نہیں کروں گا۔



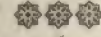
آج میں نے اس سے نکاح کرنا تھا نہ صرف اس کے دل کی حسرتوں کو پورا کرنا تھا بلکہ اپنے دل کی بھی حسرتوں کو پورا کرنا میں اسے اپنا چاہتا تھا اور سب کچھ میں نے اپنے دوستوں کا شرف اور ارشد کو بتا دیا تھا ان کو بتا دیا تھا کہ وہ واپس آگئی ہے اور میں اس کو اپنانا چاہتا ہوں۔ وہ گئی کہاں تھی۔ کا شرف نے پوچھا وہی سایہ اس کو اٹھا کر لے گیا تھا اور جانتے ہو کہ وہی بزرگ اس کو لے کر آئے ہیں انہوں نے مجھے کہا تھا کہ میں فکر مند ہوں نہ ہوں وہ اس کو لے کر آئیں گے اور پھر وہ اس کو لے آئے۔ پورا دن گزر گیا تھا لیکن وہ نہیں آئی تھی حالانکہ اس نے کہا تھا کہ وہ صبح اس سے بھی پہلے آجائے گی لیکن کیا وجہ تھی کہ وہ کیوں نہیں آئی تھی میں نے اس کو فون کیا تھا اور کہا تھا ماہ رخ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں تم کہاں ہو دیکھو میں تم کو اپنانا چاہتا ہوں سب تیاری کر رہی ہے بس تمہارا ہی انتظار ہے میری بات پر وہ ایک آہ بھر کر رہ گئی تھی بولی یا قوت۔ ہو سکتا ہے کہ میری یہ خواہش کبھی بھی پوری نہ ہوگی کبھی بھی تمہارے نام کی مہندی میرے ہاتھوں کو نہ لگے گی، لیکن کیوں کیا ہوا ہے تم ہو کہاں۔ میں پتہ نہیں میں کہاں ہوں لیکن اتنا جانتی ہوں کہ اس کا لہرانا ہوا جو مجھے اپنے قبضے میں لئے ہوئے ہے نہ تو میں چل سکتی ہوں اور نہ ہی تمہارے پاس پہنچ سکتی ہوں اف خدا یا اس کی بات سن کر میں کانپ گیا ماہ رخ مجھے صرف اتنا بتا دو کہ تم ہو کہاں پھر دیکھنا میں تم تک کیسے پہنچتا ہوں تمہیں کیسے اپنانا ہوں میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ تم میرے گھر میں رہو لیکن تم نے نہ مانی اپنے گھر جانے کی ضد کی اور پھر چل گئیں۔

یا قوت میں کوشش کر رہی ہوں کہ اس کے چنگل سے باہر نکل سکوں بس تم اسی طرح میرا انتظار کرتے رہنا میں آؤں گی اور ضرور آؤں گا مجھے تم کو اپنانا ہے تمہارے نام کی مہندی کو اپنے ہاتھوں میں سجانا ہے وہ جذباتی ہو گئی تھی یکدم ہی جذباتی ہو گئی تھی یہ مجھے کب تک روکے گا کب تک اپنا چہرہ مجھ پر لگائے گا جب بھی یہ کچھ لحظات کے لیے مجھ سے دور ہوا میں اڑتی ہوئی تمہارے پہلو میں آ جاؤں گی تم میرا پیار ہو۔ ہاں ہاں یا قوت تم میرا عشق ہو۔ وہ یہ بات چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی جیسے وہ سارے کوسنا رہی ہو۔

ہاں اس نے ایسا ہی کیا تھا آج وہ اپنے جذبات کی رو میں بہہ گئی تھی آج اس نے کھلم کھلا اظہار کر دیا تھا یا قوت تم میرے ہو ہاں میرے اور سن لو ماہ رخ تمہاری ہے صرف تمہاری یہ سب ہی سن رہے ہیں وہ بھی سن رہا ہے جس نے مجھے قبضے میں لے رکھا ہے اور یہ سب میں اس کوسنا رہی ہوں اس کو بتا رہی ہوں کہ مجھے اس سے نفرت ہے شدید نفرت

وہ چاہے مجھے جان سے بھی مار ڈالے میں کبھی بھی اس کو اپناؤں گی نہیں مری جاؤں گی لیکن اس کو کبھی بھی نہیں اپناؤں گی یا قوت یہ غیثت سایہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے میں اس کی یہ خواہش کبھی بھی پوری نہیں کروں گی اور کئی سالوں سے میں خود سے لڑ رہی ہوں اگر یہ میری جان لیتا ہے تو لے لے مجھے مارنا چاہتا ہے تو مار ڈالے لیکن میں اس کی یہ خواہش پوری نہیں کروں مجھے تم چاہیے ہاں یا قوت مجھے تم چاہیے۔ اور میں ایسا ہی کر کے مروں گی چاہے اس وقت مجھے موت سے کبھی لڑنا پڑا تو میں لڑوں گی اس کے ساتھ ہی اس کی ایک گونجتی ہوئی چیخ سنائی دی تھی بس پھر خاموشی چھا گئی فون بند ہو گیا تھا۔ وہ نہیں آئے گی ہاں وہ آج نہیں آئے گی وہ کب آئے گی مجھے اس کے انتظار کرنا ہوگا میں خودی سے باتیں کرنے لگا۔ یا قوت یا قوت۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو وہ کیوں نہیں آئے گی۔

تم نے تو کہا تھا کہ وہ صبح ہم لوگوں سے بھی پہلے پہنچ جائے گی اور اب تو وہ پہر بھی ڈھلتی جا رہی ہے بتاؤ کیا کہا اس نے کاشف نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ وہ سائے کی قید میں ہے۔ بس اب میں چپ نہیں رہوں گا مجھے اس تک پہنچنا ہے اس کو اس سائے سے نجات دلانی ہے وہ مصیبت میں مبتلا ہے اور میں میں کتنا رہا ہوں کہ اس کی مدد بھی نہیں کر پا رہا ہوں محبت کے دعوے کرتا جا رہا ہوں یہ بہتا جا رہا ہوں کہ میں اس کے بغیر مری جاؤں گا لیکن کہ کچھ بھی نہیں رہا ہوں مجھے اب چپ نہیں رہنا ہے اس کو اس اذیت سے چھٹکارا دلانا ہے۔



میں ایک دشت پر خار میں کھڑا تھا یہاں ہر طرف سوکھا پن تھا کسی بھی درخت کی کسی بھی شاخ میں کوئی بھی برا پتا نہیں تھا ہر سو پھیلی ہوئی ایک دشت تھی خوفناک دشت۔ بابا نے مجھے یہاں ہی آنے کو کہا تھا اور میں کئی دنوں کی مسافت کے بعد یہاں تک پہنچا تھا کیسے کیسے پہنچا تھا یہ ایک الگ کہانی تھی اور میں اس کہانی کو سناتا نہیں چاہتا ہوں یوں سمجھ لو کہ میرا جنون مجھے یہاں تک لے آیا تھا بابا نے ہر طرح کا حساب لگا کر کہا تھا ماہ رخ یہاں ہی اس دشت پر خار میں ہے وہ سایہ اس کو یہاں ہی لے آیا ہے۔ ماہ رخ ماہ رخ۔ میں نے آواز لگائی میں جانتا جا رہا تھا کہ واقعی وہ یہاں ہی موجود ہے ناں۔ ہاں وہ یہاں ہی تھی میری آواز کے جواب میں میں نے یہاں پہنچی ہوئی لپٹل دیکھی تھی ہر چیز کو کانپتے ہوئے دیکھا تھا سب کچھ میری نظروں سامنے ہو رہا تھا سب کچھ میں دیکھ رہا تھا درختوں کے سوکھے پتے جھڑنے لگے تھے سخت زمیں کے اندر دھنسے ہوئے کانٹے سر اٹھانے لگے تھے۔ سب کچھ بہت ہی دشت ناک دکھائی دے رہا تھا لیکن میں خود پر حیران تھا کہ مجھے کسی بھی چیز سے ڈرا بھی خوف نہ آ رہا تھا میں ہر چیز کا مقابلہ کرنے کو تیار تھا چاہے وہ موت ہی کیوں نہ ہوئی۔ کچھ ہی دیر میں ایک سایہ لہرایا۔ وہ بہت دور تھا لیکن اس کا رخ میری ہی طرف تھا وہ تیزی سے میری طرف اڑتا ہوا آ رہا تھا میری نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں میں جان گیا تھا کہ یہ وہی سایہ ہے جو میری ماہ رخ کا ٹھکانہ کر لایا ہے ماہ رخ نے جج کہا تھا کہ وہ لہراتا ہوا دھواں عام دھواں نہیں ہے اس میں دنیا بھر کا زہر پوشیدہ ہے دنیا بھر کا خوف ڈھکا ہوا ہے وہ آج میرے سامنے تھا میں اس کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے میرے گرد دو چکر کائے اور پھر میرے سامنے اپنا وجود اپنانے لگا میری نظریں اسی پر جمیں اس کو دیکھے جا رہا تھا۔ اور پھر کچھ ہی دیر بعد میرے سامنے ایک کالا سیاہ انسانی وجود کھڑا تھا افاقہ خدا ایتنا بھانک شکل کہ میں دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا اس کے دانت ہونٹوں سے باہر تک آئے ہوئے تھے آنکھیں انکاروں کی مانند تھیں چہرہ حد سے زیادہ بھدا تھا۔

تم نے یہاں آ کر بہت بڑی غلطی کی ہے ہاں بہت ہی بڑی غلطی اس کی گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔ نہیں میں نے کوئی بھی غلطی نہیں کی ہے وہی کیا ہے جو مجھے کرنا چاہیے تھا۔ تمہارے مجھ میں اتنی بہت کیسے آگئی تھی کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا اور پھر کہتا ہی چلا گیا۔ ماہ رخ میری جان سے میری زندگی ہے میری سانسوں میں ڈورتی ہے اور سب سے

بڑھ کر وہ بھی مجھے حد سے زیادہ چاہتی ہے اس کے دل میں میں مبتلا ہوں وہ میری پوجا کرتی ہے تیری طرح وہ مجھ سے نفرت نہیں کرتی ہے اور نہ ہی میں اس پر قبضہ جما کر اس کو بے بس کرنا چاہتا ہوں۔ تم اپنی طاقت اسے دکھانا چاہتے ہو اور یہ طاقت ہمیشہ کے لیے نہیں ہوتی ہے بڑی سے بڑی طاقت بھی موت کے ہاتھوں بے بس ہوتی ہے تمہاری بھی طاقت بے بس ہو جائے گی تو نے انسان کو کمزور سمجھا ہوا ہے جبکہ انسان کمزور نہیں ہے انسان ہی سب سے بڑی طاقت ہے۔ یہ سب ایسی باتیں تھیں جو خود بخود میرے منہ سے نکلتی جا رہی تھیں۔

وہ میری باتیں سنتا جا رہا تھا اور پھر اس کے منہ سے قہقہے نکلنے لگے۔ تم تم مجھے دھکیلاں دے رہے ہو تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں میرا نام دریکولہ ہے۔ میرا جسم دیکھ رہے ہو ناں تمہیں بالکل دریکولوں جیسا دکھائی دے رہا ہے ناں۔ میرے جسم پر کسی سیاہ ریچھ کی طرح بال تم کو نظر آ رہے ہیں وہ باہر کو نکلے ہوئے دانت دکھائی دے رہے ہیں یہ عام جن بھوتوں کو نہیں ملتے ہیں یہ ان کو ملتے ہیں جو اپنے اندر زمانے بھری طاقت رکھتے ہوں اور میں۔ میں سردار ہوں اپنے علاقے کا سردار ہزاروں جنات میرے خادم ہیں سب میرا نام سنتے ہی کانپ جاتے ہیں اور تم تم ایک معمولی سے انسان اتنا کچھ کہہ گئے وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے ہاں میں جانتا ہوں اور کئی سالوں سے جانتا ہوں لیکن مجھے اس کی نفرت کی پروا نہیں ہے مجھے وہی کرنا ہے جو میں کر رہا ہوں تم کہہ رہے ہو کہ انسان میں سب سے زیادہ طاقت ہے آدیکھ انسان میں کتنی طاقت ہے وہ بھی انسان ہی ہے ناں آدیکھ وہ میرے ہاتھوں کتنی بے بس ہے زندگی کو ترس رہی ہے جینا چاہتی ہے لیکن شاید وہ میرے ہاتھوں خراب خراب کر جان دے دے۔

اتنا کہہ کر وہ ایک طرف کوچل دیا میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا جوابات اس نے کہہ دی تھی اس بات نے مجھے اندر تک ہلا کر رکھ دیا تھا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ اس نے ماہ رخ کے ساتھ کیا کچھ کیا ہوا ہے چلتے چلتے وہ ایک جگہ جا کھڑا ہوا۔ اور بولا کچھ نظر آیا میں ارگرد آگے پیچھے دیکھا لیکن مجھے کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ میں نے کہا کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا ہے لگتا ہے کہ تمہارے پاس کوئی بھی طاقت نہیں ہے تم خواہ خواہ مجھے پریشان کر رہے ہو میری بات سن کر اس کے منہ سے قہقہے بلند ہونے لگے۔

تمہیں سب کچھ دکھائی دے رہا ہے تم سب کچھ ہی دیکھ سکتے ہو وہ دیکھو۔ ابھی یہ کہا تھا کہ میرے سامنے کی زمین جھننے لگی اس میں دراڑیں پڑنے لگیں۔ اور پھر مٹی روئی کی مانند اڑنے لگی یہ سب کچھ مجھے حیران کر دینے والی بات ایک انہونی بات تھی جو میں دیکھ تھا مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ یہ اتنا کچھ کر سکتا ہے منظر بھی ایک حیران کن تھا ایک قبر کی مانند گھڑا بنے لگا تھا میری نظریں اسی جانب جمی ہوئی تھیں مٹی ہوا میں ایسے اڑ رہی تھی جیسے کوئی تیز آندھی چل رہی ہو کچھ بہت انہونا لگ رہا تھا سبھی کچھ بہت ہی اٹھالگ رہا تھا۔ اور پھر سارا منظر رک گیا قبر تیار ہو گیا مجھے ماہ رخ اس میں لپٹی ہوئی دکھائی دی اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں وہ مجھے دیکھ رہی تھی۔

ماہ رخ۔ میرے منہ سے اس کا نام نکل گیا یا قوت مجھے بحالو یہ مجھے مار دے گا ہاں یہ مجھے مار دے گا اس کو میری زندگی سے ڈرا بھی مرو کار نہیں ہے اس کو میرے جینے سے کوئی بھی مطلب نہیں ہے یہ مجھ سے اپنی نفرت کا بدلہ لینا چاہتا ہے جو میں اس سے کرتی ہوں۔ اس کی آواز لڑنے لگی تھی نہیں ماہ رخ میں ایسا کچھ بھی نہیں ہونے دوں گا ہاں تمہیں کچھ بھی نہیں ہونے دوں گا اتنا کہ میں نے یکدم قبر میں چھلا لگا دی اور اسکو اٹھا کر قبر سے باہر نکال لیا یہ سب کچھ میں اس قدر جلدی اور اچانک کیا تھا کہ میرے سامنے لہراتا ہوا دریکولہ کا لہراتا ہوا سایہ بھی حیران رہ گیا میں نے دیکھا کہ اس کے چہرے کے رنگ بدلنے لگے وہ مجھے یوں گھور رہا تھا کہ جیسے میں نے اس کے ساتھ بہت ہی غلط کیا ہو ہاں بہت ہی غلط۔ اس کا لہراتا ہوا جسم میرے سامنے بننے لگا اور ایک سیاہ دریکولہ میرے سامنے کھڑا تھا جو اپنی سرخ آنکھوں سے گھور رہا تھا مجھے اس سے خوف آنے لگا۔

ماہ رخ میری ہانہوں میں تھی میں اسے اٹھائے ہوئے تھا وہ مجھے گھور رہا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ یہاں سے بھاگ جاؤں ماہ رخ کو ایسے ہی اٹھائے ہوئے بھاگ جاؤں لیکن ایسا کرنا میرے لیے بہت مشکل تھا بہت ہی مشکل لیکن پھر یکدم جو کچھ ہوا وہ مجھے حیران کر دینے کے لیے کافی تھا اس کے جسم میں دراڑیں پڑنے لگیں وہی ہی دراڑیں جو میں نے کچھ دیر قبل زمین پر پڑتی ہوئی دیکھی تھیں اس کا جسم چھوٹے چھوٹے ذروں میں بدلنے لگا زمین پر اس کے جسم کا ایک ڈھیر لگنے لگا۔ یا قوت تم نے اس کو چھو کر مجھے مات دے دی ہے ہاں بری طرح سے مات میرے سارے ظہم کو ختم کر دیا ہے لیکن میں مرنے سے بچ گیا ہوں ہاں میں مرنا نہیں ہوں اگر میں مر جاتا تو ایک طوفان یہاں بیت جاتا میں بہت جلد پھر آؤں گا ہاں بہت ہی جلد آؤں گا۔ اتنا کہہ کر وہ پورے کا پورا ذروں میں بٹ گیا۔ میری آنکھیں خوشی سے پھیلنے لگیں۔

ماہ رخ۔ ماہ رخ دیکھو میں نے تم کو اس درندے کے ہاتھوں سے بچا لیا ہے ہاں میں نے تم کو اس کے ہاتھوں سے بچا لیا ہے میں کامیاب ہو گیا ہوں اب میں بھی تم کو اس کے حوالے نہیں کروں گا میں بھی نہیں۔ وہ میری طرف دیکھ رہی تھی اسکی آنکھوں میں آنسو تھے میں جانتی تھی کہ مجھے یہاں سے کوئی بھی بچانے نہیں آئیگا لیکن تم آگئے۔ تم کو اتنا ہی چاہیے تھا میری زبان گو کہ بدنتی لیکن میرے دل سے میرے حلق سے آوازیں اٹھ رہی تھیں میں تم کو پکار رہی تھی تم کو اپنی مدد کے لیے بلارہی تھی۔

یا قوت مجھے یہاں سے لے چلو مجھے یہاں سے بہت خوف آرہا ہے ہاں بہت ہی خوف آرہا ہے میرا یہاں دم گھٹ رہا ہے۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے میرا چہرہ پکڑتے ہوئے کہا۔ ہاں ماہ رخ تمہیں یہاں سے نکالنے کے لیے تو آیا ہوں۔ یہاں سے لے جانے کے لیے تو آیا ہوں اتنا کہہ کر میں نے اس کو نیچے اتار دیا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک طرف کو دوڑ پڑے ہم کس طرف جارہے تھے ہم کو کوئی بھی خبر نہ تھی لیکن ہم جانتے تھے کہ جس طرف بھی جارہے ہیں تم ازمنہ اس دہشت پر خار سے تو باہر نکل سکیں گے۔ اس کے بھاگنے کا انداز تیز نہ تھا وہ جھکی جھکی سی تھی وہ بھوک سے مذہال تھی پتہ نہیں کہتے دنوں سے اس نے اس کو بھوکا رکھا ہوا تھا وہ گرہی۔ یا قوت مجھے سے نہیں چلا جاتا وہ ردی اور ساتھ ہی ادھر ادھر دیکھنے لگی مجھے اس سے خوف آرہا ہے وہ آجائے گا ہاں وہ آجائے گا مجھے پھر سے اٹھا کر لے جائے گا وہ مجھے اذیتیں دینا چاہتا ہے مجھے نفرت کی سزا دینا چاہتا ہے وہ وہی کچھ کرنا چاہتا ہے جو اس نے میرے بارے میں سوچ رکھا ہوا ہے وہ ظالم ہے حد سے بڑھ کر ظالم۔ نہیں ماہ رخ تم اب ذرہ بھی اس سے نہ رو تم نے دیکھا نہیں ہے کہ اس کا جسم دراڑوں میں بٹ گیا تھا اس نے کہہ دیا تھا کہ میں نے اس کو مات دے دی ہے وہ دوبارہ آئے گا لیکن کب آئے گا یہ پتہ نہیں ہے لیکن اتنا تو پتہ ہے کہ وہ اتنی جلدی نہیں آئیگا۔ واپس آنے کے لیے اس کو کچھ عرصہ تو لگے گا ناں تو پریشان نہ ہو میں آگیا ہوں ناں میں تیرے ساتھ ہوں اگر اب وہ مارے گا تو پہلے مجھے مارے گا پھر تمہیں مارے گا اپنی زندگی میں میں تم کو مرے نہیں دوں گا۔ ہاں کبھی بھی مرنے نہیں دوں گا یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔ میں نے اس کو دھڑسارے دلا دے دے اور وہ مطمئن ہو گئی۔

میں نے ایک بار پھر اس کو اپنے بازوؤں میں اٹھالیا میں خود بھی چاہتا تھا کہ اس دہشت پر خار سے جتنی جلدی ہو سکے نکل سکوں جب تک یہاں ہوں اس کے آنے کا ڈر لگا رہے گا اور میں اس کا دل میں رکھنا نہیں چاہتا تھا میں چلتا چلا تھا وہ میرے ہاتھوں میں جھونکی رہی ایک لمبا سفر تھا جو میں نے اس کو اٹھا کے کیا دہشت پر خار ختم ہو گیا میں اس کو اس دیرانے سے باہر لے آیا ہم دونوں ہی اب پرسکون تھے جہاں پہنچے تھے وہاں ہر طرف ہریالی تھی ہر طرف ہنرہ زار تھا پھلوں سے لدے ہوئے درخت تھے۔ جو زمین تک جھکے ہوئے تھے ہم کھڑے ہو کر تو کیا لیت کر بھی ان پھلوں کو چھو سکتے تھے کھاتے تھے سوہم نے ایسا ہی کیا تھا یہ خدا کی قدرت تھی کہ ان میں نہ صرف کھانے کا مزا تھا بلکہ پانی کا اثر

بھی موجود تھا ہم ان کو نچوڑتے تو پانی سے ہاتھ بھر جاتا جو ہم پیئے۔ اور جلد ہی ہم دونوں میرا بھوکے ہو گئے ہمارے بھوکے پیاس مٹ گئی پھلوں کے پھلکوں کا ایک ڈھیر ہمارے سامنے لگ گیا تھا جو ہم نے کھائے تھے پھر وہ چلنے لگی اب وہ تھک نہیں رہی تھی بلکہ میرے ساتھ ساتھ شانہ بشانہ چل رہی تھی۔



ہم اپنے شہر میں موجود تھے ایک طویل اور تھکا دینے والا سفر طے کر کے ہم یہاں تک پہنچے تھے۔ وہ بہت خوش تھی حد سے زیادہ خوش۔ یا قوت۔ وہ بولی میں اب تمہا نہیں رہنا چاہتی ہوں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں ہاں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ مجھے اپنی دلہن بنا لو میری یہ خواہش پوری کر دو۔ دل میں بہت ارمان ہیں تمہاری دلہن بننے کے میں نہیں چاہتی کہ میرے ارمان دل میں ہی دن ہو کر رہ جائیں اور میں خود بھی دفن ہو جاؤں۔ نہیں ماہ رخ نہیں اب تم دفن نہیں ہوگی کبھی بھی نہیں ہوگی۔ تمہاری یہ خواہش میں جلد ہی پوری کروں گا میں اپنے دوستوں کو بتا دوں گا کہ میں تم کو ڈھونڈ لایا ہوں وہ جانتے ہیں کہ تم کہہ کر وہ تم کو اٹھا کر لے گیا ہے جس دن تم نے مجھ سے شادی کرنی تھی اسی دن تم غائب ہو گئی اور ہم سب تمہارا انتظار کرتے رہ گئے۔



مجھ پر ایک سکتہ سوار تھا میں بار بار اسے دیکھ رہا تھا وہ وہی تھی ہاں وہی تھی ماہ رخ جس کو میں دیرانے میں پھینک کر آیا تھا جو میرے گھر کے صحن میں کئی گردن کے ساتھ مری پڑی تھی یہ یہ زندہ کیسے ہو گئی۔ ہاں یہ زندہ کیسے ہو گئی میں اس کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ میرے سامنے کوئی اور نہیں میری اپنی جان میری اپنی چاہت ماہ رخ کھڑی ہے۔ میں نے اپنے دوستوں کو اس کے مرنے کا کچھ بھی نہیں بتایا تھا یہی کہا تھا کہ اس کو بھوت اٹھا کر لے گیا ہے اور پتہ نہیں وہ اس وقت کہاں ہے میں نے جہاں جہاں ہو سکا تھا اس کو ڈھونڈنا تھا لیکن وہ نہیں ملتی تھی اور اب تو وہ میری سامنے تھی میرے دوست شاید اس کو دیکھ کر خوش ہوتے کہ وہ آگئی تھی لیکن میں حیرت میں ڈوبا ہوا تھا میرے جسم کا ایک ایک پولزرز رہا تھا مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ ماہ رخ میرے سامنے موجود ہے۔

آپ۔ آپ۔ میں اس سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا لیکن یوں لگ رہا تھا کہ وہ مجھے کچھ بھی بتانا نہیں چاہتی تھی وہی چہرہ۔ وہی حسن۔ وہ مسکراہٹ وہی آنکھیں۔ وہ وہی تھی۔۔ ہاں بالکل وہی۔

یا قوت صاحب۔۔ اس نے گویا مجھے میرا نام لے کر بلایا اور ساتھ ہی وہ ہنس دی اس کی مسکراہٹ اف اتنی ظالم تھی کہ بس میں لچوں میں ہی اس کا دیوانہ ہو گیا۔ دیوانہ تو میں پہلے ہی اس کا تھا لیکن اب وہ ایک نئے روپ میں میرے سامنے تھی اس کے حسن میں بہت زیادہ نکھار آچکا تھا لیکن کیا یہ میری تھی زندہ تھی میں اسے دیکھ کر سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا اور ساتھ ساتھ اس کا سراپا بھی دیکھ رہا تھا۔ وہ بولتی جا رہی تھی اور میں حیرت میں ڈوبا ہوا اس کو دیکھ رہا تھا۔ اور وہ مسکرا مسکرا کر باتیں کرتی جا رہی تھا۔

اجماز یادہ حیرت زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے مجھے تم لوگوں کے پاس بھیجا گیا ہے۔ اتنا کہہ کر اس نے ایک کارڈ میری طرف بڑھادیا اور کھاشام کو یہاں مل لینا۔ لیکن میں نے کچھ کہنا چاہا تو وہ بولی ابھی کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے جو کچھ بھی کہنا ہے وہاں جا کر کہنا ابھی میں بہت جلدی میں ہوں۔ پلیز ماہ رخ۔ میں نے اس کو روکا وہ میرے پکارنے سے رک گئی۔

جی فرمائیے۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ کچھ دیر میں نے کچھ کہنا ہے بہت کچھ کہنا ہے ہاں جانتی ہوں کہ تم بہت کچھ کہنا چاہ رہے ہو لیکن مجھے جلدی ہے ابھی اس نے اتنی بات کی تھی کہ کاشف اور ارشد بھی اسے دیکھ کر آگئے۔ ماہ رخ تم یہاں ہم تمہاری وجہ سے بہت پریشان تھے کہاں چلی گئی یا قوت نے بتایا تھا کہ تم کسی مصیبت میں ہو کم از کم

کچھ تو بتا دیجیے کہ تم کہاں تھی۔

یہ کون ہیں۔ اس نے انکو دیکھ کر کہا تو میرے ساتھ ساتھ وہ دونوں بھی حیران رہ گئے۔ کیا۔ کیا۔ وہ اتنا ہی کہہ سکے۔ یہ میرے دوست ہمارے ساتھی ہیں ہم چاروں ہی تو ہیں جو ایک دوسرے کو ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ اوہ سمجھ گئی دراصل میرے سر میں گہری چوٹ لگی تھی اس نے ان کو پہچان نہ سکی گویا اس نے اداکاری دکھائی اور پھر ان سے بھی باتیں کرنے لگی لیکن اس کے باتیں کرنے کا انداز ظاہر کر رہا تھا کہ جیسے ان کو ان سے کوئی بھی دلچسپی بھی نہ ہو ایک رسمی سن ان کو کلفت دے رہی ہو اور پھر اس نے ان کو بھی وہی کارڈ دیئے جو مجھے دیا تھا اور کہا کہ تم بھی یا قوت صاحب کے ساتھ آ جانا تم لوگوں سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ کرسی سے اٹھ گئی تھی اور سیر حیاں اترنے لگی تھی ہم اس کو جانا ہوا دیکھ رہے تھے۔ کمال ہے کہ اس نے ہمیں پہچانا نہیں ایک عرصہ وہ ہمارے ساتھ رہی ہے اور اب اب دیکھو وہ کیا کچھ کہہ رہی تھی وہ کس جگہ کام کرتی ہے کس کا کام کرتی ہے اور دکھاؤ یہ کارڈ کس کا ہے ارشد نے مجھ سے کارڈ لیتے ہوئے کہا کاشف بھی حیرت میں ڈوبا ہوا تھا ضرور کچھ نہ کچھ چکر ہے یہی وہ نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہیں اگر وہ ہوتی تو ہم کو پہچان لیتی یہ کوئی اور ہے اس کی آنکھوں کی کشش بتا رہی تھی کہ وہ وہ نہیں ہے کوئی اور ہے اور یہ جو کوئی بھی ہے بہت ہی خطرناک ہو سکتی ہے مجھے اس کی باتوں پر ذرا بھی یقین نہیں ہے اور یا قوت یا قوت تم بھی نہیں جاؤ گے۔ ہم میں سے کوئی بھی نہیں جائے گا۔ اس نے ہم سے بے رخی کا مظاہرہ کیا ہے تو ٹھیک ہے وہ کسی اور کو اپنے کام کے لیے رکھ لے ہم اپنا آفس چھوڑ کر کیوں جائیں۔ کاشف بولتا ہی چلا گیا۔

یار ایسا بھی کچھ نہیں ہے جو تم سوچ رہے ہو میں نے اسکی سوچوں کو بدلنا چاہا جبکہ میں خود بھی اپنی ہی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کیونکہ میں نے اس کی مردہ لاش کو خود دیرانے میں پھینک دیا تھا میں نے ابھی طرح اس کو دیکھا تھا اس کے جسم کو ہر طرح سے چھو چھو کر دیکھا تھا اس کے جسم میں زندگی کی رقی نہ تھی پھر یہ زندہ کیسے ہو گئی۔ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے وہ وہ نہیں ہے اس کے روپ میں کوئی اور ہے۔

تم نے اس کی آنکھوں کی طرف دیکھا ہے کاشف نے گویا اچھلتے ہوئے کہا اس کی آنکھوں میں کچھ عجیب سا تھا یوں وہ کسی سحر میں مبتلا ہو۔ ہاں ہاں ایسا ہی ہو سکتا ہے۔ میں نے اس کی بات کی تصدیق کی اور تصدیق کرتا بھی کیوں تجھے بھی پورا یقین تھا کہ وہ وہ نہیں ہے جو وہ بن کر آئی تھی وہ ماہ رخ کے روپ میں کوئی اور ہے وہ تو مر چکی ہے اور اسکی لاش کو میں۔۔۔ میں۔۔۔ میں بری طرح کانپ کر رہ گیا اور پھر خود کچھ کچھ سمجھا۔

ہمیں اس جگہ جانا ہوگا اور دیکھنا ہوگا کہ یہ سب کیا چکر ہے وہ کن لوگوں کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ اگر وہ حقیقت میں ماہ رخ ہی ہے تو کہیں وہ واقعی کسی غلط بات میں تو نہیں لگ گئی ہے۔ لیکن نہیں۔ یار میں خود ہی بول رہا تھا۔ اپنے لفظوں کی خود ہی تردید کر رہا تھا وہ وہ نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ وہ وہ نہیں ہے۔ اس کی آنکھوں کی روشنی بتا رہی ہے کہ وہ ضرور کسی سحر میں مبتلا ہے اور جس سحر میں مبتلا ہے اس کو بھی ہم جانتے ہیں وہی اس کے خوابوں والا ہے جو اس کے وجود میں مٹ گیا ہے میں نے ایک سردی آدھری۔۔۔

تمہاری بات اب میری سمجھ میں آ رہی ہے کہ تم نے کہا تھا کہ وہ ڈری ڈری بول رہی تھی اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا بات کرتے ہوئے اس کی آواز اس کے حلق میں دب رہی تھی۔ ضرور اس کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے۔ آج اس کو دیکھ لیا ہے اس کا مسئلہ ہماری سمجھ میں آ گیا ہے وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہے۔ ہاں وہ بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہے۔ ہمیں اس کی مدد کرنا ہوگا۔ کاشف کی باتیں سن کر میرے دل میں آیا کہ اس کو سب کچھ بتا دوں کہ وہ زندہ نہیں ہے وہ مر چکی ہے اور اس کے روپ میں کوئی اور ہے اس کو میں نے خود دیر یا کنارے دیرانے میں پھینکا ہے کوئی اس کی لاش کو میرے گھر میں پھینک گیا تھا لیکن پ۔۔۔



یہ کوئی پرانی عمارت تھی جس کے سامنے میں ارشد اور کاشف کھڑے تھے ہمارے ہاتھوں میں اس کا دیا ہوا کارڈ تھا یہی کارڈ میں تھا۔ اس کے ارد گرد آبادی بہت ہی کم تھی یوں جیسے کسی ویرانے میں ہوئے تو یہ ہمارا اپنا ہی شہر تھا لیکن شہر کا یہ حصہ شہر سے باہر تھا۔ لگتا ہے کچھ گڑبڑ ہے کاشف نے کہا۔ مجھے یہ عمارت دیکھ کر ہی خوف آنے لگا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم نے اس کو پہلی بار دیکھا ہے لیکن وہ نہ صرف ہمیں جانتی ہے بلکہ ہمارے گھر والوں کو بھی جانتی ہے۔ وہ کون ہے اور ہمارے خاندان کے اتنے قریب کیسے ہے۔ میری طرح وہ دونوں بھی حیرت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ابھی ہم اس کے بارے میں مزید تبصرہ کرنا چاہ رہے تھے کہ عمارت کا لنگڑی کا بیٹا ہوا بڑا سادہ رازہ دکھلا اور ایک بوڑھا شخص جس کی شکل دیکھ کر ہی خوف آ گیا تھا وہ باہر نکلا۔ اور جلتی ہوئی نظروں سے ہمیں دیکھا اس کے دیکھنے کا انداز وہ ہی وحشیانہ تھا۔ ہمارے دل اچھل کر حلق سے باہر آ گئے تھے۔

آؤ اندر اس نے صرف اتنا ہی کہا اور ایک طرف اندر کی طرف چلتے لگا ہم تینوں ایک رپورٹ کی مانند اس کے پیچھے پیچھے چلتے گئے جیسے ہم نہیں چل رہے تھے کوئی ہمیں اندر لے جا رہا تھا۔ یہ ہمیں کیا ہو گیا ہے ہم ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ میں دل میں سوچنے لگا تھا۔ خاموشی ہمارے لبوں پر پوری طرح سوار تھی یہاں تک کہ ہم چلتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہیں رہے تھے عجیب سی حالت تھی ہماری۔ بے بسی ہم پر پوری طرح سوار تھی۔ وہ ہمارے آگے چلتا جا رہا تھا اس کے چلتے کا انداز جوانوں کی طرح تھا دیکھنے میں وہ بوڑھا تھا لیکن چل ہم سے بھی زیادہ تیز رہا تھا۔ ایک لمبی راہداری تھی جس میں ہم اس کے پیچھے چلتے جا رہے تھے۔ وہ ہمیں کہاں لے کر جا رہا تھا اس لئے ہمیں یہ سب سوچ نہیں آ رہی تھی ہم مدھوشی کی سی کیفیت میں بس اس کے پیچھے چلتے جا رہے تھے راہداری کے ختم ہوتے ہی اس نے دائیں جانب کا دروازہ کھول دیا۔ اور پورا اندر چلے جاؤ۔ اتنا کہہ کر وہ ایک طرف کو چلا گیا ہم نے ایک بار اسے جاتا ہوا دیکھا اس کے بعد ایک دوسرے کو دیکھا جیسے ہم ایک دوسرے کو کہہ رہے ہوں کہ ہمارے ساتھ بہت ہی برا ہونے والا ہے۔ کوئی ایسا حادثہ جو اس سے قبل ہمارے ساتھ نہ ہوا ہو لیکن اب کیا کر سکتے تھے ہم بہت اندر تک آ گئے تھے باہر جاتے ہوئے ہو سکتا تھا کہ کئی کمرے کھل جاتے اور ان میں سے بہت ناک شکلوں والے نکل کر ہمارا راستہ روک لیتے۔

باہر کیوں کھڑے ہو اندر آؤ ہمیں جانی پہچانی سی آواز سنائی دی۔ اسی لڑکی کی آواز تھی جو ماہ رخ کے روپ میں صبح ہمارے آفس آئی تھی۔ اس کی آواز سننے ہی ہم جان گئے کہ وہ ہم پر مسلسل نظر رکھے ہوئے ہے ہم اس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ سو ہم تینوں اندر کمرے میں چلے گئے لیکن اندر کا ماحول دیکھ کر ہمارے دل کانپ کر رہ گئے اندر کوئی بھی نہ تھا بالکل کمرہ خالی تھا۔ لیکن اس کی آواز اسی کمرے سے آئی تھی۔ ہمارے دلوں کی دھڑکن تیز سے تیز ہونے لگی تھی ہم کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ ماہ رخ نہیں ہے ماہ رخ کے روپ میں کوئی اور ہے۔ کیونکہ کمرے چاروں پر ماہ رخ کی بڑی بڑی تصاویر لگی ہوئی تھیں مختلف قسم کے پوز ہر دیوار پر ایسے تھے کہ جیسے وہ ابھی وہاں سے نکل کر باہر آ جائے گی اور پھر ہوا بھی ایسے ہی ایک تصویر نے کچھ حرکت کی اور وہ ہمارے سامنے لہرائے لگی اس تصویر کے حرکت میں آتے ہی فریم کا شیشہ گر کر پھٹنا چور ہو گیا تھا ہمارے دل اچھل پڑے۔

مجھ سے ڈر نہیں میں کوئی اور نہیں ہوں ماہ رخ ہی ہوں۔ ہمیں اس کی آواز سنائی دی گویا وہ جہاں بھی تھی ہمارے دلوں کی بات کو بھی پڑھ رہی تھی کہ ہمارے دلوں میں اس وقت کیا کیا باتیں گردش کر رہی ہیں۔ ساتھ ہی ایک سایہ سا لہرایا۔ یہ ہوا کا ایک ہیولہ تھا جو سامنے صوفے پر دکھائی دیا تھا دھندلا سا دھواں کی مانند۔ اس میں سے آواز ابھری تھی۔ اور ساتھ ہی مسکراہٹ بھی ابھرنے لگی تھی یہ مسکراہٹ ماہ رخ کی تھی وہ ایسے ہی مسکراتی تھی ایسے ہی اس کی

مسکراہٹ تھی چند لمحوں کو یوں لگا کہ جیسے وہ کوئی اور نہیں ہے ماہِ رخ ہی ہے۔

ماہِ رخ میں نے اپنی زبان کو بخش دی۔ یہ سب کیا ہے تم ہمیں یہ کہاں لے آئی ہو۔ میری بات سن کر وہ ہنس دی اٹھ پھر ایک وجود ہمارے سامنے ابھرنے لگا وہ دھواں اب دھواں نہ رہا تھا ایک نقش و نگار بنا ہوا کوئی وحشت ناک مجسمہ تھا جو ہمارے سامنے تھا وہ ایک حسینہ کے روپ میں ہمارے سامنے کھڑی تھی۔

بیمبو۔ اس نے ہماری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا لیکن ہم جیران اس بات پر ہورہے تھے کہ اس کی آواز ہو بہو ماہِ رخ کی آواز جیسی تھی وہی انداز تھا۔ وہ وہی تھی کوئی اور نہیں تھی لیکن اسے دیکھ کر ہم پر ایک سکتہ ساطاری ہو گیا ہم جان گئے کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے کیا ہونے والا ہے ہم نہیں جانتے تھے۔ وہ ایک ہیولہ کے روپ میں ہم پر ظاہر ہوئی تھی اور ہم سب کو حیرتوں میں ڈبو رہا تھا۔

یا قوت زیادہ حیرت زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں جو بھی ہوں تمہارے سامنے ہوں۔ لیکن تم تو۔ تم تو میں نے کچھ کہنا چاہا لیکن اس نے مجھے بولنے سے روک دیا کچھ باتیں پردہ کی ہوتی ہیں جو ایک راز ہوتی ہیں راز کو راز ہی رہنے دینا چاہیے ورنہ نقصان ہوتا ہے۔ گویا اس نے تمام بات مجھے سمجھا دی تھی میں سب کچھ سمجھ گیا تھا۔ لہذا چپ رہا ہاں سنو میری بات کو غور سے سنو۔

وہ اتنا کہہ کر اٹھ گئی اور چلتے ہوئے دوسرے کمرے میں چلی گئی اور کچھ ہی دیر بعد وہ دوبارہ ہمارے سامنے آگئی ہم اس کو دیکھ کر جیران سے رہ گئے ایک سینکڑے اندر اس کے جسم پر موجود کپڑے بدل چکے تھے پہلے بیرنگ رنگ کے کپڑے تھے اب نیلے رنگ کے ہو گئے تھے اور ان کپڑے سے شعائیں ابھرنی ہوئی ہمیں محسوس ہو رہی تھیں مجھے تو پورا یقین ہو چکا تھا کہ وہ ماہِ رخ کی بدیوح ہے لیکن میرے دوستوں کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا لیکن اس نے ہمیں یہاں کیوں بلایا تھا یہی جاننے کے لیے ہم سب تجس زدہ تھے وہ ہمیں کون سا کام دینا چاہتی ہے۔ ہم سب کے رنگ اڑے ہوئے تھے گویا ہم سمجھ رہے تھے کہ ہم سب ہی کسی مصیبت میں پھنس چکے ہیں۔ اس نے ہاتھ میں کچھ پکڑا ہوا تھا۔ جو اس نے ہمارے سامنے ٹھیل پر پھیلا دیا یہ کاغذ تھا موٹا کاغذ۔ جو بالکل سفید تھا۔ جسے ہم غور سے دیکھ رہے تھے۔

یا قوت۔ وہ مجھ سے گویا ہوئی۔ اس کو غور سے دیکھو یہ ایک بھوت بنگلہ ہے۔ بھوت بنگلہ کا نام سننے ہی میں کانپ سا گیا۔ اور سمجھ بھی گیا کہ کون سا بھوت بنگلہ ہے یقیناً اسی بھوت کا بھوت بنگلہ ہوگا جس نے اس کو مارا تھا۔ ہاں وہی ہوگا۔ لیکن کاغذ تو سفید تھا وہ ہمیں کیوں دکھا رہی ہے اگر دکھاتی تو اس کا عکس دکھاتی۔ اور پھر یہ تجس بھی ختم ہو گیا اس کاغذ سے دھواں اٹھنے لگا اور چند ہی لمحوں میں ہمارے سامنے ایک عکس موجود تھا۔ ایک بہت ہی ہیبت ناک منظر ہمیں دیکھائی دینے لگا عجیب طرز کا ایک بنگلہ ہمیں واضح دکھائی دے رہا تھا اور اس میں ایک سیاہ چادر میں ڈھکا ہوا عکس ابھر رہا تھا۔ جو ایک قبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اور یہ کوئی ویرانہ تھا میں سب کچھ جان گیا تھا اس ویرانے کو بھی جان گیا تھا میں وہاں گیا تھا میں ماہِ رخ کی تلاش میں وہاں گیا تھا لیکن اس وقت وہاں پر یہ بھوت بنگلہ نہ تھا وہاں کچھ بھی نہ تھا نہ یہ قبر تھی اور نہ یہ بنگلہ تھا اس کے باوجود بھی مجھے لگ رہا تھا کہ یہ سب کچھ میں نے دیکھا ہوا ہے۔

ہاں ہاں بتاؤ مجھے کیا کرنا ہوگا۔ میں نے بے چینی ظاہر کی۔

بتاتی ہوں۔ بتانے کے لیے تو تم کو یہاں بلایا ہے اس کا لہجہ نرم تھا۔ یوں جیسے پھول بکھر رہے ہوں۔ ہم سب کی نظریں اس پر لگی ہوئی تھیں جو ہماری ساتھی ہونے کے باوجود کچھ کچھ غیر لگ رہی تھی اس کی باتیں کرنے کا انداز اور ایک دوسرے کو دیکھنے کا انداز مختلف تھا غیرانہ تھا جیسے اسے ہم سے کام لینے کے علاوہ کوئی تعلق نہ ہو لیکن مجھے یقین تھا کہ وہ وہی بالکل وہی اگر وہ کوئی ہوتی تو اسے میرا نام بھی یاد نہ ہوتا کچھ بھی یاد نہ ہوتا۔ تم میں کس کا دل بہت بڑا ہے اس نے ہماری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ میرا دل بہت بڑا ہے میں نے یکدم کہہ دیا۔ اس نے میری بات سن کر میری

طرف دیکھا اس بار مجھے اس کی آنکھوں وہ کشش دکھائی دی جو اس سے قبل میں نے کبھی بھی ماہِ رخ کی آنکھوں میں نہ دیکھی تھی اس کا مطلب تھا وہ کوئی اور نہیں تھی وہ نہ تھی جو میں اب تک سمجھ رہا تھا مجھے اب کچھ خوف سا محسوس ہوا لیکن اس کے باوجود بھی میں خود کو سنبھالے ہوئے تھا۔

ٹھیک ہے یہ کام تم ہی کرو گے اور اگر چاہو تو تم اپنے ساتھیوں کی مدد بھی لے سکتے ہو لیکن ہمیں وہاں کرنا کیا ہوگا کیا ہمیں اس بھوت بنگلہ میں جانا ہوگا۔ میں نے بے چینی ظاہر کی ہاں تم کو وہاں جانا ہوگا۔ لیکن ہمیں کرنا کیا ہوگا میں نے دوبارہ پوچھا۔ وہاں ایک قبر کھودی ہوگی۔ کیا کیا ہم یہ سن کر اچھل پڑے۔ ہاں جانتی ہوں یہ کام مشکل بہت ہے اور اس میں ڈر بھی بہت لگے گا لیکن تم کو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں نے اب تک ایک سو ایک انسانوں کو یہ کام کرنے کو کہا ہے لیکن کسی نے بھی نہیں کیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ راتوں رات ہی گھروں سے غائب ہو گئے انکا آج تک پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گئے ہیں زندہ بھی ہیں یا نہیں۔ اس کی یہ بات سن کر میں بھی کانپ کر رہ گیا۔ کیونکہ ہو سکتا تھا کہ یہ قبر کوئی عام قبر نہ ہو جو کھودی ہوگی اور پھر ایک سو ایک انسان اس چکر میں اپنی جان بھی گئے ہیں۔ وہ میری طرف گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی اور پھر یکدم اس کی شکل بدلنے لگی ہمارے دیکھتے ہی ہمارے سامنے ایک ہیبت ناک شکل والی بوہیا موجود تھی۔ اس کو دیکھ کر ہماری چیخیں نکل گئی اتنی بد صورت عورت ہم نے پوری زندگی نہیں دیکھی تھی وہ نہ صرف خود بد صورت تھی بلکہ اس کے دیکھنے کا انداز بھی خوفناک تھا۔

میں جانتی تھی کہ اگر میں اپنے اصلی روپ میں تمہارے سامنے آتی تو تم بھی اپنی جان دے بیٹھتے اور میں نہیں چاہتی تھی کہ میرا کام رک جائے میں نے تمہاری تجویز پر کاروبار اپنا دیا اور وہی روپ تمہیں یہاں تک لے آ یا میں نے اس کے علاوہ دیواروں کی طرف دیکھا تو جہاں ماہِ رخ کی بڑی بڑی تصاویر لگی ہوئی تھیں وہاں اس بڑی ہیبت سے بھری ہوئی تصاویر آدیاں تھیں سب کچھ ہی بدل گیا تھا ہاں سب کچھ ہی بدل گیا تھا اور ہم جانتے تھے کہ ہم اس کے چنگل میں پھنس چکے ہیں اس کو ہم شرور میں ماہِ رخ کے روپ میں کوئی اور سمجھ رہے تھے اور سمجھتے بھی کیسے نہ میں نے خود اپنے ہاتھوں سے اس کو ویرانے میں پھینکا تھا ہاں پھر وہ بھلا زندہ کیسے ہو سکتی تھی۔

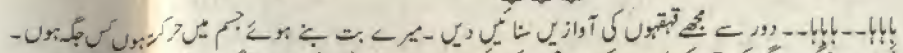
وہاں جانے کا راستہ مجھے معلوم نہیں ہے میں نے ڈرے لہجے میں کہا۔ سب کچھ معلوم ہے تم سب کچھ تمہیں معلوم ہے تم وہاں جاؤ گے اور ضرور جاؤ گے کوئی بھی یہاں نہیں بناؤ گے۔ اتنا کہہ کر وہ اٹھی اور کمرے سے باہر نکل گئی ہم اس کو جاتا ہوا دیکھتے رہ گئے۔



تم جانا چاہتے ہو تو ہم نہیں جائیں گے۔ کاشف نے میرے گھر میں بیٹھے ہوئے مجھے دیکھتے ہوئے ڈرے لہجے میں کہا۔ اور ایسا ہی حال ارشد کا بھی تھا لیکن یار یہ بھی تو دیکھو کہ میں وہاں اکیلے کیسے جاؤں گا مجھے تو کچھ بھی پتہ نہیں ہے۔ پتہ ہونا ہو نہیں کیا ہم نہیں جائیں ہم پہلے دن ہی سمجھ گئے تھے کہ وہ ماہِ رخ نہیں ہے اس کے روپ میں کوئی جادوگر رہی ہے اور ہمارا انداز سو فیصد عجائبات ہوا ہے۔

اس کی باتیں نہیں سنی تھیں کہ اس نے اب تک ایک سو ایک انسانوں کو کہا ہے اور سب ہی گھر سے غائب ہو گئے ہیں اور ہم اب کہیں نہیں بھیجیں جائیں گے۔ ٹھیک ہے نہ جاؤ اگر نہ جاؤ گے تو انکار کی صورت میں تم بھی اپنے گھروں سے غائب ہو جاؤ گے میری بات سن کر وہ دونوں ہی اچھل پڑے جیسے میں نے کوئی انہونی بات کہہ دی ہو۔ نہیں نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ کیوں نہیں ہوگا ایسا ہی ہوگا مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہوگا اور تم کو دوسرے لوگوں کی طرح مرنا ہوگا تمہارا بھی کسی کو پتہ نہیں ہوگا کہ تم کہاں گئے ہو۔

میرا چھوڑا ہوا میرا شرنے پر لگا وہ میری بات سن کر مان گئے اور بولے ٹھیک ہے یار اگر ایسی ہی بات تو پھر ہم تمہارا



پیدا ہوتی میں نے گردن گھما کر پیچھے کی طرف دیکھا وہ مجھے دیکھا ہی دیا ہاں ارشد نے تھیک کہا تھا وہ آگ کا انسان اس کے ہاتھ پاؤں آگ کی طرح جل رہے تھے اس کی آنکھوں میں آگ کے شعلے موجود تھے وہ بھی ایک انداز میں تھپتھپا لگا رہا تھا لیکن یہ وہ بھوت نہ تھا وہ ڈر کیولہ نہیں تھا جسے میں نے پہلے دیکھا جو ماہ رخ کے عاشق تھا یہ کوئی اور تھا ہاں کوئی اور۔ اسے میں پہلی بار دیکھ رہا تھا۔

بہت کمزور دل نکلے ہیں تمہارے دوست۔ گویا وہ بول پڑا تھا وہ مجھ سے مخاطب تھا اس کی آواز بہت بھاری اور میں نے ٹھونڈنا تھا اس کے اندر سے کیا نکلتا تھا یہ میں نہیں جانتا تھا ہاں بس اتنا جانتا تھا کہ مجھے اس قبر کو کھودنا ہے میں نے بھینک رکھی تھی۔ میں اس کو بس دیکھنے جا رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ مر گیا ایک بھاگ گیا۔ بہت ہی کمزور انسان تھا۔ ایک بار اپنے جسم کو چھو کر دیکھا اس نے تپش نہ تھی یعنی میں مرنے سے بچ گیا تھا میرے پندرہ منٹ پورے ہو گئے تھے میں نے تو اپنا جادو ان کی طرف پھینکا تھا بس اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کیا تھا لیکن وہ میرا جادو برداشت نہ کر سکے اور اس انڈھ کھڑا ہوا۔ اور اس کھنڈر کے اندر چلا گیا۔ وہ بہت ہی بھینک کھنڈر تھا اس کی ایک ایک اینٹ سے ڈر لگ رہا تھا بھی میرا جادو برداشت نہ کر سکے گئے گا تو بھی نہیں اگر پندرہ منٹ تک زندہ رہ گئے تو پھر وہ کام کر سکو گے جس کے لیے تم کو بھیجا گیا ہے ورنہ ان دونوں کی طرح جل کر راکھ ہو جاؤ گے۔ اتنا کہہ کر اس نے جلتی ہوئی آنکھوں سے میرے رخسارے آف۔ میں کانپ سا گیا اور تیزی سے باہر نکل آیا کی تاکہ خوف کے مجھے لگے تھے میں ایک منٹ بھی یہاں نہیں طرف دیکھا گویا اس نے مجھ پر اپنا جادو پھینک دیا تھا اور ساتھ ہی اس نے مجھے میری زندگی کے لمحات بتا دیئے تھے رکوں کا مجھے کسی کی بھی قبر نہیں کھودنی ہے ہاں میں ایک لمحہ بھی یہاں نہیں رکوں گا میں جانتا تھا کہ وہ بوڑھی چڑیل نہیں پندرہ میری زندگی تھی اگر میں پندرہ زندہ رہ گیا تو پھر ہو سکتا تھا کہ ہمیشہ کے لیے زندہ رہ پاتا۔ میں نے اپنے ہاتھوں موت کے منہ میں ڈالنا چاہتی ہے اس نے ایسا ہی کیا ہے میرے دوست کو وہ نکل گئی ہے اب وہ مجھے مارنا چاہتی ہے سے جسم کو چھو میرا جسم بالکل نارل تھا اس پر کوئی بھی تپش کا نام و نشان نہ تھا یعنی مرنے کے کوئی بھی چانس نہ تھے اور لیکن میں مروں گا نہیں میں بچ نکلوں گا اگر مرنا ہوتا تو مجھے پندرہ منٹ دیئے گئے میں ان پندرہ منٹوں میں مر جاتا مجھے سے ایک آواز ابھر نے گی اگر میں پندرہ منٹ زندہ رہ گیا تو پھر تم زندہ نہیں بچو گے تم کو ایسے ہی جلاؤں گا جیسے تو نے یہاں سے چلے جانا ہوگا۔ اتنا کہہ کر میں اس دیرانے سے باہر نکل گیا اور پھر بھاگنے لگا میں اس کھنڈر سے بہت دور چلے میرے دوست کو جلا یا ہے یہ اچھے بھلے تھے یہاں تک آنے میں ان کے چہروں پر صرف خوف تھا اس کے علاوہ کچھ نہ تھا جانا چاہتا تھا بہت ہی دور۔ لیکن پھر میں رک گیا نجانے اس کی کون سی بات تھی جس نے مجھے روک لیا تھا میں وہاں اکیلا لیکن یہاں آنے کے بعد وہ ٹیکہ ہی آگ کی نظر ہو گئے میری آنکھوں کے سامنے ہی ایک جل کر مر گیا اور دوسرا ساتھ نہیں ہوں وہ سپاہ چادر میں ڈھکا ہوا انسان بھی تو وہاں موجود ہوگا مجھے اس کو تلاش کرنا ہوگا اس سے پوچھنا ہوگا کہ مجھے چھوڑ گیا اس کی راکھ بھی ختم ہو گئی تھی وہ نشان بھی مٹ گئے تھے جو ظاہر کرتے ہوں کہ کچھ لمحات پہلے یہاں کوئی جلا ہوا تھا کسی کی قبر کھودنی ہے کس کو دفننا ہے۔ ہاں مجھے اس چادر والے کو تلاش کرنا ہوگا بسی سوچ کر میں پھر سے واپس کو ہو لیا کوئی جل کر مر رہا تھا کچھ بھی باقی نہ بچا تھا۔ اور مجھے یقین تھا کہ اگر شد کی طرح کاشف بھی زندہ نہیں بچے گا اس کا جسم بچ آگ کی طرح جل رہا تھا۔ لیکن وہ میرے سامنے ہوتا تو میں اس کے بارے میں کچھ کہتا وہ تو نجانے کہاں غائب ہو گیا تھا کہاں چلا تھا اس کو آسان اٹھالے گیا تھا یا زمین نکل گئی تھی کچھ بھی تو اس کا پتہ نہ چلا تھا۔ اور وہ دیو مجھے میرا موت کا پیغام دے چکا تھا۔

وہ واپس جانے لگا تھا ہاں وہ مڑ گیا تھا میری نظریں اس کا تعاقب کر رہی تھی اس کا رخ ایک بہت بڑے درخت
کی طرف تھا جو سوکھا ہوا تھا سوکھے ہوئے تو سب ہی درخت تھے لیکن ان میں یہ درخت سب سے بڑا تھا اور دیکھنے پر
اس کا تانا ایسے تھا کہ کوئی جھوٹ ہو چلتے چلتے وہ اس سے جا کر آیا اور پھر ایک نیا منظر میرے سامنے ناچنے لگا درخت
آگ لگ گئی وہ جلنے لگا اس انسان کا وجود اس درخت سے نکلنے کے بعد ختم ہو گیا تھا وہ دکھائی نہیں دے رہا تھا صرف
درخت جلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا درخت کے جلتے ہی میرے جسم میں تپش ابھرنے لگی اف اللہ میں کانپ سا گیا مجھے
یقین ہونے لگا کہ جیسے میرے چندہ منٹ جو اس نے دیئے تھے موت کے لیے بہت زیادہ تھے ابھی بہت وقت با
ہوا تھا اور میری حالت ایسی ہونے لگی تھی کہ میں کسی بھی بل جاؤں گا میری سانسوں کو بھی آگ لگ جائے گی میر
پاگوں کی طرح ادھر ادھر بھاگنے لگا میرا رخ ایک ہی طرف تھا اور یہ ویرانے سے باہر کوئیں تھا بلکہ مزید اندر کو تھا جس
طرف سے میں ان کے پیچھے بھاگتا ہوا واپس آیا تھا اس طرف تھا میرے جسم کی تپش دھیرے دھیرے تیز ہوتی جا رہ
تھی میری سانسیں جلنے لگی تھی جو حلق کے اندر ہی گھٹنے لگیں تھیں میری آنکھوں کے آگے اندھیرا پھیلنے لگا اور پھر میں کو
درخت سے ٹکرا گیا اور میرا دماغ کہیں دور گہرائیوں میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اس کے بعد مجھے نہیں معلوم کہ میں کہاں

سے ایک سردی آہ ابھری اس نے میری طرف دیکھا۔

مجھے یہاں ہی آنا تھا اس نے مجھے یہاں ہی لانا تھا ہاں اس نے کہا تھا کہ میری منزل یہی ہے اور جہیں بھی یہاں ہی آنا تھا تمہاری بھی منزل میری منزل کے ساتھ تھی اس کی آواز میں درد تھی وہ پوری کی پوری درد میں ڈوبی ہوئی تھی ہاں یقیناً مجھے بھی یہاں ہی آنا تھا دیکھو میں یہاں آگیا ہوں مجھے میرا جنون یہاں لے آیا ہے میں یہاں آکر چلا گیا پھر میرا جنون مجھے یہاں لے آیا میں جانتا تھا کہ تم مجھ کو ملو گی اور دیکھا مل گئی اب مجھے کچھ بھی نہیں چاہیے جو چاہیے تھا وہ مجھے مل گیا ہے۔ اور پھر میں نے اس کو ستوری سنا دی اس بڑھیا کی ستوری جس نے اس کا روپ بدلا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا وہ کون ہے میں نے اس کو تمہارے گھر دیکھا تھا اس کے بعد دوبارہ اب دیکھا ہے۔ وہ اس بھوت کی بھوتی ہے۔ وہ بھوت مر گیا ہے میں نے اس کو آگ لگا دی تھی۔ ہاں میں نے اس کو آگ لگا دی تھی وہ جل گیا تھا۔ جلتا ہوا وہ یہاں سے بھاگ گیا تھا اور پھر وہ دوبارہ مجھے دکھائی نہیں دیا ہے اس کی بات سن کر مجھے ایک جھٹکا لگا میں سمجھ گیا کہ میرے دوستوں کو مارنے والا کون ہے وہی تھا ہاں وہی تھا جس کو ماہ رخ نے جلایا تھا اس کے جسم کو لگی آگ نے میرے دوستوں کو بھی جلا دیا ہے۔ میں نے کہا۔

ماہ رخ میرے دوست بھی میرے ساتھ آئے تھے لیکن ایک جل مرد سراجھے چھوڑ کر بھاگ گیا وہ کہاں گیا کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔ چلتے چلتے ہی اس کے جسم کو آگ نے پکڑ لیا اس کو جلانے والا کوئی نہیں تھا خود بخود آگ نے اس کے جسم کو پکڑ لیا۔ میری بات سن کر اس نے ایک سرد سانس لی اور بولی ہاں یہاں موت کا کھیل جاتا ہے کوئی بھی زندہ نہیں بچتا ہے جو بھی آتا ہے موت کے من میں دب جاتا ہے اور پھر کبھی بھی سانس نہیں آتا ہے میں یہاں بہت کچھ دیکھ رہی ہوں اور انتظار کر رہی تھی کہ کوئی آئے گا جو مجھے اس اذیت سے نکالے گا جس میں میں کئی دنوں سے جھٹلا ہوں۔ دیکھو ماہ رخ میں آگیا ہوں تم کو اس اذیت سے نکالنے کے لیے میں تو سمجھ بھڑا تھا کہ تم مر چکی ہو لیکن آج تم کو اپنے سامنے دیکھ کر میرے دل کو وہ خوشی ملی ہے جو شاید اس سے پہلے کبھی نہیں ملی تھی میرا گئی اس بات کی ہے کہ تم زندہ کیسے بچ گئی اس روز تو تمہارے جسم میں سانس کی ایک بھی کرن باقی نہ تھی میری بات سن کر اس نے ایک سرد آہ ابھری اور بولی۔

یا قوت یہ وقت ایسی باتوں کا نہیں ہے ان کاموں کا جو تم کو کرنے ہیں۔ تم سے کہا تھا کہ میں تم کو ہمیشہ کے لیے اپنانا چاہتی ہوں سو وہ وقت آگیا ہے میں تم کو اپنانے والی ہوں اب مجھے کسی کا بھی ڈر نہیں ہے سب ڈر ختم ہو گئے ہیں اب کوئی بھی میرے راستے کی دیوار نہ بنے گا یہ محبت جو ہوتی ہے ناں یہ کچھ بھی نہیں دیکھتی موت سے لڑ جاتی ہے تم بھی تو میرے لیے موت سے لڑنا چاہتے تھے ناں ہاں ماہ رخ میں تمہارے لیے موت تو کیا ہر اس چیز سے لڑ سکتا ہوں جو مارے سامنے آئے گی لیکن ایک بات کی حیرانگی ابھی تک مجھے نہیں گئی ہے اس بڑھیا نے بالکل تمہاری شکل اپنانا کر مجھے یہاں بھیجا ہے۔

میري بات سن کر وہ ہنس دی اور بولی میں نے ہی اس سے کہا تھا کہ تم میرے علاوہ کسی کی بھی نہیں مانو گے لہذا اس کو یہاں لانے کے لیے میرا روپ اپنانا ہو گا سو اس نے ایسا ہی کیا اور تم یہاں چلے آئے۔ تم بہت ہی سویت ہو میں نے تم کو بہت مس کیا ہے تمہاری جدائی نے مجھے بے موت مار دیا ہے لیکن اب ہم میں کبھی بھی کوئی جدائی نہیں پڑے گی کبھی بھی تم مجھ سے دور نہ ہو گے۔ ہاں ماہ رخ میں ایسا ہی چاہتا ہوں کہ تم کو ہمیشہ کے لیے اپنالوں پھر تم ہواور میں ہوں کوئی بھی تمہارا ہمارے درمیان میں نہ ہو میری بات سن کر وہ ہنس دی اور بولی اب ایسا ہی ہو گا۔ یا قوت تم یہ سامان دیکھ رہے ہوں اس نے میرا دھیان کدال اور قبر کھودنے والے دوسرے سامان کی طرف دلائی۔ ہاں ماہ رخ کچھ رہا ہوں۔ لیکن مجھے قبر کھودنی کس کی ہے۔

میری بات سن کر وہ بولی یہ وقت سوال کرنے کا نہیں ہے کام کرنے کا ہے تم جانتے ہوں ناں کہ بڑھیا نے تم کو یہی کام سونپا تھا۔ ہاں جانتا ہوں کہ اس نے مجھے یہی کہا تھا کہ میں قبر کھودوں اس کے بعد میرا کام ختم۔۔ ہاں یا قوت اس کے بعد تمہارا کام ختم ہو جائے گا۔ کوئی بھی کام تم کو پھر نہیں کرنا ہو گا۔ تمام کاموں سے آزاد ہو جاؤ گے۔ اس کی بات سن کر میں ہنس دیا اور کہا۔ دنیا میں زندہ رہنے کے لیے کام تو کرنا ہی پڑتا ہے ناں ہے میری بات سن کر وہ ایک سردی آہ بھر کر بولی ہاں شاید زندہ رہنے والوں کو کام کرنا پڑتا ہے لیکن خیر چھوڑیں اپنا کام شروع کرو۔ میں نے کہا ٹھیک ہے کام تو ہوتے ہی رہیں گے پہلے یہ بتاؤ کہ تم یہاں کب سے ہو اور واپس کیوں نہیں گئی ہو میری بات سن کر اس نے گہری نظروں سے مجھے دیکھا اور بولی۔

مجھے تم لینے ہی نہیں آئے تھے میں تو کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں میں سوچ رہی تھی کہ شاید تم مجھے بھول گئے ہو میری چاہیں تو بھول گئے ہو یہ بھی بھول گئے ہو کہ کوئی ماہ رخ نام کی کوئی لڑکی تم کو چاہتی تھی اتنا کہ اس کا شمار لفظوں میں نہیں جاسکتا ہے تم آتے تو میں تمہارے ساتھ جاتی اب تم آگئے تو میں جانے کو تیار ہو گئی ہوں میں چاہتی ہوں کہ تم کو جس کام کے لیے یہاں بلایا ہے وہ کام ختم کرو اور پھر میں جانوں اور میرا کام اس کی بات سن کر میں نے بھی ایک سرد آہ ابھری اور کہا نہیں ماہ رخ میں تم کو بھول نہیں سکا تھا اور بھولنا بھی کیسے تمہارے علاوہ میرا اور کون ہے اس دنیا میں تم ہو تو میں ہوں تم نہیں تو میں بھی نہیں ہوں اب میں آگیا ہوں تو سب ٹھیک ہو جائے گا لیکن وہ بھوت مر نہیں ہے وہ زندہ ہے۔ اس کے مرنے یا زندہ رہنے سے اب مجھے کوئی بھی فرق نہیں پڑتا۔ اس کا ہونا نہ ہونا ایک ہی برابر ہے اس نے اپنا کام کر دیا ہے اور میں اب اپنا کام کرنے والی ہوں میں نے کہا تھا کہ میں تم کو اپنانا چاہتی ہوں اور میں اب ایسا کرنا چاہتی ہوں اب جدائی میرے بس میں نہیں ہے میں نے بہت اکیلے رہ کر جی لیا ہے اب ایسا نہیں چاہتی ہوں اب میں تمہارے علاوہ کچھ بھی نہیں چاہتی ہوں جو چاہتی ہوں وہ میرا سننے والا ہے اس نے یہ کہہ کر ایک گہری نظر میرے چہرے پر ڈالی مجھے اس کے چہرے پر بہت کچھ دکھائی دیا اپنی تمام محبتیں دکھائی دیں تمام چاہتیں دکھائی دیں اور میں مسکرا دیا۔

میں نے کہا میں ابھی سے کام کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ تاکہ اس کام سے فارغ ہو کر وہ کام کریں جس کا تم کو بھی انتظار تھا اور مجھے بھی انتظار تھا ہمیشہ کے لیے ایک ہو جاتے ہیں اتنا کہہ کر میں اٹھا اور کدال کو ہاتھوں میں پکڑ لیا اور پوچھا کس جگہ قبر تیار کرنی ہے وہ بولی اس قبر کو ہی کھودنا ہے اور یہاں ہی قبر تیار کرنی ہے اس قبر میں کون ہے کس کی قبر ہے میں نے ایک نظر قبر پر ڈالتے ہوئے کہا۔ وہ بولی جس کی بھی ہے اس میں ماسوائے ہڈیوں کے ڈھانچے سے کچھ بھی نہیں نکلے گا۔ بس اس کو نکال دو میں نے کہا ٹھیک ہے اتنا کہہ کر میں نے قبر کی کھدائی شروع کر دی میں سمجھ رہا تھا کہ یہ کوئی نرم جگہ ہوگی جو میں کچھ ہی دیر میں کھود دوں گا لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ نرم جگہ نہیں ہے بلکہ کوئی پتھر ملی جگہ ہے نیزے ہر وار سے قبر کی مٹی سے چنگاڑیاں نکلتیں۔ جس نے مجھے حیران سا کر دیا۔ اور میں دیکھ رہا تھا کہ میرے ہر وار سے ماہ رخ کا نوپ جاتی تھی اور ایسے بڑبڑاتی تھی جیسے یہ وار میں نے اس قبر پر نہ کیا ہو بلکہ اس پر کیا ہو ماہ رخ تم دوسرے کمرے میں چلی جاؤ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم نے اس سے قبل کبھی بھی قبر کھدائی ہوئی نہیں دیکھی ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہے میں نے اس قبر کو اپنی آنکھوں سے کھداتا ہوا دیکھا تھا لیکن پہلے اس میں سے چنگاڑیاں نہیں نکلی تھیں اب چنگاڑیاں نکلتی رہی ہیں۔ خیر تم میری فکر نہ کرو اپنا کام کر دو مجھے دیکھنے دو میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ تم میں کتنی طاقت ہے کیونکہ یہ جگہ کسی سے اس کو کھودنا آسان کام نہیں ہے کئی لوگ یہاں قبر کھودنے کے لیے آئے اور ناکام واپس چلے گئے ان لوگوں کو میری ضرورت نہ تھی اس لیے ناکام واپس چلے گئے تم کو میری ضرورت ہے تم کبھی بھی ناکام واپس نہیں جاؤ گے اپنا کام نہنا کر مجھے ساتھ لے کر ہی جاؤ گے۔

ہاں ماہ رخ میں تم کو ساتھ لے کر ہی جاؤں گے اب میں اکیلا یہاں سے نہیں جاؤں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے اتنا کہہ کر میں نے پھر سے قبر پر وار کرنا شروع کر دیے اور پہلے کی طرح اب بھی قبر سے چنگڑیاں نکلتی نظر آنے لگیں اور ماہ رخ اسی طرح ہر وار کے ساتھ تڑپ جاتی میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو بہنے لگے تھے وہ رونے لگی تھی میں نے ایک مرتبہ پھر کام چھوڑ دیا۔

ماہ رخ ہمت کر دیکھ بھی نہیں ہوگا تم کو کہا تو ہے کہ تم دوسرے کمرے میں چلی جاؤ تم یہ سب دیکھ نہ پاؤ گی لیکن تم شاید سب کچھ دیکھنا چاہتی ہو اور یہ تم ہو کیوں رہی ہو کیا کوئی خاص قبر ہے جس کو دیکھ کر تم رورہی ہو نہیں ایسی کوئی بھی بات بھی نہیں ہے تو خاص لیکن تم سے خاص نہیں ہے میرے لیے اب سب سے زیادہ تم ہی خاص ہو اس کے علاوہ کچھ بھی خاص نہیں ہے جو جو میرے دل میں تھا میں نے کہہ دیا ہے اب مجھے کچھ بھی نہیں کہنا ہے اتنا کہہ کر وہ ابھی اور کمرے سے باہر نکل گئی شاید وہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی کہ میں کیا کر رہا ہوں کیسے کر رہا ہوں اور پھر اس کی حالت بھی تو ایسی ہی تھی میرے ہر وار پر اس کے دل پر جیسے میس سی اتنی تھی وہ کانپ جاتی تھی اور یہ سب مجھ سے بھی برداشت نہیں ہوتا تھا۔ اچھا ہوا وہ خود ہی باہر نکل گئی میں سکون سے کام تو کر سکوں گا۔

وہ اندھیرے میں ڈوبے ہوئے کمروں میں چلتی ہوئی نجانے کس طرف چلی گئی میں نے اپنا کام پھر سے شروع کر دیا اور جبراً گئی بھی ہو رہی تھی کہ دیکھنے میں یہ نرم منی کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا لیکن جب میں کدال اس میں چلا تھا تو یوں لگتا تھا کہ جیسے میری کدال کسی پتھر سے ٹکرائی ہو یہ بہت ہی حیرت والی تھی لیکن جو بھی تھا مجھے یہ سب کرنا تھا اس کے بعد ہی میں ماہ رخ کو اپنا سکتا تھا یہی ایک شرط تھی جس کو میں نے پورا کرنا تھا۔ اب پھر میرے ساتھ وہ پہلے والا کام ہونے لگا میرے ہر وار پر آگ کی چنگڑیاں اڑتی ہوئی محسوس ہوتیں۔ یوں جیسے میں کسی پتھر کو تراش رہا ہوں لیکن اس بار میں نے ہمت نہ ہاری اور اپنا کام کرتا رہا مجھے بہت زیادہ تھکاؤ ہونے لگی تھی یہ کام مشکل ہی نہ تھا بلکہ ناممکن بھی تھا میں نے ابھی تک کچھ بھی نہ کیا تھا اور تھک ایسے گیا تھا کہ جیسے میں نے ایک نہر کو دودی ہو میں تھکاؤ سے چور ہاں ہی ڈھیر ہو گیا بے سدھ ہو کر لیٹ گیا میرا پورا جسم پسینہ سے بھگ چکا تھا کپڑے پانی کی طرح ہو چکے تھے سانس پھول چکے تھے لیکن ابھی تک کچھ بھی کام نہ ہوا تھا میں اب کیا کرتا کچھ بھی مجھ نہ آ رہا تھا ہر طرح سے میں اس کام کے بارے میں سوچا لیکن کچھ بھی حل نہ نکل سکا میں بے سدھ لیٹا ہوا تھا کہ وہ آگئی اس نے آتے ہی اس جگہ کو دیکھا جو میں نے کھودی تھی۔

لگتا ہے آپ سے یہ کام نہ ہو سکے گا دوسرے لوگوں کی طرح تم کو موت کے منہ میں جانا ہوگا اس کی یہ بات سن کر میں کانپ کر رہ گیا۔ نہیں نہیں میں مرنا نہیں چاہتا ہوں میں یہ کام کروں گا اور کر کے ہی رہوں گا میری بات سن کر اس نے گہری نظروں سے دیکھا بہت محبت ہے تم کو اپنی زندگی سے۔ ہاں بھلا محبت کسے نہیں ہوتی ہے اور پھر دنیا میں رہے تو میں تم کو اپنا سکوں گا تم سے شادی کر سکوں گا اور مرنے کے بعد ایسے کام تو نہیں ہوتے ہیں ناں۔ ہوتے ہیں ہوتے ہیں بالکل ہوتے ہیں وہ فوراً یوں پڑی میں نے ایسے کاموں کو ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ کیسے میں نے اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھا تو وہ بولی میں یہاں کئی عرصہ سے رہ رہی ہوں ہرے ہوئے لوگوں کو دیکھا ہے ان کو پھر سے زندہ ہوتے ہوئے بھی دیکھا ہے میں نے مرنے کے بعد ایک دوسرے کو ایک دوسرے کے ساتھ دیکھا ہے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مرنے کے بعد کچھ بھی نہیں ہو سکتا ہے اس کی باتیں سن کر میں حیران سا رہ گیا لیکن شاید وہ بھی غلط نہ کہہ رہی تھی کیونکہ وہ واقعی کافی عرصہ سے یہاں رہ رہی تھی اور اس نے جو جو دیکھا تھا وہ سب بتا رہی تھی میں نے کہا ٹھیک ہے ماہ رخ اگر مجھے مر کر تم کو اپنا پڑا تو میں یہ بھی کرگزروں گا۔ میری اس بات پر اس نے ایک گہری سانس لی لیکن زبان سے کچھ بھی نہ کہا صرف میرے چہرے کو دیکھتی رہی۔

میں نے کہا ماہ رخ تم بہت ہی بدل گئی ہو تمہارے اندر وہ شوخیاں وہ مسکرائشیں باقی نہیں رہی ہیں جو کبھی ہوتی تھیں میری بات سن کر وہ بولی۔

یا قوت تم نہیں جانتے ہو میں کس کرب میں مبتلا ہوں اگر تم جان پاتے تو ایسا سوال نہ کرتے اگر میری جگہ تم ہوتے تو تمہاری بھی ایسی ہی حالت ہوتی مجھے تمہارا جنون اس دشت میں لے کر آیا ہے جبکہ مجھے یہاں اٹھا کر لایا گیا تھا میں خود نہیں آئی تھی اگر خود آتی تو شاید یہاں کی ہر چیز میں دلچسپی لیتی میں نے تو کسی میں بھی دلچسپی نہیں لی میں تو یہی چاہتی رہی کہ کس وقت یہاں سے نکلوں گی لیکن دیکھو میں آج تک یہاں سے نکل نہ سکی ہوں اور اب مجھے یقین تھا کہ تم مجھے اس اذیت سے باہر نکالو گے لیکن میں دیکھ رہی ہوں کہ تم بھی شاید کچھ بھی نہ کر سکو بلکہ دوسرے لوگوں کی طرح تمہاری ہڈیوں کا پتھر بھی یہاں کے کسی کمرے میں پڑا لے گا آؤ میں تمہیں کچھ دکھاؤں اتنا کہہ کر وہ ایک طرف کو چل دی میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا میں دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ مجھے کیا دکھانا چاہتی ہے ایسی کیا چیز دکھانا چاہتی ہے جو اس کے لیے اذیت بنی ہوئی تھی چلتے چلتے وہ ایک کمرے میں جا کر رک گئی اور کمرے کی حالت دیکھ کر میرے منہ سے ایک جھج بلند ہوتے ہوئے رہ گئی وہاں انسانی ڈھانچوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے خوف سے میرے آنکھیں پھٹتی چلی گئیں

یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔۔۔ مجھ سے بولا نہیں جا رہا تھا یہ ان لوگوں کی ہڈیاں ہیں جو قبر کھودنے آئے تھے لیکن ناکام رہ گئے اور ناکامی ان کی موت بن گئی نہیں نہیں میں ناکام نہیں ہوں گا میں ہڈیوں کا ڈھانچہ نہیں بنوں گا۔ میں وہ کام کروں گا جو یہ لوگ نہ کر سکے لیکن ماہ رخ میری کچھ مدد کر دو کوئی ایسی بات جانتی ہوگی جس سے وہ زمین جو پتھر پٹی دکھائی دیتی ہے وہاں قبر کھود سکوں۔۔۔ میری بات سن کر وہ کچھ دیر سوچتی رہی پھر بولی ہاں ایک چیز ہے لیکن اس کو حاصل کرنا مشکل ہے وہ بھوت کی ایک چھڑی ہے اس کو زمین پر مارنے سے پتھر پھل جاتے ہیں زمین پانی اٹکے لگتی ہے لیکن اس کو چھونا موت کو دعوت دینا ہے وہ آگ کی چھڑی ہے اس کو ہاتھ لگانے سے انسان کے اندر تش پیدا ہونے لگتی ہے تم نے اس آگ کے انسان کو دیکھا تھا ناں جس نے تمہارے دوستوں کو جلادیا تھا۔ ہاں ہاں دیکھا تھا میرے سامنے یہ سب ہوا تھا۔ میں جلدی سے بولا۔

یہ اسی انسان کی چھڑی ہے جو آگ کی بنی ہوئی ہے لیکن ساتھ ہی وہ یوں ہو گئی جیسے اس کے دماغ میں کوئی اور بات آئی ہو بولی ہاں ہاں ایک کام کرنے سے اس کے اندر سے تش ختم ہو سکتی ہے میں جانتی ہوں کہ وہ کیسے تم میرے ساتھ آؤ میں تمہاری مشکل کو آسان کر دیتی ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ جلدی سے کمرے سے باہر کی طرف بھاگی میں بھی اس تیزی سے اس کے پیچھے بھاگا وہ تیز انداز میں اسی طرح کے ایک اور کمرے میں داخل ہو گئی یہ کمرہ دوسرے تمام کمروں سے گرم تھا یوں جیسے آگ کا کمرہ ہو اس نے ایک جگہ پڑی ہوئی کوئی ٹکلیں اٹھائی اس میں سرخ رنگ کا کوئی محلول موجود تھا شاید وہ خون تھا وہ اس ٹکلیں کا ڈھکن کھولنے لگی میں اس کو دیکھتا رہا وہ اس کو دیکھتا رہا اور پھر ایک قہار میں وہ وہ سرخ محلول ڈالتی چلی گئی اور اس پر چلتی بھی چلی گئی یوں جیسے وہ راستہ بناتی جا رہی ہو میری نظریں اس پر تھیں وہ جیساں جہاں جا رہی تھی میری نظریں اس کا تعاقب کر رہی تھیں۔ وہ چھڑی تک جا پہنچی جو ایک پتھر کے مجسمہ پر پڑی ہوئی تھی اس نے اس مجسمہ پر تمام خون انڈیل دیا اور چھڑی خون سے بھر گئی ساتھ ہی اس نے وہ چھڑی اس مجسمہ سے اتار لی اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل آئی یہ کام کرتے ہوئے وہ بہت ہی زیادہ خوفزدہ تھی اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ بہت ڈری ہوئی تھی لیکن کمرے سے باہر آتے ہی وہ مطمئن ہو گئی۔ اس نے ایک پرسکون سی سانس لی اور میری طرف گہری نظروں سے دیکھا۔

یا قوت میں نے بہت ہی مشکل کام کر دیا ہے میں جانتی ہوں کہ اس کام کرنے سے مجھے کس مشکل کا سامنا تھا

موت کا سامنا تھا جو میں نے کیا اور یہ کام مجھے کرنا ہی تھا مجھے تم کو حاصل کرنا تھا تم کو اپنانا تھا میرے پاس نامم بہت کم ہے اور تمہارے پاس بھی وقت بہت کم ہے کہیں اب یہ کام تیزی سے کرنا ہوگا اس قبر کو جلدی سے تیار کرنا ہوگا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے چھڑی میرے ہاتھ میں دے دی میں نے دیکھا کہ وہ ابھی تک کارگرم تھی لیکن اتنی بھی نہیں کہ مجھے جلدی میں نے اس چھڑی کو پکڑ لیا اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا اس کارگرم کی طرف تھا جہاں میں نے قبر تیار کرنی تھی جہاں میری منزل تھی جہاں میں نے اس کو حاصل کرنا تھا میں نے جاتے ہی چھڑی کو زور سے زمین پر دے مارا اور پھر حیرت سے میرا چہرہ پھیلتا چلا گیا زمین پر دراڑیں پڑنے لگیں ایسی دراڑیں میں نے بھی ایک بار دیکھی تھیں کہاں دیکھی تھیں میں سوچنے لگا اور پھر جلدی وہ منظر میری نظر میں سامنے ٹھونسنے لگا وہ موت اسی کی دراڑوں میں کہیں زمین میں گم ہو گیا تھا ہاں وہی موت جو ماہ رخ پر عاشق تھا جس نے مرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ پھر آئے گا اور ایک نئے روپ میں آئے گا اور پھر وہ ایک نئے روپ میں آیا تھا آگ کے روپ میں اس کا یہ روپ بہت ہی خطرناک تھا اس نے میرے دوستوں کی جان لے لی تھی میری بھی جان لینا چاہتا تھا لیکن میں بچ گیا تھا میں صرف بے ہوش ہوا تھا مرا نہ تھا۔ ان دراڑوں کو دیکھتے ہوئے میرے ساتھ جو کچھ ہوا تھا میں نے دیکھ لیا تھا اور سوچ لیا تھا سب کچھ میرے سامنے تھا میں وہاں بیٹھ گیا اور ان دراڑوں کو ہاتھ سے چیک کرنے لگا میں محسوس کرنے لگا کہ جہاں جہاں میں ہاتھ لگا تھا وہی خود بخود میرے ہاتھ میں آ جاتی گویا وہی حد سے زیادہ نرم ہو گئی تھی میں نے کدال پکڑ لی اور قبر کو دھونے لگا اب میرے لیے کوئی بھی مشکل کام نہ تھا بہت ہی آسان کام ہو گیا تھا اب میں قبر کو نہ کھود رہا تھا بلکہ قبر خود بخود کھدی جا رہی تھی جس پر میں حیران بھی ہو رہا تھا۔

ماہ رخ۔ میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا مجھے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ یہ قبر کس کی کھود رہا ہوں۔ اپنی۔ اس نے ایک انداز سے کہا۔ میرے دل کو ایک جھٹکا سا لگا۔ میرا جسم کانپ کر رہ گیا۔ ہاتھ لرز گئے کدال میرے ہاتھ سے نیچے گر پڑی۔ کیا۔ کیا۔ میری زبان سے لفظ نہ نکل سکے۔ ہاں یہ تم اپنی قبر کو کھود رہے ہو تمہاری موت تم کو یہاں پہنچ کر لائی ہے تم یہاں سے چلے گئے تھے لیکن تمہارا جنون پھر سے تم کو یہاں دشت میں لے آیا۔ تمہاری موت تم کو وہاں یہاں لے آئی۔ نہیں نہیں یہ سب جھوٹ ہے تم مجھ سے مذاق کر رہی ہو ایسا بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان اپنی قبر خود ہی کھودے۔ ہاں ایسا بھی نہیں ہوا ہے لیکن آج پہلی بار ہو رہا ہے اور ہو چکا ہے تم اپنی قبر کو خود ہی تیار کر چکے ہو۔ اتنا کہہ کر اس نے ایک سردی آہ بھری۔

یا قوت میں زندہ نہیں ہوں تم مجھے زندہ سمجھ رہے ہو ناں غلط سمجھ رہے ہو میں زندہ نہیں ہوں اسی دن مر گئی تھی جب تمہارے گھر کے صحن میں میری لاش پڑی ہوئی تھی پھر وہ موت مجھے اس دیرانی سے اٹھالایا جو مجھ پر عاشق تھا اس نے میری روح کو اپنے قبضے میں لے لیا اور پھر ایسی اس اذیتیں دینے لگا کہ میں بلایا اٹھی اس نے میرا جینا حرام کر دیا وہ مجھ کو نفرت کی سزا دینے لگا اور میں اس کی سزا کو برداشت کرنے لگی اور کبھی ہی رہی اس نے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ مجھے اور میرے عاشق کو مار کر دم لے گا تب اس نے اپنی ساتھی چڑیل کا سپہ رالیا اور جو میرا روپ اپنا کر تمہارے سامنے آئی تھی تم مجھے بہت حد تک بھول چکے تھے لیکن میری صورت دیکھ کر تمہیں پھر سے وہ سب کچھ یاد آ گیا جو تم بھول گئے تھے میرا روپ دیکھ کر تم حیرت زدہ رہ گئے تھے اور تمہارے ساتھی بھی اور تمہارے ساتھی تو ایک جھٹکے کی مار لکے تھے وہ کچھ بھی برداشت نہ کر سکتے تھے آرام سے جل مرتے اور تم نے ہمت سے کام لیا اور پھر اپنی قبر کھود دی۔ یا قوت تم میری خواہش رکھتے ہو مجھے اپنانا چاہتے ہو ناں تو پھر تم کو مرنا ہوگا تم نے کہا تھا ناں کہ انسان زندہ رہ کر مل سکتا ہے مرنے کے بعد لیکن دیکھو اب ایسا ہو رہا ہے تم مرنے کے بعد مجھے ملے تم تم مرنے کے بعد مجھے حاصل کرو گے۔ یا قوت کئی سالوں سے میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں تمہارے بغیر جی رہی ہوں اب مجھ سے تمہاری جدائی برداشت نہیں ہوتی ہے میں اب تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی ہوں

مجھے تمہاری ضرورت ہے ہاں یا قوت مجھے تمہاری ضرورت ہے تم میرا پیار ہو اور میں اپنے پیار کو ساتھ رکھنا چاہتی ہوں اپنے سامنے رکھنا چاہتی ہوں آؤ میری طرف آؤ خود کو موت کے حوالے کر کے مجھے اپنا لیا یا قوت مجھے اپنا لیا میں تمہارے بغیر اوجھری ہوں مجھے مکمل کر دو میرے اس ہاتھ کو تمام لو جو کئی سالوں سے تمہاری طرف بڑھائے ہوئے ہیں وہ بولتی جا رہی تھی اور مجھ پر ایک سنگین سوار تھا میرے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت جواب دیتی جا رہی تھی میں سمجھ رہا تھا کہ میں بھی زندہ نہیں ہوں میں بھی مر چکا ہوں میرے وجود میں سانسیں بھاگ رہی تھیں جن کی رفتار حد سے بڑھ رہی تھی میرا مطلق شک ہوئے لگا تھا میرے اندر موت کی تیزی بھری جا رہی تھی۔

ہاں ماہ رخ مجھے بھی تمہاری ضرورت ہے بہت ضرورت ہے میں بھی تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا ہوں تمہارے بغیر میں بھی اوجھرا ہوں میں تم کو اپنانا چاہتا ہوں اور میں خود کو موت کے حوالے کر دوں گا اتنا کہہ کر میں نے گری ہوئی کدال کو تمام لیا اور اب میرے ہاتھ بہت تیزی سے کھانے لگے تھے میں اپنی قبر خود ہی تیار کرنے لگا تھا مجھے بہت سکون مل رہا تھا میرے اندر کا تمام موت کا خوف دفن ہو گیا تھا مجھے موت سے پیار ہونے لگا تھا زندگی سے نفرت ہونے لگی تھی کیونکہ زندگی نے مجھے ماہ رخ سے جدائی دی تھی اور موت مجھے اس سے ملانے والی تھی ہاں مجھے میری ماہ رخ سے ملانے والی تھی میرے اندر ایک جنون سا پیدا ہو گیا موت کا جنون ماہ رخ سے ملنے کا جنون اور میرے ہاتھ ایسے چلنے لگے کہ میں خود بھی حیران ہو رہا تھا ماہ رخ کے لبوں پر مسکراہٹ بھری جا رہی تھی وہ دیکھ رہی تھی کہ میں اس کو اپنانے کے لیے موت کو گھسے لگے لگے کے لیے کس قدر جلدی میں ہوں میں نے پھر اپنی قبر خود ہی تیار کر لی اور پھر مجھے چکر سا ایسا چکر کہ جس نے مجھے اندر تک ہلا دیا ہر چیز مجھے گھومتی ہوئی دکھائی دی میں نے دیکھا کہ ماہ رخ میری قبر کے اندر کھڑی ہے اس نے اپنے دونوں بازو پھیلا رکھے ہیں اور مجھے قبر میں اتارنے کو کہہ رہی ہے میں چھلانگ لگا کر قبر میں اتر گیا اور اس کے بڑھے ہوئے ہاتھوں کو تمام لیا پس مجھے اتنا یاد کہ قبر کی مٹی خود بخود ہوا میں اڑنے لگی اور میں اس میں دیتا جانے لگا تھا۔۔

اف خدا یا میں نے یا قوت کو خود قبر میں دبتے ہوئے دیکھا تھا کتنا اذیت ناک وہ منظر تھا جب میرے سامنے ایسا سب کچھ ہوا تھا سب کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا میں نے ماہ رخ کو بھی دیکھا تھا وہ ایک دھواں کی شکل میں مجھے دکھائی دی تھی اور پھر یا قوت کا جسم بھی دھواں میں بدل گیا تھا اس کے بعد میں کچھ بھی نہ دیکھ سکا صرف مجھے قبر دکھائی دے رہی تھی جو پوری طرح بند تھی اس میں شاید کوئی بھی دفن نہ تھا یا پھر وہ دونوں ہی اس میں دفن تھے۔ مجھے شک ہو گیا تھا کہ یا قوت کچھ کرنے والا ارشد کی موت کو بھی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اس کے جسم کو لگی ہوئی آگ کو میں نے دیکھا تھا پھر میں بھاگ گیا تھا لیکن کہاں تک بھاگتا مجھے یا قوت کی فکر ہونے لگی تھی مجھے اب یا قوت کو پہچاننا تھا ہاں اپنے دوست کو پہچاننا تھا لیکن میں اس کو پہچان نہ سکا۔ وہ میری آنکھوں کے سامنے موت کے من میں چلا گیا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھ سے دور اور ماہ رخ کے پاس چلا گیا تھا۔

کاشف نے ایک سردی آہ بھری اور پھر ایک طرف کو چلا گیا میں اس کو جاتے ہوئے دیکھا کہ وہ ایک بوڑھا انسان تھا جس نے مجھے کہا کہ سنائی تھی وہ بوڑھا انسان کاشف تھا ہاں کاشف جس نے سب کچھ دیکھا تھا جب کچھ ہی دیکھا تھا۔ اپنے دوستوں کو مرتے ہوئے دیکھا تھا ماہ رخ کی روح کو دیکھا تھا۔ میں بھی اس کی سنوڑی سننے کے بعد ایک طرف کو چل دیا کتنا جنون تھا اس میں اس کو جنون دشت کہتے ہیں بہر حال میں کئی دن تک اس سنوڑی میں کھویا رہا کاشف کا چہرہ بار بار میری نظروں آتا رہا میں اس کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن وہ مجھے دوبارہ نہ ملا۔



بکھرتے گلاب

-- تحریر: ساحل دعا بخاری -- بصیر پور --

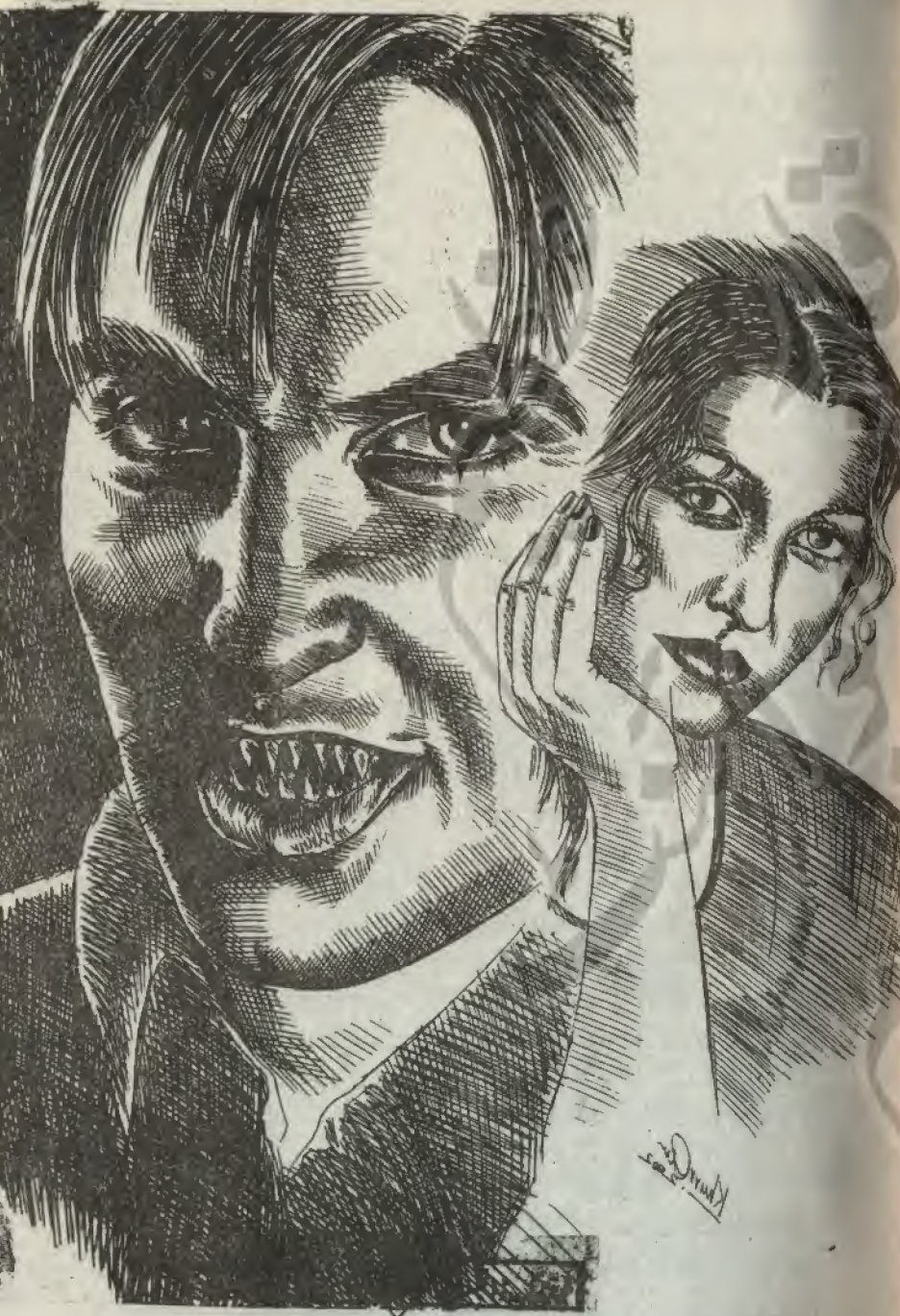
گھر میں الو بولنے لگے پھر میں ایک دم انشال کے پیچھے جنے کہ فیصلہ کر لیا اور زہیم واپس نہیں آیا تھا پتہ ہے یہ محبت بہت عجیب سے ہے جہاں یہ قیسم کو بچتوں بن کر صحراؤں کی خاک چھانے پر مجبور کر سکتی ہے سو ہی کو کچے گھڑے پر دریائے جہر پار کرنے پر مجبور کر سکتی ہے فریاد کو پتھر کاٹ کاٹ کر دودھ کی نہر نکالنے پر مجبور کر سکتی ہے وہیں یہ مہمراہ کو تنہا طویل راستے اقبلہ پا کانٹے پہنچ کر سکتی ہے میں نے تنہا جنگلوں میں صحراؤں میں ویرانوں میں سفر کیا ہے اس سفر میں کیا کیا صعوبتیں اٹھائیں وہ ایک الگ داستان ہے بہر حال میں یہاں جب پہنچی تو انشال کو جانے کیسے خبر ہو گئی وہ آگیا مہر پلینز تم آگے مت آنا اس سے آگے ہماری سرحد شروع ہو گئی تم آگے مت آنا میں جلد ہی یہاں آؤں گا مگر انشال میں۔ میں نے کچھ بولنا چاہا مگر وہ میری بات قطع کرتا جلت آ میرا انداز میں بولا مہر پلینز تمہیں میری قسم یہیں رک کر میرا انتظار کرنا میں بڑی مشکل سے آیا ہوں لیکن میں سب کچھ جلد ہی ٹھیک کر لوں گا اور پھر آؤں گا اپنا خیال رکھنا وہ چلا گیا مجھے پابند کر کے چلا گیا وہ اتنی جلدی چلا بھی گیا تھا ابھی تو میری آنکھیں سیراب بھی نہ ہوئی تھیں ابھی تو ابھی تو میں نے اس سے ٹھیک سے بات بھی نہیں کی تھی اور وہ چلا بھی گیا تھا بس پھر میں نے اس کا وعدہ نبھایا بلکہ نبھایا کیا ابھی تک نبھارہی ہوں سر ہو یا گرمی میں ہمیشہ یہیں اسی جگہ اسی جگہ رہتی ہوں بھلے گرمی سے جان بھتی رہے بھلے بارش میں جسم اکڑتا رہے میں ہمیشہ یہیں رہتی ہوں مجھے ڈر ہے کہ اگر میں کہیں چلی گئی تو وہ آئے مجھے نہ پا کر وہ کہیں۔۔۔ واپس نہ چلا جائے مگر وہ نہیں آیا۔ وہ بھی نہیں آیا۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

وہ ریگستان میں تھی تاحہ نگاہ ریت کا سمندر تھا

آسمان کا رنگ گدلا ہو رہا تھا اور اس گدلے آسمان پر سورج کا زرد تھال دیکر رہا تھا سورج سے برستی ہوئی آگ کی تپش اس کے وجود کو جلا رہی تھی وہ کسی سائے کی تلاش میں نگاہ دوہرانے لگی چہار اطراف ریت ہی ریت تھی وہ ایک جانب چلنے لگی جا بجھا ریت کے ٹیلے سے بنے ہوئے تھے وہ ایک ایسے ہی ٹیلے پر چڑھنے لگی ٹیلے کے وسط میں پہنچ کر اس نے ایک بار پھر گرد و پیش کا جائزہ لینے لگی اسے اس سلیٹی ہوئی دھوپ سے نجات کے لیے کسی سائے کی تلاش تھی مگر کوئی جائے پناہ تھی نہ جائے امان اس کی نظروں میں مایوسی اترنے لگی اس نے حسرت و باس سے رہ گئی۔

سے آسمان کو دیکھا کہ شاید کہیں ابر نیساں۔۔

سورج اسے دیکھ کر حنپا اٹھانے لگا معاس کی نگاہ گلاب کے ایک پودے پر جا بھری صحرا میں گلاب باعث حیرت تھا وہ دیر سے دیر سے چلتی وہاں جا پہنچی۔۔ وہ پودا خشک ہو چکا تھا پتے خشک ہونے کے باعث انکا رنگ بھور ہو چکا تھا تاہم پودا تازہ سرخ گلابوں سے بھرا ہوا تھا وہ فرانس کے عالم میں چلتی ہوئی وہاں تک پہنچی تھی اور فرانس کے ہی عالم میں وہ پودے کے پاس بیٹھ گئی اس لیے دیر سے دیر سے لڑتے ہاتھوں سے ایک پھول کو چھوا اس کی پتیاں بھر گئیں صرف یہی نہیں بلکہ باقی پھول بھی پتی پتی ہو کر بکھر گئے وہ دھک سے رہ گئی۔



اسے یونہی محسوس ہوا پھولوں کی پتیوں پر زوہ سی
ہیں اس نے ریت پر بکھری پتیوں کو چھو کر اپنی انگلیوں کو
دیکھا اس کے حلق سے ہنسی مٹھی سی چیخ نکلی اس کی
انگلیاں خون آلود تھیں معائنہ کرتے پھولوں کی بارش
ہونے لگی یہ سرخ پتیوں بھی خون آلود تھیں وہ ہر اس
نظروں سے دھمکتی رہ گئی اسے بے پناہ خوف محسوس
ہو رہا تھا وہ خود کو خوف کے بچوں میں جکڑتا ہوا محسوس
کرتی تھی بارش میں جھپٹتا اس کا وجود بری طرح لرز
رہا تھا گلاب کی پتیوں کا بچا اس کے ساتھ سیدھے لیے
بالوں پر اپنی تھیں سورج کی کرنوں سے چمکتی ہوئی سرمئی
وسنہری ریت بھرتے گلابوں میں جھپٹنے لگی زمین سے
آسمان تک گلاب کی پتیوں کی چادر سی تھی سورج
نظر آ رہا تھا نہ آسمان چار سو تا گدگد بھرتے گلابوں
کی پتیوں تھیں جن میں سے خون کی چچہا بہت وہ اندر
تک محسوس کر رہی تھی۔ وہ بنا سوچے سمجھے ایک جانب
بھاگنے لگی اس کے قدم گلاب کی ان پتیوں پر پڑ رہے
تھے اور وہ پتیوں اس کے پیروں سے چپک جاتی تھیں
وہ نیچے پتیوں پر نظر میں بھائے ہوئے اندھا دھند بھاگتی
جا رہی تھی۔

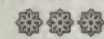
دفعہ وہ کسی محسوس شے سے ٹکرائی لڑکھڑاتے
ہوئے اس نے دیکھا وہ اس کا اپنا تھا اس کا چہرہ اس کا
وجود اس کے لیے مانوس تھا اس کے سبے دل کو
ڈھارس ہوئی مصیبت میں اجنبی فضاؤں میں کوئی آشنا
دکھ جائے تو دل کو تقویت کا احساس ہوتا ہے وہ بھی
خوش ہو گئی اس کی خوشی اس وقت ماند پڑ گئی جب وہ
مغصص اسے نظر اقتدار کر کے آگے بڑھ گیا وہ اسے
پکارتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگنے لگی بھاگتے بھاگتے
اس کا سانس پھولنے لگا وہ یہ وقت اسے پکار رہی تھی۔

وہ شخص بنا اس کی سمت دیکھے آگے بڑھتا چلا
جا رہا تھا بلکہ تھری ہیں میں اس وجہ سے سراپا اور راز قد
نمایاں تھا وہ بنوز بنا اور گرد دیکھے تاک کی سیدھ میں
چل رہا تھا اور وہ بنوز اسے آواز میں دیتی اس کے پیچھے
بھاگ رہی تھی۔ دفعتاً اسے ٹھوکر لگی اور ٹھوکر دفعتاً ہی

لگا کرتی ہے اگر پہلے سے علم ہو تو کبھی کوئی ٹھوکر نہ
کھائے وہ بری طرح لڑکھڑا کر گری درد کی ایک شدید
لہر اس کے رگ و پے میں سرایت کر گئی اس کی آنکھیں
نمکین پانیوں سے بھر گئیں اس نے پلکیں جھپک کر دیکھا
وہ اس کو بہت دور جاتا ہوا دیکھائی دیا تھا۔ تو کیا وہ
اسے اس ریگستان میں مرنے کے لیے چھوڑ کر چلا گیا یہ
خیال ہی اسے باطل کر دینے کو کافی تھا وہ درد کی پرواہ
کئے بغیر پھر سے اٹھی اور بھاگنے لگی اسے ایک مرتبہ پھر
ٹھوکر لگی وہ پھر لڑکھڑائی اور لڑھکی چلی گئی اس نے
ہر بڑا کر آنکھیں کھول دیں اس کا سانس دھونکی کی
طرح چل رہا تھا دل سینے میں سر پٹ دوڑ رہا تھا۔

کیا ہوا ایلا۔ رانیل بھی اٹھ گیا وہ منتظر سارا رانیل
کو دیکھ رہا تھا اس نے چونک کر رانیل کو دیکھا او اس
کے کندھے سے لگ کر رونے لگی کیا ہوائے یار پلیر بناؤ
تو اس نے بیلا کا نازک وجود بانہوں کے گھیرے میں
لے لیا کوئی برا خواب دیکھا۔ سائینڈ ٹیل پر دھڑے
جگ سے پانی گلاس میں اٹھنڈل کر اس نے رانیل کے
ہونٹوں سے لگا یا باں یار بہت بہت برا خواب تھا وہ پھر
سکتے ہوئے اس کے فراغ سینے میں چہرہ چھپا گئی
خواب ہی تھا ناں اب ٹھیک ہے یار وہ اسے چھپکتے
ہوئے تسلی دینے لگا۔

ان کی شادی دو سال قبل ہوئی تھی رانیل اس کا
کزن تھا وہ باب کے سلسلے میں اسلام آباد ہوتا تھا وہ
بھی یہیں آ گئی وہ بظاہر بہترین زندگی گزار رہے تھے
تاہم پھر بھی کوئی کی سی بھی ایک غیر معلوم سی کمی رانیل
ابھی بچے نہیں چاہتا تھا کبھی کون سا ہم بوزھے
ہو رہے ہیں رانیل نے یوریت سے بچنے کے لیے ایک
این جی او جوان کر لی تھی وہ رانیل کے ساتھ ہی نکلتی
تھی اور اسے پہلے واپس آ جاتی تھی کھانا وہ خود بناتی
تھی جبکہ دیگر کاموں کے لیے ماسی آتی تھی



وہ بیلا مجھے آفس کے کام سے ایک ہفتے کے لیے
باہر جا تھا بے کل کی فلائٹ ہے پلیر پینک کر دینا رات

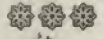
کو کھانے وہ اس کے لیے چائے کر آئی تھی جب رانیل
نے بتایا تھا ایک ہفتہ وہ اس کے جانے کے خیال سے
اداس ہو گئی ایک ہفتہ ہی ہے نا۔ یوں گزر جائے گا
رانیل نے چٹکی بھائی وہ جھپکے سے انداز میں مسکرا کر
پینک میں مصروف ہو گئی اگلے روز وہ آفس سے سیدھا
اٹھ پورٹ چلا گیا تھا رانیل نے رات کو حسب عادت
گھر کے تمام دروازے چپک کئے اور اپنے کمرے
میں آ گئی سے نیند دیر سے آئی تھی اس نے اسی کے ہاں
فون کیا ایک گھنٹے تک بات ہوئی رہی فون بند کرنے
کے بعد وہ اپنے بستر پر لیٹ گئی نیند اس سے کوسوں
دور کھڑی تھی وہ اسنڈی روم سے ایک ناول اٹھلائی
ناول کافی دلچسپ تھا۔

اچانک باہر کھٹکا سا ہوا اس نے صفحے کا کونہ موڑ
اگر ناول بند کیا وہ کھڑکی سے جھانکنے لگی وہ ایک چوہا تھا
بھڑوئی کا ایک ٹکڑا کھار ہا تھا اس نے کھڑکی بند کی اور
سہ گئی وہ پھر اسی ریگستان میں تھی پھر وہی دھوپ تھی وہی
گلاب کا پودا وہی خون آلود بھرتے گلابوں کی بارش
وہی وحشت اور وہی مانوس چہرہ جو اسے چھوڑ کر چلا گیا
تھا وہ بانپتے ہوئے اٹھ بیٹھی وہ بے ساختہ چیخ اٹھی اس
کے بستر پر ایک سیاہ ناگن پھن پھلائے ہوئے بیٹھی
اسی کو ٹھوکر رہی تھی اس کی گہری سبز آنکھیں نیم تاریکی
میں چمک رہی تھیں وہ نہ سی بیٹھی تھی پھر گنچم زدن
میں غائب ہو گئی اس نے اپنی آنکھیں رگو ڈالیں پھر
اسے اپنا وہم گردانتے ہوئے سر جھٹک دیا اس کے اس
اقدام پر حقیقت سفاکیت سے مسکرائی تھی۔



اور حقیقت تو ہوتی ہی سفاک ترین ہے ہماری
خوش گمانیوں اور خوش فہمیوں کو پل بھر میں سفاکی سے
زمین بوس کر دیتی ہے ایک بل میں عرش سے فرش پہ
پختی سے خاک میں ملا دیتی ہے ہر خواب کو اور خواب
خواہ کتنے بھی دلکش اور دلچسپ سہی شخص خواب ہی
ہوتے ہیں حقیقت خواہ کتنی بھی دلچسپ حقیقت ہوتی ہے
یاد رہیں زندگی بہر حال خوابوں میں نہیں حقیقت میں

بسر کرنا ہوتی ہے اس کی خوش گمانیوں کے عجب میں
نہیں حقیقت نے دھیرے دھیرے پردہ سر کا تا شروع
کر دیا تھا اس کے خوابوں کو حقیقت نے کچھ س طرح
بکھیرا تھا کہ وہ آن کی آن میں ریزہ ریزہ ہو گئے تھے
ان کی کرچیوں نے اس کی روح تک کو زمی کر ڈالا تھا۔



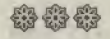
وہ ایک تک سامنے بیٹھی اس لڑکی کو دیکھ اس
معصوم سی لڑکی کو دیکھ رہی تھی وہ غیر معمولی طور پر
خوبصورت تھی اس کے چہرے سے پھوٹی معصومیت
نے اسے مبہوت کر ڈالا تھا وہ مسرصد تھی کو ایک گاؤں
سے ملی تھی اس کا شوہر اور دیگر لوگ اسے زندہ جلانے
والے تھے بقول ان کے یہ ایک ناگن ہے جو دھیرے
دھیرے سب کو کھاتی جا رہی ہے مسرصد تھی نے اپنی
این جی او کو کال کی تھی اور وہ لوگ اسے بمشکل چھڑا کر
لائے تھے اب وہ اسے اپنے گھر لے جاتا چاہا رہی تھی
وہ چاہتی تھی کہ جب تک رانیل نہیں آ جاتا وہ اس کے
پاس رہے۔

مسرصد تھی اتنی معصوم سی لڑکی بھلا اتنی ظالم کیسے
ہو سکتی ہے اس نے سر جھٹکا اور اس لڑکی سے مخاطب
ہوئی تمہارا نام کیا ہے ندا وہ جھکے سر کے ساتھ بولی
رانیل اسے اپنے گھر لے آئی سوئی اس کی ملی کو غالباً تو
پسند نہیں آتی تھی تبھی وہ اسے دیکھ کر غرائی ہوئی اس پر
بھی تھی اس کا نوکیلا بیچہ ندا کی گردن میں گھس سا گیا تھا
رانیل نے سوئی کو ڈانٹ کر پیچھے بنایا اور ڈیوول سے
اس کا زخم صاف کر کے پائینڈ ڈین لگادی اس دوران
اسے عجیب سی مہک آتی رہی تھی سوئی ندا کو دیکھتے
ہوئے مسلسل غرائی رہی۔



آج ندا کے کیس کی آخری تاریخ تھی اس پر اٹھ
لوگوں کے قتل کا الزام تھا جن میں دو معصوم بچے بھی
شامل تھے تاہم ثبوت نہ ہونے کی بنا پر اسے باعزت
بری کر دیا گیا رانیل ندا کو لیے گاڑی میں بیٹھ رہی تھی
جب اس کا شوہر چلا آیا بی بی صاحب آپ اسے لیجا تو

رہی ہیں مگر یہ زہریلی ناگن ہے ناگ کو جتنا بھی دودھ پلاو وہ ضرور ڈستا ہے کیونکہ وہ سنا اس کی فطرت ہے اور میری یہ بات یاد رکھنا یہ ڈائن ہے ڈائن۔۔۔ وہ ۹ ہریے لہجے میں چپا چپا کر بولتا ایک قہر آفرین نگاہ اس پر ڈال کے چلا گیا رائیل سر جھٹک کر ندا کو گاڑی میں بٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ پر آن بیٹھی۔

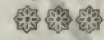


رائیل نے چائے بنانا چاہی تو دودھ کا برتن خالی تھا ایک گہری سانس لے کر کھانا بنانے کے لیے فریج کھولا تو خالی فریج اس کا منہ چڑھا رہا تھا وہ اچھے ہوئے ذائقے کے ساتھ وہیں بیٹھ گئی ایسا کٹر ہونے لگا تھا رائیل بھی اب اس سے اکثر اکڑا اکڑا سا رہنے لگا تھا ندا کا وہی معمول تھا چپ چاپ سر جھکا کر بیٹھی رہتی یا پھر باہر نکل جاتی گھر میں ہمہ وقت ایک عجیب سی یاقصیت چھانی رہتی تھی اور اب تو اس یاقصیت نے دھیرے دھیرے اس کے اندر بچے گاڑنا شروع کر دیئے تھے۔

وہ بھی ایک عام سی سہ پہر تھی آفس میں اس کا دل نہیں لگا تو وہ جلدی گھر آگئی پوریج میں رائیل کی گاڑی دیکھ کر اسے حیرت ہوئی تھی وہ کافی دیر سے گھر آتا تھا شاید وہ بھی فارغ تھا اس لیے جلدی آ گیا تھا اپنے بیڈ روم میں جاتے ہوئے اس کی نگاہ سرسری سی کھڑکی میں پڑی تھی اور اس کے قدم ٹپک رہے تھے رائیل اور ندا بیڈ روم میں تھے اور جس محل میں تھے وہ زمین میں گڑی جانے لگی وہیں لاؤنج میں صوفے پر گر سی گئی تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ندا مسکراتے چہرے کے ساتھ باہر نکلی رائیل بے قابو ہو کر اس پر چھٹی۔

تم واقعی ایک ناگن ہو میں نے تمہیں پناہ دی اور تم نے مجھے ہی ڈس لیا تمہیں شرم آتی چاہے تھی رائیل نے درشتی سے اس کا بازو پکڑ کر اسے پیچھے بنایا اور اگلے ہی لمحے اس کا بھاری ہاتھ اس کے نازک گال

پر پوری قوت سے اپنا نشان چھوڑ گیا۔ وہ گال پر ہاتھ رکھے ساکت سی رائیل کو دیکھ گئی تمہاری بہت کیسے ہوئی ندا کو ہاتھ لگانے کی یہ اب میری بیوی ہے سنا تم نے وہ بہت بلندی سے یکدم گہری کھائی میں گری تھی وہ حیرت دے بیٹھی تھی اسے اپنے محبوب شوہر کو دہشتی رہی وہ مسلسل کچھ بول رہا تھا مگر اسے کچھ بھی سنانی نہیں دے رہا تھا اس کی سانسوں میں ایک ہی جملے کی بازگشت ہو رہی تھی یہ اب میری بیوی ہے۔

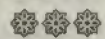


باہر تو ایک سمت تھا بنگلہ محشر سناٹے کا پہر تو فقط دل پہ لگا تھا اس کے اندر تک سناٹے اتر آئے تھے سناٹا تو ویسے بھی یاقصیت زدہ کر دیا کرتا ہے اور جب یہ آپ کے اندر پہنچے گاڑے تو اور بھی وحشت میں مبتلا کر دیتا ہے ایسے میں ہم اپنے اندر کی اس خوش اس سناٹے سے گھبرا کر باہر کے شور وغل میں پناہ ڈھونڈنے لگتے ہیں لیکن وہ کہاں پناہ ڈھونڈتی۔

اسے گھر کے دروازے پر اترنے لگے تھے زمین اس کے قدموں تلے سے سرک گئی تھی آسمان سر سے بہت گیا تھا وہ گویا خلا میں معلق تھی رائیل اس کا محبوب ترین شوہر کیسے ایک بل میں پرایا ہو گیا تھا وہ رائیل کے ساتھ پر ہمیشہ نازاں رہی تھی اور اب صدیوں کے مضبوط رشتوں کے ٹوٹنے کے لیے کتنا وقت درکار ہوتا ہے ایک بل محض ایک بل پھر زیادہ طاقتور کن ہوا صدیاں نہیں یقیناً ایک بل بس ایک بل صدیوں میں بسائے گئے محل کو یہ ایک بل ایک جھٹکے سے زمین بوس کر دیتا ہے صدیاں اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی رہتی ہیں یہ وہی بل جسے ہم ذرہ بھر اہمیت نہیں دیتے مگر جب یہ خود کو منوانے پر آتا ہے تو ہم بعض اوقات حیران ہونا بھی بھول جاتے ہیں اور یہ ایک بل ہماری کیفیت پر مسکراتا لطف اندوز ہوتا حظ اٹھاتا یونہی چپ چاپ چلا جاتا ہے رانی نے اپنے دیکھتے سر کو ہٹائیں اٹھایا اور اٹھنے کی کوشش میں لہرا کر

صوفے پر گر گئی ندا مغرور پھل چلتی اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

میں۔۔۔ ہوں تم مجھے چڑیل روح یا بدروح کچھ بھی کہہ سکتی ہو میری اصل عمر مجھے خود بھی معلوم نہیں ہے میں نے کئی صدیاں گزاری ہیں تمہاری اس دنیا میں۔ ایک وہ وقت تھا جب انسان جنگلوں میں رہتا تھا لہاں کے نام پر پتے اور کھانے کے نام پر صرف گوشت مجھے انسانوں کے طور و اطوار بہت متاثر کرتے تھے اس لیے میں نے بعد ہو کر ان میں سہولیت اختیار کر لی وہ وقت بہت اچھا تھا لوگ جنگلوں اور غاروں میں رہا کرتے تھے ان کی خستہ حال فوجی چیزیاں اگرچہ ان کے تحفظ کے لیے ناکافی تھیں تاہم پھر بھی اچھی زرشام بھی ایسے ہی ایک جنگل میں رہتا تھا ایک غار اس کا گھر تھا۔



میں اس دن بھوک سے نڈھال تھی مجھے باوجود کوشش کے شکار نہیں ملا تھا شاہ بلوط کا ایک طویل قامت درخت میرا مسکن تھا اس دن مجھے قدرے حرارت محسوس ہو رہی تھی تو اس لیے میں شکار نہ کر سکی بھوک جب حد سے بڑھی تو مجھے مجبوراً شکاری تلاش میں نکلنا پڑا تاہم مجھے ناکامی ہوئی میں نے بھوک مٹانے کے لیے ہرن کا شکار کیا لیکن یہ کھانہ پانی میں انسانی گوشت کی عادی ہوئی تھی جیسے کسی شیر کے آگے گھاس رکھ دو ویسی ہی کیفیت میری تھی میں نے ہرن وہیں چھوڑا اور بے بسی سے رونے لگی اسے تم رو کیوں رہی ہو۔

اس آواز پہ میں نے چونک کر دیکھا وہ کافی طویل قامت مضبوط جسم کا انسان تھا سنہرے بال کندھوں تک آ رہے تھے وہ بہت ہی خوبصورت تھا تھاں۔۔۔ مجھے بھوک لگی ہے شدت بھوک سے میری آنکھیں نم ہو گئی بابا بابا۔۔۔ بھوک کی وجہ سے رو رہی ہو۔ اس کی ہنسی بہت خوبصورت تھی اتنی بھوک لگے تو پتہ چلا گا میں چڑ گئی وہ مسکرایا کیا کھاؤ گی اس کی نظریں

ہرن کے مردہ وجود پر تھیں وہ یقیناً بھانپ گیا تھا کہ مجھے کس چیز کی طلب ہے انسان میری خورداک ہیں اس کے خوبصورت لب بچھ گئے وہ مضبوطی سے قدم اٹھاتا ہوا لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا اس کے جانے کے بعد میں خود کو کوسنے لگی کہ کیوں نہ اسی کو شکار کر لیا کچھ دیر بعد وہ آتا ہوا دکھائی دیا اس کے کندھوں پر کوئی بے ہوش انسان جمول رہا تھا اس نے وہ میرے آگے پھینک دیا میں اس پر نوٹ پڑی وہ سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا آخری ہڈی چبانے کے بعد میں نے مشکور انداز میں اسے دیکھا تمہارا شکر یہ میں کافی دنوں سے بھوک تھی میں نے ہاتھ کی پشت سے منہ صاف کیا وہ اثبات میں سر ہلا کر پلٹا اور چلا گیا وہ زرشام سے میری پہلی ملاقات تھی۔



اس دن موسم ایراؤد تھا نیلے آسمان پر سفید بادل ایک دوسرے کے تعاقب میں بھاگ رہے تھے فضا میں خلی بڑھ گئی تھی جنگل میں جابجا آگ کے الاؤ بک رہے تھے سردی سے بچنے کا تپ یہی واحد ذریعہ تھا لوگوں کے بستر درختوں کے جمع شدہ پتے ہوا کرتے تھے میں سردی سے کپکپا رہی تھی بالآخر میں دے قدموں ایک الاؤ کی جانب بڑھنے لگی آگ کے گرد چند نفوس بیٹھی تھے اور سخت سردی سے بچنے کی تدبیر پر غور کر رہے تھے ان میں سے ایک کی نگاہ مجھ پر پڑی اور وہ چلانے لگا باقی لوگ اٹھے اور مجھے پکڑ لیا میری طاقت اس وقت نہ ہونے کے برابر ہو کر رہی تھی سو انہوں نے آسانی مجھ پر قابو پایا یہی ہے وہ میں نے پہچان لیا ہے ان میں سے ایک شخص بولا میں نے چند دن قبل اس کا ایک ساتھی شکار کیا تھا چلو اسے اسی آگ میں پھینک دیتے ہیں ایک شخص نے تجویز پیش کی جس پر سبھی متفق ہو گئے تھے مجھے وہ چلا آیا تھا کیا ہو رہا ہے۔

اس نے پوچھا۔ جو اب اسے سارا واقعہ سنایا گیا اس نے چونک کر مجھے دیکھا اور ان سے بولا وہ کوئی

اور ہوگی سے میں جانتا ہوں اس کی بات پر وہ سب چپکے ہنسنے لگے شاید وہ اس پر بہت اعتماد کرتے تھے وہ ایک ایک کر کے چلے گئے تو میں واپسی کے لیے مڑی رکو۔ میں ٹھٹھک کر رک گئی آج پھر بھوک ہو نہیں آج مجھے بہت سردی لگ رہی تھی تو میں اطمینان سے وہیں ایک پڑے پتھر پر بیٹھ گئی اس رات ہم نے بہت باتیں کیں زرشام اپنے قہقہے کا سردار کا بیٹا تھا میں اسے پہلی نظر میں ہی اچھی لگی تھی میری زندگی میں بہت سے لوگ آئے مگر زرشام ان سب سے مختلف تھا مخلص بے لوث اور ہوس سے کوسوں دور اس کی محبت سے بے لوث تھی میں پوری دنیا میں گھومی پھری ہوں مگر اس جیسا کوئی نہیں ملا بہت اچھا تھا وہ۔

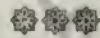


ہم روز ہی ملنے لگے جب کبھی مجھے شکار نہ ملتا تو زرشام میری مدد کرتا تھا زندگی بہت اچھی گزر رہی تھی وہ دور وہ دن میری زندگی کے یادگار اور سب سے اچھے دن تھے ہم ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے جنگل میں گھومنا کرتے تھے پھر یوں ہوا لوگوں کو مجھ پر شک ہو گیا میں ہنسنے میں ایک شکار کرتی تھی تاہم پھر بھی اصل میں تب آبادی بھی اپنی کہاں ہوتی تھی وہ ایک سردی رات تھی میں درخت کی شاخوں پر سو رہی تھی جب کسی نے مجھے جھنجھوڑا میں نے بڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں وہ زرشام تھا اس نے میرے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر چپ رہنے کا اشارہ کیا اور سر گوشیوں میں بتانے لگا۔

کل وہ لوگ مجھے جلانے والے ہیں زرشام نے ان کی باتیں سن لی تھیں اور ہم رات کی دہیز تارکی میں وہاں سے بھاگ نکلے اندھیرا پوری طرح پھیل چکا تھا اور اس اندھیرے کی وجہ سے ہمیں بھاگنے میں دشواری کا سامنا تھا جب میں انسانی دنیا میں آئی تھی تو میرا پیانا میری ساری شکلیاں جھین لی تھیں ورنہ میں چشم زون میں دنیا کے دوسرے کوئے تک پہنچ سکتی تھی اس وقت میں عام لوگوں کی طرح ہی تھی بہر حال میں بھی زرشام کے ساتھ تیزی سے بھاگ رہی تھی اگر

چہ اس کا ساتھ دینے کی کوشش میں میں بری طرح باپ رہی تھی زرشام جنگل آشنا تھا لہذا جنگل کے پتے پتے سے واقف تھا یہی وجہ تھی کہ وہ اطمینان سے چل رہا تھا مجھے وہاں آئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا اسی لیے جنگلی بلیں اور لمبی گھاس پیروں سے ابھرتی تھی بہر حال پوچھنے تک ہم جنگل کے کنارے پر پہنچ چکے تھے۔

میں مجھے بھوک لگی ہے میں نے قدرے چپکلا کر کہا مارے بھوک سے برا حال تھا وہ ٹھٹھک کر رکھا ہم اس وقت ایک برف زار سے گزر رہے تھے تاحہ نظر برف پوش پہاڑ تھے سورج بادلوں چھپا تھا یہاں کوئی نہیں ملے گا ہم صرف دو گھنٹے تک یہاں سے کل جائیں گے اس نے گویا مجھے تسلی دی تھی میں بس سر ہلا کر رہ گئی شام ہونے تک ہم اس برف زار سے نکل چکے تھے میں نے سکون کا سانس لیا کیونکہ برف میں تو گویا رنگوں میں خون بھی جمہ ہو چکا تھا شکار پھر بھی نہیں ملا تھا کیونکہ تب انسانی آبادیاں بھی بہت کم ہوا کرتی تھیں زرشام نے جنگلی بھیڑ کا شکار کیا تھا اور مجبور اس کے اصرار پر مجھے بھی وہی زہر مار کرنا پڑا تھا اور رات ہم نے ایک درخت پر بسر کی تھی اگلے روز ہم پھر روانہ ہوئے ہمیں انسانی آبادی کی تلاش تھی۔



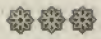
مجھ سے اور نہیں چلا جاتا اگر مجھے کھانا نہیں ملا تو میں مر جاؤ گی میں نڈھال سی ہو کر ایک جھاڑی کے پاس گر گئی بھوک کے باعث آنتیں کھل رہی تھیں اور حلق میں کانٹے سے بڑے تھے وہ میدانی علاقہ تھا دور دور تک جبر زمین پھیلی ہوئی تھی اور اکا دکا درخت اور جھاڑیاں تھیں وہ بھی میرے پاس بیٹھ گیا اس نے زمین پر ایک تنکے کی مدد سے چند اڑھی تڑھی لکیریں کھینچیں اور انہیں بغور دیکھنے لگا اس کے چہرے پر فکر کے سائے ابھرے آبادی یہاں سے سات دن کی مسافت پر ہے اس کی بات نے مجھے مزید نڈھال کر دیا یعنی سات دن مزید بھوکا رہنا ہوگا میں نہیں رہ سکوں گی میں نہیں رہ سکتی میں نے گھٹنوں میں سر دے کر دنا

اگرچہ اس نے کئی بار وغیرہ شکار کئے تھے مگر میں محض چھ کر رہ جاتی ہے سب کھانا میرے بس میں نہ تھا تم مجھے کھاؤ میں اس کی بات یہ ششدر رہ گئی نہیں میں نے حتی سے سر ہلایا تھا۔

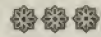
دیکھو شاما آبادی یہاں سے سات دن کی مسافت پر ہے تم اگر مجھے کھاتی ہو تو رام سے وہاں تک پہنچ جاؤں گی اور میں تو ویسے بھی انسان ہوں زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہوں گا اور میرا وعدہ ہے کہ ایک بار پھر میں تم سے ضرور ٹکراؤں گا تب ہم ہمیشہ کے لیے ایک ساتھ رہیں گے اس نے گویا مجھے سمجھایا تھا میں نفی میں سر ہلا کر اٹھی شام کے سائے گہرے ہوئے تو میری بھوک میں مزید اضافہ ہو چکا تھا مجھ میں مزید چلنے کی سکت نہ رہی تھی زرشام نے پھر اصرار کیا اور میں۔۔۔ میں نے اسے کھالیا اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ دوبارہ مجھے ضرور ملے گا اور مجھے بھی یقین تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔



وہاں سے چلتے ہوئے میں راستہ بھٹک گئی اور ایک جادوگر کے ہتھے چڑھ گئی اس نے مجھ پر بہت ظلم ڈھائے اور بہت سے کام لیے پھر وہ مر گیا مرتے وقت وہ مجھ سے خوش تھا لہذا اس نے اپنی ساری شکلیاں مجھے دان کر دیں صرف وہی نہیں بلکہ میں نے پوری دنیا میں جن جن کر بڑے بڑے سادھو پنڈت اور جادوگروں کی شاگردی اختیار کر لی اب میں کچھ بھی کر سکتی ہوں بہت شکلیاں ہیں میرے پاس میں نے پوری دنیا میں تلاش کیا مگر مجھے زرشام نہیں ملا مگر اب میری تلاش ختم ہو گئی ہے مجھے زرشام مل گیا ہے جانا چاہو گی کہ وہ کس روپ میں ملا ہے اس سے استفسار یہ لگا ہوں سے رائیل کو دیکھا پھر مسکرا کر بولی تمہارے راعلی کے روپ میں رائیل بے ساختہ نفی میں سر ہلانے لگی تم جھوٹ بول رہی ہو اور زرشام نہیں رائیل ہے میرا رائیل اس کی بات پر شاما کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔



میں نے دیکھ لیا ہے کچھ کہ نہ سہیرہ نہ سکر تیرے عشق سے بیٹھا کچھ بھی نہیں تیرے عشق سے بیٹھا کچھ بھی نہیں۔ اس نے ریموٹ اٹکھا کر ٹی وی بند کیا اور تھکے تھکے سے انداز میں وہیں کا رہت پر بیٹھ گئی پہلا میں جا رہا ہوں شاما کے ساتھ تم اپنا خیال رکھنا اور باقی لوگوں کا بھی راجیل کی بات پر وہ ششدر رہ گئی کیا وہ اسے چھوڑ کر چلا جائے گا وہ بھی ایک چڑیل یا بدروح کے لیے رائیل کا دل گویا کسی نے مٹھی میں لے کر بیچ لیا نہیں راجیل تم اس کے ساتھ نہیں جاؤ گے یہ۔۔۔ یہ ڈان ہے وہ اس کی تمام تر التجاؤں کو نظر انداز کرتا نظریں چراتا ہوں شاما کو آوازیں دینے لگا وہ ایک شان قافرا سے چلتی ہوئی آئی تھی اس نے زیر لب کچھ کہا چار اطراف دھواں سا پھیل گیا اور جب دھواں چھٹا تو وہاں نہ شاما تھی اور نہ ہی رائیل وہ آنکھیں پھاڑے ششدر سی دیکھتی رہ گئی اس کی آنکھوں میں بے یقینی و حیرانگی جمہ ہو کر رہ گئی تھی۔



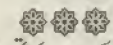
ہانس لینے بھی تادان لیا ہے اس نے ہم آئے تھے اس کی جمہانی میں۔ خاموشی کی چادر میں فون کی کھنٹی نے شکستیں ڈال دیں اس نے دیکھتے سر کو بمشکل اٹھایا اور گرتے پڑتے فون تک پہنچی ہیلو۔۔۔ جی امی جی۔۔۔ وہ بھی ٹھیک ہیں وہ کچھ دیر بات کرتی رہی پھر ریسور کر ہڈل پر رکھ کر سرد دونوں ہاتھوں سے تمام لیاوہ خود کو کسی گہری کھائی میں گرا محسوس کر رہی تھی اسے تقدیر نے بہت بلندی سے نہایت پستی میں دھکا دیا تھا بلندی پر جانے کے لیے بہت کھنٹ راستوں پر دشوار گزرا سفر کرنا پڑتا ہے جبکہ پستی میں اتارنا اس کے برعکس ہے وہ بھی بہت تیزی سے بلندی سے پستی تک پہنچی تھی اور اسے اس پستی سے نکلنے کی کوئی راہ بھائی نہیں دے رہی تھی معاس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا وہ اپنی نقابست کو نظر انداز کرتی ہوئی سرعت سے ابھی اور ہیڈ روم کی جانب

پکی اس نے الماری کھولی اور کپڑے وغیرہ ہٹاتے ہوئے کچھ تلاش کرنے لگی کچھ تانے بعد الماری کے پت یونی کھلے چھوڑ کر بینڈ کی سائڈ ٹیبل کی درازیں کھگانے لگی اس کے ہاتھ تیزی سے دراز میں موجود اشیاء کو الٹ پلٹ کر رہے تھے بالوں کی لپٹیں بار بار اس کے چہرے پر جھول جاتیں جنہیں وہ جھنجھلاہٹ آمیز انداز میں کانوں کے پیچھے اڑس دیتی بے چینی اس کے بر انداز سے عیاں تھی۔

کہاں گیا ہمیں تو رکھا تھا میں وہ خد کلائی کے انداز میں بڑبڑاتی پھر اس نے دراز کا پت ہی الٹ دیا چیزوں کو ادھر ادھر ہٹاتے اس کی نگاہ وزنگ کارڈ پر پڑی اس نے تیزی سے کارڈ جھپٹا اور موبائل اٹھالیا۔



یہ نقشہ اس جگہ کا ہے اور یہ لو تعویذ تمہاری حفاظت کرے گا وسم ش نے اسے ایک تہہ شدہ کاغذ اور چندی کے ورق میں ملفوف تعویذ دیا اور اسے مزید تفصیلات بتانے لگے وہ بغور سن رہی تھی آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں تھیں۔



گاڑی ایک جھٹکے سے رکھی گاڑی سے اتر کر اس نے بونت کھولا کافی دیر کی مغز مری کے باوجود اسے کوئی خرابی نہ ملی تو وہ دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھی اس کی سر توڑ کوشش کے باوجود انجن محض غرا کر رہ گیا۔ وہ تھک بار کر بیٹھ گئی شام کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے آسمان پر اکا دکا پرندے اپنے اپنے ٹھکانوں کو لوٹ رہے تھے وہ اس وقت ویرانے میں تھی ارد گرد خار دار جھاڑیاں تھیں قرب وجوار میں کوئی آبادی یا اس کے آثار دکھائی نہ دے رہے تھے اس نے سیٹ کی پشت سے سر نکالیا اور سو گئی رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب ایک عجیب احساس کے تحت اس کی آنکھ کھل گئی اس نے بوتل کھول کر چند گھونٹ پانی پیا اور نظریں طائرانہ انداز میں ڈورانے لگی ایک درخت

کی برہند شاخوں کے عقب سے چاند سرکھتا ہوا اوپر کی جانب بڑھ رہا تھا خود در خار دار جھاڑیاں عجیب اداسی سے سر پہنوز اُسے کھڑی تھیں ایک جھاڑی میں سرسراہٹ سی ہوئی ساتھی میں کوئی شے چمکی تھی وہ جس کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ گاڑی سے نکلے گاڑی کا دروازہ

ایک جھٹکے سے بند ہوا تھا اور اس کی گونج خاموشی کے سمندر میں ارتعاش کا باعث بنی تھی وہ محتاط انداز میں چلتی ہوئی اس جھاڑی تک پہنچی تھی اس نے جیکٹ کی جیب تنقیا کر ریوالتور کی موجودگی کو محسوس کیا وہ اگرچہ اور جھاڑی کے عقب میں جھانکا جھاڑی کی شاخوں ایک درخت کے نیچے بیٹھی تھی لیکن درخت اتنا گھنا نہ تھا کہ سائے کے سبب وہاں جو بھی شے صاف نظر نہ کرے اس کے سائبان بن پاتا اس کی شاخیں ایک آری تھی بس کوئی سفیدی چیز دکھائی دے رہی تھی اگر دوسرے سے مزے ہوئے تھیں قرب وجوار نے بنا سوچے سمجھے جھک کر اسے چھونا چاہا ہاتھ اس چپ میں آبادی کا نام و نشان بھی نہ تھا تنہائی خوف بارش سے مس ہوتے ہی اس نے اضطرابی انداز میں ہاتھ اور پکی کی چمک سے مل کر اس پر حملہ آور تھے بادل بھی جھٹکا اسے یوں محسوس ہوا تھا گویا اس نے دیکھتے ہوئے کچھ سے دھاڑا اٹھتے تھے ایسے ہی ایک انگاروں کو چھو لیا ہے ہواس کی انگلیاں جھلس کر رہ گئیں کھلے بچلی تڑپنی بادل چلائے تو بے ساختہ اس کے لبوں اس کی نظریں بدستور اسی چیز پر جمی تھیں۔

دھنسا اس میں حرکت پیدا ہوئی لمبے کے بوندوں کو وحیانہ انداز میں ادھر ادھر پھینچ رہی تھیں ہزاروں حصے میں وہ اس کے سامنے تھا راتیل کا دل لاچار بوندیں بھی اپنی بے بسی کا غصہ زمین پر نکال رہی تھیں کھلے پھلا تھا وہ ایک ڈھانچہ گوشت پوست سے تھیں ہوا کے جھڑ بوندوں کے ہمراہ اس پتا بوندوں جیلے عاری کسی شیر وغیرہ کا ڈھانچہ دھیرے دھیرے اس کے گرد سے تھے وہ پوری طرح جھجک چکی تھی سیاہ ریشمی جسم بھرنا شروع ہو گیا اور راتیل کی سانسیں اٹکنے لگیں بالوں کی لٹیں اس کے دودھیا رخساروں سے لپٹی تھیں جوں جوں وہ گوشت پوست سے بھرتا جا رہا تھا تو ان مگر اس میں اتنی بھی ہمت نہ تھی کہ انہیں چہرے سے ہٹا ل وہ گویا کسی سنگی جسمے میں ڈھلتی جا رہی تھی اس کا دل بھی اس کا دل سکھتے تھے کی مانند لرز رہا تھا بارش جو چاہ رہا تھا کہ وہ فوراً سے پیشتر ہماگ جائے مگر اس کے ہمیشہ اس کے لیے افریقیشن کا باعث رہی تھی اب اسے قدم نجد ہو چکے تھے حتیٰ کہ اس کا پورا وجود نجد ہو چکا تھا بے انتہا خوفزدہ کر رہی تھی ہوا کی شائیں شائیں اس کو یہاں تک وہ ٹپکنیں تک چھینکنے سے قاصر تھی اس کا پورا مزید دہلا رہی تھی ہوا کے جھڑ بوندوں کو اس پہ گولیوں وجود چاند کی روشنی میں ہیرو کی مانند دک رہا تھا وہ کی طرح برسا رہے تھے اور دن جھڑوں کے آگے تو اس کی دم تیزی سے داییں بائیں حرکت کر رہی تھی اس دن اور درخت بھی بے بس تھے جھجکی لا چاری سے ادھر نے ایک دم اپنی اگلی ٹانگیں اٹھائیں پھر ایک دم زمین پر ادھر سرخ رہے تھے بجلی چمکتی تو قرب وجوار تانے بھر جہادیں اس نے اپنا سر جھکا یا اس کے مجبورے جسم کے لیے روشن ہو جاتے اور پھر تاریکی چھا جاتی تھی سیاہ دھاریاں کسی سیاہ ناگ کی مانند لپٹی ہوئی تھیں وہیں درخت اسے کسی عفریت کی مانند لگتے جو اسے ایک دم پلٹا اور تیزی سے جھاڑیوں میں غائب ہو گیا وہ بوندے کو تیار تھے بلکھت بجلی بری طرح تڑپی بادل عالم اشتعال میں گرج اٹھے ان کی گڑگڑاہٹ سے راتیل خوفناک ڈانچٹ سمیت قرب وجوار لرز اٹھے وہ گھنٹوں میں سر چھپا کر رونے لگی۔

بجلی پھر چمکی تو لمحہ بھر کو اجالا سا پھیل گیا اس اجالے میں اس کی نظر بائیں جانب ایک درخت کی سمت اٹھی وہاں کوئی تھا اور اسی سمت متوجہ رہی پھر بجلی کی چمک میں اس نے دیکھا وہاں واقعی کوئی تھا اس کا سفید لباس تیز ہوا میں پھڑ پھڑا رہا تھا وہ اٹھی اور دھڑکتے دل کے ساتھ اس طرف جانے لگی تیز ہوا کے جھکڑ اور بارش کی موٹی موٹی بوندیں اس پر وحیانہ انداز میں تابڑ توڑ حملہ کر رہی تھیں اس کا لباس اور دوپٹہ بری طرح پھڑ پھڑا رہا تھا اسے چلنے میں بے حد دشواری کا سامنا تھا بہر طور وہ اس درخت تک پہنچ گئی لگ۔ کون ہوتم۔

اس نے ایک انک کر پوچھا۔ وہ جو کوئی بھی تھا اس نے راتیل کی جانب رخ پھیرا گری لگ رہی تھی بہت گری لگ رہی تھی کافی عرصے بعد بارش ہوئی تو میں اندر رہے نہیں سکا سرسراہٹ ہوئی آواز میں عجیب سی کیفیت پنہاں تھی یکا یک بجلی کی چمک اس چہرے پر پڑی راتیل کا دل یکبارگی دور سے لرزادہ لگن میں لمبوس تھا اس کا چہرہ عجیب پھولا پھولا سا لگ رہا تھا اور گوشت میں دراڑیں سی پڑ رہی تھیں جیسے کہ بھڑ زمین میں پڑی ہوئی ہیں ان دراڑوں سے نئے نئے پھو ر نکلتے ہوئے اس کے چہرے پر مزگشت کر رہے تھے اس کی بے نور آنکھیں راتیل کو گھور رہی تھیں لگتا ہے لڑکی تھے میزا باہر آنا کچھ اچھا نہیں لگایا یہ وقت بھی آنا تھا کبھی یہ شہر میرا تھا زمین میری تھی خیر اگر تمہیں اعتراض ہے تو میں چلا جاتا ہوں مجھے گری ہو جس ہودم گتھے پھر بھی چلا جاتا ہوں اسکے لہجے میں عجیب سی بے بسی آن سانی بجلی پھر لپکی تو ایسے میں اس نے دیکھا کہ وہ زمین میں بعد دم ہو گیا اس کا کفن ہوا میں پھڑ پھڑا رہا تھا وہ اپنی جگہ نہ سی رہ گئی دل کی دھڑکن تک گویا ساکت ہو چکی تھی بادلوں کی گڑگڑاہٹ بلند ہوئی تو وہ لہرا کر زمین پر آری بارش میں مزید تیزی آگئی تھی۔

اس نے ایک انک کر پوچھا۔ وہ جو کوئی بھی تھا اس نے راتیل کی جانب رخ پھیرا گری لگ رہی تھی بہت گری لگ رہی تھی کافی عرصے بعد بارش ہوئی تو میں اندر رہے نہیں سکا سرسراہٹ ہوئی آواز میں عجیب سی کیفیت پنہاں تھی یکا یک بجلی کی چمک اس چہرے پر پڑی راتیل کا دل یکبارگی دور سے لرزادہ لگن میں لمبوس تھا اس کا چہرہ عجیب پھولا پھولا سا لگ رہا تھا اور گوشت میں دراڑیں سی پڑ رہی تھیں جیسے کہ بھڑ زمین میں پڑی ہوئی ہیں ان دراڑوں سے نئے نئے پھو ر نکلتے ہوئے اس کے چہرے پر مزگشت کر رہے تھے اس کی بے نور آنکھیں راتیل کو گھور رہی تھیں لگتا ہے لڑکی تھے میزا باہر آنا کچھ اچھا نہیں لگایا یہ وقت بھی آنا تھا کبھی یہ شہر میرا تھا زمین میری تھی خیر اگر تمہیں اعتراض ہے تو میں چلا جاتا ہوں مجھے گری ہو جس ہودم گتھے پھر بھی چلا جاتا ہوں اسکے لہجے میں عجیب سی بے بسی آن سانی بجلی پھر لپکی تو ایسے میں اس نے دیکھا کہ وہ زمین میں بعد دم ہو گیا اس کا کفن ہوا میں پھڑ پھڑا رہا تھا وہ اپنی جگہ نہ سی رہ گئی دل کی دھڑکن تک گویا ساکت ہو چکی تھی بادلوں کی گڑگڑاہٹ بلند ہوئی تو وہ لہرا کر زمین پر آری بارش میں مزید تیزی آگئی تھی۔

خوفناک ڈانچٹ 44 J



اس نے بغور قرب و جوار کا جائزہ لیا تاحد نگاہ
خار دار جھانپاں تھیں اسے چلنے میں دشواری کا سامنا
تھا تاہم وہ پھر بھی چل رہی تھی سورج نصف النہا پہ
دیکر رہا تھا اس کی تیش اس کے پورے وجود کو جلا رہی
تھی اس نے پشت سے بیگ اتار کر نسبتاً ایک بڑی
چھاؤں کے سائے میں رکھا اور خود بھی بائٹے ہوئے
وہیں بیٹھ گئی گاڑی اس کا ساتھ کب کا چھوڑ گئی تھی اس
کے نازک پیروں پر آبلے پڑ چکے تھے تاہم وہ پھر بھی
سفر جاری رکھے ہوئے تھی اس نے دوپٹے سے چہرے
اور گردن پر بہتی پسینے کی دھاریاں پونچھیں اور بوتل
نکال کر چند ٹھونٹ پانی پیا پانی بھی گرم ہو چلا تھا تاہم
پھر بھی اس کے لئے نیست تھا۔

کچھ دیر سنانے کے بعد وہ پھر اٹھی بیگ
اٹھانے کی مشقت اضافی تھی لیکن وہ بیگ چھوڑ بھی
نہیں سکتی تھی وہ چلتے چلتے بار بار رک کر پسینہ صاف
کرتی اور بے بسی سے سورج کو دیکھ کر رہ جاتی سورج
بھی اس کے ہمراہ چل رہا تھا جا بجا خاور اور جھانپاں
تھیں اور اسے سنبھل سنبھل کر گزرنا پڑ رہا تھا اس کے
باوجود اس کے وجود پر خراشیں آئی تھیں جن سے خون
ہانسنے لگا تھا دھیرے دھیرے اس پر نقابہ طاری
ہونے لگی اس نے رک کر شانوں سے لٹکتا بیگ اتار کر
فروٹس سے مٹھی بھر کر کھائی اور چند ٹھونٹ پانی پی کر
پھر روانہ ہو گئی



دور دور تک ریت کا سمندر پھیلا تھا دیکتے ہوئے
سورج نے اپنی تیز کوئی کریم نیا سوں سے نکال کر
حملہ کر دیا تھا ان تلواروں کی نوکیں اس کے پورے
وجود میں تڑپتی جاری تھیں ریت پہ چلنا کسی قدر دشوار
ہے یہ وہی جان سکتا ہے جو سلتی دو پہروں میں آبلہ پا
چلتا رہا ہو اسے اپنا وجود اس وقت ایک بادل کی مانند
لگ رہا تھا جس سے پسینہ بارش کی طرح بہہ رہا تھا اس
نے ایک بار پھر پسینہ پونچھا اور اپنے سست ہوتے
قدیموں کی رفتار بڑھا دی وہ جیسے نیچے جماتی تو وہ تپتی

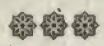
ریت میں دھنستے چلے جاتے وہ پیر بمشکل نکالتی سورج
سے برتی آگ اور ریت کی تیش اسے بری طرح
جلا رہی تھی اسے اپنا وجود بری طرح جھلتا محسوس
ہو رہا تھا اس ریت کے سمندر میں ایک درخت تھا اس
کی مڑی تڑی شاخیں چوں سے عاری تھیں سورج
بدستور اسے جلا رہا تھا اس نے سورج کی تیش کو آواز
سے قبل بھی اس طرح محسوس نہیں کیا تھا
تیری قربت کی آغوش سے تھا کبھی بھلتا سورج
آج بھی اسی آس میں شام و بحر ہے جھلتا سورج
ہم کہ سلتی ریت کا صحرا ٹھہرے
سر پہ مسلط ہے آگ اگلتا سورج
جانے کس دیس لے گئیں اڑا کے بادلوں کو ہوائیں
جانے کس روز ڈھلے گا یہ جھلتا سورج
شام وصل یادوں کی گھٹاؤں سے مہک اٹھی ہے
جب بھی ہوتا ہے غروب اجڑ کا ابلتا سورج
وہ سوم کبھی قربت خاور میں بھی موسم نہ ہونے پا
اس کی نفرت سے دیکھا تھا کچھلتا سورج
پاؤں شل ہیں سفر ہے میرے ہونٹ ٹھہرے تھا
میرے سر پر تھا ہے آگ اگلتا سورج
آج بھی اسی آس پہ قائم ہے یہ دشت
دور تیرگی میں ہوگا طلوع کسی شب سنہرا سورج
بادہ و جام کہاں اب سے نوش کیا
رات کی ٹپ ٹپ کے مگر ہے بھلتا سورج
اب بھی وقت ہے لوٹ آئے کہنا اسے
جانے کس روز جھم جائے یہ زلیق کا چلتا سورج
کیا کیا نہ لگ دکھلائے گردش ایام نے جہاں کو دعائے
آج بھی ہے تلاش جائے پناہ میں سرگرداں سورج
سورج

اسے سورج کی تپتی کا صبح اندازہ اب ہو رہا
ورنہ وہ تو ہمیشہ گرمیاں اسی رزم میں گزارتی تھی
آہیں بھی جاتی تو آہیں روم بھی ظاہر ہے خندا
ہوتا ہے اس نے از سر نو ہنس سے بہتی دھاریاں صاف
کی اور آگ اگلتے سورج کو دیکھا شدت بے بسی

اسی کی آنکھیں بھر آئیں معا سے کوئی سفید نقطہ ہوا
دکھائی دیا اس نے آنکھیں سکڑ کر دیکھا تاہم سمجھ نہ
پائی کہ وہ کیا شے ہے وہ قدرے ٹھنک کر رک گئی وہ
سفید چیز اسی جانب تھی جہاں سے اسے گزرنا تھا اس کی
آنکھوں کے سامنے چپتے کے ڈھانچے اور کفن پوش کے
واقعات گردش کرنے لگے وہ سوچنے لگی کہ کیا کرے
کتنی ہی دیر سے وہ شش و پنج کے عالم میں کھڑی تھی جو
راستہ اسے بتایا گیا تھا اس کے مطابق اسے سیدھا
گمانا تھا اور وہ سفیدی شے اس کے راستے میں حائل تھی
لوگ کالی لمبی سے ڈرتے ہیں کہ راستہ نہ کاٹ جائے وہ
سفید نقطے سے ڈر رہی تھی مگر خدہ بذب کے بعد اس
نے فیصلہ کر لیا اور ایک گہری سانس لیتی چل پڑی وہ
چلتی گئی اور وہ سفید نقطہ بتدریج بڑا ہوتا چلا گیا۔
سورج سے بدستور آگ ٹپک رہی تھی جب وہ
نزدیک گئی تو اسے پتہ چلا کہ وہ کوئی نسوانی وجود ہے وہ
گھٹنوں کے گرد بازو لیے بیٹھی تھی بال جو کالی دراز تھے
اس کی پشت پہ بکھرے تھے وہ دھوپ سے بے نیاز از
حد اطمینان سے بیٹھی تھی راتل نے ہانپتے ہوئے بیگ
رکھا اور وہیں ریت پہ دھوپ سے بیٹھ گئی چند ٹھونٹ پانی
پینے کے بعد اس کے خواص قدرے بحال ہوئے وہ
لڑکی بائیں گھٹنے پہ ٹھوڑی لگائے چلتے سورج پہ
نگاہیں جمائے اس کی آمد سے بے نیاز تھی۔

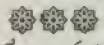
راتل نے سورج کو نگاہ بھر کر دیکھا جو بنا چلیکیں
جھپکائے یک تک سورج کو دیکھے جا رہی تھی گواہہ آگ
برساتا سورج نہیں آنکھوں کو مضحک بخشتی کوئی دکش سی
پھیل ہوا اے کون ہو تم۔ اس نے اسے بغور تکتے
ہوئے پوچھا۔ مہرماہ۔ اس نے بنا چوٹے یک لفظی
تغاب دیا تم یہاں اس قدر دھوپ میں کیوں بیٹھی ہو
۔ اس نے انھیں زدہ انداز میں دریافت کیا جواب اس
کے خوبصورت لبوں پہ زخمی مسکراہٹ مچھلیاں نے
اور دھوپ میں سلتے خود اپنے اجر نے یہ نوحہ خوان
سوگوار شاخوٹے ساتھ سر جھبواڑے چوں سے عاری
درخت کی جانب اشارہ کیا

تو نے دیکھا ہے کبھی صحرا میں جھلتا ہوا بیڑ
اس طرح جیتے ہی وفاؤں کو نبھانے والے
کیا مطلب۔ اس نے پھر الجھ کر پوچھا۔ وفا نبھا
رہی ہوں اس نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا نظریں ہنوز
سلتے سورج پہ پھیں یوں دھوپ میں بیٹھ کر۔ راتل کی
سوالیہ نگاہیں اس کے چہرے پر بکھریں ہاں۔ وفا
کا انجام تو یہی ہے اور آج سے نہیں سدا ہی سے یہی
انجام ٹھہرا ہے وفا کا وہ خالی خالی نظروں سے راتل کو
دیکھ رہی تھی



میں اب بھی گرتے پانیوں کی زد میں ہوں
اک آبشار میرا چار سو ابھی تک ہے
کوئی گمان مجھے تم ہے دور کیسے کرے
کہ اعتبار میرا چار سو ابھی تک ہے
میں جب بھی نکلا میرے پاؤں چھیدو اٹالے گا
جو خار زار میرے چار سو ابھی تک ہے
ہم دو ہمیں تھیں مہر نگار مجھ بڑی تھی بابا ایک
بزنس مین تھے امی ہاؤس وانف تھیں ہمارا گھر بہت
خوبصورت تھا اور ہم سب لوگ ایک دوسرے سے بے
حد محبت کرتے تھے زندگی بے حد خوبصورت تھی مگر وقت
ہمیشہ یک سا نہیں رہتا۔

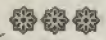
میں فرسٹ ایئر میں تھی جب ہمارے کالج میں
ایک لڑکا آیا دراز قامت و چہرے سراپا سنہری رنگت
اور یونانی دیوتاؤں کے سے نقش وہ بے حد پرکشش
تھا پروفسر حیات کے کہنے پر اس نے ڈاس پہ آکر اپنا
تعارف کروایا تھا میں شاہ انشاں ہوں اس کی آواز بھی
سحر انگیز تھی تقریباً سبھی لڑکیاں اس کے لیے آئیں بھرتی
پائی جاتی تھیں اکثر لڑکیوں نے اس کی جانب ہاتھ
بڑھایا تھا تاہم وہ کافی ریزرور رہتا تھا وہ بس ہمہ وقت
کتاؤں میں لگن رہتا تھا صرف حسن اور شبیر سے اس
کی دوستی تھی وہ بھی ایک حد تک



وہ اٹھارہ اپریل کی نرم سی صبح تھی آسمان پہ بدل

تیرتے پھرتے تھے اور دو پہلی سنہری کی دھوپ پھیلی تھی سر روضی کا پیرید تھا جب بیون نے آکر اطلاع دیک کہ شاہ انشال کو کوئی بلا رہا ہے وہ ایکسپو زکر کے چلا گیا کچھ دیر کے بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے خوبصورت چہرے پر پریشانی کے سائے لہرا رہے تھے میں چونکہ اس کی جانب متوجہ تھی اس لیے میں نے فوراً غصے سے کہہ دیا اس دن اس کا دھیان بھی ٹیکہ کی جانب نہیں تھا بلکہ وہ کھو یا کھو یا سار ہانگی بار میرا دل چاہا تھا کہ اس سے جا کر پوچھوں لیکن جھک آڑے آ جاتی پھر وہ چلا گیا۔

اگلے دن وہ کالج نہیں آیا تھا مجھے سارا دن انتظار رہا مگر وہ نہیں آیا اور یہی نہیں وہ اگلے پورے دس دن تک نہیں آیا تھا میں سارا دن دعا میں کرتی کہ وہ آجائے میری نظریں دروازہ پر منڈلاتی رہتیں بے چینی و اضطراب میرے روم روم میں سنا گیا تھا ساری ہماری رات میں جلے پیر کی لمبی کی طرح چمکاتی رہتی پھر بے بسی کی شدت سے پھوٹ پھوٹ کر رو دیتی ای باہا اور مہر نگار بھی پریشان ہو گئے وہ بار بار پوچھتے کہ کیا ہوا ہے میں انہیں کیا بتاتی کہ کیا ہوا ہے اس سے پہلے میں خود بھی اپنے جذبات اپنی محبت کی شدت سے ناواقف تھی میں نے شبیر اور حسن سے بھی پوچھا مگر وہ بھی لاعلم تھے



مجھے تھا زعم اور میں بکھر گیا محسن وہ ریزہ ریزہ تھا اور اپنے اختیار میں تھا میں اپریل کو کالج سے چھٹی تھی نگار کو کچھ شایک کرنا تھی سو میں اس کے ساتھ چلی گئی وہ فارغ ہوئی تو میں نے کہا میرا موڈ نہیں ہے ابھی گھر جانے کا میں پارک میں جا رہی ہوں وہ کندھے اچکا کر چلی گئی میں پارک میں گئی تو وہاں کافی رش تھا لوگ ادھر ادھر ٹپکتے ہوئے خوش گپیوں میں مصروف تھے میں بھی بونہی چلنے لگی سورج زورال کی جانب کا مزن تھا مجھے مجبور کے گھر دے سننے کے پاس ایک مانوس سی جھلک

دکھائی دی دلیری سے دھڑکا تھا میرے قدم بے ساختہ اسی جانب بڑھنے لگے وہ وہی تھا وہ واقعی وہی تھا وہ لوگوں سے الگ تھلک ایک گونے میں مجبور کے سنے سے بائیں جانب ٹپک لگائے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا مغرب میں سرکتے سورج کی کرنوں کے باعث اس کے لائٹ براؤن پیشانی پہ بکھرے سونے کی تاروں کی مانند محسوس ہو رہے تھے اس کی سنہری آنکھیں غلام میں گھور رہی تھیں اتنے دن بعد اسے دیکھ کر میں خود پہ ضبط نہ کر سکی۔

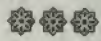
تم بہت برے ہو تمہیں ذرا بھی احساس نہیں ہے کسی کا اتنے دن سے غائب ہو تمہیں شرم آتی چاہے میں اتنے دن تڑپتی رہی لیکن تم سے اتنا نہ ہو سکا کہ بہت بے حس ہوں اور ظالم بھی کوئی بلا سے کوئی مرتا رہے تمہیں کیا میرے اندر گویا آتش فشاں دہک رہا تھا جس سے لاوا پھوٹ کر بہہ نکلا وہ ہکا بکا سارہ گیا میرا حلق میں آنسوؤں کا گولہ س جھننے لگا آواز رندہ گئی میں وہاں سے بھاگتی ہوئی ایک بیچ پر بیٹھ گئی اور ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی مجھے اس وقت خود پہ کوئی اختیار نہ رہا تھا بے اختیاری سی بے اختیار تھی کچھ دیر بعد کوئی دھیرے سے میرے پاس آکر بیٹھا ایک مانوس سی خوشبو میرے ارد گرد منڈلانے لگی۔

مہرماہ۔ اس کی سحر انگیز آواز پہ میری گویا جان ہی نکل گئی تھی وہ رہ رہ کر مجھے اپنی بے اختیار غصہ آرہا تھا۔ آتم سو سوری۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم اتنی پریشان ہوگی ورنہ میں۔۔۔ آتم رینکی سوری اس کا ہنسی بھر لہجہ شامتوں کے راستے میرے دل میں اترنے لگا میں اصل میں خود بہت اپ سیٹ تھا میں نے دھیرے سے سر اٹھایا ویسے مجھے نہیں پتہ تھا کہ کالج کی سب سے ریزرو لڑکی میرے لیے اتنی پریشان ہے اتنا چاہتی ہے مجھے اس کا شریر لہجہ آخر میں گھمبیر ہو گیا میں جھینپ سی گئی نہیں تو میں تو بس ایک کلاس فیلو کے ناطے پریشان تھی اپنے پست لہجے کا مجھے خود بھی

احساس تھا وہ دھیرے سے ہنس دیا۔

اف اللہ اس کی ہنسی کتنی خوبصورت تھی تو آپ ہر کلاس فیلو کی غیر حاضری پر یوں ہی بے چین ہو جایا کرتی ہواں کے سوال نے مجھے لا جواب کر دیا کیا ایک وہ عجیبی سے گویا ہوا پتہ ہے مہرماہ میں خود آپ سے فطرت کرتا ہوں میں نے بری طرح چونک کر سر اٹھایا تھا دم دھیرے سے مسکرا دیا ہاں مگر میں تمہیں کبھی بھی نہ بتاتا لیکن تمہاری بے اختیار تھی بے قراری نے مجھ سے اگلا ہوا اس کے پرکشش چہرے پر بہت خوبصورت سی کیفیت تھی ڈوبے سورج کی تاریکی میں سیدھی اس کے مقناطیسی نفوس کے حامل چہرے کو چوم رہی تھی اس کے بال اور سنہری رنگت دم کی سی رہی تھی۔

تم اتنے دن سے کالج کیوں نہیں آ رہے میں بے بات بدلنے کی غرض سے پوچھا تھا ایک مسئلہ پھر بھی بتاؤں گا لیکن بلیوی بار آئی رینکی دیری مس یو اس کا لہجہ میری دھڑکنیں اٹھل پھٹھل کر گیا دل گویا آتھلیوں میں اتر آیا تھا پتہ ہے اس وقت تمہارے چہرے پہ اتنے خوبصورت رنگ بکھرے ہیں کہ دل چاہ رہا ہے۔۔۔ اس کی ادھوری بات بھی میری دھڑکنوں میں قیامت مچ اٹھی تھی اب گھر جاؤ شام ہو رہی ہے اس نے حلقی شام کا احساس دلایا تو میں اٹھ گئی وہ شام بہت خوبصورت تھی لوگ کہتے ہیں شام اداس کر دیتی ہے مگر مجھے تو لگ رہا تھا کہ شام بھی ہرے ساتھ ساتھ بہت خوش ہے گنگنا رہی ہے ہر لمحہ میری سماعتوں میں شاہ انشال کی باتیں رس گھولتی رہی تھی میں گویا ہواؤں میں اڑی جا رہی تھی



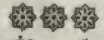
سامنے بٹھا کے تینوں کراں اپنا پیاروے جندوی تو گنگے میں نہ کراں انکاروے۔ چناں دے چناں۔

تیرے نیناں دیاں جھریاں نے دل چیر چھڈیا وہ گارہا تھا اور پوری کلاس دم بخود تھی میں

سانس روکے سن رہی تھی میڈم شناع کا وہ پیرید فیری تھا اور سب لوگ اپنی پنی پسند کا گانا سنا رہے تھے جب شاہ انشال کی باری آئی تو اس نے میرا نیوٹ ساگ گایا تھا میں جو رحیم شاہ کے صرف رحیم شاہ کی آواز میں ہی سنتی تھی اگر کوئی اور ان کا کوئی ساگ گاتا تھا تو مجھے غصہ آ جاتا تھا لیکن شاہ انشال کی آواز میں مجھے بالکل بھی برا نہیں لگا تھا بلکہ بہت اچھا لگا تھا۔

تمہیں کیسا لگ میرا گانا۔ اس کی سنہری آنکھیں شرارت سے چمک رہی تھیں بہت اچھا۔۔۔ میرے جواب نے اسے حیران کر دیا تھا ہم تیزی سے ایک دوسرے کے قریب آئے تھے میں تو خیر اس کے بغیر رہ ہی نہیں سکتی تھی وہ بھی مجھے دیکھ کر کھل اٹھا تھا میں بلکہ ہم دونوں ہی ان دنوں بہت خوش رہنے لگے تھے اور یہ بت سبھی نے محسوس کی تھی۔

انشال۔ تم نے ایک مسئلے کا ذکر کیا تھا وہ وہ کون سا مسئلہ تھا میں نے سموسوں کا آرڈر دیتے ہوئے اس نے پوچھا ہم اس وقت کنٹین میں تھے آں۔ وہ جھوڑو پار وہ ٹال گیا نہیں مجھے بتاؤ میں نے دھونس سے کہا ارے تم نے یہ کیا فضول کھڑ پین رکھا ہے اس نے میرے گہرے سوٹ کو تنقیدی نظروں سے گھورا تھا وہ ہمیشہ بات ٹال جاتا تھا۔



وہ اس کمال سے کھلا تھا عشق کی بازی میں اپنی فتح سمجھتا رہا مات ہونے تک مہرماہ میری بات سنو شبیر نے مجھے پکارا تھا انشال ابھی تک نہیں آیا تھا جی فرمائیے۔ میں نے پیڑاری سے پوچھا انشال کا یہ دوست مجھے اب اچھا نہیں لگتا تھا کیونکہ وہ مجھ میں دلچسپی لینے لگا تھا مجھے تم سے انشال کے بارے میں بات کرنی ہے وہ عجیبی سے بولا تو میں میڑھیوں پہ بیٹھ گئی مہرماہ انشال انسان نہیں ہے وہ۔۔۔ وہ درندہ ہے۔ شرم کرو شبیر وہ تمہارا دوست ہے مجھے بے حد غصہ آ گیا میرا یقین کرو مہرماہ وہ سچ میں۔۔۔ میں نے چلاتے ہوئے اس کی بات

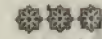
کھٹ دی میں اس سے لڑتی رہی وہ انسان نہیں ہے اس کا تعلق جنات سے ہے وہ سرخ چرے سے کہہ کر پلانا تو جھٹک گیا میں نے گردن موڑ کر دیکھا اور اٹھ کر آگے بڑھی۔

انشال انشال دیکھو یہ تمہارا دوست کیا ہو اس کر رہا ہے میں نے روتے ہوئے کہا تھا خود پوچھ لو اس سے اس سے کہو تمہارے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہے کہ اس کا تعلق جنات سے نہیں ہے کہو اس سے شہر پہنچ بھری نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ انشال کا چہرہ تاریک پڑ گیا انشال تم انسان ہونا۔ میں نے اس سے تائید بھی گئی اس نے کچھ کہنا چاہا مگر لب پہنچ لیے انشال تم انسان ہو ناں۔ میں نے بے تاب سے پوچھا وہ پھر بھی کچھ نہ بولا۔ وہ خاموش تھا وہ کچھ بول کیوں نہیں رہا تھا وہ میری بات کی تائید کیوں نہیں کر رہا تھا۔

انشال میں تم سے پوچھ رہی ہوں تم انسان ہوناں۔ میری بے فراری عروج پر پہنچ گئی انجانے حادثات میرے ارد گرد درقصاں تھے وہ بدستور چپ تھا اور اس کی چپ میری جان نکال رہی تھی انشال میں نے کچھ پوچھا ہے کیا تم انسان ہو میں نے بذیانی انداز میں چلا کر کہا۔ میرا ضبط جواب دینے لگا تھا۔ نہیں۔ اس کی آواز کسی کنوس سے آئی تھی میں نے بے یقینی سے اسے دیکھا کالج کی پوری عمارت میرے اوپر آن گری تھی میرا وجود بھاری لمبے تلے دیا تھا مجھے سانس لینے میں بے حد دشواری کا سامنا تھا اسے میرے چہرے پر نہجائے کیا نظر آیا تھا کہ وہ بے تاب سے میری جانب لڑکا۔

مہر۔ مہر میری جان۔ میں نے اس کا ہاتھ سختی سے جھٹک دیا مہر۔ مہر پلیز میری بات سنو اس نے اضطرابی انداز میں کہا تھا اب۔ اب بھلا کیا کہنا تھا اسے میں چلی اور بھاگتی ہوئی گھر کی جانب چل دی سڑک پر ٹریفک پہ ٹریفک رداں رداں تھی میری آنکھوں کے سامنے آنسوؤں کی دھندلی چادر تھی سڑک پار کرنے کی کوشش میں کسی گاڑی کی ٹکر نے مجھے

سڑک کے کنارے پھینک دیا تھا درد تھا اور اذیت تھی صرف درد تھا۔ صرف اذیت تھی اور کچھ بھی باقی نہ بچا تھا۔



خواب و خط کے چلنے میں دیر کتنی گنتی ہے راکھ کے بکھرنے میں دیر کتنی گنتی ہے ہم تو خواب والے تھے نیند میں رہے برسوں درنہ آنکھ کھلنے میں دیر کتنی گنتی ہے زعم کتنا کرتے ہو ایک چراغ پر اپنے اوپر ہوا کے چلنے میں دیر کتنی گنتی ہے بات جیسی بے معنی بات اور کیا ہوگی بات سے مٹنے میں دیر کتنی گنتی ہے جب یقین کی بانہوں پر شک کے پاؤں پڑ جائیں چوڑیاں بکھرنے میں دیر کتنی گنتی ہے جب ہوا مخالف ہو موج میں سمندر ہو شکستیاں اٹھنے میں دیر کتنی گنتی ہے ایک پل صرف ایک پل گلتا ہے۔ میں جو خواب دیکھتے دیکھتے بہت بلندی پہ پہنچ چکی تھی یکا یک کسی گہری بہت گہری کھائی میں جا گری تھ بلندی کا سفر خیر بھر کے بہت دیر میں طے ہوتا ہے لیکن پستی کا سفر طے کرنے میں بس ایک پل لگتا ہے۔

مہر ماہ اب کیسا عجیب کر رہی ہو امی بابا اور مہر نگار بہت پریشان تھے میں بس سر ہلکا کر رہ گئی۔ جسم سے زیادہ میرے دل میں نہیں اٹھ رہی تھیں ایک مختصر سا پر ہاتھ میرا ذہن پھر تاریکیوں میں ڈوبنے لگا نہانے تھی دیر کے بعد میں نے پھر آنکھیں کھولیں تھیں کیس ہو مہر انشال مجھ پر جھکا ہوا پوچھ رہا تھا مجھے اسے سامنے دیکھ کر بہت تکلیف ہوئی تھی دل کے زخموں سے پھر تازہ خون بہنے لگا تھا مہر پلیز ایسے مت کر وہ میں پہلے ہی کھر چکا ہوں تمہارا آسو مجھے مزید تکلیف دے رہے ہیں وہ کھر انخر اس لگ رہا تھا مجھے خبر ہی نہ ہوئی تھی اور آنسو میرے چہرے پہ ٹوٹ ٹوٹ کر بھر رہے تھے۔

مہر۔ مہر پلیز نہیں رونا۔ اس نے میرے آنسو صاف کرنا چاہے تھے۔ ڈونٹ کچ مہر۔ میں نے اس کا ہاتھ جھٹکا چلے جاؤ یہاں سے میں تمہاری شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی ہوں نفرت ہے مجھے تم سے۔ میں چلائی تھی آنسو اب میری گردن پر جمیل رہے تھے اس کے چہرے پہ سایہ سا نہا گیا مہر۔ میں تمہیں بتانا چاہ رہا تھا مگر اس کا لہجہ پست تھا تم بھی نہیں بتانے مجھے شرم نے دھوکہ دیا ہے مجھے تم۔ اتنا عرصہ۔ میرے جذبات سے کھیلنے رہے۔ میں بے تحاشا رو رہی تھی میرے دل کا تاج محل شدید ترین زلزلے میں منہدم ہو گیا تھا ریزہ ریزہ ہو گیا تھا اور میں لمبے پہ بیٹھ کر ماتم کر رہی تھی مہر میری جان میں۔ میں تم سے بہت محبت۔۔

جھوٹ مت بولو میں نے بذیانی انداز میں اس کی بات کاٹ دی میں کہہ رہی تھی تم چلے جاؤ یہاں سے میں نے طیش میں آکر دائیں بازو پہ گلی ڈرپ ایک جھٹکے سے اتاری میرے ہاتھ کی پشت سے بھل بھل خون بہنے لگا مہر پلڑ ایسا مت کرو میں۔ میں چلا جاتا ہوں وہ جھٹکے مجھے انداز میں کہہ کر باہر لپکا کچھ دیر بعد ڈاکٹر نے آکر مجھے ڈانٹتے ہوئے ہاتھ کی ڈریننگ کی تھی



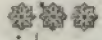
میرے ایک ہیڈنٹ کو ایک ماہ ہو گیا تھا زخم منہم ہو چکے تھے لیکن دل۔۔ کاش دل کے زخم بھی منہم ہو سکتے انشال نے کئی بار مجھ سے بات کرنا چاہی تھی وہ کئی بار یہاں آیا تھا مگر میں نے اس کی بات نہیں سنی تھی اب بھلا سننے کے لیے وہ ہی کیا گیا تھا میں اگرچہ کالج نہیں جانا چاہتی تھی مگر بابا کے کہنے پر چلی گئی کلاس روم میں انشال کی نظریں میرے چہرے پر پھٹکی رہیں میرے گھورنے پر وہ نظریں چرا جاتا میں لاہریری میں ٹوٹس بنا رہی تھی کہ وہ لاہریری میں چلا آیا۔

مہر پلیز میری بات سنو وہ سچی انداز میں بولا جی فرمائیے انشال صاحب۔ اب کیا رہ گیا ہے کون سا

جھوٹ بولنا ہے اب۔۔ میری بات یہ اس نے شامی نظروں سے مجھے دیکھا تھا تم مجھے معاف نہیں کر سکتی۔ وہ میرے سامنے جیتر کھینٹ کر بیٹھ گیا کر سکتی ہوں لیکن کس بات پر۔ محبت کے نام پہ اپنے جذباتی استحصال پہ دھوکہ دیتی پر یا۔ میں نے استہزاء بات ادھوری چھوڑی اس کے چہرے پر ساہ ساہرا گیا میں چاہتا تھا تمہیں بتا دوں لیکن نہیں بتانا یا لیکن کیوں میں نے پہنچی آواز میں پوچھا تھا کیونکہ میں تمہیں کھونے کا رسک نہیں لے سکتا تھا اس نے گویا اعتراف کیا تھا اس کے لہجے میں بھر پور بے یقینی تھی میں مزید وہاں نہیں بیٹھی تھی اور اس نے مجھے روکنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔

انہی دنوں میرے لیے احمد ضیا کا پردوال آیا تھا وہ دینی میں ہوتا تھا اور امی کے کسی دور کے کزن کا بیٹا تھا میں نے امی کے استفسار پہ انکار کر دیا تھا اس دن میں کالج گئی تو انشال نے میرا راستہ روک لیا چند دنوں کی بڑھی ہوئی شبیہ کے ساتھ وہ کافی تھکا تھا ہوا سا لگ رہا تھا مہر تمہاری شادی ہو رہی ہے اس نے عجیب نے انداز میں کہا تھا شاید اسے کسی نے مذاق میں کہہ دیا تھا کہ میری شادی۔۔

ہاں۔۔ میں جی سے کہہ کر آگے بڑھ گئی تم واقعی شادی کر رہی ہو مہر۔ اس نے میرا بازو دبوچ کر مجھے اپنے سامنے کیا تھا میں نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی لیکن اس کی گرفت مضبوط تھی تمہیں میری ذرا بھی پروا نہیں ہے۔ اس نے عجیب آہنج دیتے لہجے میں پوچھا میرا دل ایک دم سکڑ کر پھلا تھا۔ نہیں میں آنکھوں میں پھٹکتی نمی چھپانے کو رخ پھرنے نہیں۔ اس نے بے یقینی سے دہرایا تھا۔ اوکے جاؤ وہ چھٹی سی ہنسی ہنسا تھا میرے سینے میں دل کرا تھا مگر میں چلی گئی۔



اس دن سے وہ کالج نہیں آیا میں ناچا بہتے ہوئے اس کا انتظار کرتی رہی تھی مگر وہ اگلے پورے ایک ماہ غائب رہا اور میں کیا مجھے بتانے کی ضرورت

ہے کہ میری حالت کیا تھی بے شک میں اس سے ناراض تھی مگر محبت تو مجھے اب بھی سس سس میں لاکھ جانے کے باوجود اپنے دل سے اس کی محبت نہیں نکال سکتی تھی محبت ایک ایسا ہی آکنو پس ہے اس کے شکنجے سے نکلتا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے میں ہر روز اسی یادگ میں جاتی تھی اور وہاں جا کر میزید اس ہو جاتی تھی ایسے ہی ایک دن میں وہاں پہنچی تو وہ وہاں موجود تھا وہ اسی بیچ پر بیٹھا تھا۔

شرم کرو کچھ اتنا آزماتے ہیں کسی کے ضبط کو بس ایک مرنے کی کسر رہ گئی تھی مجھے دیکھ کر وہ کھڑا ہو گیا کہاں چلے گئے تھے تم اور کیوں۔ میں نہیں رہ سکتی تمہارے بغیر سنا تم نے تم کیوں چلے گئے تھے مجھے چھوڑ کر اس کا گریبان جھنجھوڑتے ہوئے میں بے تحاشا ہونے لگی اس نے میرے گرد اپنے دائیں بازو کے حصار میں سمیٹ کر چپ کروانے کی کوشش کی لیکن اگلے سانے پا کر میں پھر سے اپنا ضبط کھینچتی تھی وہ مجھ کو دیکھ کر برا تھا بالوں کی طرح میں زخم زخم تھا مگر پھر بھی اعتدال میں تھا

یا ریلیز اب بس کردناں دیکھو میری ساری شرٹ بھیک گئی ہے اس نے مجھے بیچ پر بٹھایا اور خود بائیں گھٹنے کے سہارے عین میرے سامنے نیچے گھاس پر بیٹھ گیا تم سے دور جاؤ تو لڑنی ہو پاس رہوں تو بھی لڑنی ہو تم ہی بتاؤ کہ کیا کروں میں وہ میرے رخساروں پہ بچے آنسو صاف کرتا بھر پور بے بسی سے بولا پتہ نہیں جو مرضی کرو مگر آئندہ کبھی مجھے چھوڑ کر مہم جانا ورنہ میں۔۔ میں نے اس کے ہاتھ تھام کر کہا تھا خود ہی تو جانے کے لیے کہا تھا میری شکل تک دیکھنا تو گوارا نہیں تھا۔ اس نے شکوہ کیا تو تم نے کون سا مجھے کم تنگ کیا ہے پتہ ہے مجھے کتنا دکھ ہوا تھا وہ بھی شہر نے بتایا تھا تم نے نہیں۔۔ میں نے بھی گلہ آمیز انداز اپنایا۔ میں نے بتایا تو بے کہ میں تمہیں کھونے کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا مجھے ڈرتا تھا کہ تم مجھے چھوڑ دو گی۔ اس نے دلسائیت سے سبھایا۔ واؤ۔۔ لیلیٰ جنوں کی جوڑی

۔۔ پاس سے گزرتے ہوئے دونوں جوان لڑکوں نے سیٹی بجاتے ہوئے ہم پر جملہ کسمائی گاڑ میں بے ساختہ تحقیر گئی کئی لوگ ہماری جانب متوجہ تھے انشال بے ساختہ ہنس دیا تھا۔

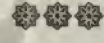


ہمارا دل چرا کر تم شکایت ہم سے کرتے ہو ہمیں معلوم یہ بھی ہے محبت ہم سے کرتے ہو

چلو چھوڑو شکایت کو ہمارے پاس آؤ تم محبت ایک مصیبت ہے محبت سے بچاؤ تم میں فی وی پہ اپنی فیورٹ ویڈیو دیکھ رہی تھی اس گانے کی ویڈیو مجھے بہت پسند تھی اور میں اسی میں کھوئی ہوئی تھی جب انشال کی کال آئی تھی بیلو۔ میں نے سیل کان سے لگایا ہمارا فون پہ باتیں کرنا اب معمول بن گیا تھا اس نے مجھے اپنے بارے میں بتایا تھا وہ لوگ عیسائی تھے ان کا خاندان صدیوں سے ایک حویلی میں آباد تھا انشال اور اس کا ایک کزن زریم یوں ہی اینڈ پیچر کے طور پر انسانوں کا روپ بدل کر انسانوں سے ہی تعلیم حاصل کرنے آگئے تھے انشال اسلام ہے اس قدر متاثر ہوا کہ مسلمان ہو گیا جب اس کے گھر والوں کو پتہ چلا تو ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا اس پہ بہت زور دیا گیا کہ وہ اپنے آبائی مذہب پہ لوٹ آئے مگر وہ نہ مانا اسے بہت سزا میں دی گئیں تاہم وہ اپنے فیصلے پر قائم رہا اسے کافی عرصے تک قید میں رکھا گیا بھوکا پیاسا رکھا گیا اسے اذیت ناک سزائیں دی گئیں بلا خراسے قیدیلے ہے نکال دیا گیا اور اس کے باقی خاندان والے واپس اپنی دنیا میں چلے گئے انشال بدستور نہیں رہا۔

اس دن اسے زریم نے اطلاع دی تھی کہ اس کی ماں کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے اور وہ اس سے ملنا چاہتی ہے مگر باقی لوگوں کی یہ شرط تھی کہ اگر وہ اپنے مذہب پہ لوٹ آتا ہے تو اپنی ماں سے مل لے ورنہ نہیں اس لیے وہ اہٹ رہا تھا وہ شروع دن سے ہی مجھے پسند کرنے لگا تھا اس کی پسندیدگی محبت میں کب دخلی اسے خود بھی خبر نہ ہوئی تھی شہیر اس محبت سے آگاہ

ہو چکا تھا سو اس نے انشال کو اظہار محبت پر اکسایا جو اب وہ چپکے سے انداز میں مسکرا دیا تب اس نے شہیر کے پاس پر اسے اپنی اصلیت بتائی تھی وہ ششدر رہ گیا تھا۔



مہر میری ماں بہت بیمار ہے میں اس سے ملنے جا رہا ہوں اس نے مجھے بتایا تو میں چونک گئی اس کی آنکھیں بے حد سرخ ہو رہی تھیں شاید وہ رات جاگتا رہا تھا وہ لوگ کیا تمہیں اس سے ملنے دیں گے دیکھتا ہوں کیسے روک سکتے ہیں وہ مجھے اس کی سنہری رنگت غصے کی آنچ سے سرخ ہوئی ان سے لڑنا تم پلیز میں بے اختیار ٹوک دیا ٹھیک ہے نہیں لڑوں گا دونوں درمی۔ میرے چہرے پر ہراس کے سائے دیکھ کر وہ ہلکے ہلکے انداز میں بولا تھا اور پلیز اپنا خیال رکھنا اوکے اور کچھ اسنے کبھی نیل کی سطح پہ نکلی اور بند تھی چہرے کا لپٹا اور پلیز جلدی واپس آنا کب آؤ گے میں اداس ہو چنے لگی جلدی آنے کی کوشش کروں گا اس کی نظریں وارفتگی سے میرے چہرے پر بکھری تھیں اوکے میں چلتا ہوں مجھے اپنا خیال رکھنے کی تاکید کر کے وہ چلا گیا۔

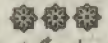
اسے گئے ہوئے تین ماہ ہوئے کو آئے تھے مگر اس کی واپسی کی کچھ خبر نہ تھی میری حالت بہت بری تھی اس کا سیل بھی مسلسل آف تھا مجھے طرح طرح وہم ستانے لگے تھی عجیب ہول اٹھتے تھے میں رورور کر خدا سے اس کی سلامتی کی دعا میں مانگتی تھی ایک دن کال میل بھی میں نے دروازہ کھولا تو ایک اجنبی نوجوان کو رو رو پایا۔

آپ کون ہیں میں زریم ہوں آپ سے بات کرنی تھی میں اگرچہ ویسے بھی آسکتا تھا لیکن شاہ انشال نے تاکید کی تھی کہ مذہب طریقے سے جانا وہ مسکرایا۔ ان۔۔ انشال کیسا ہے وہ ٹھیک تو ہے ناں وہ آیا کیوں نہیں میں نے بے قراری سے پوچھا اندر تو آنے دو پھر بتاتا ہوں وہ شہید ہو گیا میں نے اسے

ڈرائنگ روم میں لا بٹھایا ریشم چائے لے آؤ ملاز مد کو چائے کا کپہ کر میں زریم کی جانب متوجہ ہو گئی وہ ٹھیک ہے مگر ان لوگوں نے اسے پھر سے قید کر رکھا ہے اسے کسی سے ملنے بھی نہیں دیتے ہیں میں بھی بمشکل اس سے ملا ہوں اس نے مجھے آپ سے ملنے کا کہا تھا کہ آپ پریشان ہوں گی اور تاکید کی تھی کہ بلا وجہ آپ کو خوفزدہ نہ کروں وہ چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے بولا۔ انشال خود بھی عام لوگوں کی طرح ہی مجھ سے بات کرتا تھا اس نے کبھی اپنی طاقت کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا تھا وہ کسی طرح سے وہاں سے نکل نہیں سکتا میں نے پوچھا نہیں ہاں مگر قیدیلے کا منتفقہ فیصلہ ہے کہ وہ قدرے تذبذب سے بات ادھوری چھوڑ گیا کہ کیا بے قراری مجھ پر حاوی تھی ان کا خیال ہے کہ اگر کوئی انہماں خصوصاً مسلمان شاہ انشال کو بھڑانا چاہے تو شاید۔۔ میں جاؤں گی تم پلیز مجھے پتہ بتاؤ میں نے سرعت سے کہا تھا نہیں میں آپ کو یہ مشورہ نہیں دے سکتا وہ نفی میں سر ہلایا نہیں پلیز مجھے پتہ بتاؤ خدا کے لیے میں نے التجائیہ انداز میں کہا تھا ٹھیک ہے میں پتہ بتا دیتا ہوں مگر آپ اس وقت تک نہیں جائیں گی جب تک انشال نہ کہے میں جل ہی اس سے بات کر کے اڈوں گا میرے اقرار پر وہ مجھے ایڈریس سمجھانے لگا اس کے جانے کے بعد اسی وقت سے میں نے اس کا انتظار کرنا شروع کر دیا تھا۔

چند دن بعد مجھ پر ایک اور قیامت ٹوٹ پڑی امی بابا اور مہر نگار ایک شادی پہ گئے تھے وہ لوگ واپس آرہے تھے جب میں نے بابا کو فون کیا کہاں ہیں بابا۔۔ بیٹا ہم راستے میں ہیں میرا بیٹا بورٹو نہیں ہو رہا وہ اپنے ازلی شفیق لہجے میں پوچھ رہے تھے نہیں بابا بس آپ میرے لیے کے ایف سی سے پیزا ایک کرواتے لائے گا میں نے لاڈ سے فرمائش جڑی اوکے بیٹا اور کچھ۔۔ وہ شاید مسکراتے تھے ابھی میں نے کچھ نہیں کھایا بس آپ جلدی آجائیں۔ بس ہم اس وقت جوہر۔۔ ان کی بات ادھور رہ گئی ایک ساعت ٹھکن

دھماکہ ہوا تھا اور رابطہ کٹ گیا باہا میں ہمسو بانی انداز میں چلائی تھی وہاں شدید حادثہ ہوا تھا۔



گھر میں ابو بولنے لگے پھر میں ایک دم انشال کے پیچھے جے نک فیصلہ کر لیا اور زرم واپس نہیں آیا تھا پتہ ہے یہ محبت بہت عجیب سے ہے جہاں یہ قیس کو جنوں بن کر سحر اؤں کی خاک چھانے پر مجبور کر سکتی ہے سو ہی کو کچے گھڑے پر دریاے جگر پار کرنے پر مجبور کر سکتی ہے فرہاد کو پتھر کاٹ کاٹ کر دودھ کی نہر نکالنے پر مجبور کر سکتی ہے وہیں یہ مہارہا کو تنہا طویل راستے اقبال پا کائنات پہ بھی مجبور کر سکتی ہے میں نے تنہا جنگلوں میں صحراؤں میں دیوانوں میں سفر کیا ہے اس سفر میں کیا کیا مصوبتیں اٹھائیں وہ ایک الگ داستان ہے بہر حال میں یہاں جب پہنچی تو انشال کو جانے کیسے خبر ہو گئی وہ آگیا۔

مہر پلیز تم آگے مت آنا اس سے آگے ہماری سرحد شروع ہو گئی تم آگے مت آنا میں جلد ہی یہاں آؤں گا مگر انشال میں۔ میں نے کچھ بولنا چاہا مگر وہ میری بات قطع کرنا جلالت آمیز انداز میں بولا مہر پلیز تمہیں میری قسم یہیں رک کر میرا انتظار کرنا میں بڑی مشکل سے آیا ہوں لیکن میں سب کچھ جلد ہی ٹھیک کر لوں گا اور پھر آؤں گا اپنا خیال رکھنا وہ چلا گیا مجھے پابند کر کے چلا گیا وہ اتنی جلد ہی چلا بھی گیا تھا ابھی تو میری آنکھیں سیراب بھی نہ ہوئی تھیں ابھی تو ابھی تو میں نے اس سے ٹھیک سے بات بھی نہیں کی تھی اور وہ چلا گیا تھا۔

بس پھر میں نے اس کا وعدہ نبھایا بلکہ نبھایا کیا ابھی تک نبھا رہی ہوں سرد ہو یا گرمی میں ہمیشہ یہیں اسی جگہ اسی جگہ رہتی ہوں بھلے گرمی سے جان ملتی رہے بھلے بارش میں جسم اکڑتا رہے میں ہمیشہ یہیں رہتی ہوں مجھے ڈر ہے کہ اگر میں کہیں چلی گئی تو وہ آئے مجھے نہ پا کر وہ کہیں۔۔۔ واپس نہ چلا جائے مگر وہ نہیں آیا۔ وہ بھی نہیں آیا۔



کس طرح وفا کا ہم نے دیکھو مان رکھا ہے گہراؤں کی خاک کو خوب چھان رکھا ہے عشق ظہر مجبوری اور مجبوری مجبوری ہے ہم نے جان رکھا ہے ہم نے مان رکھا ہے اپنی ہر اک خوشی ہم نے تیرے سر سے واری ہے تیرے قدموں میں جان کو میری جان رکھا ہے ایک تیری ہی امید سے منسوب ظہر میں دھڑکنیں پانی ہر ایک سے انہیں میں نے انجان رکھا ہے گردش وقت بھی تیز بہت تیز ہے سر پہ آلائشوں کا سائبان رکھا ہے ہم سا بھی کوئی دیوانہ کیا جہاں میں ہوگا سر چڑھایا زمین کو پیروں تلے آسمان رکھا ہے وقت بہت ہی ظالم ہے دعا فراموش نہ کہیں تم ہو جاؤ اسی خدشے کے تحت تیری یاد کو سر پہ تان رکھا ہے راتیل یک ٹک اسے دیکھے گئی وہ بھی نہیں آیا مہر ماہ از سر نو بڑبڑاتی تھی راتیل کی نظروں میں از حد حیرت اور حد درجہ تاسف رقم تھم کتنے عرصے سے ہوا ادھر راتیل نے اس کے موی چہرے سے نظریں ہٹا کر پوچھا

8 0 0 2 6 2 2 بائیں

جون دو ہزار آٹھ سے ہوں ادھر اور بے تاثر لہجے میں بولی کیا پانچ سال ہونے والے ہیں اور تم ادھر ہی مانی گاؤہ بھیجتا حیرت سے اچھل تھی کیونکہ خود اسے یہاں چند منٹ بیٹھنا بے حد دشوار لگ رہا تھا اور مہر ماہ نے اتنے سال ادھر گزارے تھے ایک ایسی جگہ جہاں ضروریات زندگی کی کوئی بھی شے نہ تھی کھانا تو کجا راتیل کو تو وہاں پانی بھی دکھائی نہ پڑا تھا اس نے اپنی حیرت کو الفاظ کا روپ دیا۔

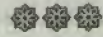
تم بھلا یہاں کیسے رہ رہی ہو کھانا وغیرہ کدھر سے کھاتی ہو جو اب مہر ماہ کے لبوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ بکھری کھانے وغیرہ کی ضرورت تو زندہ لوگوں کو ہوتی ہے میں تو مر چکی ہوں وہ بھی سے بولی

راتیل اسے دیکھ کر رہ گئی سورج افق کے مغرب کی کنارے میں ڈوبنے والا تھا آسمان یہ تاریخی روشنی بکھری ہوئی تھی چلو آؤ تمہیں ایک چیز دکھائی ہوں وہ اٹھ کر نیلے سے نیچے اترنے لگی راتیل نے اس کی تقلید کی تم بھی اپنے شوہر کے پیچھے آئی ہونا راتیل کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

تم کیسے جانتی ہو مجھے سب پتہ ہے وہ بڑا سرا ر انداز میں مسکرائی نیچے جا کر وہ ایک جگہ سے ہاتھوں سے ریت بٹانے لگی راتیل سب بھول کر تجھ سے ہی دیکھنے لگی ذرا اپنے سامان سے چاقو تو دینا مہر ماہ کی بات پہ وہ چاقو نکالنے لگی۔

یہ لو۔۔۔ یہ لو۔۔۔ یہ کیا اس نے پلٹ کر چاقو اسے دینا چاہا مگر سامنے بڑی چیز کو دیکھ کر شا کڑہ گئی مہر ماں نے جو چیز نکالی تھی وہ سفید لباس میں لمبوں ایک لاش تھی خاص بات یہ کہ اس کی شکل ہو ہو مہر ماہ جیسی تھی نہ صرف شکل بلکہ یہ میری لاش ہے مہر ماہ نے سرسراہٹ بولی آواز میں فخر یہ انداز میں کہا تھا وہ ہششدر سی بے یقینی سے اپنی ہی لاش کے پاس بیٹھی مہر ماہ کو دیکھ رہی تھی دھیرے دھیرے اس کی حیرت غیب میں تبدیل ہونے لگی پر اس کی ایک سر دلہرنے اس کی ریزہ کی ہڈی میں جمن لیا اور یکا یک پورے وجود میں سرایت کر گئی۔

تم مر چکی ہو اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں بنا کسی پانی وغیرہ کے اس آگ اٹھتی ہوئی دھوپ میں ابھی تک زندہ ہوں وہ زہریلے لہجے میں بولی تھی راتیل لہر کر زمیں پر آ رہی۔



میں بھی آنکھوں سے اسے کیسے بٹاؤں مشکل ہے بہت ابر میں دیوار اٹھائی نکلتا تھا تجھے ڈھونڈنے ایک ہجر کا تارا بجز اس کے تعاقب میں کتنی ساری جوانی اس نے کسمسا کر آنکھیں کھول دیں تیز دھوپ

اس کی آنکھوں میں چھ رہی تھی اس نے جو بھی آنکھیں کھولیں دھک سے رہ گئی وہ ریگستان میں تھی تاحہ نگاہ ریت کا سمندر تھا آسمان کا رنگ گدلا ہو رہا تھا اور اس گدے آسمان پر سورج کا زرد تھال دھک رہا تھا سورج سے برقی آگ کی تپش اس کے نازک وجود کو جلا رہی تھی وہ کسی سائے کی تلاش میں نگاہ دوڑانے لگی چہار اطراف ریت ہی ریت تھی وہ یونہی ایک جانب چل دی وہ سوچ رہی تھی کہ وہ یہاں کیسے آگئی وہ تو مہر ماہ کے پاس یا شاید یہ وہی صحرا تھا جا بجا ریت کے نیلے سے بٹے ہوئے تھے وہ ایسے ہی ایک نیلے پر چڑھنے لگی نیلے پر چڑھنے میں اسے دشواری کا سامنا تھا چہر بار بار ریت میں دھنسنے جاتے تھے نیلے کے وسط میں پہنچ کر اس نے گرد و پیش کا جائزہ لیا اسے دھوپ سے نجات کے لیے کسی جائے پناہ کی تلاش تھی مگر کوئی جائے پناہ تھی نہ ہی جائے امان۔ اسکی نظروں میں مایوسی اترنے لگی۔

اس نے حسرت و یاس سے آسمان پہ نگاہ ڈالی کہ شاید کہیں سے کوئی ابر مہر بان۔ آسمان کے وسط میں دکھتا سورج اس کی بے بسی سے حظ اٹھا تا مسکرا دیا معا اس کی نگاہ گلاب کے ایک پودے پر جا اٹکی صحرا میں گلاب کا ہونا باعث حیرت ہی تھا وہ پودا خشک ہو چکا تھا پتہ خشک ہونے کے باعث ان کا رنگ بھورا ہو رہا تھا لیکن اس کے باوجود پودا تاڑہ سرخ گلابوں سے بھرا ہوا تھا وہ ایک ٹراس کے عالم میں چلتی ہوئی وہاں تک پہنچی تھی اور ٹراس کے ہی عالم میں وہ پودے کے قریب بیٹھ گئی خشک ٹہنیوں پر خشک پتوں کے درمیان سرخ گلاب مسکرا رہے تھے اس نے دھیرے دھیرے لرزے ہاتھوں سے ایک بھول کو چھوا اس کی پتیاں کھینچ کر لیں بانی بھول بھی پتی پتی ہو کر جھڑ گئے بقول شاعر

پتی پتی جھڑ جاوے پر خوشبو چپ نہ ہووے وہ ششدر رہ گئی اسے یونہی محسوس ہوا کہ پھولوں کی پتیاں نم زدہ ہی ہیں اس نے ریت پہ بکھری

راہیل اس نے خوش سے لرزتی آواز میں پکارا
جس کے لیے اس نے اتنا کھن سفر کیا تھا مشکلات
جھیلیں تھیں وہ اس کے سامنے تھا منزل مل جائے تو سفر
کی صعوبتیں بھول جایا کرتی ہیں راہیل نے ایک اچھٹی

اس نے اگرچہ یہ منظر بار بار خوابوں میں دیکھا تھا مگر دیکھنے اور جھیلنے میں بہت فرق ہوتا ہے دیکھ کر ہنسنا سچی کو آتا ہے اور جھیل کر ہنسنا کسی کسی کو آتا ہے دیکھنا لطف اندوز کرتا ہے اور جھیلنا تکلیف دیتا ہے دیکھنا لبوں پہ مسکراہٹ بکھیر دیتا ہے اور جھیلنا آنکھیں نم کر دیتا ہے اس نے دیکھا ضرور تھا مگر جھیل اب رہی

اس نے لاش کو کندھوں پر اٹھایا اور بھاگنے لگی وہ
 بکھرتے گلابوں سے بخنا جاتی تھی بھاگتے بھاگتے وہ

تین چیزیں بڑھاؤ: ہمت، عبادت، سچائی۔
 تین چیزیں بھول نہ جاؤ: موت، غم، احسان۔
 تین چیزوں کو دوست رکھو: اللہ، رسول، قرآن پاک۔
 تین چیزوں پر ایمان رکھو: اللہ، رسول، آخرت۔
 تین چیزیں انسان کو تباہ کر دیتی ہیں: حرص، حسد، غرور۔
 تین چیزوں سے بچو: جھوٹ، قسم، حسد۔

خونی انتقام

--- تحریر: بلال شبیر، ہری پور ---

رک جاؤ کا بوس آگ دیوتا کے مندر میں جانے سے پہلے خون سے غسل کر لو اور گائے کے پیشاب سے سر کی مالش بھی کر لو کا بوس جادو گر کو اپنے عقب سے ایک عورت کی آواز آئی آواز انتہائی کرب سے بھر پور تھی اور کانپ رہی تھی اور مدد شالہ ماں آپ اور یہاں کا بوس تیزی سے پلٹا اور اس بوڑھی کے پاس آگیا ہاں بیٹا یہ تو مندر کا اصول ہے اور ہاں میں بہت خوش ہوں کہ تم نے وہ کاکھر دیا ہے جسے آج تک کوئی نہ کر سکا بوڑھی چڑیل نے کا بوس کے گہرے اور بدبودار منہ کو چوستے ہوئے کہا ہاں ماں میں بہت خوش ہوں اب ناگ دیوتا اور آگ دیوتا کی شکلیاں لے لوں پھر میں بادشاہ بن جاؤں گا بابا بابا۔۔۔ بابا بابا۔۔۔ کا بوس مسکرا دیا تھا جبکہ بوڑھی نے کہا اب چلو پہلے رسم پوری کر لو اور کا بوس نے سر ملا دیا۔ تھوڑی دور جا کر وہ رک گئے اچانک بوڑھی چڑیل نے زور سے چیخ ماری تو زمین پھٹ گئی وہاں سے ایک سانپ نمودار ہوا ناگ تم جاؤ اور ہمارے لال کا بوس کے لیے خون کا بندوبست کرو چڑیل نے کہا تو سانپ رینگتا ہوا استی کی طرف چل پڑا جبکہ وہ دونوں انتظار کرنے لگے تھوڑی دیر بعد وہ سانپ دوبارہ آیا تو اس کے پیچھے تین نو جوان آہستہ آہستہ چلے آ رہے تھے جو کہ سر کی لڑکا کے باشندے تھے وہ تینوں ان کے سامنے آ کر رک گئے بظاہر تو وہ بیدار لگ رہے تھے مگر ان کے دماغ اور جسم منفلوج تھے جبکہ تینوں کی پاؤں کی سب انگلیوں پر سوئی کی ٹھنڈی جیسے نشان تھے وہ ناگ تھے واقعی کمال کر دیا ہے چڑیل خوشی سے مسکرائی اور ناگ واپس اسی پھٹی ہوئی جگہ میں چلا گیا جہاں کا بوس اور مدد شالہ چڑیل اس کا انتظار کر رہے تھے مدد شالہ ماں جلدی کرو میں جلد از جلد مندر جا کر عبادت کر کے اپنے بھائی کا بدلہ لینا چاہتا ہوں کا بوس بے چین ہوئی۔ چڑیل نے ایک لمبے ترنگے نو جوان کو حکم دیا کہ وہ آگے آئے جبکہ وہ بغیر کچھ کہے آگے آگیا چڑیل نے نیچے لٹا کر اس کی گردن پر منہ رکھ دیا اور پھر چھری آواز سے اس کی گردن کاٹ دی جبکہ اس کی گردن سے فوارہ کی طرح خون نکلنے لگا جبکہ کا بوس جلدی سے خون اپنے جسم پر ملنے لگا جبکہ چڑیل اس کے جسم کو مزید بھینچو رہی تھی دوسرے دونوں نو جوان یہ تماشا دیکھ رہے تھے ان کے رنگ زرد تھے گروہ بے بس تھے ناگ کے کانٹے سے وہ تینوں چڑیل کے سحر میں گرفتار تھے یہی وجہ تھی کہ وہ تینوں ناگ کی پیروی میں یہاں تک آ گئے ناگ کی خاصیت تھی کہ وہ بندوں کو چڑیل کے سحر میں گرفتار کر لیتا تھا۔ کا بوس سب سے زیادہ خون اٹھا اٹھا کر اپنے جسم پر مل رہا تھا جبکہ تھوڑی دیر بعد اس مرے وانے نو جوان کا خون بند ہو گیا مدد شالہ چڑیل نے دوسرے نو جوان کو جو کہ دونوں سے چھوٹا تھا پکڑا اور اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا کا بوس نے اس کا خون بھی جسم پر ملا تھوڑی دیر بعد چڑیل نے اسے ایک بوتل میں سے گائے کا پیشاب دیا جس سے کا بوس نے اس کو سر پر ڈال دیا اب کا بوس خوشی سے مندر میں چلا گیا جبکہ وہ بوڑھی چڑیل ان لاشوں سے گوشت اتار اتار کر کھانے لگی۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

اوائے تو تو کب آیا و احصاف اچانک ہی سامنے پڑا۔ جناب آپ کی یاد آ رہی تھی تو میں نے کہا چلو آؤ کھڑے نو جوان کو دیکھ کر حیرت سے اچھل سے آؤں نو جوان نے مسکرا کر کہا۔ یار عام تم بھی کم از کم



نے عامر کے سوال پر انہیں نہایت سادگی سے کہا وہ پریشان ہو گیا۔

کیا مطلب کا کا اس نے حیرت سے کہا۔ مطلب یہ ہی ہے جیٹا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ایسا پہلے تین دفعہ ہو چکا ہے۔ رشید کا لے اور سلطان جتوں کی لڑکیاں اسی طرح دماغ خراب ہونے کے بعد ماری لٹیں جن کی لاش تک کا پتہ نہیں چلا گاؤں والے کہتے ہیں کہ یہ آفت ہے جو ہم پر نازل ہو رہی ہے نہ جانے اگلا بد نصیب کون ہوگا رھو کا کانے انوکھی سے بھر پور لکھے میں کہا جبکہ اس بار عمار کو واقعی ایسا لگا کہ واقعی کوئی بات ہے جو سب کو پریشان کر رہی ہے اوہ رھو کا کا آپ واقعی ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ ان تینوں لڑکیوں کو قتل کیا گیا ہو وہ انوکھی تو ہو سکتا ہے کسی خطرناک گروہ کا عامر نے رھو کا کا پر سوال کرتے ہوئے کہا ارے نہیں جیٹا پولیس بھی اس معاملے میں بہت کچھ ڈھونڈ رہی ہے گاؤں کا سپرے دار بول رہا تھا کہ رات کے وقت اسے حویلی کے قریب سے میں چھین سیں۔

رھو کا کا نے پریشان لہجے میں کہا۔ اور وہ لڑکیاں تین دن پہلے پاگل بھی ہو جاتی ہیں اچھا چلیں چھوڑیں آپ میرے لیے کھانا تیار کروائیں میں آرام کرنا چاہتا ہوں عامر نے کا کا سے کہا جبکہ وہ ہاں میں سر ہلا کر باہر نکل گئے اور وہ بیڈ پر لیٹ کر کچھ سوچنے لگا پھر اس نے موبائل نکال لیا اور اس سے کھینے لگا مگر وہ تھوڑا پریشان تھا۔ کیا یہ تو کیا ہو اس کر رہا ہے واصف کے کان سے موبائل کا تھا جبکہ دوسری طرف عامر تھا عامر واصف موبائل پر باتیں کر رہے تھے ہاں یار سارا گاؤں کہہ رہا ہے کہ گاؤں میں آسیب اور جن بھوتوں کا بھرہا ہے اور سب بے چارے سیدھے سادھے لوگ در رہے ہیں عامر نے واصف کو حال سناتے ہوئے کہا۔

وہ مسکرا رہا تھا۔ اوہ یار ٹھیک ہی کہتے ہیں وہ ہو سکتا ہے یہ بات سچ ہو اور ان لوگوں نے کچھ دیکھا ہوگا تو وہ باتیں کر رہے تھے ویسے انہیں کیا پڑی ہے باتیں کرنے کی جن بھوتوں کی واصف نے عامر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ وہ دس پڑوں

خونی انتقام

اوکم آن یار تو بھی مجھے کوئی پرانے وقتوں کا لگتا ہے اس دور میں یہ سب کمال ہے تیری عقل پر بھی عامر نے واصف پر طنز کرتے ہوئے کہا۔ اوستر یہ بات کو لواچھی طرح سے یہ چیزیں ابھی بھی ہیں تم ان پر یقین کیوں نہیں کرتے ہو عامر کو واصف سمجھانے لگا جبکہ وہ بھی طرز نہیں مان رہا تھا صاحب جی کھانا تیار ہے رھو کا کا اندر آ کر بولے۔

اچھا میں آتا ہوں عامر نے واصف سے اجازت لی اور کھانے کی طرف بڑھ گیا اسے بھوک لگی ہوئی تھی بے اس لیے جلدی کھانا کھانا چاہتا تھا ویسے رھو کا کا پولیس نے کتنی کوشش کی لڑکیوں کو ڈھونڈنے کی عامر نے کھانا کھاتے ہوئے کہا جو ایک طرف نہایت ہی مودب انداز میں کھڑے تھے۔

ارے مالک جی بہت کوشش کی پولیس نے مگر بے سود صرف خون کے دھبے ہی ملے اور چھپے ہوئے کپڑے رھو کا کا نے عامر کو ایک اور نئی بات بتائی۔ کیا مطلب ہے تو آپ کہہ رہے تھے کہ ان کی لاشیں تک نہیں ملیں پھر یہ کپڑے۔ رھو کا کا کیا آپ تفصیل بتا سکتے ہیں عامر نے رھو کا کا کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جیٹا تفصیل تو یہ ہے کہ اس گاؤں پر ایک مصیبت آن پڑی ہے براہ چاند کی چودہ تاریخ کو کسی نہ کسی لڑکی کے ساتھ ایک حلقہ مارا بند جاتا ہے یہ ایک سایہ کی صورت میں آتا ہے جس کی وجہ سے وہ شکار ہونے والی لڑکی پاگل ہو جاتی ہے اسی پاگل پن کی وجہ سے وہ لڑکی موت کے منہ میں اسی حویلی کی پچھلی طرف موجود کھنڈرات میں چلی جاتی ہے جہاں پر اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

جیٹا ایک دفعہ گاؤں کے کچھ نوجوانوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ وہ کھنڈرات میں جا کر لڑکیاں تلاش کریں گے ہو سکتا ہے وہ وہیں ہوں مگر وہ نوجوان بھی واپس نہیں آئے پھر ایک عامل کو بلایا گیا اس نے جب کھنڈرات میں قدم رکھا تو اس نے کہا کہ ہم سب وہاں سے چلے جائیں ہم سب چونکہ وہاں تھے اس لیے اس نے ہمیں واپس بھیج دیا۔ اور خود ان کھنڈرات میں چلا گیا پھر اچانک ہمیں آواز

خونفاک ڈائجسٹ

آئی پیسے کوئی بہت تکلیف میں ہو اور میں بیکار رہا ہو وہ جیٹا نے ہم نے سیں اور ہم بھاگ کر اس طرف گئے ہم نے دیکھا کہ اس عامل کی گردن پر سے گوشت اڑھا ہوا تھا جیسے اس شیر نے پنجے مار کر زخمی کیا ہو وہ تپ رہا تھا عامر نے ہمیں صرف یہ بتایا کہ وہ کوئی بدروح ہے جو انتقام لینا چاہتی ہے اس نے اس پر بھی حملہ کیا تھا عامل بابا کا کہہ تھا کہ اس کو ختم کرنا اس کے بس کی بات نہیں ہے وہ روپ بدل بدل کر حملے کرتی ہے۔

جیٹا اس نے صرف یہ ہی کہا کہ حویلی میں موجود کسی جگہ میں اس کا خاتمہ کا سامان ہے مطلب اس حویلی میں موجود کسی چیز سے اس کا خاتمہ ہو سکتا ہے رھو کا کا نے عامر کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

دون مطلب آپ کے سامنے سب کچھ ہوا ہے بھی یقین نہیں آ رہا تھا ہاں بالکل یہ سچ ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اس عامل کا حال رھو کا کا نے اسے یقین دلانے ہوئے کہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ چاند کی چودہ کو ہر کسی لڑکی کو وہ بدروح اپنا شکار کرے گی عامر نے رھو کا کا سے سوال کیا اور رھو کا کا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کمال ہے بابا آپ کی باتیں تو مجھے حیران کر رہی ہیں اس جدید دور میں ایسا ہونا ناممکن ہے عامر نے کندھے اچکا کر رھو کا کا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ارے جیٹا یہ سب اللہ کے کام ہیں میں تم کچھ نہیں کہہ سکتے بہر حال یہ سب کچھ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں رھو کا کا نے بھی کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اچھا جناب آپ آرام کریں میں اپنے کمرے میں چار ہاؤں کی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دینا وہ کہہ کر کمرے سے نکل گیا جبکہ عامر وہیں بیٹھا ایک کتاب اٹھا کر پڑھنے لگا جسے وہ ساتھ لے کر آیا تھا۔

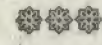
الف عامر تم یہ ضد چھوڑ کیوں نہیں دیتے ہو یار پلیز تم اس حویلی میں روز کیوں جاتے ہو واصف نے سامنے بیٹھے ہوئے عامر کو پریشان نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ چونکہ میں اس راز سے پردہ اٹھانا چاہتا ہوں کہ ایسی کون سی آفت ہے جو بے چارے گاؤں والوں پر آن پڑی ہے

خونی انتقام

آخر میں بھی تو دیکھوں کسی ہے وہ آسیب اس نے طنز کرتے ہوئے کہا۔

ارے بکواس مت کر تو انگلیڈ سے آیا ہے ناں تو ایسی باتیں کر رہا ہے دیکھ میرے بھائی زمانہ جتنا جدید ہے اتنا ہی قدیم بھی ہے تو کیوں نہیں مانتا یار اس نے آخر میں زور دیا جبکہ فوزیہ اور نرگسی چپ چاپ ان کی باتیں سن رہے تھے بابا یہ بھوت نانی کی طرح ہوتے ہیں ناں سنی نے نہایت ہی مصصویت سے کہا جبکہ فوزیہ کو غصہ آ گیا جبکہ عامر اور واصف ہنسنے لگے کیوں نانی کی طرح کیوں بدتمیز یہ کیا بول رہے ہو اس نے سنی کو بے بسی سے ڈانٹتے ہوئے کہا ظاہر ہے جو اسے کہنا تھا اس نے کہہ دیا تھا ماما پاپا یہ کہتے ہیں ناں کہ بھوت نانی کی طرح ہوتے ہیں جبکہ واصف کی لہجی بند ہوئی اور عامر مسلسل ہنسے چار تھا جبکہ فوزیہ غصے سے واصف کو دیکھنے لگی ارے نہیں جیٹا بھوت میری طرح ہوتے ہیں نانی کی طرح نہیں اور مجھ سے بڑا بھوت تو یہ تمہارا چاچو ہے جو کسی کی بات ہی نہیں مان رہا واصف نے جلدی سے کہا جبکہ عامر اسے پیار کرنے لگا اور سنی بھی عمر سے کھیلنے لگا۔

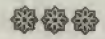
خبردار میری امی کو کچھ کہا تو بدتمیز فوزیہ نے تینوں کو ڈانٹا اور کچن میں چلی گئی کیونکہ عامر آج دن ان کے ساتھ تھا فوزیہ اور واصف کے اصرار پر وہ آج رات بھی شہر میں رہنے کے لیے تیار ہو گیا ویسے بھی گاؤں میں ایسا کوئی نا خوشگوار واقعہ نہیں ہوا تھا اس لیے وہ مطمئن ہو گیا تھا کہ کچھ نہیں ہوگا۔ اسے واصف کو جھپٹنے کا بہت مزہ آتا۔



حویلی کے تہ خانے سے اچانک ایک سایہ نمودار ہوا اور باہر لگتا چلا گیا چونکہ عامر شہر واصف اور فوزیہ کے گھر تھا اور رھو کا کا بھی اندھیرا ہوتے ہی گاؤں چلے گئے تھے اس لیے حویلی ویران تھی سایہ کسی بوڑھے شخص کا تھا جو بہت آرام سے چل رہا تھا چاند کی روشنی میں اس کی ڈروائی صورت اور بھی بد شکل اور میت ناک لگ رہی تھی اس کے منہ سے رال ٹپک رہی تھی منہ پر بے حد گئے بال موچیں اور داڑھی بڑی ہوئی تھی جبکہ جسم پر بے حد گئے بال تھے

خونفاک ڈائجسٹ

جیسے کسی رچھ کی کھال ہو جو بلی کے صحن میں آتے ہی اس نے شکل بدل کر نہایت ہی بد شکل اور بد صورت شکل میں تھا وہ کہنے کی طرح دانت تھے اس کے سرخ آنکھیں پورا جسم بے حد بالوں سے بھرا ہوا تھا اور اس کے گلے سے خرخر کی آوازیں آ رہی تھیں جیسے خراٹے لے رہا ہو اس بد صورت شکل والے انسان نے جس نے بڑا سا لبادہ پہنا تھا اور گلے میں بڑیاں تھیں نے حویلی کے بڑے دروازے پر پہنچ کر پیچھے دیکھا پھر قدم عامر کے کمرے کی طرف بڑھا دیئے اور سیدھا اس کے کمرے میں آ گیا اس نے وہ کچھ سوگھا اور پھر جینے لگا جیسے بہت ساری عورتیں مل کر بین کر رہی ہوں بیچوں سے فضا گونج رہی تھی اور عجیب سی آواز سنائی دے رہی تھی پھر اچانک اس نے خاموشی سے قدم حویلی سے باہر بڑھا دیئے رات کے ایک بجے کا تاہم تھا گاؤں کا چوکیدار ہاتھ میں ٹھوم رہا تھا اور ساتھ میں آواز بھی لگا رہا تھا یکدم اسے وہ سایہ دکھائی دیا۔ چند لمحوں کے لیے چوکیدار اسے دیکھ کر کانپ سا گیا پھر ہمت کرنے لگا وہ اس سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا تھا لیکن اسے کچھ بھی پوچھنے کا موقع نہ ملا اور سایہ لہرا تا ہوا اس کے پاس سے گزر گیا اور پھر اگلی صبح ہی چوکیدار کی بیٹی کی موت کی خبر گاؤں میں گونجنے لگی۔



کیا۔۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ رہمو کا کاٹلی فون پر مامر سے بات کر رہا تھا جبکہ دوسری طرف رہمو کا کاٹھ وہ شہر میں واصف کے ساتھ تھ صبح ناشتہ کر رہے تھے کہ رہمو بابا کا فون آ گیا اب وہ اٹھ کھڑا ہوا جبکہ واصف اسے مسلسل گھور رہا تھا وہ حیران تھا۔ کیا بات ہے تم اتنے پریشان کیوں ہو واصف سے نہ رہا گیا تو بول پڑا اوکے رہمو بابا میں ابھی آ رہا ہوں عامر نے جلدی سے کہا اور فون جب میں ڈال لیا غضب ہو گیا یا غضب ہو گیا عامر نے افسوس سے سانس باہر نکالتے ہوئے کہا وہ پریشان تھا کیا مطلب واصف نے سوالیہ نظر اس پر ڈالی مطلب یہ کہ ایک رات ہی میں گاؤں سے ہر رہا اور گاؤں میں مسلسل پانچویں لڑکی قتل ہو گئی ہیں سن رواقص کا منہ کھلے کا کھلا رہ

گیا۔

کیا پپ۔۔۔ پاپ۔۔ پانچویں لڑکی وہ ہلکایا۔ جی جناب اور اب مجھے جانا ہے وہ مزید اس بارے میں کوئی بھی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جبکہ واصف اس سے مزید معلومات لینا چاہتا تھا۔

یار عامر تم از کم مجھے تو بتا دے کیا بات ہے عامر کے تیزی سے اندر جانے پر وہ اس کے پیچھے بھاگا بات کیا ہے آج اتنے دن گزر گئے کوئی ایسی خبر نہیں ہوئی اور آج یہ بات ہو گئی میرے گاؤں سے غیر حاضر ہونے پر وہ پریشان تھا دیکھو اب تم گاؤں نہیں جاؤ گے عامر پلیز خدا کے لیے مہت جاؤں گاؤں نوڑی جو کہ ان کی باتیں سن کر پاس آ گئی چونکہ اب وہ دوسرے کمرے میں آ گئے تھے جہاں پر وہ کام کر رہی تھی۔

نہیں بھابھی اب میں ضرور جاؤں گا اور یہ کروں گا کہ وہ کون ہے جو گاؤں میں خوف و ہراس پھیلا رہا ہے عامر نے مضبوط لہجے میں کہا ہاں ہاں آپ کو جیسے ملے آئیے میں سب کچھ دکھائی دے گا بڑا ایسا عمر و عیار واصف نے اسے ڈانٹا جبکہ وہ اپنا بیگ اٹھا کر گاڑی کی طرف جانے لگا وہ دونوں بے بس اسے دیکھنے لگے اس نے گاڑی کے پاس جا کر ان دونوں کو ہاتھ بلایا اور گاڑی میں بیٹھ گیا اور گاڑی بھگادی گیت سے نکال کر وہ دونوں اسے دیکھتے رہ گئے۔



گاؤں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ سارا گاؤں سہا ہوا ہے ہر طرف خوف ہراس ہے ہر کوئی افسردہ اور پریشان ہے جبکہ ایک بوڑھا سہا ہوا تھا اور دھڑاڑ مار مار کر رو رہا تھا وہ سیدھا اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا یہ وہی بوڑھا ہے شیراز جو گاؤں کے چوکیدار کو رات کے وقت ملا تھا گاؤں کاؤں والوں کے مطابق اس کے گھر میں نہ ہونے کی وجہ سے اس کی بیٹی کو کسی چیز نے مار دیا تھا گاؤں پہنچ کر اسے ساری حقیقت کا علم ہو گیا تھا لڑکی کی گردن پر بہت بڑا سوراخ تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے کسی حیوان نے مارا ہے مگر نہ جسم پر بیچوں کے نشان ہیں اور نہ ہی کچھ

اور نشان ہے مگر گردن پر دانت گھڑے ہوئے تھے اس نے سارے گاؤں والوں کو لاش سے دور ہٹا دیا جبکہ خود اس کا ہچانڈہ کرنے لگا پولیس بھی آچکی تھی جو اپنی کارروائی مکمل کر رہی تھی۔



ادنی جناب یہ رہی رپورٹ ایک پولیس والے نے رپورٹ عامر کے ہاتھ میں دی وہ اور واصف اس رپورٹ کو کے کر ڈاکٹر راشد کے پاس گئے جس نے معائنہ کیا تھا اور رپورٹ تیار کر کے پولیس کو بھجادی تھا جو کہ عامر کے پاس بھی کیوں ڈاکٹر کیا کہتے ہو اس رپورٹ کے بارے میں واصف نے ڈاکٹر سے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا یار مجھے نہیں آتی ہے ہمیں یہ کام کسی آسب کا لگتا ہے ڈاکٹر نے کہا جبکہ عامر اسے آنکھیں پھاڑے ہوں دیکھنے لگا اے وہ کوئی نئی بات کر رہا ہو حالانکہ یہ کوئی نئی بات نہ تھی اسے سب یہی کہہ رہے تھے ڈاکٹر تم بھی عامر نے اسے حیران نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب تم بھی واصف جلدی سے بول پڑا یار اگر تم اب بھی نہیں مانتے ہو تو پھر لعنت ہے تم پر واصف نے پھر کہا جبکہ اس بار وہ نہ بولا بلکہ کچھ سوچنے لگا خیر وہ دونوں وہاں سے گھر آ گئے عامر پھر حویلی چلا گیا واصف نے اسے بہت منع کیا مگر وہ ٹپٹپلا گیا جبکہ واصف اور نوڑی افسردہ ہالان میں سنبھلے لگے شام ہوئے کوئی۔



کچھ دنوں تک ایسا کوئی بھی واقعہ نہ ہوا عامر گزشتہ دنوں قتل ہونے والی لڑکی کے بارے میں سوچ رہا تھا جس کا بوڑھا باپ اس کے غم میں نڈھال ہو گیا تھا رہمو کا کا شیراز چاچا کا کیا حال ہے عامر نے چائے کی چسکی لی جبکہ رہمو کا کا بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے تھے کیا کہوں جینا بے چارہ زندگی کی سانسیں کن رہا ہے اللہ جانے ہے چارے بہت سخت دلت بیت رہا ہے ہاں کا کا گھر آپ تو کہتے تھے کہ لڑکی کے گرد حصہ سار بن جاتا ہے اور لڑکی پاگل بھی ہو جاتی ہے مگر اس بار تو ایسا نہیں ہوا کا کا عامر نے سوالیہ نظریں رہمو کا کا کی طرف تھیں اور پوچھا کہ اسے نہیں

صاحب جی اس بار تو واقعی ایسا نہیں ہوا مگر حقیقت تو یہی ہے کہ یہ کام انسان کا نہیں ہے ورنہ گاؤں میں کون ایسی حرکت کر سکتا ہے اور جینا بے چاری لڑکیوں کو قتل کر لیکسی کو کیا لے گا رہمو کا کا نے عامر کو سمجھاتے ہوئے کہا جبکہ اب اسے بھی یقین ہونے لگا اتنے میں ایک آدمی حویلی آیا اور بتایا کہ بوڑھا شیراز مر گیا ہے عامر اور رہمو کا کا پریشان اور تیز تیز اس کے گھر پہنچے وہ بے چارہ صدمہ برداشت نہ کر سکا اور فوت ہو گیا۔

عامر پریشان تھا اور افسردہ بھی بے چارہ رہمو کا کا بھی اپنے دوست شیراز کے سوگ میں اشک با تھا شیراز کے سارے عزیز آچکے تھے لاش کو غسل دیا گیا کفن پہنایا گیا اور پھر جنازے کی تیاری شروع ہو گئی کیونکہ وہ لاش کو مزید نہ رکھنا چاہتے تھے سارا دن رونے دھونے کے بعد شام چار بجے اسے دفن دیا گیا۔



عامر سوچ رہا تھا کہ یہ گاؤں میں کیا ہو رہا ہے ایسا بات پر بھی حیران تھی کہ جب وہ حویلی میں ہوتا ہے تو کوئی بھی واقعہ نہیں ہوتا ہے جبکہ جیسے ہی وہ حویلی سے باہر شہر جاتا ہے تو کوئی نہ کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے وہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا اف میرے اللہ یہ کیا چکر ہے کچھ مجھے نہیں آ رہا ہے وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑا دہ سوچ رہا تھا کہ رہمو بابا وہاں آ گئے۔

ہٹا چلو آج گاؤں چلیں آپ جب کے آئے ہوئے ہو گاؤں نہیں گئے ساجدہ خد کر رہی تھی کہ آپ کبھی ہمارے گھر آؤ رہمو کا کا نے شفقت سے کہا تو اس کے سوچ کا طلسم ٹوٹ گیا اور وہ رہمو بابا کو دیکھنے لگا۔

ارے ہاں بابا میں بھی یہ چاہتا ہوں کہ گاؤں جاؤں بہت دل کر رہا تھا ویسے بھی ذرا دل ادھر ادھر ہو جائے گا اور گاؤں کی سیر بھی ہو جائے گی عامر نے مسکرا کر کہا جبکہ رہمو بابا خوش ہو گئے۔

ہٹا چلو آج گاؤں چلیں آپ جب کے آئے ہوئے ہو گاؤں نہیں گئے ساجدہ خد کر رہی تھی کہ آپ کبھی ہمارے گھر آؤ رہمو کا کا نے شفقت سے کہا تو اس کے سوچ کا

ظاہر ٹوٹ گیا اور وہ رجمو بابا کو دیکھنے لگا اسے ہاں بابا میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ گاؤں جاؤں بہت دل کر رہا ہے ویسے بھی ذرا دل ادھر ادھر ہو جائے گا اور گاؤں کی سیر بھی ہو جائے گی عامر نے مسکرا کر کہا جبکہ رجمو بابا خوش ہو گئے چلیں بیٹا پھر گاؤں رجمو بابا نے۔ نہ قدرے خوشی سے کہا چلیں جی اس نے سر ہلایا اور اٹھ کھڑا ہوا تیار کی کے بعد وہ پیدل ہی چل دیا کیونکہ پیدل دس منٹ کا راستہ تھا گاؤں کا اس لیے وہ اور رجمو بابا ساتھ گاؤں کو چل دیے۔

بابا مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے عامر نے رجمو بابا سے کہا جبکہ وہ بھی قدرے پریشان تھے ہاں بیٹا سمجھ تو واضح نہیں آ رہی ہے کیا ہو رہا ہے بابا گاؤں میں دادا کے ہوتے ہوئے بھی ایسا ہوا تھا یا پہلے بھی کوئی ایسا واقعہ ہوا جس میں اس طرح کے غصہ ہوں عامر نے رجمو بابا سے کہا وہ دونوں چل رہے تھے اور ساتھ ساتھ باتیں بھی کر رہے تھے بابا کو حیرت نا جھٹکا لگا وہ فوراً کچھ سوچتے ہوئے بولے۔

ہاں بیٹا ایک واقعہ ہوا تھا تمہارے دادا کے ہوتے ہوئے رجمو بابا رک گئے اور عامر بھی انہیں دیکھنے لگا کیا مطلب بابا مجھے بتائیں کیا ہوا تھا اور دادا جی کی موت کا بھی بتائیں مجھے عامر نے حیرانگی سے رجمو بابا کو دیکھ کر کہا جو کہ کافی پریشان اور الجھے ہوئے تھے بیٹا میں تمہیں سب بتاؤں گا مگر پہلے گاؤں تو چلو رجمو بابا نے کہا تو وہ ہاں میں سر ہلا کر چلے گا کافی پریشان تھا کہ ہر موڑ پر اسے سننے سے واقعات کا علم ہو رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں گاؤں میں تھے گاؤں کے لوگ عامر سے مل رہے تھے کیونکہ وہ اس سے محبت کرتے تھے وہ گاؤں والوں کا شہزادہ تھا بابا میں ذرا گاؤں میں گھومتا ہوں آپ گھر جائیں میں آتا ہوں عامر نے بابا سے کہا اور گاؤں میں خود سننے لگا جبکہ رجمو بابا بھی مطمئن ہو گئے کہ اب وہ آجائے گا ویسے سارا گاؤں ایک گھر کی طرح تھا انہیں اس کی فکر نہ تھی۔ وہ چلتا ہوا ایک کنویں کے پاس پہنچا جہاں بہت سی لڑکیاں پانی بھر رہی تھیں ان میں ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی اس نے اسے دیکھا تو

اسے دیکھتا رہ گیا جبکہ وہ بھی اسے دیکھ کر مسکرانے لگی وہ چلتا ہوا اور بھی قریب آ گیا اور اس نے ان میں سے کسی لڑکی سے پانی مانگا۔

پانی ملے گا اس نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ جی ہاں وہ مسکرائی تھینک یو وہ مسکرایا چونکہ کنویں میں ڈول ڈال کر پانی نکالا جاتا ہے پھر بے ہوشے ڈول سے اس نے تھوڑا سا پانی پیا آپ کدھر سے آئے ہو اور کدھر جانا ہے ایک اور لڑکی نے پوچھا میں گاؤں میں نیا ہوں مجھے رجمو بابا کے گھر جانا ہے ویسے آپ کا گاؤں بہت خوبصورت ہے واہ اس نے گاؤں کی تعریف کی اور اس گاؤں کے لوگ ان لڑکیوں نے بھی اسے اور بھی تنگ کیا وہ اس خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر بولا جو کہ ابھی تک اسے دیکھ رہی تھی بہت اچھے اس نے بھی اسے دیکھتے ہوئے کہا وہ شرمائی باقی ساری لڑکیاں چل دیں جبکہ وہیں اس کے پاس کھڑی تھی وہ پھر اس سے مخاطب ہوئی۔

آپ کا نام عامر ہے آپ بابا کے چھوٹے مالک ہو اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا بلکہ وہ بہت حیران ہوا اسے آپ کو کیسے پتہ چلا کہ آپ رجمو بابا کی اہو آپ ان کی بیٹی ہو اس نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جی ہاں ملک جی وہ آپ کی بہت تعریف کرتے ہیں اس نے شرماتا کر کہا۔

چلیں گھر کو عامر نے اس سے کہا تو وہ چل پڑی دونوں باتیں کرتے ہوئے گھر پہنچ گئے رجمو بابا گھر اس کی بہت عزت ہوتی ساجدہ نے اور اس کی بیٹی نے خوب خاطر تواضع کی اس کی وہ اسے اپنا بی گھر سمجھنے لگا شائستہ اسے نظریں چرا چرا کر دیکھتی اور وہ بھی اسے دیکھتا اس کا شرمناک اور مست ادائیں اسے دیوانہ کرنے لگیں ایک ہفتہ تک وہ مسلسل گاؤں جاتا رہا اور شائستہ سے محبت ہو گئی اسے وہ بھی اسے چاہنے لگی من من میں۔

بابا آپ نے ابھی تک بتایا نہیں مجھے کہ کیا واقعہ ہوا تھا پہلے عامر نے رجمو بابا سے مخاطب ہو کر کہا اور آج بھی ان کے گھر تھا شام ہوئے تو بھی ہاں بیٹا میں واقعی تمہیں

بتانے ہی والا تھا کہ کیا ہوا تھا ان دنوں تو سنو بیٹا رجمو بابا نے بیان کرتا شروع کر دیا۔

میں اور تمہارے دادا ملک شاہ نواز دونوں سیر کے لیے جایا کرتے تھے چام کو چونکہ تمہارے دادا کو شکار کا بھی بہت شوق تھا ایک دن ہم دونوں نے پردگرم جایا کر جنگل میں جا میں گئے سیر بھی ہو جائے گی اور شکار بھی ہو جائیگا ہم پھل دینے جنگل پہنچ کر ہم دونوں شکار ڈھونڈنے لگے جنگل چونکہ گاؤں سے کافی دور تھا اور رستہ بھی کچا تھا ہم دونوں گھوڑوں پر جنگل گئے تھے اور جنگل میں گھوڑے دوڑا رہے تھے اچانک ہم نے ہرن دیکھا تو بہت ہی خوبصورت تھا اور مونو تازہ تھا شاہ نواز صاحب نے مجھے کہا کہ اسے مارنا نہیں بلکہ زندہ پکڑنا ہے سو ہم دونوں اس کے پیچھے بھاگنے لگے اور ہم دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے یہاں تک کہ ہرن بھی ہاتھ سے نکل گیا اور ہم دونوں بھی جدا ہو گئے۔

اب مجھے فکر تھی کہ اتنے بڑے جنگل میں ہم دونوں ایک دوسرے کو کیسے ڈھونڈیں گے بڑے بڑوں سے سنا تھا جنگل بھاری ہے شام ہوتے ہی یہاں جھوت پریت آ جاتے ہیں میں تمہارے دادا کو آوازیں دیتا رہا مگر کچھ پتہ نہیں شام ہونے لگی میں نے واپسی اختیار کی کہ شاید وہ مجھ سے پہلے واپس اس حویلی پہنچ جائیں اور میں انہیں ڈھونڈتا رہوں میں واپس آ گیا یہ کیا شاہ نواز تو واپس نہیں آئے تھے میں پریشان ہو گیا خیر شام کو وہ واپس آ گئے مگر وہ لگائی پریشان تھے میں نے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ ان سے ایک نکل ہو گیا ہے مگر وہ کسی جادوگر کا نام لے رہے تھے۔

جب تفصیل بتائی تو میں بھی پریشان ہو گیا کیونکہ وہ جادوگر تو مولود بیچوں کے خون سے جادو کرتا تھا اور وہ تھا بھی کافر چونکہ شاہ نواز سچے مسلمان تھے اور نیک انسان تھے اس لیے شاید انہوں نے اسے مار دیا تھا مگر چونکہ وہ جادوگر تھا اس لیے اس نے کہا میں مرانہیں میں بدلہ لینے ضرور آؤں گا سب کو ختم کر دوں گا تمہارے دادا کا کہنا تھا کہ پتہ نہیں میں واپس کیسے آ گیا شاید ان کے بد وقت آورد

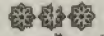
شریف پڑھنے اور نیک سیرت زندگی کی وجہ سے وہ واپس آ گئے تھے تو نہ کبھی کوئی واپس نہیں آتا جنگل سے۔

رجمو بابا کہتے گئے جبکہ وہ حیرت کا بہت بے رجمو بابا کو سننا یا کمال ہے بابا ہے آپ انہی کہانی سنا رہے ہیں دادا نے تو کبھی ذکر نہیں کیا تھا اس بات کا عامر کافی حیران تھا بیٹا یہ کیا حیرت ہے تمہارے والدہ کا انتقال بھی ٹھیک اسی تاریخ کو ہوا تھا جس دن تمہارے دادا نے جادوگر کا خاتمہ کیا تھا تمہاری والدہ کا انتقال بھی ٹھیک چار سال بعد اسی تاریخ کو ہوا تھا اور تمہارے دادا کا انتقال بھی اسی تاریخ کو ہوا تھا اس میں کیا راز ہے یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے رہی بات تمہارے دادا کی تو انہوں نے تو کبھی اس طرف توجہ ہی نہ دی رجمو بابا نے قدرے توقف سے کہا۔

مطلب یہ سب وہ جادوگر کی وجہ سے ہو رہا ہے جس کو دادا نے مارا تھا عامر نے رجمو بابا سے رائے لینے والے انداز میں سوال کیا کیا پتہ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی ہے ایک دفعہ مرنے کے بعد تو وہ زندہ نہیں ہو سکتا دوبارہ زندہ کرنے کی طاقت تو صرف اللہ کے پاس ہے رجمو بابا نے جو ش سے کہا۔ اب جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا اوکے بابا میں چلتا ہوں اسنے رجمو بابا سے اجازت لی اور ان کے گھر حویلی کی طرف چل پڑا۔ حویلی پہنچ کر عامر سیدھا اپنے کمرے میں گیا جیسے ہی وہ کمرے میں گیا حیرت سے اچھل پڑا کمرہ خون سے بھرا ہوا تھا اور ایک کتا ہوا اس کے بستر پر پڑا ہوا تھا جبکہ دھڑ جگہ جگہ سے ادھر ادھر تھا جیسے کسی جانور نے اسے نوچا ہوا ہے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا چونکہ آج کسی وجہ سے رجمو بابا حویلی نہیں آئے تھے شام کا وقت تھا عامر حویلی میں ہی اکیلا تھا بالکل اکیلا۔

بابا۔۔۔ بابا۔۔۔ اسے اپنے عقب سے کسی کے ہنسنے کی آوازیں سنائیں دیں بابا بابا۔۔۔ تم خود ہی موت کے منہ میں آ گئے بابا۔۔۔ انتہائی خوفناک اور ڈراؤنی آواز سن کر عامر کے اوسان خطا ہو گئے اس کے قدم بھاری ہو گئے اور وہ واپس پلٹا خوف سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں سامنے ایک نہایت ہی بد شکل بوڑھا کھڑا تھا اس کا چہرہ بھریوں سے بھر پور تھا لمبے دانت مڑے ہوئے ہال

یہ بودار جسم اور منہ خون سے بھرا ہوا تھا جبکہ عام حیرت سے
دور خوف سے اسے دیکھ رہا تھا اسے اپنی آنکھوں پر یقین
نہیں ہو رہا تھا کلک۔ ک۔ کون ہو۔ ت۔ ت۔ تم۔ اس
کے منہ سے الفا فٹھیک طرح سے نہیں نکل رہے تھے۔
تم شاہنواز کی آخری نشانی ہو مگر تم نہیں رہو گے ختم
دروں کا نہیں بابا بابا۔ میں سب کو ختم کر دوں گا بس
صرف دس دن ہیں اس کے بعد میں سب فنا کر دوں گا
بابا بابا۔ تمہارے دادا نے بہت بڑی غلطی کی تھی میرے
بھائی کو مار کر بہت بڑی غلطی کی بوڑھے کی شکل اور
شیا تک ہو گئی جبکہ عام بدہشت اور غم کے مارے آنکھیں
حیرت سے پھاڑے بوڑھے کو دیکھ رہا تھا بوڑھے کی آواز
میں کرب اور غصہ تھا جبکہ آواز کانپ رہی تھی اچانک بوڑھا
کمرے سے نکل کر غائب ہو گیا جبکہ عام حیرت کا بت بنا
کھڑا تھا۔



اس مسئلے کا کوئی مستقل حل تلاش کرنا ہوگا اب ہم
مزید عام کو اس موت کی حویلی میں نہیں جانے دیں گے
واصف نے فوزیہ سے کہا جبکہ وہ بھی پریشانی کے عالم میں
گھپ۔ واصل کے ہاتھ میں دے کر اس کے سامنے بیٹھ گئی
میں کیا کہہ سکتی ہوں واصف وہ کسی کی مانتا نہیں ہے بہت
خود سہرے وہ فوزیہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ دیکھتا ہوں
وہ کیسے نہیں مانتا سرد ہوا کے جوئے نے کھڑکی کے پردے
کو لہرایا جبکہ واصف نے اٹھ کر کھڑکی بند کیکیپ اب بھی
اس کے ہاتھ میں تھا اس نے چسکی لی اور فوزیہ کے پاس
آ گیا۔

واصف عام مسلسل کئی دن سے شہر نہیں آیا پتہ
نہیں کہیں مصیبت میں نہ ہو فوزیہ نے سوالیہ نظروں سے
واصف کو دیکھا جو چونک پڑا۔

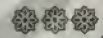
ارے ہاں اس نے واقعی شہر کا رخ نہیں کیا اور کل
سے فون بھی نہیں کیا عام نے کچھ یاد آ جانے والے انداز
میں کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتے فون کی
ٹھنکی واصف نے فون اٹھایا۔

بیولو واصف گویا ہوا جبکہ فوزی وہیں بیٹھی رہی اس کی

ست دیکھنے لگی آج اتوار تھا اور چھٹی تھی واصف گھر میں ہی
تھا جبکہ سنی سویا ہوا تھا صبح صبح کا وقت تھا صاحب جی
چھوٹے مالک کو کچھ ہو گیا ہے آپ فوراً یہاں آؤ جی دوسری
طرف سے ایک بوڑھے شخص کی آواز سنائی دی جو کہ رجمو بابا
تھا کیا۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں واصف نے رجمو بابا کی آواز
پہچان لی جبکہ وہ حیرت سے اچھل پڑا فوزیہ بھی جلدی سے
اٹھ کر اس کے پاس آ گئی صاحب جی میں رات کو کسی وجہ
سے حویلی نہیں آ سکا تھا چھوٹے صاحب بے ہوش تھے آج
صبح رجمو بابا نے کہا بابا آپ کو پتہ بھی ہے کہ یہ حویلی
خطرناک ہے پھر بھی آپ نے اچھا ٹھیک سے میں آتا ہوں
ادکے۔ یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا واصف کافی پریشان
تھا جبکہ فوزیہ بھی پریشانی کے عالم میں اسے دیکھنے لگی کتنا
سمجھا ہوا تھا اسے مگر نہیں کسی کی مانے تب ناں یہ تو راز سے
پردہ اٹھانا چاہتا تھا واصف نے ماتھے سے پھینا پوچھتے
ہوئے کہا۔

میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی واصف فوزی نے
جلدی سے کہا جبکہ واصف نے ہاں میں سر ہلایا تھوڑی دیر
کے بعد وہ دونوں تیار کر کے کئی کو ساتھ لے کر گاؤں کی
طرف چل پڑے گاڑی گھر سے نکل کر گاؤں کی طرف
گاڑی تھی وہ جلدی عام کے پاس پہنچنا چاہتے تھے تاکہ
جان سکیں کے کیا ہوا تھا گذشتہ رات کو۔



کیا ضرورت تھی رات کو اکیلا حویلی میں رہنے کی
تمہیں تم ثابت کیا کرنا چاہتے ہو واصف سامنے بند پر بیٹھے
سے ٹیک لگائے عام سے بولا واصف بہت غصے میں تھا
اس نے عام کے کمرے میں داخل ہو کر کہا۔ جبکہ کمرے
میں موجود رجمو بابا اور اس کی بیٹی شائستہ چونک پڑے اور
واصف اور فوزیہ کو دیکھنے لگے جو ابھی آئے تھے عام
سیدھا ہو گیا تم کیسے ہو عام اور یہ سب کیا ہوا فوزیہ نے
عام کے قریب پہنچ کر کہا۔ جبکہ عام مسکرا دیا ارے کچھ
نہیں یار میں تو بس ویسے ہی عام نے واصف اور فوزیہ کو
دیکھ کر کہا ہاں ہاں ویسے ہی کیا ویسے ہی رجمو بابا کیا ہوا تھا

اسے واصف نے رجمو بابا سے کہا تو وہ کچھ پریشان سے
ہو گئے۔

ارے یار تو کیوں پریشان ہوتا ہے کچھ نہیں ہوا مجھے
میں ٹھیک ٹھاک ہوں تیرے سامنے ہوں دیکھ مجھے عام
رجمو بابا سے پہلے ہی بول پڑا ہوں میں یہاں تیری بکواس
سننے نہیں آیا ہوا واصف نے غصے میں مگر قدرے اپنے پن
سے بولا جبکہ عام مسکرا دیا۔

تم شہر بھی تو آ سکتے تھے اور تم نے دو تین دنوں سے
فون بھی نہیں کیا اس بار فوزی بولی وہ پریشان تھی بس موقع
ہی نہیں ملا کیوں یہاں تو چڑیلوں کی شادیاں کر رہا تھا جو
موقع نہیں ملا واصف نے فلسفانہ لہجے میں کہا شائستہ
خاموشی سے دیکھ رہی تھی عام اور واصف زبردست لڑائی
کر رہے تھے جبکہ فوزی سر پیٹ کر رہ گئی اچانک واصف کو
خیال آیا عام تیرے ساتھ کیا ہوا تھا مجھے بتا پلیز یار واصف
لے عام کو بے بس نظروں سے دیکھ کر کہا۔

آرام سے آرام سے پہلے تھوڑا آرام کر لو سب
بتا دوں گا عام نے پھر اسے اپنی عادت کے مطابق نرم مگر
شرارت بھرے لہجے میں کہا جبکہ واصف نے غصے سے
ہونٹ پیچھ لے لیے اور اسے کھاجانے والی نظروں سے دیکھا۔
سنی شائستہ کے پاس کھڑا تھا جبکہ فوزی بھی ان کے پاس
تھی واصف اور فوزیہ چونکہ گاؤں آتے رہتے تھے اس لیے
رجمو بابا اور شائستہ کو بھی جانتے تھے یہی وجہ تھی کہ سنی بھی
شائستہ سے گھل مل گیا تھا رجمو بابا آپ لوگ دوسرے
کمرے میں جائیں اور ہاں کھانا بھی تیار کروائیں جلدی
عام نے کہا جبکہ رجمو بابا اور شائستہ سنی فوزی بھی ان کے
ساتھ نکل گئے کمرے میں واصف اور عام ہی تھے پھر عام
نے رات والا واقعہ اسے سنا دیا جسے سن کر واصف کا چہرہ
زرد پڑ گیا اور وہ حویلی کو اور اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے
لگا کمال ہے یار عام کے واقعہ سنانے کے بعد واصف نے
کہا جبکہ عام چپ ہو گیا تھا اب تو ہی بتا میں کیا کروں
عام نے واصف سے پوچھا تو وہ خاموش ہو گیا اور سوچنے
لگا ٹھیک ہے اس کا کوئی حل تلاش کرتے ہیں مل کر واصف
نے عام سے کہا جبکہ وہ خوش ہو گیا۔



ایک سایہ گاؤں کی ایک دیوار پر نمودار ہوا اور سیدھا
ایک گھر میں چلا گیا وہاں پہنچ کر تھوڑی دیر کا پھر ایک
کمرے میں بڑھنے لگا کمرہ اندر سے بند تھا جبکہ اس سایہ
کے قریب جاتے ہی کمرے کا لاک اندر سے خود بخود کھل
گیا اور ایک نہایت ہی بد شکل بد صورت بوڑھا جس کے
سیاہ بال پورے جسم پر تھے بڑے بڑے ناخن لمبے بال
کا ندھوں تک پورے جسم پر کسی گوریلے کی طرح کھال منہ
میں صرف چار سامنے کے دانت اور ناک سرے سے
غائب رال بچی زبان سامنے ایک سوئی ہوئی لڑکی کے بستر
کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا اور اسے کسی بھوکے بھیڑے کی
طرح دیکھنے لگا پھر اچانک حرکت میں آیا اور اسے اٹھا کر
اس کی گردن پر دانت کا زہ دینے لڑکی نے ہلکی سی حرکت
کی اور ساکت ہو گئی اس بد صورت بوڑھے کے جڑے
بری طرح سے اس کی گردن پر پڑنے کے بعد وہ معمولی سی
آواز نہ نکال پائی اور ساکت ہوئی لڑکی کا خون پی کر اس
بوڑھے نے اسے وہیں چھوڑا اور وہاں سے چل پڑا آہستہ
آہستہ قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے نکل آیا اس کی آنکھیں لال
تھیں جبکہ وہ غرار تھا جیسے شیر غراتے ہیں۔



اف میرے خدایہ کیا ہو رہا ہے مجھے تو واقعی بہت
پریشانی ہو رہی ہے واصف کافی پریشان اور اداس تھا
کیونکہ گاقوں میں گزشتہ رات ایک اور لڑکی ماری گئی تھی
مگر یہ قتل کچھ عجیب طرح سے ہوا تھا لڑکی کی لاش اس کے
گھر سے ہی تھی اسی طرح لاک لگا ہوا تھا کمرہ اندر سے
بند اور وہ لڑکی صبح اپنے کمرے میں مردہ پائی گئی اس کے گھر
والوں کے مطابق وہ گھر والوں سے ناراض تھی اور کمرہ
اندر سے بند کر لیا تھا اس نے وہ لوگ سمجھے شاید اس نے خود
کشی کی ہے مگر لاش کے پوسٹ مارٹم سے پتہ چلا کہ ابے
کسی نے بے دردی سے ذبح کیا ہے صاف ظاہر ہے اسے
کسی آسب نے مارا ہے۔

واصف نے سب کی طرف دیکھ کر کہا وہ گاؤں میں
ہی تھا عام کے اصرار پر وہ رات حویلی میں رک گیا تھا

بڑی اور سنی گاؤں میں ہی تھے۔ ہاں یہ کام کا بوس کا ہے
ابن بار عامر نے پورے یقین سے کہا۔ جبکہ واصف اسے
حیرت سے دیکھنے لگا کا بوس یہ کون ہے جہاں گیارہ انپکڑ بولا جو
پاس ہی کھڑا تھا اور کہیں آپ اس بھوت پریت کی بات تو
نہیں کر رہے ہیں اس نے ڈرتے ہوئے اپنے سوال کے
جواب میں کہا۔ عامر نے کوئی خاص توجہ نہ دی اور کچھ سوچتے
ہوئے کہا کہ اب میں واقعی اس کھیل کا تماشا نہیں دیکھ سکتا
شکر ہے کہ تجھے بھی یقین ہو گیا کہ ہم سب سچ کہہ رہے
تھے واصف نے کہا اور عامر مسکرا دیا اب چلیں اس نے
کہا۔ تو واصف نے ہاں میں سر ہلادیا جبکہ پولیس والے
جہاں ان کے ساتھ چل پڑے گاؤں والوں نے لڑکی کو
بنارہہ پر بھاگ کر دفن کر دیا جبکہ عامر واصف اور جہاں گیارہ خولی
آگئے

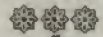


عامر نے اور واصف نے شہر کے لیے سامان باندھنا
شروع کر دیا جبکہ جہاں گیارہ کو روانہ ہو گیا۔ یار واصل
میں تو ڈر رہا تھا کہ تو میرا ساتھ نہیں دے گا عامر نے بھگت
میں سامان رکھ کر اسے کہا۔ کیوں مجھے کیا ڈر لوگ سمجھا تھا تم
لے واصف نے اس کی طرف دیکھ کر دونوں ہاتھ کمر پر
ڈکھتے ہوئے کہا نہیں یار میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں
عامر نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

تو میں کون سا مذاق کے موڈ میں ہوں اب تو اس
مسئلے میں پھنس گیا ہے تو میں ضرور تیرا ساتھ دوں گا واصف
نے اسے پیار دیکھتے ہوئے کہا پھنس گیا یار عامر نے کہا اچھا
اب جلدی کرو فوری اور سنی کو بھی رجوع بابا کے گھر سے لینا ہے
وہ دونوں ادھر ہی تھے اس لیے وہ خولی سے پہلے گاؤں
اور پھر گاؤں سے شہر جانے والے تھے یار واصف ایک
منٹ رک عامر کو کچھ خیال آیا اور وہ دوسرے کمرے بھاگ
گیا۔

ارے نیا ہے یار دونوں تیار تھے کہ اچانک عامر
کمرے کی طرف بھاگا واصف نکل برآمدے میں آگیا۔
کیا ہے تیرے ہاتھ میں واصف نے عامر سے پوچھا یار
کتاب ہے اس پر کچھ عجیب سی صورتیں بنی ہوئی ہیں اور

کی طرف دیکھ کر کہا۔ بابا گاؤں میں بہت مصیبت آئی
ہوئی ہے جو ان لڑکیوں کا قتل ایک خاص طریقے سے کیا
جاتا اور اب تو عام طریقے سے ماری جاتی ہیں حصار میں
قید ہو کر کوئی نہ کوئی ماری جاتی ہیں جبکہ اب سر عام کوئی
آسیب اسے قتل کر جاتا ہے بابا مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی
ہے کیا ہو رہا ہے یہ سب جبکہ آئے دن قتل بڑھتے جا رہے
ہیں پھر عامر نے آئے آنے سے لے کر ان کے شہر آنے
تک کے حالات بزرگ کو سناد دیے جن کو سن کر وہ جلال
میں آگئے اور یہ کتاب وہی ہے جسے میں اس قہر خانے میں
سے اٹھا کر لایا ہوں عامر نے بزرگ سے کہا جسے
انہوں نے دیکھا تو اس سے لے لی۔

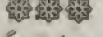


شائستہ کافی پریشان تھی کیونکہ عامر فوریہ واصف
اور نخاسی اب گاؤں سے شہر چائے تھے کچھ دن ساتھ
رہنے سے اسے کافی یاد آ رہے تھے جبکہ واصف تو انہیں
ساتھ لے جاتے وقت شائستہ کو بھی ساتھ لے جانا چاہتا تھا
مگر وہ خود ہی نہیں گئی تھی اسے عامر کی فکر ہو رہی تھی بجائے
وہ کیسا ہوگا اس حال میں ہو گا یہی سوچ کر وہ کافی پریشان
تھی۔

ارے شائستہ بیٹا ادھر آج مجھے پانی تو دیتی جا ساجدہ
جو کہ شائستہ کی ماں تھی نے اسے آواز دی جبکہ وہ عامر کے
خیال میں کھوئی ہوئی تھی ارے شائستہ رو اوشائستہ ساجدہ
زور سے آواز دے رہی تھی اچانک اسے جھکا سا لگا وہ
جلدی سے چار پانی سے اٹھ گئی اور باہر بھاگ پڑی آئی
ماں اس نے پانی ڈالتے ہوئے کہا یہ لے ماں پانی اس نے
ساجدہ کے پاس آکر کہا کیا بات ہے تیرا چہرہ کیوں اترا
ہوا ہے ساجدہ نے شائستہ کے ہاتھ پانی کا کٹورہ لیتے
ہوئے کہا۔

نہیں ماں نہیں تو نہیں کچھ بھی نہیں اس نے ہالوں
کو تھک کرتے ہوئے کہا۔ ارے کیا ہوا تجھے تو اتنی تھوڑی
ہوئی کیوں ت ساجدہ نے حیرت سے کہا۔ ارے نہیں ماں
میں کہاں تھہرتی ہوئی ہوں میں تو تھک ہو شائستہ نے اپنی
اداسی چھپاتے ہوئے کہا نہیں کچھ تو ہے جو تو اتنی پریشان

ہے ساجدہ نے اٹھ کر اس کے سر کو پکڑ کر کہا یار سے
کہا۔ جبکہ وہ ماں کے سینے سے لگ گئی ماں وہ ملک نہیں
چھوٹا ملک وہ لوگ گئے ہیں تو اس وجہ سے تھوڑی اپ
سیٹ سی ہو گئی ہوں جبکہ ساجدہ مسکرا دی وہ اسے سمجھ سکتی
ہے



ہوں تو تم تہہ خانے میں گئے ہو اور وہاں سے یہ
کتاب لے کر آئے ہو تم بزرگ عامر کی طرف کر بولے۔
جی بابا دراصل مجھے کچھ عجیب سا لگ رہا تھا اور میں تہہ
خانے میں جا کر دیکھنا چاہتا تھا کہ وہاں کچھ ہے تو نہیں۔ یہ
اسی الماری سے مجھے ملی ہے کتاب عامر نے بزرگ سے کہا
جبکہ انہوں نے کتاب کھول کر پڑھنا شروع کر دی وہ
بزرگ اس کتاب کو پڑھ کر اس کے دھک اس طرح الٹ
تھے جیسے یہ کتاب اردو میں لکھی ہوئی ہو جبکہ اس میں تو
کچھ عجیب سی زبان لکھی تھی جبکہ عامر واصف دونوں ان کو
حیرانی سے دیکھ رہے تھے جبکہ جوں توں وہ بزرگ کتاب
پڑھتے ان کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا کچھ پر بعد انہوں نے
کتاب اٹھائی اور اسے ایک طرف رکھ دیا اور وہ غصے میں
تھے جبکہ عامر اور واصف دونوں حیرت سے انہیں دیکھ رہے
تھے۔

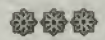
کیا بات ہے بابا آپ پریشان سے لگ رہے ہیں
اور کیا خاص بات ہے اس کتاب میں عامر نے حیرانگی سے
اور پریشانی سے کہا بزرگ کی آنکھیں لال تھیں جن کو دیکھ
کر وہ دونوں ڈر گئے بہت غصہ ہو گیا بہت ہی غصہ
ہو گیا بزرگ کے چہرے پر پریشانی تھی جبکہ عامر اور
 واصف دونوں حیرت سے بزرگ بابا کو دیکھ رہے تھے کک
ک کون کیا غصہ ہو گیا ہے۔

اس نے اچانک پورا کر لیا ہے اور وہ اب بہت ہی
تباہی مچانے کا بزرگ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا جبکہ عامر
اور واصف کا چہرہ زرد ہو گیا کیا مطلب بابا یہ آپ کیا کہہ
رہے ہیں عامر نے پریشانی سے کہا مطلب یہ ہے کہ کا بوس
نے اکیس نو جوان لڑکیوں کا خون پینا تھا جو کہ وہ کرچکا ہے
دراصل کا بوس ایک جادوگر تھا مگر اپنی طاقتیں بڑھانے کے

لیے اس نے آدم خودی بھی شروع کر دی جس کی وجہ سے اس کہنے نے اکیس لڑکیوں کا خون پیسا ہے بابا نے کہا جبکہ وہ دونوں بزرگ کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے وہ انہیں ڈرا رہے ہوں۔

مگر بابا یہ بابا کا بوس کیا بلا سے واصف نے حیرانگی سے کہا جبکہ بزرگ اس کی طرف دیکھ کر کہنے لگے۔ شاہ نواز نے جس جادوگر کو مارا تھا یہ اس جادوگر کا بھائی ہے جس نے مرتے ہوئے جادوگر سے قسم لی کہ وہ شاہ نواز کی نسل کو ختم کر دے گا تمہارے دادا نے کوئی غلط نہیں کیا تھا سانبا جادوگر کو مولود بچوں کے خون سے جادو کیا کرتا تھا جسے تمہارے دادا نے مارا تھا جاتے وقت وہ اپنی طاقتیں کا بوس کو دے گیا اور اس سے وعدہ بھی لیا کہ وہ تمہیں ضرور مارے اور اپنے باقی کا بدلہ لے اب کا بوس واقعی بدلہ لینے آیا ہے تم سے اور تم نے یہ اچھا کیا کہ کتاب لے آئے اس پر اس جادوگر کے مرنے کا طریقہ لکھا ہوا ہے شاہ نواز کو مارنے والا بھی یہی جادوگر تھا شاہ نواز اس سے مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا تھا بیٹا اب اس کہنے کا مارا جانا بہت ہی ضروری ہے ورنہ یہ بہت تباہی مچائے گا۔

بابا آپ ہمیں تفصیل سے بتائیں واصف پریشانی سے کہا سنو بیٹا یہ کہنے جادوگر سری لٹکا کے جنگلوں میں ایک پہاڑی کے غار میں خاص عمل کرنے گیا ہے اب شاید یہ مزید نو دن تک یہاں نہ آئے تم دونوں کو اسے مارنے کے لیے بہت محنت کرنا ہوگی اسے مارنے کے لیے تم دونوں نے عقل سے کام لینا ہے تم بہت ہوشیاری سے اس کو قابو میں کرنا ہے ورنہ یہ بہت تباہی مچائے گا بزرگ انہیں سمجھانے لگے جبکہ وہ دونوں ان کی باتیں سن کر سر ہلانے لگے۔



رک جاؤ کا بوس آگ دیوتا کے مندر میں جانے سے پہلے خون سے غسل کر لو اور گائے کے پیشاب سے سری کی مالش بھی کر لو کا بوس جادوگر کو اپنے عقب سے ایک عورت کی آواز آئی آواز انتہائی کرب سے بھر پور تھی اور رکناپ رتی تھی اور مدد شالہ ماں آپ اور یہاں کا بوس تیزی

سے پلٹا اور اس بوڑھی کے پاس آگیا ہاں بیٹا یہ تو مندر کا اصول ہے اور ہاں میں بہت خوش ہوں کہ تم نے وہ کام کر دیا ہے جسے آج تک کوئی نہ کر سکا بوڑھی چڑیل نے کا بوس کے کمرے اور بدبودار منہ کو چومتے ہوئے کہا ہاں ماں میں بہت خوش ہوں اب ناگ دیوتا اور آگ دیوتا کی شکایاں لے لوں پھر میں بادشاہ بن جاؤں گا بابا بابا۔ بابا بابا۔ کا بوس مسکرایا تھا،

بوڑھی نے کہا اب چلو پہلے رسم پوری کر لو اور کا بوس نے سر ہلادیا۔ تھوڑی دور جا کر وہ رک گئے اچانک بوڑھی چڑیل نے زور سے چیخ ماری تو زمین پھٹ گئی وہاں سے ایک سانپ نمودار ہوا ناگ تم جاؤ اور ہمارے لال کا بوس کے لیے خون کا بندوبست کرو چڑیل نے کہا تو سانپ رینکا ہوا ہستی کی طرف چل پڑا جبکہ وہ دونوں انتظار کرنے لگے تھوڑی دیر بعد وہ سانپ دوبارہ آیا تو اس کے پیچھے تین نوجوان آہستہ آہستہ چلے آ رہے تھے جو کہ سری لٹکا کے باشندے تھے وہ تینوں ان کے سامنے آ کر رک گئے بظاہر تو وہ بیدار لگ رہے تھے مگر ان کے دماغ اور جسم مغلوج تھے جبکہ تینوں کی پاؤں کی سب انگلیوں پر سوئی کی پھین جیسے نشان تھے واہ ناگ تمہے واقعی کمال کر دیا ہے چڑیل خوشی سے مسکرائی اور ناگ واپس اسی پھنی ہوئی جگہ میں چلا گیا جہاں کا بوس اور مدد شالہ چڑیل اس کا انتظار کر رہے تھے مدد شالہ ماں جلدی کرو میں جلد از جلد مندر جا کر عبادت کر کے اپنے بھائی کا بدلہ لینا چاہتا ہوں کا بوس بے چین ہوگی۔

چڑیل نے ایک لمبے ترنگے نو جوان کو حکم دیا کہ وہ آگے آئے جبکہ وہ بغیر کچھ کہے آگے آگیا چڑیل نے نیچے لٹا کر اس کی گردن پر منہ رکھ دیا اور پھر پھر کی آواز سے اس کی گردن کاٹ دی جبکہ اس کی گردن سے فوار کی طرح خون نکلنے لگا جبکہ کا بوس جلدی سے خون اپنے جسم پر ملنے لگ جبکہ چڑیل اس کے جسم کو مزید بھینچھو رہی تھی دوسرے دونوں نوجوان یہ تماشا دیکھ رہے تھے ان کے رنگ زرد تھے مگر وہ بے بس تھے ناگ کے کاٹنے سے وہ تینوں چڑیل کے سحر میں گرفتار تھے یہی وجہ تھی کہ وہ تینوں ناگ کی پیروی

میں یہاں تک آگئے ناگ کی خاصیت تھی کہ وہ بندوں کو چڑیل کے سحر میں گرفتار کر لیتا تھا۔ کا بوس سب سے نیاز خون اٹھا اٹھا کر اپنے جسم پر مل رہا تھا جبکہ تھوڑی دیر بعد اس مرنے والے نو جوان کا خون بند ہو گیا مدد شالہ چڑیل نے دوسرے نو جوان کو جو کہ دونوں سے چھوٹا تھا پکڑا اور اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا کا بوس نے اس کا خون بھی جسم پر ملا۔

تھوڑی دیر بعد فارغ ہو کر چڑیل سے بولا اب اس کا کی کیا جائے چڑیل اس کی طرف متوجہ ہوئی جو ان تین نوجوانوں میں سے نیچے والا تھا اسے چھوڑ دو ہمارا کام ہو گیا اب اسے مارنے ک کوئی فائدہ نہیں ہے جادوگر کا بوس نے کہا جبکہ مدد شالہ نے اسے جانے کا اشارہ کیا وہ بہت سی طرف چل پڑا چڑیل نے اسے ایک بوتل میں سے گائے کا پیشاب دیا جس سے کا بوس نے اس کو سر پر ڈال دیا اب میں اندر جا سکتا ہوں دیوی ماں کا بوس نے جوش میں مدد شالہ چڑیل سے کہا ہاں کیوں نہیں جاؤ۔ اور کا سیاب لوٹ کر آنا چلو جاؤ بوڑھی چڑیل نے کا بوس سے خوش ہو کر کہا جبکہ وہ خوشی سے مندر میں چلا گیا جبکہ وہ بوڑھی چڑیل ان لاشوں سے گوشت اتار اتار کر کھانے لگی۔

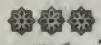


بابا ہم اسے پھر کس طرح ماری گے نہ تو اس پر کوئی لوہے کا اواز اثر کرتا ہے نہ گولی نہ بم نہ پتھر نہ کڑی اس طرح سے تو مشکل ہوگی ہمیں واصف حیرانی اور پریشانی سے بزرگ کو دیکھ رہا تھا جبکہ عامر بھی پریشان نگاہوں سے بزرگ بابا کو دیکھنے لگا۔

بیٹا اس کتاب کے مطابق اس کا خاتمہ کرنے والا لیکو عقل کے استعمال سے ہی اس جادوگر کا خاتمہ کرنے کی کوشش کرنی ہوگی اب یہ تم پر ہے کہ اسے کس طرح مارتے ہو اور ہاں سری لٹکا میں تم یہ بھی یاد کرنا کہ وہاں پر اس کہنے کی مددگار ایک ڈاکن بھی ہے جو وہاں پر اس کی حفاظت اور نگرانی کرتی ہے تم نے اسے بھی مارتا ہے اس کے علاوہ اپنی حفاظت کے لیے ضروری سامان بھی ساتھ رکھنا ہے

باقی باتیں میں تم کو سمجھا دوں گا اب گاؤں والوں کا اس معصیت سے تم ہی نکال سکتے ہو بیٹا جب تم نے ٹھان لی ہے اب اس کام کو مکمل کر کے ہی دم لینا بابا کہتے گئے جبکہ وہ دونوں دھیان سے ان کی باتیں سن رہے تھے

بابا اگر اللہ کو منظور ہوا تو ہم ضرور اس کا خاتمہ کر کے دم لیں گے آپ فکر نہ کریں۔ ٹھیک ہے تم لوگ جاؤ اب اسے تمہیں دس دن کا کہا تھا جبکہ ایک دن تم ویسے ہی ضائع کر چکے ہو اب تم دوسرے ملک جا کر اس کا خاتمہ کر دو جبکہ میں تمہاری حویلی جاتا ہوں تاکہ گاؤں میں مزید قتل و غارت کا سلسلہ بند ہو سکے کیونکہ اس نے اپنی ایک طاقت خاص طور پر گاؤں میں قتل و غارت کے لیے چھوڑ رکھی ہے جسے روکنا ضروری ہے اس لیے میں وہاں ضرور جاؤں گا تاکہ گاؤں والے اس سے نجات حاصل کر لیں گے بزرگ نے کہا جبکہ واصف اور عامر اٹھ کھڑے ہوئے ٹھیک ہے بابا ہم چلتے ہیں آپ ضرور جانا وہاں عامر نے کہا جبکہ وہ مسکرا دیئے اللہ حافظ بزرگ نے کہا وہ دونوں چل پڑے سری لٹکا۔



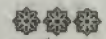
ماتو لو شنبہ آتا ہی راگے ہنسی۔ لاوے را۔ نی شے ایک نو جوان بری طرح سہا ہوا تھا اور رور رہا تھا ان الفاظ کا مطلب تھا کہ میں نے ان دونوں کو اپنی آنکھوں سے مرنے دیکھا ہے جن کو ایک ڈاکن نے مارا ہے جبکہ باقی سب لوگ اس نو جوان کو حیرت سے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہے تھے شاید اس نے ان لوگوں کے پوچھنے پر ان کو دوسرے دنوں جو انوں کے مرنے کی بات بھی بتادی تھی جسے سارے قبیلے والے سن کر حیران اور پریشان تھے پہاڑی علاقہ جس میں پتھر ملی زمین تھی یہ قبیلہ سن راگ تھا جس کا سردار سنگالاند رہت ہی پریشان تھا۔

سردار ہمیں وہاں جانا چاہیے جہاں کی یہ نشاندہی کر رہا ہے ایک نو جوان نے سردار سے کہا۔ جبکہ اس نے

اثبات میں سر بلا دیا چلو سب اگر یہ سچ کہہ رہے ہیں تو ٹھیک سے ورنہ انکو اس نے ہی مارا ہے ہم اس کی تصدیق کریں گے ایک اور بوڑھے شخص نے کہا جبکہ وہ نوجوان رور ہاتھ رک جاؤ تم سب یہ کیا کر رہے ہو قبیلے میں سے دونو جوان بری طرح سے غائب ہو گئے ہیں جبکہ تم آپس میں لڑ رہے ہو سردار کافی دیر خاموش رہنے کے بعد جب وہ آپس میں لڑنے لگے تو غصے سے چیخا۔

سردار یہ جو بات کر رہا ہے کہ وہ ایک ناگ نے ہمیں کاٹا ہمارا دماغ کام کرنا بند ہو گیا ہم اپنی مرضی سے نہیں بلکہ ناگ کی مرضی سے اس کے پیچھے گئے پھر اس ڈانٹنے لے راگونا شود دونوں کو مار دیا اور یہ واپس آ گیا۔ یہ سب ہمیں تو اس پر یقین نہیں ہو رہا سب سے اوجیز عمر شخص جو اس لمحے میں تھا نے کہ آؤ چونکہ سردار نے سب قبیلے والوں کو اپنی جھونپڑی کے باہر جمع کر رکھا تھا اک طرف عورتیں اور ایک طرف مرد سب بالکل سیاہ فارم تھے جبکہ سردار سٹگا لائڈر کلاچی ٹیم جیم اور قد آور تھا جو کہ شاید عقل مند بہادر ہونے کی وجہ سے ان کا سردار تھا۔

سردار ناگ دیوتا کا قہر بھی ہم پر نازل ہو سکتا ہے کیا پتہ یہ سچ کہہ رہا ہوا سی نوجوان نے کہا جو کہ اس پر پہلے شک کر رہا تھا۔ جو بھی ہے پتہ تو کرنا ہے کہ یہ سب کیا ہے؟ ٹھیک ہے چلو میرے ساتھ سردار نے کہا تو سب اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ وہ نوجوان ان سب میں سے آگے تھا۔



اوکم آن تم لوگ ہماری فکر نہ کرو اللہ نے چاہا تو ہم ضرور واپس آئیں گے اور ویسے بھی ہم دونوں کون سا برا کام کرنے جا رہے ہیں یہ تو بہت بڑا معرکہ ہے جسے سر کرنا بہت ہی ضروری ہے واصف فوریہ سے کہہ رہا تھا جبکہ سی رجو بابا شائستہ اور بوڑھی ساجدہ نم آنکھوں سے کھڑے نہیں جاتا دیکھ رہے تھے جبکہ عامر سامان باندھ کر برآمدے میں آکھڑا ہوا چلیں اس نے واصف سے کہا جبکہ شائستہ اس کے پاس آگئی۔

ملک جی اپنا خیال رکھنا جبکہ عامر مسکرایا اسے دیکھ

کر خیر اس کے رونے دھونے کے بعد آخر وہ دونوں الوداع ہو گئے فیروز بابا کے کہنے پر ان دونوں کو نیلی کا پٹر بھی مل گیا جو کہ عامر چلانے لگا وہ نیلی کا پٹر چلا لیتا تھا ان کے جانے کا انتظام بزرگ فیروز نے کر دیا جبکہ انہیں جانے کی ہدایت بھی دے دی۔

عامر تعویذ تو تیرے پاس ہے نہ وہ باندھ لے اور ہاں۔ بسین بھی پیاس رکھ لے عامر سے وصف نے کہا جبکہ اس نے سر بلا دیا پھر پتھر دیر کے بعد نیلی کا پٹر فضا میں بلند ہوا اور پاکستان سے سری لنگا روانہ ہو گیا شاید دونوں طرف کی حکومتوں کو ان کے آنے اور جانے کی اطلاع ہو چکی تھی اور دونوں اپنی منزل کی طرف کا مزن تھے۔



کہاں ہیں لاشیں سردار غصے سے اس نوجوان پر بھڑک رہا تھا سردار میرا یقین کر رہیں یہاں پر ہی موت کی سزا دی اس چیز میں نے ان دونوں کو مار دیا اور مجھے چھوڑ دیا ناگ دیوتا کی قسم میرا یقین کر دوہو نوجوان بوکھلایا ہوا تھا کہ اچانک اتنی جلدی یہ سب کیسے ہو گیا ابھی تو وہ گیا تھا جبکہ اس کے ساتھیوں کی لاشیں یہیں تھیں اور اب ایک قطرہ خون کانٹیں بڈی تک نہ تھی دراصل یہ لوگ ناگ دیوتا کی پوجا کرتے تھے اسی وجہ سے یہاں بہت بڑا کل نما مندر تھا یہ لوگ چونکہ جنگل میں رہتے تھے اس لیے شاید کافی جاہل بھی تھے جبکہ ان کا سردار کافی زبانیں جانتا تھا ان میں اردو بھی تھی۔

چونکہ سردار بچپن میں ایک ہندوستانی کے پاس رہا تھا جو یہاں آتا تھا اس لیے اسے اس نے ہندی اردو بھی سکھا دی تھی وہ نہ صرف سمجھ سکتا تھا بلکہ بول بھی لیتا تھا۔ سردار میری بات کا یقین کرو میں سچ کہہ رہا ہوں ان کی لاشیں یہیں تھیں ابھی پتہ نہیں کہاں گئیں ہیں لاشیں وہ مسلسل رونے جا رہا تھا جبکہ سب اسے گناہ گار سمجھ رہے تھے اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو لاشیں کہاں ہیں ایک بوڑھے نے کہا۔

میں اس وقت ناگ کے سحر میں تھا ہاں اتنا جانتا ہوں کہ ان دونوں کا خون ہوا ہے اور وہ ایک ڈانٹ

نے کیا ہے اس کے ساتھ ایک بوڑھا بھی تھا جو کہ ان کے خون سے نہار ہا تھا جبکہ میرے اوپر سحر ختم کر کے اس نے مجھے جانے کو کہا وہ ان کو کھارہی تھی شاید اس ڈانٹ نے ان دونوں کو کھاکر ختم کر دیا ہوا سی نوجوان نے کہا تو سب اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔

سردار شاید اس نے یہ سب کہانی گھڑی ہے اسے موت کی سزا دیہ را کو اور ماشو کا قاتل ہے بھی کیا کہہ رہے تو بھی کیا اب یہ بوڑھا کون ہے جو یہ بتا رہا ہے ایک شخص نے کہا جبکہ سردار اس نوجوان کے چہرے کو دیکھنے لگا جو کہ واقعی بے گناہ لگ رہا تھا۔ اس کا فیصلہ بے رخی کا بزرگ ہی کرے گا سردار نے کہا تو وہ سب اسے حیرت سے دیکھنے لگے جبکہ سردار چلنا اور ان سب کو اپنے پیچھے آنے کا کہا جبکہ وہ نوجوان اور سب لوگ اس کے پیچھے چل پڑے واپس قبیلے۔



رات کی تاریکی میں ہو کا عالم تھا ایک سایہ سا جنگل میں گردش کر رہا تھا پھر اچانک اس سائے نے قبیلے سن راگ کا رخ اختیار کر لیا۔ وہ سیدھا اس قبیلے کی طرف جانے لگا زمین قبیلے میں جہاں جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں وہاں پہنچ کر سایہ سیدھا ایک بڑی جھونپڑی کی طرف چلا گیا زمین باہر پہنچ کر اس نے شکل تبدیل کی اور ایک کالی ٹی کی شکل دھار کر جھونپڑی میں وہ سایہ بلی کے روپ میں چلا گیا۔

بے رخی کا بزرگ راشی جو کچھ کہہ رہا ہے یہ ٹھیک ہے کہ نہیں آپ ہمیں ناگ دیوتا کے خاص وچن اور کرپا سے باتیں سردار نے ان بزرگ جو کہ نہایت ہی ضیف عمر تھے ان سے کہا سردار نے اس بار ہندی زبان استعمال کی مگر بزرگ چونکہ ہندوستانی تھے جو کہ یہاں آکر آباد ہوئے جبکہ باقی سب سری لنکن تھے اس لیے سردار کے علاوہ ان کی زبان کوئی نہیں سمجھ سکتا اس نے شاید اس لیے بات کی تاکہ ان سب کو اس کا علم نہ ہو سکے سردار نے صرف یہ ٹھیک کہہ رہا ہے بلکہ یہ سارا قبیلہ خطرے میں ہے اگر اس کا گل نہ ملا تو را کو اور ماشو کی طرح سارا قبیلہ ختم ہو جائے گا

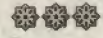
بزرگ نے سردار سے اسی زبان سے کہا اور ہاں سردار میری بات اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دینا فعل حال پوری بات سن کر کچھ سوچنا۔

دراصل کا یوس جا دو گر نہایت ہی چالاک اور مکار جا دو گر ہے اور ہندوستان کے علاقے سے یہ جا دو کھینچنے کے لیے علاقہ پاکستان میں گیا تھا اس کا بھائی سا بنا جا دو گر ایک مسلمان کے ہاتھوں مر گیا تھا اس نے بدلہ لینے کے لیے اپنی طاقتوں کا سہارا لیا اس شخص نے جس نے جا دو گر سانپا کو مارا تھا کا یوس نے اسے تو مار دیا لیکن یہ اس کی نسل ختم کرنے پر تڑا ہوا ہے میرا علم یہ بتاتا ہے کہ کا یوس اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا بے رخی کا بزرگ تم یہ سب مجھے کیوں بتاتے ہو اور قبیلے کو کس بات سے خطرہ ہے تم وہ بتاؤ مجھے سردار نے حیرت سے کہا۔

سردار یہ مصیبت گاؤں جمال پور پاکستان سے نکل کر ہمارے قبیلے پر آن پڑی ہے مد و شمال چڑیل اور دو سے تین انسانوں کا خون پیتی ہے اور ہمارے قبیلے کی تعداد سات سو چودہ ہے جو کہ تین سو دو مہینے کی کا کھیل ہے اس چیز کا بے رخی کا کہنے پر سردار کا چہرہ خوف سے زرد ہو گیا۔ اوہ اس کا مطلب ہے کہ راشی ٹھیک کہہ رہا ہے سردار نے راشی سے بے گناہ ہونے کی توقع رکھنے والے انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔ جبکہ بوڑھا بے رخی کا ہاں میں سر بلا دینے لگا چن لے مورے گا گی گانے دن دے موئی مطلب یہ سب کیا ہو رہا ہے ہمیں بھی تو بتاؤ ایک بوڑھے نے کہا جو کہ دوسرے قبیلے والوں کے ساتھ سردار اور بوڑھے بے رخی کا کا باتیں کافی دیر سے سن رہا تھا چونکہ وہ دونوں اردو میں باتیں کر رہے تھے ان کو ان کی باتوں کی سمجھ نہیں آ رہی تھی سردار نے سری لنکن زبان میں انہیں مطمئن کیا جبکہ اسے حیرت کا جھٹکا لگا کیونکہ وہاں راشی تو تھا ہی نہیں۔

یہ راشی کدھر ہے سردار سے حیرت سے چیختے ہوئے کہا جبکہ سب حیرت سے راشی کو دیکھنے لگے جو کہ واقعی ان میں موجود نہیں تھا جبکہ ان کے بکھرے سے ایک کالی بلی ان کے جسمہ میں سے نکل کر بھاگ نکلی کسی نے اس کی

طرف توجہ نہ دی تین اسی وقت انہیں ایک ناگ نظر آیا جس نے یکے بعد دیگرے دو آدمیوں کو پیر پر ڈسا تھا اور جنگل بھاگ گیا جبکہ کالی بلی جھنڈ میں جا کر غائب ہو گئی دونوں جوان اسی جھنڈ کی طرف چل دیے جبکہ قبیلے والے ہاشی کو تلاش کرنے لگے۔



سری لنگا کے جزیرے کے قریب تھوڑی دور عامر اور واصف نے نیلی کا پٹر کھڑا کیا اور وہ پیدل ہی جنگل کی طرف جانا چاہتے تھے ایک صاف سی جگہ نیلی کا پٹر کھڑا کرنے کے بعد وہ دونوں اس سے ضروری سامان نکال کر جنگل کی طرف چل پڑے شام ہو گئی تھی بلکا بلکا اندھیرا تھا جنگل بہت ہی بھانک منظر پیش کر رہا تھا جبکہ وہ دونوں مطمئن انداز میں جنگل کی طرف جا رہے تھے یار مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آ رہی اچانک واصف نے خاموشی کے سکوت کو توڑا اور عامر اس کی طرف متوجہ ہوا کون سی بات عامر نے سوالیہ نظروں سے واصف کو دیکھا کہ اس کہنے کا یوں جادو گر کی موت کس طرح سے ہوگی اور اس پر تو کوئی چیز اثر بھی نہیں کرتی اور فیروز بابا کے کہنے کے مطابق اس کی ایک مددگار چڑیل مدد و شالہ بھی ہے واصف نے عامر سے مشورہ کرنے والے انداز میں کہا۔

یار کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہاں گاؤں کہاں پاکستان کہاں یہ جنگل اور یہ وادی بہت عجیب لگ رہا ہے عامر نے بھی ایک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ چلتے چلتے اب جنگل میں آ گئے تھے جبکہ گپ اندھیرا چھا گیا تھا چل کہیں رات بسر کرنے کا سامان دیکھ پھر کچھ سوچتے ہیں عامر نے واصف سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلادیا۔ دونوں کو پیدل پر آنے والے پیر کرل کے وہ عجیب طریقے یاد تھے جس سے وہ جنگل میں رات گزارنے کے لیے اپنی چار پائی بناتا تھا رات گزارنے کے لیے جھوپڑی کا باندہ بست کر کے وہ دونوں بیٹھ گئے آگ روشن تھی جبکہ وہ دونوں بیٹھتے تھے۔

چل یار کھانا نکال بہت بھوک لگی ہے عامر نے واصف سے کہا تو اس نے نفن کھولا جس میں وہ رات کا

کھانا لایا تھا یہ لے اسے نفن کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا جبکہ پانی کی چھاگل بھی پاس رکھ لی لیکن یہ کیا جیسے ہی اس نے کھانے کی طرف ہاتھ کے ایک ہلکا سا دھاک ہوا عامر کے ہاتھ سے کھانا راکھ بن کر بچ کر گیا۔ جبکہ واصف نے گلاس میں پانی بھر کر جو منہ سے لگا پانی بھاپ بن گیا جبکہ وہ دونوں حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے جتنی بار انہوں نے کھانے اور پانی کو ہاتھ لگایا یہی عمل ہوا یہاں تک کہ کھانا سارا راکھ بن گیا اور پانی بھاپ بن گیا دونوں حیرت سے اور پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

یہ کیا ہو رہا ہے ہمارے ساتھ واصف پریشانی سے بھڑک اٹھا جبکہ عامر بدستور نظری پھاڑے کبھی راکھ اور کبھی پانی کو دیکھنے لگا یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے ہم کس مصیبت میں پھنس گئے ہیں واصف نے بے بس نظروں سے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ جبکہ واصف بہت ہی پریشان تھا اور عامر بھی بے بس نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا لگتا ہے ہم اس جزیرے پر آ کر جادو میں گر گئے ہیں اب ہمیں جلدی ہی کچھ کرنا ہوگا نہیں تو ہم بالکل بے بس ہو جائیں گے عامر نے واصف سے کہا تو وہ اثبات میں سر ہل کر رہ گیا۔ ٹھیک ہے اب تو بھوکا ہی سونا ہو گیا چلو سو جائیں واصف نے کہا تو عامر نے بھی ہاں میں ہاں ملائی اور دونوں سو گئے بھوکے پیاسے۔



گاؤں پہنچ کر فیروز بابا نے حویلی میں وہی کمد چنا جس میں عامر رہتا تھا جبکہ رمو بابا شائستہ ساجدہ اور فیروز بھی فیروز بابا نے تعویذ دے دے تاکہ ان کی حفاظت ہو سکے اس کے علاوہ حویلی میں صرف فیروز بابا ہی تھے اور رمو بابا جو کہ ان کی خدمت کے لیے وہاں تھے اس کے علاوہ حویلی میں آنے کی اجازت کسی کو نہیں تھی رمو بابا فیروز بابا نے نہایت ہی نرم اور شفقت سے کہا جی حضور حکم کیجئے رمو بابا نے ادب سے کہا۔

گاؤں والوں سے کہہ دیجئے کہ فکر نہ کریں۔ اور اب مطمئن ہو جائیں ہم اس کا حل تلاش کر لیں گے اور اس

کیمے جادوگر کو کبھی اس کے مقصد کے لیے کامیاب نہیں ہونے دیں گے اور آپ اپنا تعویذ اپنے گلے سے الگ نہ کرنا عامر کے ساتھ رہنے کی وجہ سے آپ کو بھی نقصان ہو سکتا ہے بزرگ کی شیریں آواز سے رمو بابا نے اثبات میں سر ہلادیا۔

ٹھیک ہے بابا آپ جاؤ میں عبادت کرتا ہوں رات تو میں اس کی اس طاقت کا حل بھی کر کے گاؤں والوں کو اس مصیبت سے نکال دوں گا۔ انشاء اللہ رہو بابا نے خوش ہو کر انشاء اللہ بزرگ مسکرانے لگے جبکہ رمو بابا ادب سے جھکے جھکے کرے سے باہر نکل گئے۔



گہرے جھنڈ میں سے بلی نکلی اس نے اپنی شکل بدلی اب وہ بالکل ایک بد شکل ڈائن کا روپ دھار چکی تھی جس کا چہرہ نہایت ہی ڈراؤنا تھا بڑے بڑے دانت مڑے ہوئے بال سامنے سامنے کے چار ہی ناک سرے سے غائب آنکھوں کی جگہ بڑے بڑے گڑھے چہرے سے جگہ جگہ سے گوشت ادھڑا ہوا تھا انتہائی بد شکل ڈائن تھی وہ اس ڈائن نے آرام آرام سے چلنا شروع کر دیا گیڈروں کی آوازیں آ رہی تھیں جو کہ بہت بہت زور سے بھونک رہے تھے حواس اٹھ رہا تھا ڈائن بلی بلی چال سے چل رہی تھی جبکہ اس کے دس قدم کے فاصلے پر دو نو جوان اس کے پیچھے آ رہے تھے اس نے عقب میں پلٹ کر دیکھا اور انتہائی کرب ناک چیخ مارتے ہوئے گئی۔

ڈائن چلتی جا رہی تھی جبکہ وہ نو جوان بدستور اس ڈائن کے پیچھے آ رہے تھے شاید وہ جادو میں گرفتار لگتے تھے وہ کافی آگے تک چلتے رہے یہاں تک کہ وہ لمبے درختوں کے پاس آ کر رک گئے ڈائن نے واپس پلٹ کر دونوں نو جوانوں کو دیکھا اور پھر وہ پٹی دونوں نو جوان رک گئے تھے وہ ان کے قریب آ گئی۔

چیخ کی آواز سن کر واصف کی آنکھ کھل گئی پھر رفتہ رفتہ وہ چیخیں اور آوازیں اسے قریب سے آتی ہوئی دکھائی دیں جبکہ واصف خوف اور حیرت سے اٹھ بیٹھا اسے قدموں کی آواز آئی وہ خوف اور پریشانی سے اٹھ بیٹھا واصف نے

عامر کو کھنچوڑا جو کہ اٹھ گیا تھا شاید چیخوں کی آواز سے وہ بھی بیدار ہو گیا تھا۔ عامر مجھے کوئی خطرہ لگتا ہے واصف نے سرگوشی سے کہا واصف کے چہرے پر پسینہ آ رہا تھا جبکہ عامر بھی گھبراہٹ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں اٹھ کر جھوپڑی سے باہر نکلے لمبے لمبے درختوں سے نکل کر جیسے ہی وہ دونوں سامنے آئے سامنے کا منظر ہی کچھ اور تھا ایک بد شکل ڈائن ایک نو جوان کی گردن پر منہ رکھے ہوئے خون پی رہی تھی خون شرشر سے نکل رہا تھا جبکہ وہ ڈائن اس کا خون پی رہی تھی دوسرا نو جوان خاموشی سے ایک طرف کھڑا تھا اس ڈائن نے مارنے جانے والے نو جوان کا خون صرف دس منٹ میں ہی لیا اور دوسرے کی گردن بھی کاٹ دی اور اس کا خون بھی پینے لگی جبکہ عامر اور واصف دونوں حیرت سے اسے دیکھ رہے چڑیل انتہائی اطمینان سے دونوں کا خون پی کر گوشت کھانے لگی جبکہ عامر اور واصف دونوں حیرت کا مجسمہ بنے اسے دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ اس نے دونوں لاشوں کا خون پی کر گوشت کھا کر لاشوں کا نام تک نہ چھوڑا صرف تیس منٹ میں دو بے گئے نو جوانوں کا خون اور گوشت کھا کر ڈائن نے لمبی چیخ ماری اور زور سے پاؤں زمین مارا تھوڑی دیر بعد وہاں ایک ناگ نمودار ہوا۔

سیاہ ناگ کہاں سے آ رہے ہو اور کیا کہتے ہو کا یوں کا دن کیسا رہا آج کا ڈائن نے ناگ سے سوال کیا جس نے سر ہلایا سیاہ ناگ آج کے بعد ہمارے شکار کا بندوبست تم خود ہی کر دیا کرو ہمیں کہنے کی ضرورت نہیں جیسے ہی کا یوں کا چلا پورا ہوگا میں بھی واپس کا یوں کے ساتھ چلی جاؤں گی تب تک اس قبیلے کے لوگوں سے ہی کام چلاؤں گی۔

جبکہ ناگ نے سر ہلادیا ٹھیک ہے تم جاؤ ڈائن نے انتہائی کرب اور گندی آواز میں کہا پھٹی پھٹی آواز تھی اس کی جبکہ عامر اور واصف دونوں کھڑے بن رہے تھے پھر اس نے آگے کا رخ اختیار کیا اور وہ ایک بوڑھی عورت کے روپ میں جھنڈ میں غائب ہو گئی۔



اف میرے خداؤ! ان کے جانے کے بعد واصف زمین پر بیٹھ گیا جبکہ عامر حیرت سے اسی جھنڈ کو دیکھ رہا تھا جس میں وہ ڈائن غائب ہوئی تھی پسنے سے شرابور دونوں بیٹھے تھے کہ اچانک انہوں نے دیکھا کہ تین چار تیر دونوں کے مین سامنے آگئے۔ دونوں بیک وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور ادھر ادھر دیکھنے لگے کون ہے کون ہے عامر نے اونچی آواز میں کہا تقریباً رات کا آخری پہر تھا مگر اچانک سامنے سے چار آدمی آتے ہوئے دیکھائی دیئے ادھر ادھر سے نکل کر ان کے سامنے آگئے۔

کون ہو تم عامر نے ان کے آتے ہی ان سے سوال کیا جبکہ انہوں نے ایک اور آدمی کو بھی پکڑ رکھا تھا جو کہ بہت ہی پریشان تھا سن لے رادے گالی ان میں سے ایک نے عامر کو دیکھ کر کہا۔ عامر نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا وہ شخص سب سے بڑا اور مونہ تازہ تھا شاید یہ ہماری زبان نہیں سمجھتے اور ان سے بحث فضول ہے واصف نے عامر سے دھیسے لہجے میں کہا۔

مگر وہ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں یہ عامر نے پریشانی سے کہا ابھی جو کچھ پانچ منٹ پہلے ہوا ہے وہ تو دیکھ لیا تم نے جو کچھ یہ کہتے ہیں وہی کرنا ہوگا تم کو ورنہ ہم یہاں بہت مشکل میں پڑ جائیں گے ایک مصیبت ختم نہیں ہوئی تو دوسری آجانی ہے واصف نے عامر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

واصف واقعی کافی پریشان تھا آرمین دی نادرے لے مشوین تری۔ یہ کیا کھسر پھسر کر رہے ہو تم دونوں ہمارے ساتھ چلو ایک شخص نے دونوں کو بازو سے پکڑ کر کہا عامر نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی جبکہ واصف نے آنکھوں ہی آنکھوں میں سے منع کر دیا وہ بے بس سا ہو کر ساتھ چل پڑا ان سب کے ساتھ۔



ہوں تو تم دونوں پاکستان سے آئے ہو ایک لمبے ترنگے اور نہایت ہی خوبصورت شخص کے سامنے کھڑے ہو جو انہوں سے سوال کیا جو کہ عامر اور واصف تھے جبکہ سامنے سوال کرنے والا سردار سنگا لاندہ تھا ان کے پوچھنے

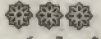
پر دونوں نے بتایا تھا ہاں مگر تم ہماری زبان کیسے بول رہے ہو عامر نے حیرانی سے کہا جبکہ سردار مسکرایا تو جواب میرے سوال کا جواب دو پھر میں بتاؤں گا۔ ہاں پاکستان سے آئے ہیں اور ہم ایک بدی کو ختم کرنے آئے ہیں واصف نے سردار کو جوش سے جواب دیا۔ ہوں تو مسلمان ہو اور یہاں بدی کا خاتمہ کرنے آئے ہو سردار نے سوال کیا۔

ہاں اور اس نے ہمارے سامنے قبیلے کے دونوں جوانوں کو کھایا ہے اب سے ہندو منٹ پہلے عامر سردار کو تشویش میں ڈالتے ہوئے کہا کسی نے سردار حیرت سے اچھلا ڈائن مدوشالہ نے اور وہ تمہارے قبیلے کو ختم کر دے گی سردار میں سچ کہہ رہا ہوں عامر نے کہا تو سردار اس طرح اچھلا جیسے اسے کسی نے زور سے گرنے کا جھٹکا دیا ہو۔

اس کا مطلب سے مائی اور دوشی دونوں بھی ہلاک ہو گئے ہیں ہم انہیں ایک گھنٹے سے ڈھونڈ رہے ہیں سردار چہرہ فکر اور پریشانی سے زرد ہو گیا۔ وہ چونکہ چھوٹی سی تھی اس لیے وہاں ان تینوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا چاروں جوان جو عامر اور واصف کو لے کر آئے تھے وہ چھوٹی کی باہر تھے تم یہ بتاؤ تم ہماری زبان کیسے بول رہے ہو واصف نے سوال کیا ہاں میں تمہاری زبان کیسے بول لیتا ہوں میں بچپن میں ہندوستان جاتا تھا وہاں سے ہی سیکھی ہے یہ زبان مگر تم کو مجھے بہت فکر مند کر دیا ہے آج چوبیس گھنٹوں میں یہ چارٹل ہیں ٹھیک ہے جو انہوں نے ہمارے مہمان خانے میں آرام کروا دیا ہاں خبردار وہاں سے بھاگنے کی کوشش مت کرنا سردار ایک بات پوچھو واصف نے اس سے سوالیہ نظروں سے دیکھ کر کہا ہاں پھر سردار نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

تمہیں یہ کیسے پتہ چلا کہ ہم پاکستان سے آئے ہیں اور ہمارا کیا مقصد ہے دیکھو میں یہ نہیں جانتا کہ تم مقصد کے لیے آئے ہو مگر جے دی کا بابا میں نے مجھے بتا دیا ہے تم مسلمان ہو مجھے مسلمانوں سے ملنے کا شوق تھا بہت بہادر ہو اور میں بہادر لوگوں کو پسند کرتا ہوں اور

دی بات یہ کہ تمہارا مقصد کیا ہے تو یہ سب کل صبح جے دی کا بابا کے ہاں جا کر ہی بات ہوئی فی الحال تم دونوں جا کر آرام کرو سردار نے تالی بجائی تو ایک محافظ اندر آیا۔ انہیں مہمان خانے میں چھوڑ آؤ عامر اور واصف دونوں اس کے ساتھ چل دیئے



بلکی بلکی روشنی چھن چھن کر چھوٹی سی آری تھی جبکہ پہاڑوں کے درمیان قبیلہ آباد تھا جس میں تقریباً سات سو چودہ افراد تھے برکو اپنے اپنے کام میں مگن تھا کوئی لکڑیاں اٹھا کر جا رہا تھا اور کوئی جانوروں کا چارہ اکٹھا کرنے لگا تھا کوئی برتن اٹھائے جا رہا تھا کوئی پتھر توڑ رہا تھا جبکہ عامر اور واصف دونوں چھوٹی سی سے باہر آگئے پہلے عامر باہر آیا پھر واصف باہر کھڑے پہرے دار نے انہیں روکنے کی کوشش کی جبکہ باہر کھڑے دوسرے محافظ نے اسے اشارہ کیا۔

باہر دور سے سردار آ رہا تھا جس نے بالکل جنگلی لباس پہن رکھا تھا اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا جبکہ ٹھنڈے کے نیچے میں ازسا ہوا تھا وہ چھوٹی سی کے باہر آ کر رک گیا جبکہ وہ دونوں اس کے اشارے سے باہر آگئے تم دونوں نے ناشہ نہیں کیا پہلے ناشہ کر لو پھر چلتے ہیں سردار کے حکم کے لیے ان کے لیے برتن کا بھنا ہوا گوشت لایا گیا دونوں نے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا اٹھایا پہلے واصف نے اپنے منہ میں کیا گوشت لیکن یہ کیا گوشت تو راگہ بن گیا پھر عامر کے ساتھ بھی یہی ہوا جبکہ سردار حیرت سے دونوں کو دیکھنے لگا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ ہو اف میرے اللہ یہ مصیبت ابھی تک جان نہیں چھوڑ رہی ہماری واصف نے بغیر گوشت دوسری طرف بھٹیل دیا جبکہ عامر بھی بے بس اور پریشان ہو کر اسے دیکھنے لگا جبکہ سردار حیرت سے یہ سب دیکھنے لگا۔

یہ کیا معاملہ ہے اس کے منہ سے نکلا چادو سے ہم دونوں پر گزشتہ ایک دن سے ہم نے کچھ نہیں کھایا خیر تم چھوڑو چلو تمہارے اس بزرگ کے پاس عامر نے سردار سے کہ تو وہ سر جھٹک کر ان کے ساتھ چل پڑ لیکن وہ

بدستور کچھ سوچ رہا تھا۔

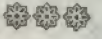


بابا یہ دونوں وہی لڑکے ہیں جن کا ذکر میں نے کل رات کیا تھا یہ دونوں پاکستانی ہیں اور یہ مسلمان ہیں آپ کے کہنے پر میں انہیں یہاں انہیں لے کر آیا ہوں سردار نے جے دی کا بابا سے کہا جو کہ اپنی چھوٹی سی میں بیٹھا تھا عامر اور واصف دونوں اس کے سامنے بیٹھ گئے ہوں تم دونوں کا بوس اور اس کی خاص طاقت مدوشالہ کا خاتمہ کرنے کا عزم رکھتے ہو۔

بوڑھے جے دی نے کہا ہاں اور ہم یہ کام ضرور کریں گے چاہے کچھ بھی ہو اور یہ کام ہم پوری انسانیت کی بھلائی کے لیے کریں گے میں اپنے گاؤں والوں کو اس مصیبت سے ضرور نکالوں گا انشاء اللہ عامر نے جوش سے کہا۔

بابا میں بھی مسلمان ہونا چاہتا ہوں کیا آپ کی اجازت ہے مجھے سردار نے بوڑھے جے دی کا سے کہا تو وہ مسکرا دیا تم میں ذرا صبر نہیں میں نے جس دین کا ذکر تم سے کیا تھا انہو جوانوں میں واقعی اس دین کی جھلک عیاں ہے سردار نے صرف تم مسلمان ہو گے اب تو میں بھی مسلمان ہوں گا اور میں مسلمانوں کے آخری نبی ﷺ پر ایمان لاتا ہوں نو جوانوں مجھے کلمہ پڑھاؤ میں تمہارے دین میں آنا چاہتا ہوں بوڑھے جے دی کا نے کہا تو عامر اور واصف کا چہرہ خوشی سے دھک اٹھا۔

کیوں نہیں بابا جی اگر آپ واقعی خوشی سے ہمارے پیارے دین اور ہمارے پیارے آقا ﷺ پر ایمان لاتے ہو تو ہم ضرور آپ کو کلمہ پڑھا دیں گے اور اسلام کے سارے ارکان کی تعلیم بھی دیں گے سردار نے بھی خوشی خوشی سر بلایا دیادہ دونوں واقعی عامر اور واصف کے ارادوں اور جوان مردی سے اس کے قائل ہو گئے تھے بوڑھے جے دی اور سردار نے ہنسل کیا اور کلمہ پڑھ لیا دونوں تک انہوں نے سردار اور جے دی کی کو تعلیمات دیں سردار کا نام اب حیدر جبکہ بوڑھے کا نام اب عباس رکھ دیا۔



گاؤں میں سب حیرت تھی فیروز بابا اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے عبادت کر رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک سایہ سا نکل کر گاؤں کی طرف جا رہا ہے بزرگ نے یسین کا ورد کرنا شروع کر دیا وہ سایہ رک گیا اس نے حویلی سے باہر جانے کی کوشش کی مگر وہ نہ جاسکا پھر اچانک اس نے چٹھیں مارنی شروع کر دیں بزرگ فیروز جلدی سے محسن کی طرف بھاگے ساتھ ساتھ ورد بھی کر رہے تھے جبکہ اس سایے کی چٹھیں بلند ہوتی جا رہی تھی یہاں تک کہ وہ اب بزرگ کے سامنے آ گیا تقریباً رات ایک بجے کا نام تھا ہر طرف خاموشی اور سناٹا تھا مگر فضا اس بد شکل اور عجیب سی شکل والے شخص کی دلخراش چیخوں سے گونج رہی تھی۔

بند کرو یہ ورد بند کرو ورنہ میں سب ختم کر دوں گا اس کے منہ سے کسی کتے کی غراہٹ جیسے الفاظ نکلے بزرگ نے ورد اور بلند کر دیا اس کے بال نرے مڑے تھے بالکل منہ خالی تھا لمبے دانت منہ پر ایک بال نہیں تھا سرخ آنکھیں لگی ہوئی زبان جگہ جگہ سے جسم پھٹا ہوا تھا وہ چیخ چیخ کر بزرگ بابا سے واسطے کر رہی تھی یہ بھی چڑیل تھی جو کہ کاہنوں جادوگر کی خاص ساتھی تھی جس کو گاؤں والوں کو ختم کرنے کے لیے چھوڑ دیا گیا تھا وہ شاید اب بے بس ہو چکی تھی یا آخر سورہ یسین کے ورد سے وہ چڑیل بے بس ہو کر بزرگ بابا کے قابو میں آ گئی بزرگ نے آگے بڑھ کر اس کے بالوں سے پکڑ لیا جو کہ بہت ہی چٹھیں مار رہی تھی وہ بالکل بے بس تھی اب وہ پوری طرح سے بزرگ کے رحم و کرم پر تھی۔

بول گئی اور بد ذات چڑیل تیرا کیا مقصد ہے اور کیوں اللہ کی معصوم مخلوق پر ظلم کرتی ہو تم اور یہ کہینہ جادوگر کیا چاہتا ہے بزرگ نے اس کے بولوں سے پہنچ کر کہا پہلے تو وہ نہ مانی مگر جب بزرگ نے اس کے بال چھینے تو اس نے بتانا شروع کر دیا میں کاہنوں کی ساتھی ہوں مجھے کاہنوں نے خاص طور پر اس گاؤں میں تنہا ہی کے لیے چھوڑا ہے وہ شاہ نواز کے گاؤں کی اینٹ سے اینٹ بجانا چاہتا ہے میں اب تک کئی لوگوں کو مار کر کھا چکی ہوں تم نا

جانے کیسی طاقت رکھتے ہو کہ مجھے بے بس کر دیا اور یہ کلام جو تم نے پڑھا ہے اس سے میں بے بس ہو چکی ہوں تم میرے بال چھوڑ دو ورنہ میں۔

وہ چڑیل یہ کہتے کہتے رک گئی ورنہ کیا میں تو تمہیں اب موت کے کھاتے اتار کر ہی دم لوں گا تم نے نہانے کتنے معصوم لوگوں کا خون کیا اور وہ بھی نہ تو بدی کا خاتمہ بہت ضروری ہوتا ہے بزرگ نے کہا اس کے انہوں نے پوری قوت سے ہاتھ فضا میں بلند کیا اور کلمہ پڑھ کر اس کی گردن پکڑ لی بالوں چھیننے کی وجہ سے وہ چڑیل بے بس ہو کر گر گئی پاس پڑا سر یا تھا کہ بزرگ فیروز نے اس کے سینے میں گھوپ دیا وہ چٹھیں مارنے لگی تھوڑی دیر بعد تو پٹنے کے بعد وہ ہلاک ہو گئی بزرگ نے جلال میں آ کر اس کے منہ پر تھوک دیا۔

حس کم جہاں پاک بابا آپ ٹھیک تو ہیں ناں جو بابا کی آواز آئی جبکہ دوسرے گاؤں والے بھی وہاں موجود تھے ہاں میں ٹھیک ہوں بزرگ نے کہا چڑیل کے جسم کو اب آگ لگ چکی تھی گاؤں والوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا لوگ بہت خوش ہوئے۔



یہ تم کیا کہہ رہے ہو سیاہ ناگ کس میں تھی بہت ہے جو میری بہن کو مارے اور مجھے اور کاہنوں کو موت کی وادی میں پہنچائے ایک نہایت ہی بوڑھی عورت نے کہا جبکہ ایک ناگ پھین پھیلا اس کے سامنے کھڑا تھا ٹھیک ہے میں کچھ کرتی ہوں تم جاؤ بوڑھی چڑیل سیدھی مندر گئی جبکہ ناگ سیدھا جنگل کی طرف بھاگ نکلا مندر میں پہنچ کر مدو شالہ نے سید سے بڑے سے بال کا رخ اختیار کیا اور وہ سیدھی کاہنوں کے پاس جا پہنچی جو کہ آلتی پالتی مارے بت کے سامنے جھکا ہوا تھا وہ چٹھوں کے بل جھکا ہوا تھا کاہنوں اٹھو اور میری بات سنو بوڑھی مدو شالہ نے پریشانی اور غمراہت سے کہا۔

کیا بات ہے تم اس وقت کیوں آئی ہو کیا مصیبت پڑ گئی جو ابھی میری عبادت میں خلل ڈال دیا تم نے مدو شالہ ماں کاہنوں جادوگر نے حیرت سے کہا کاہنوں ایک

خونفاک ڈانچسٹ

خونفاک ڈانچسٹ

بہت ہی بری خبر لائی ہوں میری بہن کالنی ماری گئی ہے جس کو ایک نورانی طاقتوں کے پرستار کسی بزرگ نے مار دیا ہے اور وہ اب وہ میری اور تمہاری موت کا سامان کر رہے ہیں جبکہ میرے علم کے مطابق ان پر بہت بڑی ہستیوں کا سایہ ہے جس کی وجہ سے میں یہ معلوم نہیں کر سکتی کہ وہ کون ہیں اور کہاں ہیں مگر جزیرے پر میں نے اپنی حفاظت کے لیے جادو کر رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ نہ تو کچھ کھا سکیں گے اور نہ ہی پی سکیں گے اور پاس کے قبیلے والوں کو بھی ہمارے بارے میں پتہ چل چکا ہے اور میرا علم یہ بتاتا ہے کہ وہ بھی خلل ڈالیں گے ہمارے کام میں اور تمہارے چلے کے تو ابھی تین دن ہوئے ہیں چھ دن باقی ہیں میں تو یہ سوچ کر پریشان ہو رہی ہوں کہ آخر یہ لوگ کون ہیں جو ہمارے سارے مشن کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں مدو شالہ نے کہا۔

جس کی آنکھیں بالکل مردہ سی لگ رہی تھیں جبکہ کاہنوں نہایت ہی پریشانی اور حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا جیسے وہ کوئی انوکھی بات کر رہی ہو کیا بات ہے تم حیرت کا بت بے کیا تماشا دیکھ رہے ہو کچھ سوچو کاہنوں ورنہ ورنہ کیا مدو شالہ ٹھہرو میں ابھی کچھ کرتا ہوں کاہنوں جادو کرتے آنکھیں بند کر لیں تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھول دیں اور انتہائی مسرت سے مدو شالہ کو دیکھنے لگا کیا بات ہے تم مسکرا کہیوں رہے ہو۔

مدو شالہ حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے بولی وہ اس وقت اسی جگہ موجود ہیں اور ہاں قبیلے کے سردار نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے اور بوڑھے جوگی نے بھی اور وہ لڑکا شاہ نواز کا پوتا بھی اس قبیلے میں موجود ہے اب تو ان کا بندوبست کرنا ہی ہوگا اس سے پہلے کہ وہ کوئی قدم اٹھائیں میں ان کو اپنی خاص طاقت سے مشکل میں ڈال کر ہلاک کر دوں گا بابا بابا۔ بابا بابا۔ کاہنوں ہنسنے لگا جبکہ مدو شالہ بھی ہنسنے لگی کون سی طاقت کا استعمال کرو گے تم مدو شالہ نے اسے ہنسنے ہوئے دیکھ کر کہا۔

سیاہ جلا د بابا بابا۔ یہ چاروں ان تینوں کا سر منہ ہٹا دیں گے اس کے ساتھ ہی اس نے منتر پڑھا تو سیاہ قسم

کے چار آدم خور جلا د نمودار ہوئے سیاہ جلا د ختم کر دو ان کو جاؤ بابا بابا۔ جلا د چل دیئے شام کا وقت تھا سردار حیدر عامر اور واصف تینوں ساتھ ہی تھے جیسے ہی وہ تینوں کسی کھانے کی چیز کو ہاتھ لگاتے وہ چیز راگہ بن جاتی اور اب یہ معاملہ تو سردار کے ساتھ بھی ہو رہا تھا۔

متواتر تین دن تک نہ کچھ کھا پی سکتے کی وجہ سے واصف اور عامر کے بدن سے طاقت ختم ہو رہی تھی واصف کو فوز یہ اور سنی بہت یاد آ رہے تھے جبکہ عامر بھی مایوس سا درخت کے تنے سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا سردار کے بالکل سامنے بیٹھا ہی پتھر پر بیٹھا تھا جبکہ واصف سردار کے بالکل سامنے بیٹھا تھا اچانک انہیں کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی تینوں ہوشیار ہو گئے جبکہ سردار حیرت سے ان آنے والوں کو دیکھنے لگا واصف کی چونکہ ان کی طرف کمر تھی اس لیے وہ نہ کچھ سکا جبکہ عامر بھی ان سے بے خبر تھا لیکن سردار کی نظریں ان پر لگ گئی ہوئی تھیں تعداد میں چار سب کے قد برابر سر پر بڑے بڑے ہال موٹی ٹاک کتے کی طرح کے کان کی رپچھ کی طرح کا جسم بے تحاشہ بال تھے ان کے جسم پر اور سامنے دانت بڑھے ہوئے تھے وہ صحیح معنوں میں بہت ذراؤنی شکل کے لگ رہے تھے سورج ڈھل چکا تھا جبکہ عامر اور واصف بھی عین بالکل ان کے سامنے آ گئے انکے گلے سے خرخر کی آوازیں آرہی تھیں جبکہ وہ تینوں ان کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

اچانک ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر سردار کے سامنے آ کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے غرانا شروع کر دیا سب کے سب اس طرح غرارے تھے جیسے بہت سے شیر دھاڑ رہے ہوں وہ تینوں ان کو حیرت سے دیکھ رہے تھے سردار کا جسم بالکل کسی پیلوان کی طرح تھا کافی طاقتور جسم نیزہ اس کے ہاتھ میں تھا خنجر بھی اس کے لنگوت میں تھا جبکہ وہ اب ہوشیار ہو گیا اور عامر اور واصف کو ایک طرف ہو جانے کا کہا۔

ایک طرف ہو جاؤ اور ہاں تم دونوں بھاگو یہاں سے قبیلے کی طرف میں ان کو روکتا ہوں سردار نے چنچنے ہوئے کہا یہ تم کیا کر رہے ہو حیدر تم تمہیں اکیلا چھوڑ کر نہیں

جاسکتے یہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں عاصر نے پریشانی سے اسے جواب دیا۔ کچھ نہیں ہوگا مجھے تم میری فکر نہ کرو جلدی کرو یہ بھی کوئی چال ہے اس جادوگر کی جلدی کرو سردار نے کہا تو عا مر اور واصف نے ایک طرف دوڑ لگا دی جبکہ سردار کسی بہادر سپاہی کی طرح ان کو اپنی طرف مائل کرنے لگا مگر ان کی نظریں عا مر پر جمی ہوئی تھیں جو بھاگ رہا تھا۔

وہ چاروں اس کے پیچھے بھاگنے لگے جبکہ سردار حیرت سے ان کے اس عمل پر پریشان ہو گیا اور وہ بھی پوری قوت سے ان کے پیچھے بھاگنے لگا عا مر اور واصف پوری قوت سے بھاگ رہے تھے وہ جلا دو کی پیچھے کی طرح ان کے پیچھے بھاگ رہے تھے وہ تین دنوں سے بھوسے جھگے مگرموت کو سامنے دیکھ کر ان میں انجانی طاقت آگئی وہ قبیلے کی حدود میں داخل ہوئے تو وہ جلا دو ہیں رک گئے جبکہ سردار بھی قبیلے میں آگیا۔

وہ تینوں کو واپس جاتے ہوئے دیکھنے لگے سردار حیدر واصف ایک درخت کے پاس بیٹھ گئے جبکہ عا مر ایک پتھر سے ٹیک لگا کر رونے لگا وہ بے بس تھا بالکل بے بس طرح طرح کے جادو اور پریشانیوں سے شاید اسے گاؤں بھی یاد آ رہا تھا وہ جلا دو جا چکے تھے واپس یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا کہ کسی کو پتہ بھی نہ چل سکا۔



رات کا چہرہ تھارات بارہ بجے کا وقت تھا کہ ایک بوڑھی عورت چلتی ہوئی قبیلے کے وسط میں آکھڑی ہوئی سب گہری نیند سو رہے تھے کہ اس نے ایک جھوپڑی میں داخل ہونے کے لیے نگاہیں اس پر لگا دیں پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی جھوپڑی میں ایک عورت اور اس کا معصوم بچہ سو رہے تھے وہ ڈائن سیدھی چلتی ہوئی جھوپڑی میں داخل ہوئی اس نے پہلے بچے پر نظریں ڈالیں پھر اس عورت پر وہ اسے گھورنے لگی اس کا چہرہ تبدیل ہونے لگا شکل بگڑ گئی اس کی آنکھیں اندر سے خالی جبکہ ناک سرے سے غائب اس کی جگہ گھڑے بن گئے منہ ٹھل گیا اس کا اور جسم پر بال آگ آئے اس نے عورت اور اس کے بچے

دونوں کو گھورتے ہوئے ان کی گردن پر ہاتھ رکھے تو وہ دونوں ساکت ہو گئے اس کے ہاتھ اور پاؤں کسی گوریلے کی طرح ٹھکے اس نے بچے کی گردن پر منہ رکھا خون چوسنے لگی جھوپڑی میں جلتی آگ کی وجہ سے اس کی شکل اور ہیبت ناک لگ رہی تھی پھر اس نے بچے کا خون چوس کر اس عورت کا خون چوسنا شروع کر دیا تقریباً تیس منٹ تک اس نے دونوں کا خون چوسا اس کے بعد وہ اپنی اصلی حالت میں آگئی اس نے باہر قدم بڑھا دیے اور نکل کر جنگل کی طرف چلی گئی وہ ڈائن اپنا کام کر چکی تھی آہستہ آہستہ جنگل میں جا کر وہ غائب ہو گئی



عا مر رات کو سو نہیں پا رہا تھا اسے گاؤں والوں کی یاد شاکستہ کی معصوم صورت اور سنی اور فوری کے خیالات اور اپنی مصیبتیں یاد آ رہی تھیں اوپر سے نہ کچھ کھایا اس نے اور نہ پیا تھا آج رات تو وہ بالکل ہی بے بس تھا نماز سے فارغ ہو کر وہ رو رہا تھا۔

یا اللہ یہ مجھ پر کیسا امتحان ہے میری وجہ سے واصف اور اس کا خاندان اور سردار حیدر کا قبیلہ سب کے سب مصیبت میں مبتلا ہو چکے ہیں یا اللہ ہم پر رحم کرو رو رہا تھا اور آہ وزاری کر رہا تھا۔ پھر اچانک اسے کچھ خیال آیا اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہونے لگا کا بوس اگر تم ظلم سے باز نہیں آئے گا تو میں بھی تجھے تیرے مشن میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کل تیری زندگی کا آخری دن ہوگا انشاء اللہ اب تیری ظلم کی کہانی ختم ہے تو جو دار کر سکتا ہے کر لے اب سنبھل میں ضرور تیرا استیلا کر کے کل حیرے مندر میں آؤں گا وہ غصے سے دھک رہا تھا جبکہ سردار اور واصف دونوں سو رہے تھے عا مر متواتر کچھ سوچ رہا تھا۔



اگے دن صبح صبح وہ دونوں سردار کی جھوپڑی میں سوئے تھے کہ انہیں باہر بھگدڑ کی آوازیں آئیں مختلف قسم کی قدموں کی آوازیں رونے کی اور مختلف باتوں کی عا مر

جلدی سے جھوپڑی سے باہر نکل گیا واصف کی اس کے پیچھے نکل گیا وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے گئے بہت سارے لوگ ایک جگہ اکٹھے تھے عا مر تیز تیز چلتا ہوا ان لوگوں کے پاس گیا دو تین آدمیوں کو پیچھے کر کے وہ جب اس بجے کے وسط میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ دو لاشیں پڑی ہیں ایک عورت کی لاش جبکہ دوسری کسی بچے کی جبکہ سردار ان کے پاس بیٹھا سر پکڑا ہوا تھا کیا بات سے کیا ہوا انہیں عا مر نے سردار کے قریب بیٹھے ہوئے کہا کچھ سمجھ نہیں آ رہی یا رکھ تک تو سب ٹھیک تھا لیکن آج یہ سب کیسے ہوا ہے۔

یہ کام کسی آسیب کا ہے سردار اور اب ہمیں دیر کرنے سے خود ہی نقصان ہوگا تم ٹھیک کہتے ہو اب ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے ورنہ کا بوس بہت ہی سر پکڑ جائے گا واصف بھی ان کے پاس آگیا تھا سنو ابھی قبیلے والوں کا یہ نہیں بتانا کہ میں نے کلمہ پڑھا ہے اور ہاں اب چلو پرانے بے وی کا اور نئے عباس بابا کے پاس سردار حیدر نے کہا جو کر دو دن ہی ہوئے تھے مسلمان ہوئے تھے ٹھیک ہے اس کے اس کچھ عمل سے اس سے کچھ معلوم کرتے ہیں واصف نے کہا تو دونوں اٹھ کھڑے ہوئے بجے میں شامل لوگ ان کی باتوں سے بے نیاز تھے جو کہ اردو نہیں جانتے تھے اس لیے انہوں نے وہاں سے جانے کا ارادہ کیا اور سیدھے عباس بابا کی جھوپڑی میں چلے گئے۔ جھوپڑی میں پہنچ کر انہوں نے بوڑھے بابا سے رومی سلام دعا کے بعد کا بوس کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا عباس بابا ہمیں تفصیل بتاؤ کہ یہ کا بوس جادوگر کیوں بے گناہ لوگوں کا قتل عام کر رہا ہے اس کا کیا مقصد ہے سردار نے کہا جبکہ بوڑھے بابا نے کہنا شروع کیا۔

سنو بیٹا اب تم تینوں کا امتحان شروع ہو چکا ہے کا بوس جادوگر نے اپنی خاص طاقت سیاہ جہنمی جلا دوں کی مدد سے تم لوگوں کی موت کا سامان کیا ہے اب سنبھل کر اور ہوشیار ہو کر کام کرنا ہے چونکہ میں نے علم نجوم سے اندازہ لگایا ہے اس لیے میری کوئی بات غلط بھی ہو سکتی ہے لہذا تم نے اپنی ہر احتیاط راضی ہے قبیلے والوں پر حملے اور معصوم

لوگوں کی جان جانا ہم دونوں کا مسلمان ہونا ہے اور کا بوس کا قبیلے کے نوجوانوں کا قتل یہ سب کرنا سب بھول جاؤ اور اس کے جہنمی جلا دوں کے خاتمے کا سوچو اگر تم نے چاروں جلا دوں کو ختم کر دیا تو صرف مدو شال تمہارے راستے کی رکاوٹ رہ جائے گی لیکن دھیان رہے ان جہنمی جلا دوں پر وہ تو لوہے کا کوئی ہتھیار اثر کرتا ہے اور نہ پتھر نہ لکڑی ان کو ختم کرنے عقل سے مارنا ہے اب یہ میں نہیں جانتا ہوں تم نے عقل سے انکو ہلاک کرنا ہے اس کے علاوہ اس ڈائن مدو شال کا خاتمہ اس صورت میں ممکن ہے جب وہ مکمل بے بس ہو جائے اس کمینی بوڑھی عورت کا قتل بھی بتاتا ہوں اس کے بالوں سے اگر تم نے حین سفید بال توڑ لیے تو اس کا خاتمہ ہو سکتا ہے مگر وہ مکار ڈائن ہے وہ ایسا نہیں کرنے دے گی تم نے کسی طرح اسے آگ لگائی ہے صراحتاً آگ کا اثر ہی اسے مار سکتا ہے اور ہاں آگ اس کے سر سے لگاؤ تو بہتر ہے مگر ہوشیار رہنا وہ ایک ڈائن ہے اور آدم خور بھی ہے تم اس کے چنگل میں نہ آنا سردار تم بہت ہی ہوشیار رہنا کیونکہ تم ابھی ابھی مسلمان ہوئے ہو وہ تمہارے بھی اسی طرح دشمن ہے جیسے ان کے اور ہاں قبیلے میں قتل و غارت بھی شاید اسی وجہ سے ہے مگر اسی پاک ذات کا شکر ہے جس نے ہمیں سیدھی راہ دکھائی اسی کے کرم سے تم لوگ کامیاب لوٹنا انشاء اللہ تینوں نے بیک وقت کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔



کا لی دن نہ کچھ کھانے نہ پینے سے عا مر اور واصف دونوں میں تھکاوٹ اور کمزوری بڑھ رہی تھی جبکہ سردار کے ساتھ بھی یہ معاملہ دو تین دنوں سے تھا آٹھ دن مکمل ہو چکے تھے ان دونوں کے جزیرے پر آج آخری سورج طلوع ہوا تھا انکا جبکہ ان میں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ چل بھی سکیں۔ یا رکھل آٹھ دنہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا اب تو مجھ سے چلا بھی نہیں جا رہا ہے۔

وہ مکار نہیں کامیاب ہی نہ ہو جائے عا مر نے واصف اور سردار حیدر سے کہا جو کہ اس کیساتھ چل رہے تھے وہ ابھی ابھی نئے نئے مسلمان ہونے والا بابا عباس

مار ڈالوان کینوں کو میں دیکھتا ہوں یہ کیسے مجھے فنا کرتے ہیں کا بوس نے نہایت ہی بھاری اور ڈراؤنی آواز میں کہا جبکہ مدوشالہ اندرونوں کی طرف بڑھنے لگی مگر عین اس وقت جب اس کا ہاتھ واصف کے قریب گیا اس کی گردن میں خنجر گھستا چلا گیا اور وہ منہ کے بل گری اور اس کی گردن سے لپٹنا ناگ نیچے گر گیا جسے عامر نے جلدی سے پاؤں کے نیچے دے کر مسلما لیکن ایک اور نوجوان جو گہرا سی تھانے سر یا مار کر ہلاک کر دیا ناگ کے ہلاک ہوتے ہی سردار اور واصف پر حرم ختم ہو گیا وہ اصلی حالت میں آتے ہی خوشی سے جھوم اٹھے جلدی کے سردار وقت کم ہے عامر چیخا جبکہ واصف نے جلدی سے اسے پیچھے کھینچا کیونکہ ہشدر کا بوس عین اس کے سر کے پاس آ گیا تھا مندر میں انتہائی بھکڑ مچی تھی مدوشالہ کو سردار نے ایک

مندرجہ میں کاہوں نے قہقہہ مارا۔ بابا۔ بابا۔ بابا۔ تم
اب نہیں بچ سکتے بابا۔ وہ بالکل کسی دیوانے کی طرح
جس رہا تھا عامر اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگا
یا اللہ میری مدد کر اس نے آیت الکرسی پڑھنی شروع کر دی
کاہوں مسلسل اس کی طرف بڑھ رہا تھا جبکہ وہ بالکاس کے
قریب ہو گیا اب عامر کو موت یقینی نظر آنے لگی اس کا جسم

گاؤں پہنچ کر جب انہوں نے سب کو بتایا کہ کس طرح ان سب کا خاتمہ کیا اور ان کی وجہ سے ایک قبیلہ مسلمان ہو گیا تو سب بہت خوش ہوئے فیروز بابا نے عام

تین جزو کا وزن = ۱۰۰ گرام۔

اندھیرنگری

--- تحریر: محمد ذاکر۔ ہلال آزاد کشمیر۔ حصہ اول۔

جب میں خالہ کے گھر سے نکلا تو صبح کے آٹھ بج چکے تھے پورے دن کا راستہ بیدل چلتا تھا شام کو گھر پہنچنا تھا میں اپنا دستی بیک اٹھا کر منزل کی طرف روانہ ہو گیا ابھی میں گھر سے تھوڑے ہی فاصلے پر پہنچا تھا کہ میرے کانوں میں سرگوشی ہوئی میں چونک پڑا میں نے دائیں بائیں دیکھا در در تک کسی بھی ذی روح کا نام تک نظر نہیں آ رہا تھا میں اس کو اپنا وہم سمجھ کر چلنے لگا ابھی دو قدم ہی آگے بڑھائے تھے کہ پھر سرگوشی ہوئی۔ تم یہاں سے گھر نہ جاؤ تو اچھا ہے گھر جا کر تم پچھتاؤ گے بہت بڑا نقصان اٹھاؤ گے یا پھر کسی بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ گے سرگوشی سن کر میرے پیروں تلے سے زمین نکل گئی سورج چاروں طرف اپنی روشنی بکسیر رہا تھا دان کے اجالے میں میں اکیلا تھا در در تک کوئی بھی شخص کیا چرند پرند بھی نظر نہیں آ رہا تھا اوپر سے سرگوشی کرنے والا بھی نظر نہیں آ رہا تھا ایسے میں انسان کا خوف میں مبتلا ہونا فطری عمل ہوتا ہے خوف کے مارے میرے پسینے چھوٹ گئے تھے دل چاہا کہ واپس خالہ کے ہاں لوٹ جاؤں مگر پھر دل نہ مانا کہ نہیں گھر ہی جانا چاہیے آخر ایک دن تم کو اپنے گھر تو جانا ہی ہے سوکل کیوں آج ہی کیوں نہ جاؤں یہی سوچ کر میں آگے بڑھ گیا ابھی تھوڑا ہی آگے گیا تھا پھر سرگوشی ہوئی۔ کم بخت تم کو کہا ہے کہ گھر نہ جاؤ مگر تم نہیں مانتے جاؤ جاؤ گھر جا کر بھی دیکھ لو میں تو تمہارے بھلے کے لیے کہہ رہا ہوں آگے تمہاری مرضی نہیں میں نے فیصلہ کر لیا ہے میں اپنے گھر ضرور جاؤں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے آخر میں گھر نہیں جاؤں تو پھر اور کہاں جاؤں گا کیا میں زندگی بھر ادھری رہوں گا جاؤ میری بلا سے اسی سرگوشی کے ساتھ ہی پھر پڑا ہٹ کی آواز آئی جیسے کوئی پرندہ پھر پڑا تا ہے اسی پھر پڑا ہٹ کے ساتھ ایسے محسوس ہوا کہ کوئی پرندہ بالکل میرے قریب سے اڑا ہوا اور ساتھ ہی ہوا کے ٹھنڈے جھونکے میرے چہرے سے ٹکرائے تھے مگر نظر کچھ بھی نہیں آ رہا تھا میں اپنے دیدے پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا وہ نادیہ سا وجود میرے لیے ایک معبد بن گیا تھا۔ وہ کوئی نہ نظر آنے والی مخلوق تھی جو مجھ کو گھر جانے سے روک رہی تھی جس میں میرے لیے واضح اشارہ تھا کہ میں گھر نہ جنوں اگر گھر گیا تو نقصان اٹھاؤں گا میں اسی سوچ و بچار میں چلتا ہوا شام کو اپنے گھر پہنچا گھر والوں سے ملا

چڑی کوٹ کے مضافات کا پورا علاقہ دھند سے ڈھکا رہا ابھی اچھی ساون کی بوند باندی میں تھوڑا سا ٹھہراؤ آیا تھا آسمان پر بادل کے ٹکڑے بھاگتے ہوئے نظر آ رہے تھے کہیں کہیں سے صاف آسمان بھی نظر آ رہا تھا اور سورج کی کرنیں بادل کے ٹکڑوں سے چھن چھن کر زمین پر پڑ رہی تھیں اور پھر ان کرنوں کے سامنے سے بادل کے ٹکڑے رقص کرتے ہوئے گزر جاتے تھے دور کہیں ایک جگہ آسمان سے زمین پر قوس قزاح

خونفاک ڈائجسٹ

88

J

خونفاک ڈائجسٹ



89

J

خونفاک ڈائجسٹ

ملک گزار کرتا تھا اس دوران ایک دو بار وطن واپس آیا بھی تھا مگر میری ملاقات مصروفیت کی وجہ سے خالہ سے نہیں ہو سکی تھی

چڑی کوٹ گاؤں میں اور بھی برادری کے بہت سہارے لوگ تھے جن سے عرصہ دراز سے کوئی سیل ملاپ نہیں تھا آج کی بار میں وطن واپس آیا تو دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ گاؤں چلا جاؤں وہاں خالہ کیساتھ ساتھ دوسرے رشتہ داروں سے بھی مل لوں گا خالہ کے گھر تک پہنچتے ہوئے شام ہو گئی تھی گاؤں ذرا اونچائی پر واقع تھا ابھی تک گاؤں میں پیدل ہی جانا پڑتا تھا خالہ کے گھر تک جاتے ہوئے اندھیرا چھا گیا تھا جب میں گھر کے قریب پہنچا تو دروازے پر دستک دی تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا دروازہ ایک لڑکے نے کھولا تھا وہ مجھ کو نہیں جانتا تھا لڑکا مجھ کو دروازے کے باہر کھڑا دیکھ کر حیران ہوا اور پوچھا جی آپ نے کس سے ملنا ہے۔

میں نے کہا خالہ مجھ سے اس نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے میں نے کہا میرا نام ارشد ہے۔ لڑکا واپس چلا گیا اور پھر واپس آکر مجھ سے بولا کہ آپ اندر آ جائیں امی نماز پڑھ رہی ہیں میں اندر جا کر چار پائی پر بیٹھ گیا اور خالہ کا انتظار کرنے لگا کہ وہ نماز سے فارغ ہو جائیں اسنے میں خالہ نے بھی نماز پڑھ لی میں نے ان کو سلام کیا پہلے تو انہوں نے مجھ کو پہچانا نہیں تھا جب میں نے اپنا تعارف کروایا تو وہ مجھ سے لپٹ گئیں اور گلے شکوے کرنے لگیں ان کے گلے شکوے بھی اپنی جگہ بجا تھے مگر کیا کروں مجبوری انسان کے اڑے آ جاتی ہے جس کی وجہ سے بنایا گیا کام بھی بعض اوقات خراب ہو جاتا ہے خیر وہ خالہ تھیں ان کا گلہ شکوہ اپنی جگہ بجا تھا میری خوب خاطر تواضع کی گئی اور دوسرے دن باقی رشتہ داروں کو بھی پتہ چل گیا کہ اور وہ بھی ملنے کے لیے آئے گئے۔

دو تین دن تک خالہ کے گھر رہا اور پھر میرے رشتہ کے ایک چچا تھے میں ان کے گھر ملنے کے لیے چلا گیا تین چار دن اگلے گھر رہا اور اسی طرح دوسرے رشتہ داروں کے ہاں بھی گیا پھر ایک دن میں چچا سے اجازت لے کر

میں خالہ کے گھر کی طرف چل پڑا خالہ کا گھر وہاں سے کافی دور تھا۔ رہائے میں جنگل بھی آتا تھا علاقہ کچھ کچھ اجازت گزرنے لگا راستہ پگھلنے والی تھی میں ایک جگہ سے عجیب قسم کا لہبا تگڑا زرد چیرے والا شخص چلا آ رہا تھا وہ کوئی اجنبی معلوم ہو رہا تھا اسنے میں وہ میرے قریب آ گیا میں نے اس کو سلام کیا۔

اس عجیب سی نظروں سے مجھے ٹھور کر دیکھا جیسے ہی میں نے اس کی شان میں کوئی گستاخی کی ہو وہ بدستور میری طرف دیکھ رہا تھا اس کی آنکھیں اندر کو دھنکی ہوئی تھیں میں نے بھی اس کی طرف دیکھا جانے کیوں اس کو دیکھ کر ایک خوف کی لہر میرے پورے جسم میں پھیل گئی وہ مجسمہ بنا ہوا تھا میرے سامنے کھڑا تھا پھر جیسے اس کے متحرک بدن میں حرکت سی ہوئی اور پھر وہ میرے قریب سے گزرنے لگا میں ایک طرف ہونے لگا کہ وہ شخص گزر جائے جو بھی وہ گزرنے لگا۔ تھوڑا سا مجھ سے ٹکرا گیا بس پھر کیا تھا وہ مجھ پر پل پڑا۔

اوسے تم اندھے ہو نظر نہیں آتا تم راسے میں کھڑے ہو جاتے ہو اس کی آواز گرجدار اور سپاٹ تھی وہ آواز اس کی آواز نہیں لگ رہی تھی جس طرح سے وہ سوکھا سڑا ہوا تھا اس کا جسم تھا اس کی مناسبت سے اس کی آواز میں وزن تھا میں نے اس سے نرم لہجے میں کہا۔

بھائی صاحب میں تو ایک طرف ہو گیا تھا کہ آپ گزر جائیں راستہ تنگ ہونے کی وجہ سے ہمارا آپس میں ٹکراؤ ہو گیا ہے آپ نے تو مسئلہ ہی بنا لیا ہے اس میں میری تو کوئی غلطی نہیں ہے دوسرا میں آپ کو جانتا بھی نہیں ہوں میں یہاں مہمان آیا ہوں آپ کا گاؤں ہے آپ ویسے ہی میرے ساتھ الجھ رہے ہیں پھر بھی میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔

اوسے معذرت کے بچے آگے سے بہت اس نے مجھے دھکا دے دیا اور میں اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا تو گر پڑا لیکن میں فوراً ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس سے کہا بھائی آپ حد سے بڑھ رہے ہیں جائیں اور مجھے بھی جانے

دیں اس نے میری ایک بھی نہ سنی اور میرا گریبان پکڑ لیا اب مجھ کو بھی غصہ آ گیا تھا لیکن میں نے پھر بھی نرمی سے کہا جی صاحب میرا گریبان چھوڑ دو میں اس وقت لڑنے کے سوچ میں نہیں ہو مگر اس نے پھر بھی نرمی بات نہ سنی اور مجھ کو اوپر اٹھا کر نیچے خچہ دیا میں نے محسوس کیا میرے جسم کی تمام ہڈیاں ٹوٹ کر چور چور ہو گئی ہیں۔ اور میں ملنے کے قابل نہیں رہا ہوں میرے پورے جسم میں درد کی ٹیسیں اٹھ گئیں مجھ کو اپنا پورا وجود سلکتا ہوا محسوس ہونے لگا مجھ میں اتنی ہمت بھی نہ رہی تھی کہ میں اٹھ کر اس کیساتھ لڑ سکتا ہوں بے بس ولا چار نیچے پڑا ہوا تھا ایک بار پھر اس نے جبکہ کر میرا گریبان پکڑ لیا اور مجھ کو اوپر اٹھا لیا میں اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہو سکا اور پھر نیچے گر پڑا۔ میری ٹانگوں میں طاقت نہیں تھی۔

میں کھڑا ہو سکتا میں سوچ رہا تھا کہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں یہ شخص خواہ مخواہ میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہے حالانکہ معاملہ بھی اتنا پیچیدہ نہیں ہے کسی دور میں میں نے کچھ عرصہ مارشل آرٹ میں لگایا تھا اور میرے پاس تھوڑا بہت تجربہ تھا اس تجربے کو آزمانے کا وقت آیا تھا وہ مجھے کے عالم میں لال پھلا ہوتا جا رہا تھا اس نے ایک بار پھر مجھ کو پکڑا اور اوپر اٹھا کر نیچے پھینک دیا اس بار میں نے محسوس کیا کہ اب کی بار میرا کچھ میری نکل گیا ہے اگر اس نے ایک بار پھر مجھ کو اوپر اٹھا کر نیچے پھینکا تو میں یقیناً ختم ہو جاؤں گا۔

یہی موقع تھا کہ میں اپنا تجربہ آزمادوں اب میں نے اپنے ہاتھوں اور پیروں کو حرکت دینا شروع کر دی میں اپنی سانس بند کر کے اپنی طاقت کو یکجا کرنے لگا۔ وہ مجھ پر جبکہ چکا تھا جیسے ہی اس نے مجھ کو اٹھانے کے لیے میرا گریبان پکڑا تو میں نے اپنی دونوں ٹانگیں سکیز کر اپنے پاؤں سے اوپر اٹھا لیا اور پھر ہاتھوں کی مدد سے اس کو دور پھینک دیا وہ دور جا کر اٹھا مگر دوسرے ہی لمحے وہ کسی پتھر تک کی طرح اچھلا اور سیدھا کھڑا ہو گیا اب میں بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور ہم دونوں مد مقابل کھڑے تھے ایک دوسرے کی طرف خونی نظروں سے دیکھ رہے تھے

اس کے کمزور و نحیف زرد چہرے پر وحشت سی طاری تھی اس نے مجھ کو مارنے کے لیے مکا لہرایا میں نے اس کا وار اپنے بازو پر روک لیا۔

اب میری باری تھی میں نے مکا لہرایا اور اس کی گردن پر دے مارا گردن پر مکا لگنے کی دیر بھی کہ اس کی گردن ٹوٹ کر کی آواز سے ٹوٹ کر دور جا گری جیسے سوچی گزری ٹوک کر کے ٹوٹ جاتی ہے جو بھی اس کا سر زمین پر گرا اور پھر پھر کی طرح زمین پر گھونٹنے لگا اس کے ہونے سے سرخ زبان باہر نکلی ہوئی تھی اور آنکھیں سرخ انکارے کی طرح دھک رہی تھیں ان آنکھوں میں وحشت سی بھری ہوئی تھی اور سر زمین پر ادھر ادھر کی گیند کی طرح اچھل رہا تھا باقی جسم کسی کتے ہوئے درخت کے تنے کی مانند اسی جگہ ساکت کھڑا تھا یہ انوکھا منظر دیکھ کر میرے پیروں تلے سے زمین نکل گئی اور مجھ کو میرا دل کنپٹیوں میں گھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا دہشت سے میرا خون بدن میں جمنے لگا میرا پورا بدن پسینے سے بھگ گیا سامنے کا منظر میرے لیے کسی عذاب سے کم نہیں تھا اوپر سے ملکہ اندھیرا ہو گیا تھا۔

اب میرے راستے میں وہ سر نکٹا شخص کھڑا تھا اور دوسری طرف اس کا کتا ہوسرا اچھل رہا تھا۔ میں بھی اسی طرح بت بنا ہوا کھڑا تھا کافی دیر کے بعد اس کے ساکت جسم میں حرکت ہوئی اور وہ میری طرف بڑھنے لگا وہ دو قدم چل کر میری طرف آیا اس کے بڑے ہی میں ہوش کی دنیا میں لوٹ آیا میں اس کے آگے سے ہٹ کر دور کھڑا ہو گیا اسنے اپنا ہاتھ بڑھا کر اپنا کتا ہوسرا اٹھا لیا اور پھر کئی ہوئی گردن پر رکھ دیا اور پھر دونوں ہاتھوں سے سر کوئی ہوئی گردن پر دبانے لگا ادھر ادھر گھما کر سر کو جوڑ دیا یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی اب وہ پہلے کی طرح صحیح سلامت زندہ انسان تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا اس نے اپنے دونوں ہاتھ ہاتھ جھاڑ کر میری طرف دیکھا اور قدم آگے بڑھا کر چل دیا۔

تھوڑی دور جانے کے بعد اس نے مڑ کر میری طرف دیکھا اس کے لبوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ تھی

جس کو میں واضح طور پر دیکھ چکا تھا۔ اس نے گردن دوسری طرف موڑ لی اور قدم اگے چل کر کہیں غائب ہو چکا تھا اور میں وہیں پر ہٹ جا ہوا کھڑا تھا کافی دیر وہاں کھڑا رہنے کے بعد میرے جسم میں حرارت لوٹ آئی اب میں سمجھ چکا تھا کہ میں کسی آسیب میں پھنس چکا ہوں یہ کوئی آسیب ہی تھا ورنہ عام انسان ایسا نہیں کر سکتا تھا یہ آبی چیزوں ہی کا کام تھا میں مرلے سے قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے چل دیا ابھی تک خوف کا غلبہ مجھ پر چھایا ہوا تھا زندگی میں پہلی بار ایک انوکھا واقعہ ہے ساتھ پیش آیا تھا اندھیرا کافی گہرا تھا چکا تھا میں گھر کی دہلیز پر پہنچا اور دروازے پر دستک دی دروازہ خالہ نے ہی کھولا تھا میں انہیں سلام کر کے اندر داخل ہو گیا وہ میرا مچھایا ہوا چہرہ دیکھ کر بولیں خیر تو ہے تم اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو۔

میں نے کہا نہیں خالہ جان ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اندھیرا ہو گیا تھا اور تیز چلنے کی وجہ سے میری سانس ذرا پھول گئی ہے اور کوئی بات نہیں ہے خالہ نے کھانے وغیرہ کا پوچھا۔

میں نے کہا نہیں مجھے بھوک نہیں ہے میں سونا چاہتا ہوں نیند بہت آتی ہوئی ہے پھر میں کمرے میں چلا گیا اور پھر جاتے ہی سو گیا نیند کی آغوش میں سر رکھتے ہی میں گہری نیند سو گیا تھا معلوم نہیں میں کب تک سوتا رہا خواب کے عالم میں بھی میرے ذہن کے پردہ پر اس واقعہ کی فلم چلتی رہی اور میں سچ و تاب کھاتا رہا آخر میں بڑبڑا کر اٹھ بیٹھا میری چار پائی بری طرح ہل رہی تھی اور جھٹکے کھا رہی تھی مکان کی جیٹی چھت سے مٹی کے ذرے گر کر گر کر مجھ پر پڑ رہے تھے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے اونچے درجے کا زلزلہ ہو رہا ہو چار پائی بھی کر کے کا نام تک نہیں لے رہی تھی۔ مکان کے کواڑ بچ رہے تھے مجھ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ میں اٹھ کر جی جلا سکوں اندھیرے میں خوف مجھ پر حاوی ہو گیا تھا اور ڈر کے مارے میرے اوسان خطا ہو گئے تھے۔

آخر کار گرتا پڑتا میں جی جلانے میں کامیاب ہو گیا تھا جی جلانے کی دیر تھی کہ پورا کمرہ گردوغبار سے

اٹا ہوا تھا میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ زلزلہ تھا یا کچھ فی الحال تو میں اسے زلزلہ ہی سمجھ رہا تھا جب میرے حوالہ بحال ہوئے تو میں دروازہ کھول کر باہر نکل گیا باہر کا ہوا ٹھیک تھا وسط تاریکیوں کا چاند آسمان پر چمک رہا تھا دور تک زلزلے کے آثار تک نہیں تھے خوف کی وجہ سے جسم ابھی تک کانپ رہا تھا میں واپس آ کر چار پائی پر لیٹ گیا نیند آنکھوں سے کوسوں دور بھاگ چکی تھی ابھی تک مجھ پر خوف کا غلبہ چھایا ہوا تھا۔ اور میرا دل دھک دھک کر رہا تھا اور سانس بے ترتیب ہو رہی تھی جس جتنی سو رہا تھا مجھ کو یاد نہیں وہ میں نے پڑھ ڈالیں تب جا کر مجھ کو کچھ سکون محسوس ہوا ایک بار پھر میں اٹھ کر باہر نکل آیا چاند ابھی تک پورے آب و تاب سے آسمان پر چمک رہا تھا باہر کی ہر شے صاف و شفاف جوں کی توں نظر آ رہی تھی تاہم دور نہیں سے کسی کتے کے بھونکنے کی آواز آنی آرہی تھی۔

کافی دیر تک میں باہر ہی کھڑا رہا اندر جانے کے بارے میں میں سوچ ہی رہا تھا کہ کوئی نٹھانچو ہو میں اڑتا ہوا آ رہا ہو کیونکہ فاصلہ بہت دور تھا اس لیے صحیح اندازہ لگانا دشوار تھا اور وہ جتنو نما چیز اڑتی ہوئی میری ہی طرف آ رہی تھی میں بڑی غور سے اس کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ جوں جوں وہ چڑچڑاہٹ آتی جا رہی تھی اس کا بڑھتا جا رہا تھا اب میں سچ طور پر اسے دیکھ سکتا تھا وہ بڑی بڑی دو آنکھیں تھیں جو ہوا میں اڑتی ہوئی میری طرف اڑتی تھیں اور میں حیران و پریشان کھڑا اس شے کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھ رہا تھا اتنے میں وہ چڑچڑاہٹ بالکل میرے پر آ کر خلائ میں مہلک کھڑی ہو گئی جب میں نے اسے غور سے دیکھا وہ ایک اودھ کٹا رہا تھا جو میرے سر کے اوپر میں متحرک کھڑا رہا تھا۔

اب میں اس اودھ کے سر کو پہچان چکا تھا وہ سراسر شخص کا تھا جس کے ساتھ میری لڑائی ہوئی تھی اور میرا جھگڑنے سے اس کے سر سوکھی لکڑی کی طرح ٹوٹ کر رہ گیا تھا اور پھر بعد میں اس سر کے جسم نے اپنا ہاتھ بڑھ کر کٹا ہوا سر اٹھا کر اپنی کٹی ہوئی گردن پر رکھ دیا تھا اور

رہے اور میں منتارہا مولوی صاحب کی گفتگو سے ایمان تازہ کرتا رہا جب میں مسجد سے باہر نکلا تو ایک انجانا ہی خوشی سے سرشار تھا گھر پہنچا تو خالہ جان ناشتہ تیار کر چکی تھیں خالہ پوچھنے لگی۔

صبح کچھ کہاں گئے تھے میں کہا خالہ جان نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں گیا تھا اچھا ناشتہ تیار ہے کر لو میں نے ناشتہ کیا اور پھر ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا باتوں کے دوران میں نے خالہ سے پوچھا خالہ کیا یہاں کبھی آپ نے دوسری مخلوق بھی دیکھی ہے میرا مطلب ہے کوئی جن بھوت وغیرہ خالہ بولیں۔

نہیں مگر تم صبح صبح جنوں اور بھوتوں کا کیوں پوچھ رہے ہو میں نے کہا ویسے ہی دل میں خیال آیا تھا ایسے لیے پوچھا ہے وہ بولیں نہیں یہاں پر میں نے کبھی کوئی جن بھوت آج تک نہیں دیکھا ہے یہ جگہ جنوں اور بھوتوں سے بالکل پاک ہے میں ان کی باتیں سن کر حیران رہ گیا میں نے دل میں سوچا کہ آج ہی تو میرے ساتھ تین واقعات پیش آچکے ہیں اور خالہ کہتی ہے کہ یہاں پر کوئی اسرار وغیرہ نہیں ہے میں خاموشی سے وہاں سے اٹھ کر کمرے کی طرف چلا گیا اور رات کے رونا ہونے والے واقعات کے متعلق سوچنے لگا تھوڑی دیر کے بعد میں پھر کمرے سے باہر آ گیا۔

خالہ نے پوچھا کہاں جا رہے ہو میں نے کہا میں ذرا باہر گھومنے پھرنے کے لیے جا رہا ہوں خالہ رات کو بہت زوردار زلزلہ آیا تھا میں نے باہر جاتے ہوئے خالہ سے پوچھا آپ کو معلوم ہے خالہ بولیں نہیں آج رات تو میں ساری رات جاگتی رہی ہوں ایک پل بھی میں نے آنکھ نہیں لگائی ہے میں ان کی بات سن کر حیران رہ گیا اور پھر سوچتا ہوا باہر نکل گیا میں چلتے چلتے رات والی جگہ پہنچ گیا جہاں میرے ساتھ وہ انوکھا واقعہ پیش آیا تھا۔ میں نے اس جگہ کا جائزہ لیا دن کی روشنی میں میں وہ جگہ دیکھ کر حیران رہ گیا وہ بہت ہی تنگ اور دشوار جگہ تھی تنگ ساراستہ تھا نیچے دھلوان تھی وہاں پر بہت گھنی چھاڑیاں تھیں اگر میں وہاں سے نیچے گر گیا ہوتا تو اس گہرائی میں میری ہڈی پھلی یکساں

ایک زلزلہ مسکراہٹ کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔ اس وقت دوبارہ اس کھوپڑی کو دیکھ کر ڈر کے مارے میرے رونے لگے کھڑے ہو گئے تھے وہ دوسری سرخ سرخ کھیں مجھ کو خلا سے کھور رہی تھیں وہ اپنی لمبی سرخ زبان بڑھاتیں اور پھر میری تھیں اور خوف کے مارے میرے جتنے بچ رہے تھے وہ کھوپڑی بدستور ہوا میں لہرا رہی تھی میں نے خلا میں کئی پتھر لگائے اور پھر سیدھی اوپر کو اڑنے لگی اور پھر بہت اونچائی پر جا کر ایک جگہ مری آنکھوں سے دھس ہوئی۔

میں ہولناکیوں کی طرح کھڑا یہ نظارہ دیکھ رہا تھا مجھ پر ایسے ہی کیفیت طاری تھی پھر اچانک ہی مجھ کو ہوش آ گیا اور میں سوچنے لگا کہ اگر اس نے مجھ پر حملہ کر دیا ہوتا تو پھر کیا ہوتا لیکن اس نے مجھ پر حملہ کیوں نہیں کیا کیا یہ سارا عمل مجھ کو ڈرانے کے لیے کیا تھا یا پھر اس آسیب کی کوئی اور چال تھی۔

یا اللہ یہ کیا پتھر ہے آج کے دن میرے ساتھ تین واقعات پیش آچکے تھے مجھ کو یہ علاقہ آسیب زدہ لگتا ہے صبح میں خالہ سے بات کروں گا یہ سوچ کر میں خود کو گھسیٹتا ہوا کمرے کے اندر داخل ہو گیا اور جا کر چار پائی پر سر پکڑ کر بیٹھا یا اللہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں انسان کو جب ٹھوکر لگتی ہے تو خدا یاد آتا ہے کئی برگھر والوں نے کہا تھا کہ نماز پڑھ لیا کر مگر میں ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتا تھا کبھی بھی دل نماز کی طرف راغب نہیں ہوا تھا۔

اس وقت دور کہیں کسی مسجد میں صبح کی آذان کی آواز گونجی اللہ اکبر اور میں نے دل میں تہیہ کر لیا کہ آئندہ کبھی بھی میں نماز باقاعدگی کے پڑھوں گا اور پھر میں اٹھ کر مسجد کی طرف چل دیا جب میں مسجد کے اندر داخل ہوا تو مجھ کو ایک اچھوتے اور دلفریب سکون کا احساس ہوا میرا دل ایک عجیب سی خوشی اور سرشاری سے معمور ہو گیا میں نے وضو کیا اور آج پہلی بار جماعت کے ساتھ نماز ادا کی۔ ایسا سکون مجھے زندگی میں پہلی بار نصیب ہوا تھا کافی عرصے میں مسجد میں بیٹھا رہا مولوی صاحب درس دیتے

ہو جاتی اب مجھ کو محسوس ہو رہا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ میں اس آفت نگہانی سے کیسے بچ گیا یہی سوچتا ہوا میں وہاں سے واپس پلٹ آیا جگہ کافی دیر ان سی تھی اور میں دن کی روشنی میں بھی گھبرا رہا تھا۔

گھر سے فاصلہ کافی دور تھا حالانکہ دن کے وقت ڈر نہیں لگتا چاہے تھا مگر میں خوف سے کانپ رہا تھا میرے کان شاخیں شاخیں کر رہے تھے پورے جسم پر کچلی طاری تھی پھر بچانے کیا ہوا کہ میں نے وہاں سے دوڑ لگا دی میں جتنا تیز دوڑ سکتا تھا دوڑ رہا تھا پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ میں نے گھر کی دبلیر پر پہنچ کر سانس لی۔ میرا دل دھک دھک کر رہا تھا سانس دھوک کی طرح چل رہی تھی میں بری طرح کانپ رہا تھا کادی دیر کے بعد میری سانسیں بحال ہوئیں اور میں گھر کے اندر داخل ہو گیا میں بری طرح خوف زدہ ہو گیا تھا آج مجھ کو خالہ کے ہاں آئے ہوئے پورے دس دن ہو گئے تھے اور میں گھر جانے کے بارے میں سوچ رہا تھا میں پھر کمرے سے باہر آ گیا اور خالہ سے بولا۔

خالہ میں گھر واپس جا رہا ہوں کافی دن ہو گئے ہیں وہاں پر بھی لوگ میرا انتظار کر رہے ہوں گے کچھ اور رشتہ داروں سے بھی ابھی ملنا ہے خالہ بولیں اتنے عرصہ کے بعد تم ہمارے ہاں آئے ہو میں تم کو پورا ایک ماہ نہیں جانے دوں گی خالہ کے بے حد اسرار پر میں دو دن کے لیے اور رک گیا پھر تیسرے دن میں خالہ سے اجازت لے کر گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

جب میں خالہ کے گھر سے نکلا تو صبح کے آٹھ بج چکے تھے پورے دن کا راستہ بیدل چلتا تھا شام کو گھر پہنچنا تھا میں اپنا دتی بیک اٹھا کر منزل کی طرف روانہ ہو گیا ابھی میں گھر سے تھوڑے ہی فاصلے پر پہنچا تھا کہ میرے کانوں میں سرگوشی ہوئی میں چونک پڑا میں نے دائیں بائیں دیکھا دور دور تک کسی بھی ذی روح کا نام تک نظر نہیں آ رہا تھا میں اس کو اپنا ہم سمجھ کر چلنے لگا ابھی وہ قدم ہی آگے بڑھائے تھے کہ پھر سرگوشی ہوئی۔

تم یہاں سے گھر نہ جاؤ تو اچھا ہے گھر جا کر تم

پچھتاؤ گے بہت بڑا نقصان اٹھاؤ گے یا پھر کسی بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ گے سرگوشی سن کر میرے پیروں تلے سے زمین نکل گئی سورج چاروں طرف اپنی روشنی بکھیر رہا تھا دن کے اجالے میں میں اکیلا تھا دور دور تک کوئی بھی شخص کیا چند پرند بھی نظر نہیں آ رہا تھا ادھر سے سرگوشی کرنے والا بھی نظر نہیں آ رہا تھا ایسے میں انسان کا خوف میں مبتلا ہونا فطری عمل ہوتا ہے خوف کے مارے میرے پسینے چھوٹ گئے تھے دل چاہا کہ واپس خالہ کے ہاں لوں جاؤں مگر پھر دل نہ مانا کہ کتنی گھری جانا چاہیے آخر ایک دن تم کو اپنے گھر تو جانا ہی ہے سوکل کیوں آج ہی کیوں نہ جاؤں یہی سوچ کر میں آگے بڑھ گیا ابھی تھوڑی سی آگے گیا تھا پھر سرگوشی ہوئی۔

کم بخت تم کو کہا ہے کہ گھر نہ جاؤ مگر تم نہیں مانے جاؤ جاؤ گھر جا کر بھی دیکھ لو میں تو تمہارے بھلے کے لیے کہہ رہا ہوں آگے تمہاری مرضی نہیں میں نے فیصلہ کر لیا ہے میں اپنے گھر ضرور جاؤں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے آخر میں گھر نہیں جاؤں تو پھر اور کہاں جاؤں گا کہ میں زندگی بھر ادھر ہی رہوں گا جاؤ میری بلا سے اسی سرگوشی کے ساتھ ہی پھر پھڑپھڑاہٹ کی آواز آئی جیسے کوئی پرندہ پھڑپھڑاتا ہے اسی پھڑپھڑاہٹ کے ساتھ ایسے محسوس ہو کہ کوئی پرندہ بالکل میرے قریب سے اڑا ہو اور ساتھ ہی ہوا کے ٹھنڈے جھونکے میرے چہرے سے ٹکرائے تھے گھر نظر کچھ بھی نہیں آ رہا تھا میں اپنے دیدے بھاڑ بھاڑ کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا وہ نادیہ سا وجود میرے لیے ایک معجزہ بن گیا تھا۔

وہ کوئی نہ نظر آنے والی مخلوق تھی جو مجھ کو گھر جانے سے روک رہی تھی جس میں میرے لیے واضح اشارہ تھا کہ میں گھر نہ جوں اگر گھر گیا تو نقصان اٹھاؤں گا میں اس سوچ و بچار میں چلتا ہوا شام کو اپنے گھر پہنچا گھر والوں سے ملا والدہ صاحبہ بولیں۔

کیا بات ہے کچھ کمزور سے لگ رہے ہو جب یہاں سے گئے تھے تو خمیک تھا کہ تھے کافی حد تک مر جھائے ہوئے لگتے ہو میں نے کہا دیسے ہی وہاں جا کر کچھ صحت

خراب ہو گئی تھی جس کی وجہ سے کچھ کمزوری سی محسوس ہو رہی تھی کھانا وغیرہ کھانا دن بھر کی تھکاوٹ تھی میں اپنے کمرے میں آرام کرنے کے لیے چلا گیا جا رہا پانی پر بہتر بچھایا اور پھر بستر پر دراز ہو کر سونے کی کوشش کرنے لگا تاہم دن بھر کی تھکاوٹ کی وجہ سے جلد ہی میں نیند کی واڈیوں میں گم ہو گیا میں ایک بہت ہی خوفناک اور بھیاں بھیاں بستی میں تھا عجیب قسم کی ناواقف سی بستی تھی وہاں کے لوگ عجیب و غریب قسم کے لوگ تھے پوری کی پوری بستی بن ماسوں کی بستی لگتی تھی میں جس طرف بھی آنکھ اٹھا کر دیکھتا تھا مجھ کو ہر طرف بن ماس ہی نظر آتے تھے ہیرے چاروں طرف پیڑ ہی پیڑ تھے بالکل زرد تھے جیسے پیلے اور پتیلی پیڑ دور دور تک پھیلے ہوئے تھے اور میں ایک اکیلا انسان اس بستی میں تھا میرے ارد گرد ہر طرف بن ماس نما مخلوق تھی اور میں اس مخلوق کے درمیان میں چل رہا تھا تا حدنگہا پیڑ ہی پیڑ تھے دور دور تک بنزے یا ہریالی کا نام تک نظر نہیں آ رہا تھا میں بہت متشکر تھا کہ میں کہاں آ گیا ہوں مجھ کو اس بستی سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا میں خود کو بے بس اور مجبور محسوس کر رہا تھا۔

میں سوچ رہا تھا کہ یہ میں کس اجنبی بستی میں آ گیا ہوں یہ تو انسانوں کی بستی ہی نہیں لگتی ہے ہر طرف بن ماس نما بلا میں نظر آرہی ہیں وہ کوئی اور ہی دنیا نظر آرہی تھی اس دنیا کا ہماری دنیا سے کوئی تعلق نہیں تھا وہ کوئی وحشی جنگلیوں کی دنیا تھی میں خوف اور ڈر کے عالم میں آگے ہی آگے بڑھتا جا رہا تھا میرا رابطہ اپنی دنیا سے کٹ چکا تھا اور وہ مخلوق بے نیاز ہو بنائیں کچھ کیسے یا محسوس کئے ہوئے میرے آس پاس سے گزر جاتی تھی ان کو احساس تک نہیں ہوتا تھا کہ ہماری بستی میں کوئی اور کسی دینا کا فرد آیا ہے پھر میں نے اچانک ہی محسوس کیا تھا کہ ان کو میری موجودگی کا احساس ہو گیا تھا وہ کچھ دور جا کر مجھ کو عجیب سی نظروں سے گھور رہے تھے اور میں کن آنکھوں سے انہیں دیکھتا ہوا گزر رہا تھا میں کافی آگے جا چکا تھا پھر اچانک ہی مجھ کو شہر سا ساٹا دیا۔

میں نے پیچھے کی طرف مڑ کر دیکھا وہ سب چہچہ شہر بجاتے ہوئے میری طرف دوڑے چلے آ رہے تھے عجیب قسم کی چہچہ ان کے حلق سے نکل رہی تھیں پوری بستی ان کی چہچہوں سے جاگ اٹھی تھی ہر طرف سے وہ بن ماس دوڑتے ہوئے چلے آ رہے تھے اور میں حیران پریشان کھڑا اکی طرف دیکھ رہا تھا میری کچھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں میں چاروں طرف سے ان کے درمیان گر چکا تھا۔

اب میرے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں تھا وہ سب میرے قریب آتے جا رہے تھے اور میں ہولنوں کی طرح ان کی طرف دیکھ رہا تھا گرد و غبار سے پوری بستی اُلی ہوئی تھی عجیب سی گڑگڑاہٹ ان کے حلق سے نکل رہی تھی وہ عجیب سی چٹکھاؤ کے ساتھ مجھ پر پل پڑے تھے میں اپنے بچاؤ کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا ان کے لمبے لمبے ناخنوں والے بدن ہاتھ میری طرف بڑھ رہے تھے میرے کپڑوں کے پھینچنے سے اڑ رہے تھے ان کے تیز ناخن میرے جسم کو نشتر کی طرح چیر رہے تھے درد و تکلیف سے میری چیخیں بلند ہوئی جارہی تھیں مجھ کو اپنا دم گھٹا ہوا محسوس ہو رہا تھا جس جس جگہ ان کا بدن ہاتھ مجھ تک پہنچ رہا تھا اتنے ہی میرے بدن پر نشتر کی طرح چیر رہے تھے درد و تکلیف سے میری چیخیں بلند ہوئی جارہی تھیں مجھ کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا جس جس جگہ ان کا بدن ہاتھ مجھ تک پہنچ رہا تھا۔

اتنے ہی میرے بدن پر نشتر چھڑ رہے تھے میرے جسم کی ہونیاں ٹوچی جارہی تھیں اور مجھ کو اپنا جسم ہڈیوں کا ڈھانچہ محسوس ہو رہا تھا آہستہ آہستہ میری سانس گھٹتی جارہی تھی میں خود کو کہہ رہی تھا کہ زور اوروں بے بس محسوس کر رہا تھا آخری پلکی اور چیخ کے ساتھ مجھ کو ایک جھٹکا سا لگا اور میں ساکت سا ہو گیا تب میرے وجود میں ہلکی سی سربراہت سی ہوئی اور میں خود کو زندہ محسوس کرنے لگا میری آنکھیں گھپ اندھیرے میں کمرے کی چھت کو گھور رہی تھیں اور میرا جسم پسینے سے شرابور ہو چکا تھا مجھ کو محسوس ہوا کہ میں اپنے بستر پر موجود ہوں اور اب میں مکمل ہوش میں آ چکا تھا اور گہری

نیند سے بیدار ہو چکا تھا تب جا کر میرے حواس بحال ہوئے اور میں نے سکھ کا سانس لیا اف میرے خدا کتنا ڈراؤنا خواب تھا۔

میں خواب کی اس خوفناک ہستی سے نکل کر اپنی حقیقت کی بہتی سی آچکا تھا خوف کی وجہ سے اب بھی میرا پورا وجود تھر تھرا کا تب رہا تھا کتنا ڈراؤنا خواب تھا جانے رات کا کون سا پہر تھا پھر میں نے لائینس روشن کی گھڑی پر وقت دیکھا رات کے دو بج چکے تھے ابھی کافی رات باقی تھی اف میرے خدا بقدر رات کیسے کٹے گی باقی تمام رات جاگ کر گزار دیجی اذان ہو گئی اور میں مسجد میں نماز پڑھنے چلا گیا۔ اب میں نے نماز پڑھنا شروع کر دی تھی نماز سے فارغ ہو کر گھر واپس آیا گھر والے بھی جاگ رہے تھے پوچھنے لگے کہاں گئے تھے میں نے کہا مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے گیا تھا ناشتہ کرنے کے بعد میں کمرے میں جا کر دوبارہ سو گیا اور پھر کافی دیر تک سوتا رہا رات بھر کی کسر پوری کر دی تھی۔

میری واپسی کا سن کر اڑوس پڑوس کے لوگ مجھ سے ملنے کے لیے گھر آئے ہوئے تھے چھوٹی بہن کو مجھ کو دیکھا میں نے ہاتھ منہ دھویا۔ اور پھر ان لوگوں سے ملا دن بھر ملنے والے آتے رہے تھے کیونکہ کافی عرصہ کے بعد میں گاؤں آیا تھا کچھ بچپن کے یار دوست آگے تھے ان کے ساتھ بھی کافی دیر تک گپ شپ ہوتی رہی ایک دوسرے کے ساتھ چلے شکوے ہوتے رہے ان کے گلے شکوے بھی اپنی جگہ پر بجاتے میں نے بھی کبھی ان کی طرف خط وغیرہ نہیں لکھا تھا گاؤں سے ایسا لگتا تھا کہ بارہ سال کے بعد ہی واپس آیا تھا اتنے طویل عرصہ میں میرا گاؤں والے کسی فرد سے کوئی رابطہ نہیں رہا تھا اب جب میں گاؤں واپس آیا تھا تو جو بھی میری آمد کا سنتا تھا وہی مجھ کو ملنے کے لیے آتا تھا میں بہت اداس رہنے لگا تھا کسی کام میں میرا جی نہیں لگتا تھا دوست یار وغیرہ مجھ سے ملنے کے لیے آتے تھے ان سے بھی بات کرنے کو جی نہیں چاہتا تھا میں خود کو اکیلا اور تنہا محسوس کرنے لگا تھا۔

ایک دن چھ دوستوں نے کہا یار چلو جنگل سے کچھ

ہوئی لکڑیاں کاٹ کر لاتے ہیں سیر بھی ہو جائے گی اس طرح دل بھی بہل جائے گا میرا جانے کو جی نہیں چاہ رہا تھا پھر میں نے دل میں سوچا کہ بہت عرصہ ہوا ہے جنگل کی طرف نہیں گیا ہوں بچپن میں ہم سب دوست جنگل کی لکڑیاں لینے کے لیے جاتے تھے اور ساتھ مال مویشی بھی چرانے کے لیے لے جاتے تھے کی برس ہوئے تھے میں جنگل کی طرف نہیں گیا سو آج ان کے اصرار پر میں ان کے ساتھ جنگل کی طرف چلا گیا بہت بڑا وسیع جنگل تھا سوکھی ہوئی لکڑیاں بے شمار تھیں درختوں کی مٹھیاں ٹوٹ کر نیچے پڑی ہوئی تھیں جو سوکھی تھیں ہم سب سوکھی لکڑیاں اٹھنی کرنے لگے مجھ کو ایک جگہ ایک سوکھی سیاہ لکڑی نظر آئی جو کافی بڑی تھی اور سوکھ کر نیوگی میڑھی ہو چکی تھی اس میں کئی بل تھے میں نے وہ لکڑی اٹھائی اور دوسری طرف چل پڑا جہاں باقی لکڑیاں رکھی ہوئی تھیں ابھی میں دو قدم ہی آگے چلا تھا۔

اچانک ہی اس لکڑی میں حرکت ہوئی اور مجھ کو محسوس ہوا کہ میرے ہاتھ میں لکڑی کے بجائے کوئی چیز حرکت کر رہی ہے اور جھول رہی ہے جب میں نے غور سے دیکھا وہ ایک بڑا سیاہ رنگ کا سانپ تھا جو میرے ہاتھ میں جھول رہا تھا سانپ کو دیکھ کر میری سانس حلق میں ایک گئی میرے منہ سے ایک چیخ بلند ہوئی میرے دیگر دوست میری چیخ کی آواز سن کر میری طرف بھاگے وہ جب میرے قریب آئے تو میرے ہاتھ میں ایک بڑا سانپ دیکھ کر دن کے حوصلے بھی پست ہو گئے وہ سیاہ سانپ میرے ہاتھ میں جھول رہا تھا اور اپنے منہ سے سرخ رنگ کی دوشادہ زبان باہر لہرا رہا تھا اس نے اپنی دم میرے بازو پر پھینک رکھی تھی میرے دوست سبے ہوئے کھڑے تھے میں اس کو آسانی سے چھوڑ بھی نہیں سکتا تھا ڈر تھا کہ کہیں مجھ کو ڈس نہ لے میں پریشان تھا کہ اس مصیبت سے کیسے بچتا چھوڑ دیا جائے خوف کی وجہ سے میرے گھٹنے بج رہے تھے اور ٹانگیں خوف سے کانپ رہی تھی پھر اس مصیبت سے بچنا بھی ہر صورت میں چھڑانا تھا اگر میں اپنے ہاتھ کی رقت ڈرا بھی، چھینا، ہوں تو خطرہ ہے کہ وہ مجھ کو ڈس

خوفناک ڈائجسٹ

نہ لے کافی سوچ و بچار کے بعد میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔

میں نے دوستوں سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس ماچس ہے ان میں سے ایک کے پاس ماچس بھی اس نے کہا ہاں میرے پاس ماچس ہے میں نے اس سے کہا لکڑیاں اٹھنی کر کے آگ جلاؤ۔ انہوں نے لکڑیاں اٹھنی کر کے آگ جلا دی جب آگ کے شعلے بلند ہوئے تو میں نے اس کا جھولتا ہوا پھنک آگ کے بالاؤ پر رکھ دیا تھوڑی دیر بعد اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اب وہ دونوں طرف سے میرے ہاتھ میں جھول رہا تھا تب میں نے زور سے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور اس کو زور سے دور پھینک دیا نیچے دھڑولان میں دریا بہہ رہا تھا اور وہ سیدھا جا کر دریا میں لگا دیا یا کی تیز لہریں اس کو اپنے ساتھ بہا کر لے گئیں۔ اوپر سے دریا کا نظارہ اچھی طرح سے صاف نظر آ رہا تھا وہ لہروں کے ساتھ بچکے لکھتا ہوا بہہ رہا تھا کافی دور تک وہ مجھ کو نظر آتا رہا جب آنکھوں سے وہ اوجھل ہونے لگا تو اس کی جگہ مجھ کو ایک آدمی نظر آیا جو دریا میں ڈوب رہا تھا اس کو میں صاف پہچان گیا تھا یہ وہی آدمی تھا جس کے ساتھ میرا جھٹکا ہوا تھا اس کو میں کئی بار دیکھ چکا تھا میرے حواس کچھ بھال ہوئے تو میں جمع شدہ لکڑیوں کو گھٹنے کی صورت میں باندھنے لگا دوست مجھ سے پوچھنے لگے یہ سانپ تو نے کیسے ہاتھ میں اٹھالیا۔

میں نے کہا یار میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ایک سوکھی لکڑی تھی جس کو میں نے ہاتھ میں اٹھالیا تھا پھر وہ لکڑی سانپ کیسے بن گئی میں نے کہا مجھ کو معلوم نہیں ان کو یقین نہیں آ رہا تھا وہ سب مجھ کو بے یقینی کی سی کیفیت میں دیکھ رہے تھے اسی گولو میں ہم لکڑیاں اٹھا کر گھر کی طرف روانہ ہو گئے سب چکر کا وقت ہو گا جب ہم گھر پہنچے گھر پہنچ کر میں نے تھوڑا سا کھانا کھا یا اور پھر آرام کرنے کی خاطر میں اپنے کمرے میں چلا گیا کافی دیر تک میں سوتا رہا جب جاگ آئی تو اس وقت بھی میرے ذہن میں اس واقعہ کی یاد تازہ ہوئی تھی۔

آج میرے ساتھ ایک اور انوکھا واقعہ پیش آیا تھا

قدرت کے کام ہیں ایسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں آسیب یا جنات میں روپ دھارنے کی یہ کوئی نئی بات نہیں وہ کئی انوکھے روپ دھار سکتے ہیں انسا کی نظر کا دھوکا بھی ہوتا ہے عین وقت پر انسانوں کی آنکھوں پر پردہ پڑ جاتا ہے اور پھر انسان انوکھے انوکھے واقعات دیکھنے لگتا ہے یہ سب کارستانی جنات کی ہوتی ہے وہ انسان کو ایک پل میں اس دینا سے کسی دوسری دنیا میں لے جاتا ہے سو میرے ساتھ بھی یہی ہو رہا تھا اب میں ذرا کم ہی گھبراتا تھا تاہم گھبراہٹ بھی ایک فطری عمل ہوتا ہے یہ بھی انسان کی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے کبھی خوشی کبھی غم لیکن میں نے بھی دل میں تمہہ کر لیا تھا۔ کہ ان چیزوں سے گھبراؤں گا نہیں بلکہ ان کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کروں گا گھر میں اکیلے دل نہیں لگتا تھا اگر کوئی دوست آ بھی جاتا تو اس سے بھی بات کرنے کو دل نہیں چاہتا تھا اس وقت بھی کوئی دو پہر کا وقت تھا میں اپنے مکان کی چھت پر کھڑا تھا دو مغرب کی طرف سے مجھ کو ایک نیلی کا پٹر نما چیز آتی ہوئی دکھائی دی جو جسامت کے لحاظ سے نیلی کا پٹر ہی تھی مگر وہ بالکل بغیر آواز کے نیلی کا پٹر کی طرح ہی تیزی سے بھاگتی ہو چلی آ رہی تھی۔

میں اس چیز کو دیکھ کر حیران رہ گیا تھا کہ یہ کیسا نیلی کا پٹر ہے جس کی کوئی آواز نہیں ہے اتنے میں وہ چیز بالکل میرے قریب سر پر آ کر ٹھہر گئی میں نے اس کو غور سے دیکھا وہ ایک گدھ نما بہت بڑا پرندہ تھا جس کے سر پر اک سرخ رنگ کی کلفتی تھی اور اس کی دم بہت لمبی تھی وہ بالکل نیلی کا پٹر نما پرندہ لگ رہا تھا وہ میرے سر پر خلا ہی میں چکر کاٹنے لگا میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی بڑی بڑی سرخ آنکھوں میں وحشت بھری ہوئی تھی بہت دیر تک وہ اوپر خلا ہی میں چکر کاٹتا رہا اور پھر سیدھا اوپر کی طرف اٹھتا ہوا چلا گیا اوپر جا کر وہ سیدھا ہو گیا اور تیزی سے بھاگتا ہوا مشرق کی طرف ایک اونچی پہاڑی تھی اس پہاڑی کے اوپر سے گزر کر دوسری طرف غائب ہو گیا۔

کافی دیر تک میں اسی طرف کھڑا دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ آخر یہ کیا انداز تھا اوتا بڑا پرندہ میں نے بھی

خوفناک ڈائجسٹ

زندگی میں نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی کسی سے اس کے متعلق سنا تھا معلوم نہیں یہ کیا اسرار تھا اس نے اگر میرے سر پر ہی کیوں چکر کاٹے تھے اور اس کی آنکھوں میں غصہ اور دبشت کیونھی تھی اگر وہ اس وقت مجھ پر حملہ آور ہو جاتا تو مجھ کو آسانی سے اپنے پنجوں میں اٹھا کر لے جاسکتا تھا اگر ایسا ہوتا تو معلوم نہیں میں اس وقت کہاں ہوتا یہی سوچ کر مجھ پر ایک بار پھر خوف کا غلبہ طاری ہو گیا اور میں کانپتا ہوا چھت سے نیچے اتر آیا خوف سے میرا ہر حال ہور ہا تھا مہوے دل کی دھڑکن تیز ہو چکی تھی رات کو تو جن بھوت ہوتے ہیں مگر میرے دن کو کون سا بھوت یا جن نکل آیا تھا کیا دن کو بھی جن بھوتوں کو اجازت ہوتی ہے کہ وہ سرمام منڈلاتے پھریں اگر ایسا نہیں ہے تو پھر وہ کیا چیز تھی عجیب و غریب قسم کا پرندہ تھا میرا ذہن نہیں مان رہا تھا کہ وہ پرندہ تھا اتنی بھی اندھیر ٹھہری نہیں ہے کہ دن کو بھی جن بھوت ظاہر ہونے لگیں۔

ایسا تو اندھیر ٹھہری میں ہونا چاہیے یا پھر کوہ قاف میں جو جنوں اور بھوتوں کی بستی ہے یہ تو انسانوں کی بستی ہے انہیں تو ایسا نہیں ہونا چاہیے عجیب عجیب قسم کے دوسے اور اندیشے میرے ذہن میں جنم لے رہے تھے میں سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا اور پھر سر پکڑ کر اپنی چار پائی پر بیٹھ گیا میں اسی شش و پنج میں تھا کہ میرے کانوں میں سرگوشی ہوئی۔

تم کو منع کیا تھا کہ تم واپس گھر نہ جاؤ مگر نہ مانے اب اپنی من مانی کیسرا چلتی ہو ابھی تو ابتدا ہوئی ہے آگے آگے دیکھو تمہارے ساتھ کیا ہوتا ہے میں نے سراٹھا کر دیکھا اور دیکھا مگر وہاں ہلکے میں میرے بغیر کسی دوسری ذی روح کا نام و نشان تک نظر نہ آیا میں حیران و پریشان بیٹھا ویدے سے ہٹا ہوا کرکے کی چھت کو گھور رہا تھا اب میں اس وقت کو کوں رہا تو پوچھتا رہا تھا جس وقت میں خالہ سے گھر ان سے ملنے گیا تھا اگر میں ان کے ہاں نہ جاتا تو مجھ کو یہ آسیب ذرہ تو نہ ملتا اور آج مجھ کو یہ دن بھی نہ دیکھنے پڑتے۔

خیر یہ سب تقدیر کے کھیل ہوتے ہیں اگر میں ان

کے ہاں نہ بھی جاتا تو معلوم نہیں یہاں پر مجھ کو کون سا تختہ ملتا جو انسان کے ساتھ ہونی ہوتی ہے وہ ہو کر رہتی ہے تقدیر کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں جنہیں جھٹلایا نہیں جاسکتا ہے میں پورا دن کمرے میں بند رہا تھا کہیں بھی جانے کوئی نہیں چاہتا تھا دن کا کھانا بھی کھانا بھول گیا تھا شام کو میں باہر نکلا اویکھ کر حیران ہو گئیں۔

میں نے سمجھا تم کہیں گئے ہوئے تھے تم ورا دن اپنے کمرے میں سوئے رہے مجھ کو معلوم ہی نہ ہو سکا تم پورا دن بھوکے رہے ہو کم از کم کھانا تو کھالیا ہوتا میں نے کہا طبیعت خراب تھی دن بھر سوتا رہا ہوں اگر طبیعت خراب تھی تو ڈاکٹر کے پاس چلے جاتے کوئی دوا وغیرہ لی ہوتی میں نے کہا ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ میں ڈاکٹر کے پاس جاتا اتنے میں امی چائے بنا کر لے آئیں اور پیانی میرے ہاتھ میں تھا وہی میں نے چائے کی پیالی لے کر نیمز پر رکھ دی امی باہر چلی گئیں۔

میں نے چائے کی پیالی اٹھائی اور منہ سے لگالی میں نے چائے کا ایک گھونٹ لیا مجھ کو چنے کا کچھ عجیب سا ذائقہ محسوس ہوا میں نے نیچے تھوک دیا تھوک دیکھ کر میں حیران رہ گیا تھوک کی جگہ سرخ رنگ کا خون پڑا ہوا تھا چائے کی پیالی میں غور سے دیکھا وہ بھی خون کی ٹھہری تھی سرخ رنگ کا خون دیکھ کر مجھ کو ایک ہی آنکھ اور میں منہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو گیا مجھ کو سہی ہونے لگی اور پھر جو کچھ بھی میرے منہ سے تھا وہ اتنی کی صورت میں باہر آ گیا تھا۔ میں دیکھ کر پریشان ہو گیا میرے اندر سے بہت سارا خون اٹنی کی صورت میں نکل آیا تھا میں نے امی کو آواز دی امی اندر آ گئیں تو وہ بھی سرخ خون دیکھ کر ڈر گئیں وہ بولیں کیا ہوا۔

میں نے کہا چائے کی پیالی میں خون بھرا ہوا تھا نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے میں نے کہا آپ یقین کریں پوری پیالی خون سے بھری ہوئی تھی امی غور سے دیکھنے لگی کہاں سے خون ہے تو چائے سے بھری ہوئی ہے میں نے کہا چائے نہیں خون ہے جس کو میں نے چائے سمجھ کر پیا تھا سلی لیے تو مجھ کو وہ بوٹی ہے میرا دماغ خراب ہو گیا ہے یہ تو چائے ہے

جب میں نے دوبارہ دیکھا تو وہ خون سے بھری ہوئی تھی میں نے کہا یہ دیکھیں خون ہے وہ دیکھ کر پھر بولیں چائے سے میں نے پھر دیکھا وہ واقعہ چائے ہی میں اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا امی وہ خون صاف کرنے لگیں جواب خون نظر نہیں آ رہا تھا جو اتنی کی صورت میں میرے اندر سے برآمد ہوا تھا۔

یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے یہ کس جرم کی سزا مجھ کو مل رہی ہے خطائیں تو مجھ کو یاد نہیں معلوم نہیں زندگی میں کتنی خطائیں کی ہیں کسی نہ کسی خطا کی سزا تو ضرور مل رہی ہے میرے منہ میں ابھی تک خون کا ذائقہ تھا تھوک تھوک کر میرا منہ خشک ہو گیا تھا پیانی سے اچھی طرح کلیاں بھی کی تھیں مگر پھر بھی تھوک کے ساتھ خون آ رہا تھا کافی دیر کے بعد میرے منہ کا ذائقہ بحال ہوا تو امی کچھ سوچ کر بولیں جس وقت تو نے مجھ کو آواز دی تھی جب میں اندر آئی تو میں نے امی والی جگہ پر خون دیکھا تھا معلوم نہیں پھر کیا ہوا کہ نیکرم ہی وہ منظر بدل گیا اور میرے ذہن سے وہ بات ہی نکل گئی اور جب میں نے دوبارہ پیالی اور امی والی جگہ کو دیکھا تو وہاں خون نہیں تھا یہ کیا ماجرا ہے یہ جگہ کوئی آسیب زدہ تو نہیں ہوگی۔

میں نے کہا شاید آپ کا خیال درست ہو وہ بیہری بات سن کر چپ چاپ اپنے کمرے میں چل گئیں وہ رات بھی میں نے اور راتوں کی طرح جاگ جاگ کر گزار دی تھی۔ اب مجھ کو نماز پڑھنے کی عادت پڑ چکی تھی صبح کی آذان بلند ہوئی تو میں مسجد میں چل پڑا ہوا تھا۔ اور پھر باجماعت نماز ادا کی اس دن بھی میں کافی دیر تک مسجد میں بیٹھا رہا تھا سب لوگ جا چکے تھے اور پھر آخر میں میں مسجد سے باہر نکل آیا مگر آکر ناشتہ کیا کیونکہ گزشتہ دن اور پھر رات سے میں نے کچھ نہیں کھا یا تھا مجھ کو بھوک سی محسوس ہوا کی مینے جی بھر کر ناشتہ کیا تھا پھر تیار ہو کر میں زمینوں کی طرف نکل گیا تھا دن بھر میں اپنی زمینوں پر گھومتا پھرتا رہا تھا سورج غروب ہو رہا تھا۔

شام ہونے میں ابھی کچھ وقت تھا میں گھر کی طرف چل پڑا میرے دل میں سوچوں کے تانے بانے بنے

چارے تھے ایک سوچ کو میں شکست دے رہا تھا تو دوسری سوچ مجھ کو اپنی آغوش میں دبوچ کر سلا دیتی تھی یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا تھا اب میرا مستقبل کیا ہوگا کیا یہی سب کچھ میرے ساتھ ہوتا رہے گا مگر قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا میرا منتظر ایک طوفان تھا ایک ایسا طوفان جس نے میری زندگی میں ہیل میچادی دروازی پر مغرب کی جانب سورج کا تانے کی طرح دھکتا ہوا سنہری تاریکی گولہ زمین پر اپنی یرقان زدہ زرد خاکستری کرنیں بھیرتا ہوا غروب ہو رہا تھا شام ہونے میں ابھی چند منٹ باقی تھے اور میں گھر کی طرف جا رہا تھا۔

آج پورا دن میں اپنی زمینوں پر گھومتا پھرتا رہا اور پھر واپسی پر مجھ کو دیر ہو گئی تھی گھر پہنچنے تک شام ڈھلنے کے قریب تھی میں سورج کے تاریکی غروب ہوتے ہوئے گولے کو دیکھ رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ قدم بھی اٹھاتا ہوا چلا جا رہا تھا اچانک ہی میری نظر سامنے کی طرف اٹھ گئی اور میں چونک پڑا سامنے سے ایک بہت ہی خوبصورت دل کو موہ لینے والی جاذب نظر دوشیزہ چلی آ رہی تھی وہ اتنی خوبصورت تھی کہ آج تک میں نے گاؤں اس جیسی حسین اور خوبصورت لڑکی نہیں دیکھی تھی آج پہلی بار میں نے گاؤں میں اس کو دیکھا تھا اس نے نقاب گر کر رکھا تھا نقاب میں بھی اس کی پیالے جیسی خوبصورت آنکھیں قیامت ڈھار رہی تھیں اس سے قبل میں نے وہ گاؤں میں بھی نہیں دیکھی تھی اور وہ گاؤں کی ہو بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ گاؤں کی تمام لڑکیوں کو میں جانتا تھا اس کو اس وقت ایک لڑکے کر میرا ماتھا ٹکا تھا۔

میں نے سمجھا تھا کہ شاید شہر سے کوئی لڑکی کیس کے ہاں مہمان آئی ہو اتنے میں ہم ایک دوسرے کے قریب آچکے تھے راست تنگ تھا میں ذرا سست کر کھڑا ہو گیا کہ وہ جو کوئی بھی ہے گزر جائے آخر عورت ذات ہے میرا اس سے کیا واسطہ دل میں خیال آیا بھی کہ اس سے پوچھ لوں کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آئی ہے کس کے پاس جاتا ہے پھر میں نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا کہ وہ مجھ کو ایک اچھی سمجھ کر برائی نہ مان جائے میں چپ چاپ کھڑا ہو کر اس کے

گزر نے کا انتظار کرنے لگا مگر میرے پوچھنے کی نوبت ہی نہ آئی وہ بالکل میرے سامنے آکر رک گئی اور پھر میری آنکھوں میں جھانکنے لگی میری نظر بھی خود بخود اس کی طرف اٹھ گئی تھی۔

اب ہم دونوں کی آنکھیں چار ہوئی تھیں آنکھوں کے تصادم میں میں اس کے سحر میں جکڑا جا رہا تھا معلوم نہیں اس کی آنکھوں میں ایسی کون سی کشش تھی کہ میں اس کی طرف کھینچا چلا جا رہا تھا مجھ کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا شام کا مللجہ اندھیرا ہر سو پھیل چکا تھا اس اندھیرے میں بھی اس کا چہرہ کسی حلقے ہوئے چراغ کی مانند روشن تھا آنکھوں میں ایسی چمک تھی کہ میں اس چمک میں پورا ڈوب چکا تھا اچانک میں نے محسوس کیا کہ ایک لمحے کے لیے اس کا چہرہ جھٹکتا ہوا اور پھر اچانک ہی اس کے خدو خال میں تھوڑا سا ردوبدل بھی محسوس ہوا تھا میرا ذہن ہلکا ہلکا ہینک رہا تھا سر میں خفیف سے چکر آئے ہوئے محسوس ہو رہے تھے اور میں اس کی حسین آنکھوں کے گہرے سمندر میں غوطہ لگا کر ڈوب چکا تھا ماحول میں یک تغیر سا آگیا تھا۔

اب اس خوبصورت حسینہ کے خدو خال میں میں واضح فرق محسوس کر رہا تھا اس کا قد کچھ دراز ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اب وہ ایک دیوینہ کل پہاڑی طرح میرے سامنے اکھڑی تھی اب اس خوبصورت حسینہ کی دونوں آنکھوں کی جگہ بڑی بڑی دو کھڑکیاں نظر آرہی تھیں اور درمیان میں منہ کی جگہ ایک بہت بڑا دروازہ نظر آ رہا تھا کھڑکیوں اور دروازے کے پٹ کھلے تھے اور ان کے اس پار مجھ کو ایک اور ہی جہاں آباد نظر آ رہا تھا میں مدھوشی کے عالم میں چلتا ہوا اس دروازے کے اندر داخل ہو چکا تھا اور پھر مجھ کو معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوا تھا جب میری آنکھ کھلی تو ہوا کا ایک سرد بخیر بہت ٹھنڈا جھونکا مجھ سے لگتا تھا اتنا سرد ٹھنڈا اور بخیر جھونکا جس نے مجھ کو جلا کر رکھ دیا تھا تب میں نے دیکھا۔

میں ایک ویران اور بیابان سی جگہ پر پہنچا ہوا تھا جہاں پر بہت اونچے اونچے تاجے جیسے پہاڑ تھے تاحہ نگاہ

دور دور تک پہاڑی پہاڑ نظر آ رہے تھے اس ویرانے میں دور دور تک آدم زاد کا نام و نشان تک نظر نہیں آ رہا تھا اب میں پورے مدھوش و حواس میں تھا اور کھڑا ہو کر اس ویرانے اور اجنبی بستی میں ادھر ادھر دیکھنے لگا مجھ کو ان پہاڑوں کے بغیر کوئی اور چیز نظر نہیں آرہی تھی عجیب و غریب قسم کی سفید تاجے جیسے چٹائی ہوئی پہاڑیاں تھیں سبز جھاڑی یا درخت نام کی کوئی چیز ان پہاڑیوں پر لگی ہوئی نہیں تھی وہاں کا منظر دیکھ کر مجھ پر ایک باز پھر غمزدگی سی طاری ہو گئی تھی اور میں گر کر بے ہوش ہو چکا تھا معلوم نہیں کتنی دیر تک میں وہاں پر بے ہوش پڑا رہا۔

ایک بار پھر میں ہوش کی دنیا میں آچکا تھا میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں کہاں جاؤں میں تو کسی اور ہی دنیا میں پہنچ گیا تھا شاید میری بد بختی کا دور شروع ہو چکا تھا میں اپنی دنیا سے کٹ چکا تھا کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر اللہ کا نام لے کر کسی نامعلوم منزل کی طرف چلنے لگا عجیب پتھریلی مٹیلین چمکدار پہاڑی تھی جس پر میں قدم جماتا جا کر چلنے لگا۔ ذرا ہی بے احتیاطی سے میں پھسل کر جانے کہاں پہنچ جاتا میں سنبھل کر گر کر پڑتا ہوا چل رہا تھا۔

کئی دن کی مسافت طے کرنے کے بعد آخر میں ایک ایسی جگہ پر پہنچ گیا جہاں تھوڑے تھوڑے درخت اور سبزہ تھا ٹھنڈن اور دھواں منزل طے کرنے کے بعد میں بہت تھک گیا تھا تھکاوٹ کی وجہ سے مجھ سے چلتا مشکل ہو گیا تھا میرے پاؤں میں تھپالے پڑ گئے تھے جن میں سے خون ٹپک رہا تھا وہ ایک قسم کا جنگلی ہی تھا پتہ پتہ ٹنڈ منڈ درخت دور دور تک پھیلے ہوئے تھے جنگلی نہنیاں سوکھی ہوئی تھیں معلوم ہو رہا تھا کہ ابھی وہی ان پر خزاں اثر انداز ہوئی ہے جہاں دور دور تک بستی کے آثار تک نظر نہیں آ رہے تھے۔

میں ایک ٹنڈ منڈ درخت کے نیچے آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گیا اور پھر جلد ہی زینہ کی آغوش میں غم ہو گیا پھر مجھ کو معلوم نہیں کہ کتنی دیر تک میں سو رہا تھا کس وقت پر میرے پر سن کہ درہی سی چیز کا لمس محسوس ہوا اور صبح ہی

ایک ناگوار سی بو کا سمجھکا میرے نفعوں سے بکرایا۔ اور میرے پورے جسم میں کپکپاہٹ سی ہونے لگی کسی جاندار نے کی سانس میں اپنی اک کے قریب محسوس کرنے لگا تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد ایسا ہونے لگتا اور پھر یہ عمل بند ہو جاتا کیونکہ میں خیمہ میں تھا اسی لیے ایسا محسوس ہو رہا تھا۔

اب میں پوری طرح بیدار ہو چکا تھا میں نے اپنی ایک آدمی آنکھ کھول کر دیکھا تو میری سانس بند ہونے لگی وہ ایک سیاہ رنگ کا رینگہ تھا جو میرے قریب بیٹھا ہوا تھا اور وقفے وقفے سے اپنا منہ میری ناک کے قریب لا کر میری سانس چیک کر رہا تھا کہ آیا یہ زندہ ہے یا کہ مردہ اور ڈھ بار بار یہ عمل دہرا رہا تھا مجھ کو جاگتا دیکھ کر وہ بھی چونکا ہو گیا تھا مجھ کو یہ فکر لاحق تھی کہ اگر میں ذرا سا بھی ہلتا چلتا ہوں تو وہ مجھ کو چیر پھاڑ کر رکھ دے گا ادھر وہ بھی مجھ کو اپنا شکار سمجھ کر اپنی پچھلی دونوں ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا میں اسی طرح نیچے لیٹا ہوا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اس آفت سے کیسے جان چھوٹے گی کچھ بعید نہیں تھا کہ وہ مجھ پر چھلانگ لگا کر میرا کچھ نکال دیتا۔ میرا ایک بازو دوسرے نیچے تھا جس کا تکیہ بنا کر میں نے سر کے نیچے رکھا ہوا تھا اور ساتھ ہی ایک نوکیلا تیز دھار پتھر پڑا ہوا تھا۔

آن واحد میں میں نے وہ پتھر اٹھالیا اور ایک لمحے کی تاخیر میں میں نے وہ پتھر اس کے سر پر دے مارا پتھر ٹھیک نشانے پر لگا تھا اور پچھ کی پیشانی سے خون کا ایک فوارہ بلند ہو کر زمین پر گر رہا تھا اور زمین سرخ خون سے رنگین ہو رہی تھی اور وہ ایک دل کو دھلا دینے والی چٹکناڑ کے ساتھ ڈھرام سے پتھریلی زمین پر گر رہا تھا اب میں بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور پچھ کو زمین پر چاروں شانے جٹ توڑتا ہوا دیکھ رہا تھا کچھ ہی دیر بعد پچھ ٹوٹ ٹوٹ کر مر چکا تھا خدا نے مجھ کو اس موذی دشمن سے بچالیا تھا پھر سے قدم کن من کے بھاری ہو گئے تھے مجھ سے چلائیں جا رہا تھا میں بمشکل قدم اٹھا رہا تھا میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں کہاں جاؤں آخر میں بھی انسان تھا مجھ کو بھی کہیں سر چھپانے کی جگہ چاہیے تھی دور دور تک

بستی کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ میں خود کو کھسکتا ہوا پھل رہا تھا ایسے لگتا تھا کہ میں سالوں سے سفر میں ہوں چلتے چلتے میں ایک کشادہ سی ہمار جگہ پر پہنچ گیا تھا میں نے فی الحال اسی جگہ پر رہنے کا ارادہ کر لیا تھا میں کھڑا ہی تھا کہ مجھ کو کھال بیک نما ایک چھوٹا سا کیڑا نظر آیا وہ بہت تیزی سے دوڑتا ہوا میری طرف آ رہا تھا میں اس کو غور سے اپنی طرف آتا ہوا دیکھ رہا تھا جو بالکل میری ہی سیدھ میں تیزی سے رینگتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ وہ لال بیک کے چھوٹے بچے جتنا تھا اچانک ہی آکر وہ میرے پاؤں پر چڑھ گیا میں نے پاؤں کو زور سے جھٹکا دیا کہ وہ میرے پاؤں سے اتر جائے مگر وہ میرے پاؤں سے نہ اتر ا وہ میرے پاؤں کے چھتے کو کاٹنے لگا اس حقیر سے کیڑے کی کاٹ سے مجھ کو تکلیف ہونے لگی میں نے دوبارہ پاؤں کو جھٹکا دیا مگر اس بار وہ میرے پاؤں کے چھتے کے اندر نصف تک گھس گیا تھا درد سے میری چیخیں نکل رہی تھیں پھر وہ تیزی سے میری جلد میں آگے بڑھنے لگا میں نے محسوس کیا جیسے دھکتا ہوا آگ کا انگارہ میرے بدن میں دوڑ رہا ہے کرب و اذیت سے میرا برا حال ہو رہا تھا۔

وہ میری ٹانگ سے ہوتا ہوا گھٹنے تک پہنچ گیا تھا میری برداشت سے باہر ہوتا جا رہا تھا اور میں زمین پر گر گیا تھا وہ میرے پیٹ میں سے ہوتا ہوا میرے کندھے تک پہنچ گیا تھا پل پل اذیت سے گزر رہا تھا ایسی تکلیف میں نے زندگی بھر نہیں دیکھی تھی جو اس حقیر سے کیڑے پہنچائی تھی کندھے پر پہنچ کر وہ کچھ لمحے کے لیے رک گیا میں بن پانی کے پھل کے مصداق ٹوٹ رہا تھا تھوڑی دیر بعد وہ میرے کندھے پر جا کر ظاہر ہوا اور پھر پھد کر دوسری طرف کہیں غائب ہو گیا اس کے نکلنے ہی میں نے سمجھ کا سانس لیا وہ جہاں جہاں سے گزر گیا تھا وہاں وہاں ایک سوئی سی خون کی سرخ لکیر بن گئی تھی ابھی تک میرے پورے جسم میں درد سے ٹپٹپٹا رہی تھیں او میں نڈھال ہو کر اپنی قسمت کو بیٹھا رو رہا تھا زندگی میں ایسے دن بھی دیکھنے پڑے تھے ایک طوفان سا اچانک

برپا ہوا تھا اور اگر گزر گیا تھا اور میں بال بال بچ گیا تھا ابھی میں اس ایک واقعہ کو بیٹھا رہ رہا تھا کہ دوسرا واقعہ پیش آ گیا۔

میں نے نظر اٹھا کر دوسری طرف دیکھا یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی سامنے پوری زمین ان لال بیگ نما کیزے نہ کوڑوں سے بھری ہوئی تھی ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ زمین پر لال بیگوں کی چادر تھی ہوئی ہیا اور وہ چادر اڑتی ہوئی میری طرف آ رہی ہو اور پھر میں اس چادر کے نیچے دب کر رہ گیا تھا پوری چادر میرے جسم کے ساتھ چسٹ کی تھی اور میرے پورے جسم میں بے شمار چنگڑیاں سی دوڑ رہی تھیں مجھ کو اپنا تمام جسم کتا ہوا محسوس ہو رہا تھا میرے پورے جسم پر ان کے ڈنگ کے نشتر چھ رہے تھے میں نزاع کے عمل سے گزر رہا تھا مجھ پر ایک قیامت سی برپا تھا شاید میرا یوم حساب ہو رہا تھا اور میں مکافات عمل میں سے گزر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیسے ہوا کے ایک تیز جھونکے سے وہ چادر میرے جسم سے اڑ گئی تھی مجھ کو احساس ہوا کہ وہ چادر میرے جسم پر سے اڑ گئی ہے میں نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔

یہ دیکھ کر خوف کے مارے میرا دل دھڑکنے بند ہو گیا میں سکت و جاہد خود کو دیکھ رہا تھا میری جگہ ہڈیوں کا ایک سفید ڈھانچہ بیٹھا ہوا تھا سفید کھڑکھڑائی ہوئی ہڈیاں جن پر گوشت شام کی کوئی چیز نہیں تھی میں پاؤں سے لے کر سر تک ایک ہڈیوں کا سفید ڈھانچہ بن چکا تھا ہاں ہڈیوں کا سفید ڈھانچہ جس میں ابھی تک روح باقی تھی باقی سب کچھ ختم ہو گیا تھا ایک نالی بن چکر رہ گیا تھا جس میں ابھی تک روح کا چھمی قید تھا میں اپنی پوری قوت اکٹھی کر کے کھڑا ہوا اور میرے جسم کی سوگی ہڈیاں کھڑکھڑتے لگیں میں صدیوں پرانا ہڈیوں کا ایک تارو ڈھانچہ بن گیا تھا اب ایک جیتے جاتے گوشت پوست کے انسان کی جگہ سفید سوگی ہڈیوں کا ڈھانچہ کھڑا تھا بمشکل میں دو قدم چلا ہوں گا کہ پھر زمین پر گر پڑا۔

اب مجھ میں لپٹے جلنے کی سکت باقی نہیں رہی تھی میں بے بسی کے عالم میں بھی خود کو اور کبھی ادھر ادھر دیکھ رہا تھا

مجھ کو اپنے گھروالے بہت یاد آ رہے تھے آج اگر میں اپنے گھر میں ہوتا تو شاید اس حالت میں نہ ہوتا میرا گھر معلوم نہیں کس دینا میں رہ گیا تھا اب اسے گھر جانا بہت مشکل ہے میرے دل سے آہیں نکل رہی تھیں اور میں بے بسی سے اپنے ڈھانچے نما جسم کو دیکھ رہا تھا آن واحد میں یہ میرے ساتھ کیا ہو گیا تھا ایسا انوکھا واقعہ شاید ہی کسی کے ساتھ پیش آیا ہو میں جیتا جاگتا ایک مردہ بن کر رہ گیا تھا میں ایک روح سے بدروح بن گیا تھا سوچو مجھ سب کچھ رہا تھا مگر بے بس تھا ایسی زندگی سے تو موت بہتر تھی میں زندہ کیوں رہا ہوں شاید اس میں بھی کوئی مصلحت ہو یہ بھی کوئی امتحان ہو دے یہی تو انسان کی زندگی ایک امتحان ہی ہوتی ہے جس میں کوئی قسمت والا ہی پاس ہوتا ہے میرا دل خون کے آنسو رو رہا تھا میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں پہلے تو میں ایک جیتا جاگتا انسان تھا کہیں بھی جاسکتا تھا حالات سے مقابلہ کر سکتا تھا لیکن اب کیا کروں گا بیٹھ کر اپنی سوگی ہڈیوں بجاؤں گا ایک بار پھر میں نے کھڑے ہونے کی کوشش کی اور میں اپنی استخوانی ٹانگوں پر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

میں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا چلنے لگا میری ٹانگیں میرا وزن اٹھانے سے قاصر تھیں میں خود کو ہلکتا ہوا چلی رہا تھا میں ایک بنجرے کی شکل میں چل رہا تھا میں ہڈیوں کا سوکھا ہوا بنجرہ لگ رہا تھا جس میں روح قید تھی میں حیران تھا کہ میں زندہ کیسے ہوں اور اس حالت میں زندہ بچ جانا کسی معجزہ سے کم نہیں تھا بحر حال اتنا غنیمت تھا کہ میں زندہ تھا چلتے چلتے میں کافی آگے نکل گیا تھا اس دوران اور بیابان بستی میں کوئی بھی ذی روح نظر نہیں آ رہی تھی دور دور تک ویرانہ اور جنگل ہی جنگل تھا اور میں کھڑکھڑاتی ہوئی ہڈیوں کے ساتھ خوشتر تھا۔ تاہم کسی کسی جگہ گھبر یا لم نیوے اور جنگلی چوہے راستے میں میرا منہ چماتے ہوئے گزر جاتے تھے مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ میری بے بسی کا مذاق اڑاتے ہوئے گزر جاتے ہیں کبھی کبھی کوئی گھری میری طرف غور سے دیکھتی اور اپنی لمبی تھوکی کو بلا کر پوٹڑی مار کر غائب ہو جاتی تھی اور یہ

سب کچھ دیکھ کر میرا دل خون کے آنسو روتا میں اچھلے بھلے گوشت پوست کے انسان سے ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ بن کر رہ گیا تھا۔

اب میں ایک ایسی جگہ پہنچ گیا تھا جو بہت اونچی تھی نیچے ڈھلوان میں ایک دریا بہہ رہا تھا ابھی میں کھڑا ہی تھا کہ ایک خون خوار چیتا کہیں سے بھاگتا ہوا میرے راستے میں حائل ہو گیا اس کو دیکھ کر مجھ کو ذرا بھی ڈر نہیں لگا میں حیران تھا کہ اس خون خوار جانور کو دیکھ کر میں ڈر کیوں نہیں رہا وہ کچھ دیر تک میری طرف دیکھتا رہا پھر ایک لمبی سی زقند کے ساتھ وہاں سے فوجی ہو گیا ایک طرح سے میرا حوالہ میرے لیے میری ڈھال بنا کر مجھ کو دیکھ کر انسان کا ازلی دشمن بھی بھاگ نکلا۔ اس کے بعد جو بھی موذی جانور مجھ کو دیکھتا وہ ایسے دور بھاگتا جیسے سامنے اس کی موت کھڑی ہو مجھ کو خود پر فخر۔ محسوس ہونے لگا مگر جلد ہی میں اس خوش فہمی کو زہن سے جھٹک دیتا تقریباً دو یا تین دن میں نے اس اونچی جگہ پر قیام کیا پھر میں ایک دن کھڑا ہو کر اگلی منزل کا جائزہ لینے لگا۔

ابھی میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ کہیں سے ایک کوا اڑتا ہوا آیا وہ آکر سیدھا میری کھوپڑی نما سر پر بیٹھ گیا اور کایں کا میں کرنے لگا شاید وہ درخت کا سوکھا تاجھ کر مجھ پر بیٹھ گیا تھا میں اپنے کھوپڑی نما سر کو ہلا ہلا کر اس کو بھگانے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ پھڑپھڑا کر پھر میری کھوپڑی پر بیٹھ جاتا تھا اور اڑنے کا نام تک نہیں لے رہا تھا مجھ کو کوئی فسی محسوس ہو رہی تھی وہ مسلسل کایں کایں کے جارہا تھا آخر میں نے تنگ آکر اپنا استخوانی ہاتھ اوپر اٹھایا اور اپنے ہاتھ کی سوگی ہوئی انگلیوں سے کوے کو پکڑ لیا۔ اور پھر زور سے اس کو نیچے ڈھلوان کی طرف پھینک دیا نیچے جا کر وہ سیدھا اوپر کی طرف اڑنے لگا اور زور زور سے کایں کایں کرنے لگا اس نے کایں کایں کر کے پورا آسمان سر براٹھا تھا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے نہ جانے کہاں سے کوؤں کی ایک فوج سی آسمان پر جمع ہو گئی نیلے آسمان پر ایک کالی سی پھتری تن گئی دو دریا نہ کوؤں کی کایں کایں سے گونج

اٹھا ان سب کا رخ میری طرف تھا پھر جتنے بھی کوے میرے سوکے جسم پر بیٹھ سکتے تھے بیٹھ گئے وہ اپنی نوکیلی چوٹیوں سے میری سوگی ہڈیوں کو نوچ رہے تھے وہ مجھ پر چوٹیں مارتے تو ٹھک ٹھک کی آواز آرہی تھی جیسے کوئی سوگی ہوئی لکڑی میں کلیں ٹھونک رہا ہو میں ان کا وزن نہ سہہ سکا اور آخر کا نیچے گر پڑا جیسے کوئی سوگی لکڑی زمین پر گر پڑتی ہے میں جیسے ہی نیچے گرا تو وہ اڑ گئے اور پھر آسمان کی بلند یوں کو چھونے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گئے ان کے اڑتے ہی میں بھی بے ہوش ہو چکا تھا پھر معلوم نہیں کس وقت میری آنکھ کھلی تھی رات کی سیاہی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی اور میرا جسم سوگی ہوئی لکڑی کے بنجرے کی طرح بے حس و حرکت زمین پر پڑا ہوا تھا جس میں میری روح ابھی تک قید تھی میں دیکھ کر ان کو محسوس سب کچھ کر رہا تھا مگر اپنے جسم سے محروم ہو چکا تھا کھوپڑی نما سوکے چہرے کے اندر میری آنکھیں ناچ رہی تھیں اور میں نیلے صاف و شفاف تاروں بھرے آسمان کو دیکھ رہا تھا نیلے آسمان پر بے شمار ستارے جگمگا رہے تھے اور میں یاس و حسرت کی تصویر بنانا لاتعداد ستاروں کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا۔

کب تک میری روح اس ہڈیوں کے سوکے بنجرے میں قید رہے گی خدا جانے اس قید سے رہائی ملے گی بھی یا نہیں اس اجاڑ بیابان اور ویران جگہ میرا کوئی بھی پرسان حال نہیں تھا میری تنہائی بے بسی اور میرا دکھ یا پھر میں خود تھا میں سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہا تھا کافی دیر تک میں آسمان کی طرف بے بسی سے دیکھتا رہا کبھی کبھی جنگلی چوہے اور کیزے نہ کوڑے مجھ پر سے چھلانگیں مار مار کر گزر جاتے تھے مجھ کو محسوس ہوتا تھا کہ وہ مجھ پر سے گزرتے ہیں پھر معلوم نہیں اچانک ہی ایک چیتا کہیں سے نکل کر میرے قریب پہنچ گیا شاید اس کی چھٹی حس نے اس کو آگاہ کر دیا تھا کہ یہ کوئی جیتی جاگتی چیز ہے وہ اپنے کان کھڑے کر کے کچھ محسوس کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور اپنی تھوکی میری سوگی ہوئی کھوپڑی کے قریب لا کر کچھ سونگھنے کی کوشش کر رہا تھا کھوپڑی کے اندر سے میری آنکھیں سب

کچھ دیکھ رہی تھیں میں نے اپنی سانس اس ہڈیوں کے
پہنچنے سے نما جسم میں روک لی تھی۔

مجھ کو اس حالت میں اس سے ڈر گئے لگا تھا اور میں
خطرہ بھی محسوس کرنے لگا تھا اس نے بار بار میرے جسم کو
سو گھٹنے کے بعد میرے سونے ہوئے جسم کو چھو کر بھی
دیکھا اچھی طرح لمبی کر لینے کے بعد وہ اپنا منہ آسمان کی
طرف کر کے کھڑا ہو گیا شاید اس نے مردہ سمجھ کر مجھ کو
چھوڑ دیا تھا پھر نجانے اس کو کیا سوچھی اس نے میری سوچی
انتوانی ناگ اسے منہ میں پکڑ لی اور مجھ کو کھینٹ کر باں
سے آگے بڑھ گیا۔ وہ مجھ کو کھینٹ کر لے جا رہا تھا
اور میری سوچی ہڈیوں سے کھڑکی کی آواز آرہی تھی میں
بغیر کسی تکلیف کے اس کے ساتھ چھینٹا ہوا چلا جا رہا تھا
شاید اس نے میرے اندر زندگی کی رقی دیکھ لی تھی یا محسوس
کر لی تھی جیسی وہ مجھ کو گیسٹ کر لے جا رہا تھا کافی دور تک
وہ مجھ کو کھینٹ کر لے گیا تھا نیچے اتاری تھی اب اس کا رخ
نیچے وھلوان کی طرف تھا وہ وھلوان کی طرف اترنے لگا۔
پھر شاید وہ میرا وزن برداشت نہ کر سکا اور میری سوچی
ناگ اس کے منہ سے چھوٹ گئی اور میں فلا بازیاں کھاتا
ہوا نیچے وھلوان کی طرف لڑھکنے لگا میرا سونکا ہوا جسم کسی
گیندی کی طرح لڑھکتا ہوا نیچے جا رہا تھا میں نشیب و فرازی
طرف جا رہا تھا اور مجھ کو درو یا تکلیف ذرا بھی محسوس نہیں
ہو رہی تھی بلکہ میں خود کو ہلکا سا محسوس کر رہا تھا آخر کار
بہت نیچے کسی جگہ میرا پہنچ رہا تھا جسم رک گیا شاید وہ کوئی
ہموار جگہ تھی۔

میرا سونکا ہوا جسم اب سیدھا ہو گیا تھا اور میں ادھر
ادھر دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا وہ کوئی گہری کھائی تھی دائیں
بائیں کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا صرف دور بہت دور بہت ہی
اونچائی پر تھوڑا سا آسمان نظر آ رہا تھا جس پر اس وقت بھی
دو چار ستارے جگمگا رہے تھے میرا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا
جا رہا تھا اور میں دنیا سے بے خبر ہو کر بے ہوش ہو چکا تھا ہر
دکھ و دم کو بھلا کر شاید میں گہری نیند سوچکا تھا میرا سویا ہوا
ذہن ایک بار پھر بیدار ہو چکا تھا میں خود کو ایک بہت ہی
خوبصورت جگہ پا رہا تھا جہاں پر پھول ہی پھول تھے ہر

طرف پھولوں کی لدی ہوئی کیاریاں نظر آرہی تھیں انواع
و قسم کے رنگ برنگی پھول کھلے ہوئے تھے جنگلی خوشبودل
ودماغ کو معطر کئے جا رہی تھیں میں انتہائی سی خوشی محسوس
کر رہا تھا گویا میں جنت کی سیر کر رہا تھا وسیع و عریض باغ
تھا جس میں ہر قسم کے پھلدار درخت تھے درختوں کی
شاخیں ہر قسم کے میوؤں سے بھری ہوئی تھیں جنگلی مہک ہی
سے انسان کا شکم سیر ہو جاتا تھا۔

میں پھولوں کے لدے ہوئے کج سے مست روٹی
سے گزر رہا تھا آگے چھوٹی چھوٹی سیرگاہیں بنی ہوئی
تھیں چھوٹے چھوٹے دو دو کو تراش کر بہت ہی مہارت
اور خوبصورتی کے ساتھ گول کیا ہوا تھا اب میں ان سیر
گاہوں میں سے گزر رہا تھا جہاں تک میری نظر پہنچ سکتی تھی
میں قدرت کے حسین شہکار کو دیکھ رہا تھا کی جگہ بیٹھنے کے
لیے سنگ مرمر کے خوبصورت بیچ بنے ہوئے تھے میرے
سوا اس باغ میں کوئی دوسری ذی روح نظر نہیں آ رہی تھی
میں حیران تھا کہ اس وسیع و عریض باغ میں میں کیا ہوں
میں یہاں کیسے پہنچ گیا ہوں ہر طرف پھولوں سے لدی
ہوئی ٹیلیں نظر آرہی تھیں میں گھوم پھر کر تھک گیا تھا میں
ایک جگہ جہاں پھولوں کا ایک خوبصورت کچھ سا بنا ہوا تھا
وہاں پر بیٹھ گیا کہ تھوڑی دیر آدم کربوں زمین پر چھوٹی
چھوٹی سبز گھاس اگی ہوئی تھی میں اس نرم نرم گھاس پر لیٹ
گیا۔

معانی میری نظر ایک اونچی جگہ جہاں پر پھولوں کی
چادر سی ہوئی تھی وہاں پر بڑی میں وہاں کا منظر دیکھ کر
حیران رہ گیا پھولوں کے درمیان میں مجھ کو ایک نوری چہرہ
نظر آیا جو پھولوں کے درمیان میں ایک پھول بتی کی مانند
لگ رہا تھا چہرے پر سفید داڑھی کے بال سونے کی تاروں
کی طرح چمک رہے تھے لمبی دراز سفید ریش بھی سونے کی
تاروں کی طرح شانوں پر چمک رہی تھیں بغیر جسم کے
میں وہ چہرہ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا اس چہرے کی بھی مجھ پر
نظر پڑ چکی تھی جس کے خوبصورت ترانہ شدہ لبوں پر ایک
ولفریب سی مسکراہٹ تھی جو میری طرف تبسم نظروں سے
دیکھ رہا تھا۔ آج کتنی مدت کے بعد مجھ کو آدم زاد کا چہرہ نظر

آیا تھا۔ اور وہ بھی جسم کے بغیر میں نے دل میں سوچا کہ
شاید یہ بھی کوئی میری طرح کی آسیب کی بھیجٹ چڑھ
چکا ہے بحر حال میں اس انسانی چہرے کو دیکھ کر بہت خوش
ہوا تھا کہ اس بیابان اور ویرانے میں مجھ کو کوئی انسانی شکل تو
نظر آئی ہے میں ٹھنکی باندھ رہے اس نوارنی چہرے کو
دیکھ رہا تھا۔

اس چہرے میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ خلاء میں
تیرتا ہوا میرے بالکل اوپر ہوا میں متحرک ہو گیا اس کے
خوبصورت ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے جیسے وہ کچھ
بڑھ رہا ہو یا کوئی عمل کر رہا ہوں جوں جوں وہ کچھ بڑھتا
جا رہا تھا توں توں جیسے میرے جسم میں حرارت سی پیدا ہوئی
جا رہی تھی میں بھی اوپر خلاء میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا
جیسے اس کی آنکھوں میں کوئی سحر ہو اور میں اس سحر میں خود کو
جکڑا ہوا محسوس کر رہا تھا مجھ پر سرشاری سی چھائی ہوئی تھی
اوشیں خود کو چاک و چوبند محسوس کر رہا تھا مجھ پر غنودگی سی
چھانے لگی تھی۔

وہ میرے سر کے اوپر چمک کانٹے لگا چار پانچ چکر
کاٹ کر وہ سیدھا پھولوں کے بیچ میں جا کر کہیں غائب
ہو گیا اور میرا سر ایک جھٹکے سے نیچے زمین پر لگا اور پھر سارا
امنظر میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا اور گویا میں نے اپنی
دانست میں ایک کروت سی بدلی تھی شاید میں خواب کے سحر
سے آزاد ہو گیا تھا اور پھر میری آنکھیں گھپ اندھیرے
میں ادھر ادھر بھینک رہی تھیں۔

میری آنکھیں کل چلی تھیں اور میں نیند سے بیدار
ہو چکا تھا اور میں اوپر نیلے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ جس پر اب
بھی اکاد کا ستارہ سے چمک رہے تھے تاہم میں نے محسوس کیا
کہ میرے جسم میں حرکت سی ہوئی ہے اور کچھ تبدیلی سی بھی
لگ رہی تھی میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے جسم کو ٹٹولا
میں نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے پورے جسم پر پھیرا میں یہ
محسوس کر کے حیران رہ گیا کہ میرا پورا جسم اپنی اصلی حالت
میں تھا میں ایک جیتا جاگتا گوشت اور پوست کا انسان
ہوں میری خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی تھی میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور
خوشی سے جھونے لگا مجھ کو اس گھپ اندھیرے میں روشنی کی

کرن مل چکی تھی اللہ تعالیٰ نے میری کسی وقت کی دعا قبول
کر لی تھی جس کی وجہ سے میری اس عذاب سے جان
چھوٹ گئی تھی۔

اس وقت اللہ کی قدرت پر مجھ کو پختہ یقین ہو گیا تھا
کہ خدا جو چاہے کر سکتا ہے جس چیز کو جس سانچے میں بھی
ڈالے وہ اسی سانچے میں ڈھل جاتی ہے میں اللہ کی اس
مہربانی اور عطا پر بہت خوش ہوا تھا۔ اور اسی وقت اپنا سر
مجدے میں رکھ کر اور گڑ گڑا کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں
کی معافی مانگنے لگا اللہ تعالیٰ بے نیاز سے وہ جو چاہے
کر سکتا ہے اس کی لائمی بے آواز سے معلوم نہیں مجھ کو اس
اندھیر غمگینی میں کتنا عرصہ بیت چکا تھا حق اندازہ لگانا بہت
مشکل تھا اس اندھیر کھنسی نما کھائی میں بیٹھا ہوا تھا صبح کے
آثار نمودار ہو چکے تھے لمبی روشنی میں دن کا اندازہ ہو رہا تھا
جوں جوں سورج آگے بڑھ رہا تھا اس کی روشنی میں اضافہ
ہوتا جا رہا تھا۔

اب دائیں بائیں کا ماحول واضح نظر آ رہا تھا جس
جگہ پر میں بیٹھا ہوا تھا وہ جگہ پہاڑی کے درمیان ایک
کھائی نما جگہ تھی آس پاس پہاڑی بیٹھا تھے میں بہت
نیچے ایک ہمواری جگہ پر اٹکا ہوا تھا اور نیچے ایک بہت بڑا
دریا بہ رہا تھا۔ اور اوپر بہت ہی بلند و بالا پہاڑی سی غفریت
کی طرح کھڑا تھا میں اوپر جا سکتا تھا اور نہ نیچے۔ میں ایک
بہت ہی دشوار اور ٹھن جگہ ٹھن گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تو
مجھ کو میرا جسم لوٹا دیا تھا مگر میں اب ایک دوسری مصیبت
میں گرفتار ہو گیا تھا جس سے ٹھنکا بہت مشکل تھا اگر
میں نیچے اترتا ہوں تو دریا کی تیز لہریں مجھ کو اپنے ساتھ بہا
کر لے جائیں اور اوپر تو جانے کا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا
میرے سر پر ایک بہت بڑا ٹھن پہاڑ کھڑا تھا جس کو میں
قیامت تک سر نہیں کر سکتا تھا میں نے خود کو خدا کی سپرد
کر دیا تھا جو کرے گا خدا ہی کرے گا میں بے بس ہو گیا تھا
میں نے خود کو حالات کے سپرد کر دیا تھا اور پھر اسی جگہ بیٹھ
کر کسی ٹھن مدد کا انتظار کرنے لگا۔

معلوم نہیں موسم کس وقت خراب ہوا تھا اتنی بارش
برسنے لگی کہ دیکھتے ہی دیکھتے دریا کی تعیانی میں اضافہ ہو گیا

جوں جوں بارش تیز ہوتی جاتی تھی توں توں دریا کا پانی بلند ہوتا جا رہا تھا اور بارش میں بجبجک بجبجک کر میرا اب پانی اس جگہ پہنچ گیا تھا جس جگہ میں نے پناہ لے رکھی تھی میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا پانی میرے گھٹنوں تک پہنچ گیا تھا میں نے پتھر کی اجڑی ہوئی ایک سل کو پکڑا تھا اور پھر اس کے ساتھ چمٹ کر تھوڑا سا اوپر گیا مگر اوپر جانے کا کوئی راست نہیں تھا میرا سر پہاڑی سے ٹکرایا اور میری آنکھوں میں تارے سے تارے چلنے لگے اور سل میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور میں نیچے پانی میں آگرا مگر دوسرے ہی لمحے میں نے خود کو سنبھال لیا تھا اور میں پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر اوپر چڑھنے کی کوشش کرنے لگا ہموار اور چلین پہاڑی پر چڑھنا بہت دشوار تھا بغیر کسی سہارے کے اوپر جانا بہت ہی مشکل تھا پانی تھا کہ وہ اوپر ہی آ رہا تھا اب مجھ کو اپنی مہمت یقینی نظر آرہی تھی جو آہستہ آہستہ دبے پاؤں میری طرف بڑھ رہی تھی میں اس آفت ٹکبانی سے کسی بھی صورت نہیں بچ سکتا تھا۔

میں نے دل میں سوچا کہا گر مرنا ہے تو پھر آج ہی کیوں ناں کھلی کیوں۔ دے دیے بھی اب میری موت یقینی ہے میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور خود کو دریا کی لہروں کے حوالے کرنے کی تیاری کر لی میں نے بالاخوف و خطر ایک نعرہ حق بلند کیا اور پھر دریا میں جھلاٹک لگا دی مگر یہ کیا دریا کے پانی نے مجھ کو چھوٹا کر نہیں تھا میرے پاؤں کے نیچے نرم و ملائم پروں جیسی کوئی چیز تھی جس پر میں سوار تھا اور دریا کے اوپر ہوا میں تیرتا ہوا جا رہا تھا میں نے فوراً اپنی آنکھیں کھول دی تھیں۔

میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا نیچے ٹھانسیں مارتا ہوا دریا بہہ رہا تھا اور میں ہوا میں کھڑا اڑتا ہوا جا رہا تھا اور میں جس چیز پر سوار تھا وہ مجھ کو نظر نہیں آرہی تھی اور میرے اندر کا خوف بالکل ختم ہو گیا تھا اور میں قدرت کے اس رومنا ہونے والے معجزے پر حیران تھا کہ جس نے مجھ کو اس مہضن دشوار مرحلے سے بال بال بچالیا تھا میں اڑتا ہوا دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچ گیا تھا اب میں دریا کی دھڑکن سے دور چلا گیا تھا ایک بار پھر میرا سر جھدے میں

میں حسرت سے پانی کے اس طلسمی چشمے کو دیکھ

کھانا ہوگا میرے ہاتھ کچھ نہ آئے گا مگر وہاں بھی میرے صبر کا پتہ نہ چھلکے گا۔

انسان کو بھوک لگی ہو اور پھر سامنے کھانا نہ دیکھ کر تب رہ سکتا ہے اور پھر میں نے ایک تخت ہاتھ روٹی کی طرف بڑھا دیا دوسرے ہی لمحے روٹی میرے ہاتھ میں تھی یہ معجزہ دیکھ کر میں ششدر رہ گیا اور پھر میں نے ایک روٹی کے دو ہی نوالے کئے روٹی میرے شکم میں گئی اور مجھ کو عجیب سی توانائی اپنے اندر محسوس ہوئی میں نے جھٹ سے پانی کا پیالہ اٹھایا اور مزہ لوگ لیا ایک ہی سانس میں میں نے وہ پانی کا بھرا ہوا پیالہ ختم کر دیا تھا پانی پی کر میری آنکھوں کی روشنی تیز ہو گئی اور پھر میں نے باقی دو روٹیاں بھی کھالیں اب میرے جسم میں آرام اور سکون کی رقت پیدا ہو گئی تھی مجھ پر سرشاری سی چھانے لگی تھی اور مجھ پر نیند کا غلبہ بھی چھانے لگا نیند سے میری آنکھیں بوجھل ہونے لگیں اور میں نیند کی آغوش میں سر رکھ کر نیند کی وادی میں کم ہو گیا معلوم نہیں میں کب تک سوتا رہا ایک دن دو دن یا پھر دس دن مجھ کو کب اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔

عجیب سی آوازوں کے شور سے میری آنکھ کھل گئی اور میں جڑ بڑا کر اٹھ گیا میں چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا شور کی آوازیں بدستور آرہی تھیں مگر شور کرنے والا نظر نہیں آ رہا تھا آوازیں قریب تر قریب آتی ہوئی سنائی دے رہی تھیں میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور آوازوں کی سمت کان لگا کر دیکھنے لگا دوڑ سے سینے ایک عجیب و غریب آدی کو بھاگتے ہوئے دیکھا جس کے جسم پر کپڑے نام کی کوئی چیز موجود نہیں تھی جسم پر لمبے لمبے بال اور وہ برہنہ تھا اور دیوانہ وار بھاگ رہا تھا۔ اور اس کے پیچھے اسی طرح کے چار پانچ انسان نما شخص ہاتھوں میں مونے مونے ڈنڈے لیے ہوئے دوڑ رہے تھے ان کے منہ سے عجیب سی آوازیں نکل رہی تھیں وہ میرے قریب ہوتے چلے گئے۔ اب میں ان کی آواز سن سکتا تھا وہ کہہ رہے تھے چور چور مجھ کو اپنے اندر چھوٹیاں سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئیں اور خوف سے کانپنے لگا۔ اس کے بعد کیا ہوا یہ جاننے کے لیے دوسرا اور آخری حصہ ضرور پڑھیں۔

خونفاک ڈائجسٹ

یہ بھی اس اندھیر مگر کی ایک انوکھا چشمہ تھا پھر دور تک مجھ کو ایک جنگلی توت کا درخت نظر آیا جس کی شاخیں سیاہ سیاہ توتوں سے بھری ہوئی تھیں اور زمین پر جنگلی توتیں اس پچھلا درخت کو دیکھ کر ادھر میرے اندر آتش گرم ہو کر ابھی بھی میں نے وہاں سے درخت کی طرف دوڑ کر اپنی اور درخت کے قریب پہنچ گیا اور ہاتھ بڑھا کر توت کی کھلی ہوئی شاخ پکڑنی چاہی جو زمین پر پڑھی ہوئی تھی مگر میں بار بھی میرے ساتھ یہی ہوا وہ شاخ میرے ہاتھ سے ہوا کی طرح نکل گئی میرے سامنے جنگلی ہوئی شاخ موجود تھی مگر وہ میری گرفت میں نہیں آ رہی تھی کئی بار میں نے شاخ کو پکڑنے کی کوشش کی مگر میرا ہاتھ اس کو چھو نہ سکا اور ہوا میں لہرا کر رہ گیا کچے ہوئے سیاہ توت میرا منہ چڑا رہے تھے اور میں یاس بھری نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا میں حسرت بھری نظروں سے کبھی چشمے اور کبھی توت کے درخت کو دیکھ رہا تھا میں مایوسی کی ملی جلی کیفیت سے آگے بڑھ گیا کئی بار میں نے پیچھے کی طرف بھی مڑ کر دیکھا تھا پانی کا چشمہ اور وہ سیاہ توت کا درخت اپنی جگہ اسی طرح موجود تھے اب مجھ سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا میں ایک جگہ بھوک پیاس اور تھکاکٹ کی وجہ سے گر گیا وہ ایک کشادہ سی جگہ تھی میں وہاں پر لیٹ گیا اردن کے جالے میں نیلے آسمان کی طرف دیکھنے لگا اور سوچنے لگا کہ میں کبھی اندھیر مگر کی میں پھنس گیا ہوں جہاں کی ہر چیز طلسمی ہے جیسے ہر چیز پر جادو کیا گیا ہو یہ جگہ کوئی جادو مگر کی ہی لگتی ہے۔

آنکھیں بند کر کے میں کافی دیر تک سوچتا رہا حسرت کا نوں میں پھر پھر ابست کی سی آواز آتی جیسے کوئی بہت بڑا پتھر اڑا رہا ہو میں اس آواز کی طرف توجہ دینے لگا پتھر ابست کی آواز بند ہو گئی تھی میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا میری حیرت کی انتہا نہ رہی میری دائیں طرف زمین پر کھنکھناتے ہوئے پتھر پڑے اور ایک پانی کا بھرا ہوا پیالہ رکھا ہوا تھا جیسے دیکھ کر میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی میں نے اپنا لڑانہ وار روٹی کی طرف ہاتھ بڑھا مگر پھر مایوسی سے اپنا ہاتھ ہوا ہاتھ روک لیا کہ یہ بھی پانی اور توت کی طرح طلسمی

خونفاک ڈائجسٹ

خونفاک ڈائجسٹ

”بکری“

✓ تحریر: حافظ کامران، ضلع چارسدہ

باہر سے بکری کی مین میں مسلسل آ رہی تھی جس نے اس اندھیری رات میں ماحول کو انتہائی خوفناک کیا تھا تقریباً پانچ چھ منٹ تک تو میں چارپائی پر بیٹھا تھر تھر کانپ رہا تھا پھر دماغ نے کام شروع کیا تو سوچا کہ اس طرح تو کام نہیں چلے گا میں باہر نہیں جا سکتا تو دروازے کو تو پیٹ سکتا ہوں ناں اس طرح شاید نیچے سے میرے گھر والے مدد کیلئے آئیں یہ سوچ آتے ہی میں اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا لیکن یہاں تو ایک اور قیامت میری منتظر تھی وہ ایک بونا تھا پتہ نہیں کیسے اندر آ گیا تھا اس کے گردا گرد سفید دھواں تھا جس کی وجہ سے کمرے نیم روشنی سی ہو گئی تھی رات کے گھپ اندھیرے میں جہاں کمرے سے باہر ایک پراسرار بکری کھڑی ہو جس کے منہ سے سانپ نکل رہے ہوں ایسے میں کمرے کے اندر ایک سفید ڈرائونے بونے کا نمودار ہونا جس کے پاٹوں انتہائی چھوٹے اور سر معمول سے بڑا اور اس بڑے سر پر عجیب انداز سے باندھی گئی سفید پگڑی، کلک..... ک..... کون ہو تم؟؟ میں نے اپنی ساری ہمت کو جمع کر کے بس اتنا ہی پوچھ لیا،..... لیکن یہ کیا بونا جواب میں ہنسا اور جب ہنسا تو اس کے انکھوں کے ذہیلے نکل کر میری طرف آئے اور مجھے چھوٹے بغیر دوبارہ اس کی انکھوں میں چلے گئے اتنا خوفناک منظر دیکھ کر قریب تھا کہ میں بے ہوش ہو جاتا کہ وہ بونا بولنے لگا..... جاؤ..... جا کر ہمارے بیٹے کو آزاد کرائو جسے تم اپنی محبوبہ کے گھر باندھ کر آئے ہو ورنہ.....

خوف سے بھر پور ایک لرزہ دینے والی سچی کہانی

مجھے ایسا لگا جیسے میرے کان میں کوئی بہت زور سے چیخا ہو میرا اٹھ جانا بالکل فطری تھا یک دم مجھے لگا کہ کمرے میں میرے علاوہ کوئی دوسرا بھی موجود ہے سخت سردی کے باوجود میرے پیسے چھوٹ گئے خوف کی وجہ سے میرا خلق خشک ہو گیا میرے کانوں میں کھسک پھسکی آوازیں آرہی تھیں۔ کمرے میں گھپ اندھیرا اور آدمی رات کا وقت ہر طرف سانے کا راج تھا۔ ایسے میں کمرے کی گھڑی کی ٹک ٹک بھی صاف سنائی دیتی ہے

خوفناک ڈائجسٹ

108

J

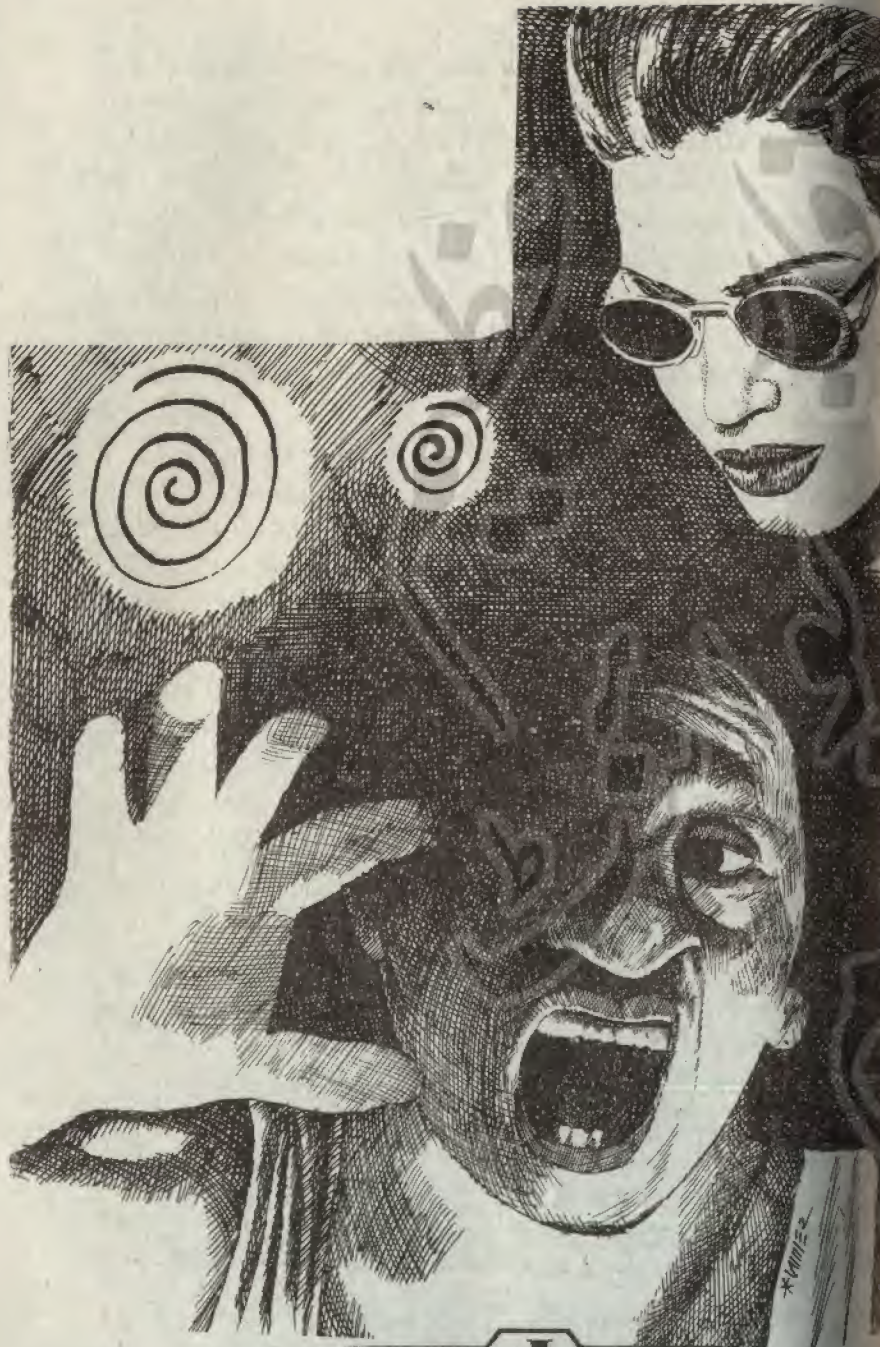
خوفناک ڈائجسٹ

بکری

109

J

خوفناک ڈائجسٹ



ابھی تک آ رہی تھیں میں نے اندھیرے ہی میں کمرے کا دروازہ کھولا۔ دروازہ کھولتے ہی میں اچھل پڑا کیونکہ باہر وہی بکری کھڑی تھی جو میں صوفی چاچا کے گھر باندھ کر آیا تھا میری حالت ایسی ہو چکی تھی کہ کبکب تو بدن میں ہونٹیں کے مصداق میں بالکل منجمد ہو گیا ادھر وہ بکری مجھے ایسے گھور رہی تھی کہ بس اپا تب حملہ کرنے والی تھی مجھے خوب اچھی طرح یاد تھا کہ میں نے خود اسے ناہید کے گھر باندھا تھا ناہید جو صوفی چاچا کی بیٹی تھی میری محبوبہ تھی ہم اکثر رات کے وقت ملتے تھے اس رات بھی میں ناہید سے ملتے اس کے گھر گیا۔

یہ تقریباً آدھی رات کا وقت تھا اور ظہری و مہر کی 14 یا 15 تاریخ تھی سخت سردی کے باوجود میں ناہید سے ملتے قبرستان کے خطرناک راستے پر جا رہا تھا کہ وہ بکری نظر آگئی آگے جانے سے پہلے ذرا اپنے اور ناہید کا تعارف کروا چلوں تاکہ قارئین کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ میرا نام شعیب ہے میں پشاور کے نواحی علاقہ میں ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں بہن بھائیوں میں میرا نمبر پانچواں ہے اور ناہید میرے چاچا صوفی انعام کی بیٹی ہے اس لحاظ سے وہ میری کزن ہوئی ہماری محبت اور ملاقاتوں کی داستان تو بہت طویل ہے جس کیلئے جواب عرض کے صفحات موزوں ہیں لہذا یہاں طوالت سے گریز کر کے صرف اسی رات کا واقعہ ذکر کروں گا قبرستان میں بکری کو دیکھ کر میں اچھل پڑا پہلے تو میں بلی سمجھ کر آگے بڑھا لیکن اس کی میٹ میں نے پھر مجھے اپنی طرف متوجہ کیا وہ اتنی عجیب بکری تھی کہ اسے دیکھ کر ہی مجھے جھرمجھری آگئی تھی۔ اس کی آنکھیں بلی کی مانند چمک رہی تھیں ناہید معمول سے لمبی اور انتہائی حیرت کی بات یہ کہ وہ بھی بکری لیکن چہرے پر بکرے جیسی داڑھی تھی وہ میرے ساتھ ساتھ چل رہی تھی میں بہت زیادہ ڈرا ہوا تھا لیکن پھر یہ خیال کر کے کہ کہیں ناہید مجھے بزدل کا طعنہ نہ دے اس بکری کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے گیا بکری کو دیکھ کر ہی ناہید کی دہلی چیخ نکل گئی یہ کیا لائے ہو؟ ناہید یہ مجھے وہاں قبرستان سے ملی ہے جا کر اسے

باڑے میں باندھ کر آؤ۔۔۔ نہیں مجھے اس کی آنکھوں ڈر لگ رہا ہے۔ چلیز شعیب اسے میرے سامنے ہٹاؤ ناہید رو باس ہوگی ناہید کی حالت دیکھ کر میں نے ہی بکری کو ناہید کے گھر میں بکریوں کے باڑے میں باندھ دیا یہ سوچ کر کہ صوفی چاچا ایک سیدھا سادھا انسان ہے بغیر انگوٹری کے بکری جس کی ہوگی اسے پہنچا دیں گے بکری باندھنے کے بعد ناہید بھی آج جلد ہی رخصت ہو کیونکہ آج وہ بہت زیادہ ڈر رہی تھی شاید بکری کی وجہ میں بھی ناہید سے ملاقات کے بعد گھر آ کر سو گیا تو پراسرار آوازوں سے دوبارہ اٹھ گیا اور اب دروازے پر اسی بکری کو سامنے کھڑا پایا جسے میں نے اپنے ہاتھوں ناہید کے گھر باندھا تھا میرے پاؤں لرز رہے تھے بکری کو اور بکری مجھے گھور رہی تھی کہ ایک دم ہی بکری منہ کھولا اس کے منہ میں اسنے بڑے بڑے دانت تھے میں حیران رہ گیا ابھی میں اس کے دانتوں کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اس سے چھوٹے چھوٹے سانپ نکل کر میری طرف آنے لگے میں چیخ مار کر پیچھے ہٹا اور دروازہ بند کر دیا چارپائی پر چھلانگ لگائی چارپائی پر چڑھ کر میں ایک کمرے میں سمٹ کر بیٹھ گیا میں بری طرح کانپ رہا تھا۔ خوف و جہ سے میری آواز بھی نہیں نکل رہی تھی یا اللہ یہ مصیبت مجھ پر نازل ہوئی میں دل ہی دل میں کوئی آہ یاد کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

باہر سے بکری کی میٹ میں مسلسل آ رہی تھی جس سے اندھیری رات میں ماحول کو انتہائی خوفناک کیا تقریباً پانچ چھ منٹ تک تو میں چارپائی پر بیٹھا تھر تھرا رہا تھا پھر دماغ نے کام شروع کیا تو سوچا کہ اس طرح کام نہیں چلے گا میں باہر نہیں جا سکتا تو دروازے کو توڑ سکتا ہوں ناں اس طرح شاید نیچے سے میرے گھر اندر مدھکیں آئیں یہ سوچ آتے ہی میں اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا لیکن یہاں تو ایک اور قیامت میری تھی وہ ایک بوٹا تھا جسے نہیں کیسے اندر آ گیا تھا اس کے گرد سفید دھواں تھا جس کی وجہ سے کمرے میں روشنی نہ گئی تھی رات کے گھپ اندھیرے میں جہاں کمرے

باہر ایک پراسرار بکری کھڑی ہو جس کے منہ سے سانپ نکل رہے ہوں ایسے میں کمرے کے اندر ایک سفید ڈراؤنے بونے کا نمودار ہوتا جس کے پاؤں انتہائی چھوٹے اور سر معمول سے بڑا اور اس بڑے سر پر عجیب انداز سے باندھی گئی سفید کپڑی، لنگ۔۔۔ کون ہو تم؟؟ میں نے اپنی ساری ہمت کو جمع کر کے بس اتنا ہی پوچھ لیا، لیکن یہ کیا بونا جواب میں ہنسا اور جب ہنسا تو اس کے آنکھوں کے ڈھیلے نکل کر میری طرف آئے اور مجھے چھوٹے بغیر دوبارہ اس کی آنکھوں میں چلے گئے اتنا خوفناک منظور دیکھ کر قریب تھا کہ میں بے ہوش ہو جاتا کہ وہ بونا بولنے لگا۔۔۔ جاؤ۔۔۔ جا کر ہمارے بیٹے کو آزاد کرادو تم اپنی محبوبہ کے گھر باندھ کر آئے ہو ورنہ ہم تمہارے سارے خاندان کو نیست و نابود کر دیں گے میرا بدن بالکل سن ہو گیا تھا اور میرے لیے واپس ناہید کے گھر جانا ممکن بھی نہیں تھا۔ سوچ کیا رہے ہو جلدی جاؤ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے بونے کی دھاتو سنائی دی تو میں اچھل پڑا۔۔۔ بونے بھائی خدا کیلئے مجھ پر رحم کر اگر میں دوبارہ وہاں گیا تو میں خوف کے مارے راستے میں مر جاؤں گا۔ میں نے روتے ہوئے بونے سے التجا کی تو بونا پھر دھاڑا کہ کچھ نہیں ہوگا تمہیں۔ کچھ نہیں ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ہی بونا غائب ہو گیا میں نے جلدی سے دروازہ کھولا اور نیچے جانے لگا یہ دیکھ کر مجھے قدرے حیرت ہوئی کہ باہر وہ بکری موجود نہیں تھی لیکن فوراً ہی میرا اطمینان کا نور ہو گیا کیونکہ بکری میرے پیچھے آ رہی تھی یہ دیکھ کر میں نے فوراً بھاگ کے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی لیکن مین راستے ہی میں راستے ہی میں رہ گیا وہ بوٹا پھر اپنی مکروہ شکل کے ساتھ میرے سامنے موجود تھا۔ اب میں نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔ اب میرے سامنے ایک ہی راستہ تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے ناہید کے گھر پہنچ جاؤں کہ وہ بکری میرے ساتھ ہی دوڑ رہی تھی سو کہ پہنچ کر کچھ فاصلے پر میں نے پولیس کی موبائل وین دیکھی میں نے اس کی طرف دوڑ لگا دی کہ شاید یہ لوگ میری کچھ مدد کر سکیں ساتھ ساتھ میری چیخیں بھی نکل رہی تھیں لیکن ایک بار پھر وہ بونا میرے سامنے آ گیا

اس بار اس کی شکل اتنی مکروہ اور ڈراؤنی تھی کہ میں برداشت نہ کر سکا اور بے ہوش ہو گیا۔ پتہ نہیں کتنی دیر بعد مجھے ہوش آیا شاید درمیان میں بہت کم وقت گزرا تھا کیونکہ جب مجھے ہوش آیا تو میں قبرستان میں تھا اور اس بار چھوٹے چھوٹے چوڑے میرے ارد گرد دائرے کی شکل میں تاج رہے تھے اب نکلنے کا راستہ بھی نہیں تھا میں اس وقت کوکوں رہا تھا جب میں نے ناہید پر اپنی دھاک بھانے کیلئے بکری کو لے گیا تھا میں نے اپنے آپ کو اتنا بے بس سمجھی محسوس نہیں کیا تھا جتنا اس وقت بے بس تھا وہ چوڑے ناچنے ناچنے دو قطاروں میں بٹ گئے اور ان کے درمیان ایک تنگ سا راستہ بن گیا اس راستے کے شروع میں پہلے دھواں سا بن گیا اور پھر اس دھواں کے درمیان سے وہ بونا نکل کر میری طرف آتا دکھائی دیا بونے کو دیکھ کر ایک بار پھر مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی اور پھر میرے ضبط کے مارے بندھن ٹوٹ گئے میں بچوں کی طرح رونے لگا۔۔۔ یوں رونے سے کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ وقت ضائع مت کرو جاؤ جا کر بچے کو آزاد کر دو تو تم بھی آزاد ہو جاؤ گے۔ بونے کی آواز جیسے گونج رہی تھی قبرستان میں۔۔۔ پھر یک دم ہی سب کچھ غائب ہو گیا بونا بھی اور چوڑے بھی۔ لیکن نجانے کہاں سے وہ بکری آگئی اور میرے آگے آگے چلنے لگی میں اس بار سکتے کی کیفیت میں بکری کے پیچھے چلنے لگا اب میں نے اپنے آپ کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ وہ بکری مجھے ناہید کے گھر پہنچا کر غائب ہو گئی۔ میں نے دروازہ کھولنا چاہا لیکن دروازہ تو بند تھا اور آدھی رات کو دروازہ کھٹکنا اپنی بدنامی کو آواز دینا تھا میں پہلے ہی بہت خوفزدہ تھا لیکن بدنامی کا ڈر سارے خوف پر حاوی تھا لہذا میں دیوار چھلانگ کر اندر گیا ناہید کا باپ صوفی چاچا ایک غریب آدمی تھا جس کا مٹی سے بنا چھوٹا سا گھر تھا اور چار دیواری بھی مٹی ہی کی بنی ہوئی تھی جس پر میں بہت آسانی سے چڑھ کر اندر گیا، اندر جا کر میں جلدی سے باڑے میں گھس گیا اور بندھی ہوئی بکری کو آزاد کیا۔ میرے ہاتھ پاؤں لرز رہے تھے بکری جیسے ہی آزاد ہوئی تو اس نے میری

طرف چھلانگ لگا کر ایک خوفناک آواز نکالی جس کے ساتھ ہی میں بھی چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ پتہ نہیں کتنے دنوں بعد مجھے ہوش آیا جب ہوش آیا تو میں ہسپتال میں تھا سارے گھر والے میرے ارد گرد پریشان کھڑے تھے میں بخار میں تپ رہا تھا تھاہت کی وجہ سے میری آواز نہیں نکل رہی تھی میں پورے 20 دن ہسپتال پر راجہ میں کچھ سنبھل گیا تو آخر کار گھر والوں نے پوچھ ہی لیا کہ میں اس رات قبرستان کیوں گیا تھا..... یہ تو مجھے بعد میں پتہ چلا کہ میں بے ہوشی کی حالت میں قبرستان میں پایا گیا تھا پتہ نہیں کون مجھے قبرستان لایا تھا بے ہوشی کی حالت میں؟ شاید اس بونے کو مجھ پر رحم آ گیا ہو اور اس نے مجھے بدنامی سے بچانے کیلئے نامید کے گھر سے نکالا ہو اصل بات تو اللہ کو معلوم ہے لیکن وہ یوناب بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑتا کبھی کبھی میرے خوابوں میں آتا ہے اور اوپر اپنے کمرے میں آنے پر اصرار کر رہا ہے کیونکہ اس واقعے کے بعد میرے اوپر سونے پر پابندی لگ چکی ہے آپ کا کیا خیال ہے مجھے بونے کی آفر قبول کرنا چاہیے یا نہیں؟ قارئین کی آراء کا منتظر۔

کوششوں کے باوجود اسے ڈھونڈ نہ سکی۔۔۔۔۔ حتیٰ کہ کیسینو میں انتہائی لوگوں کا بھیر تھا ہزاروں سینکڑوں رئیس زادے نازک کلیوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے کھڑے تھے کتنی بری نظریں یہاں کی سب لوگوں کی تھیں پر جس شہزادے کو مجھے ڈھونڈنا تھا وہ ابھی تک نہیں ملا شاید اسے بھی کسی سے۔۔

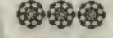
میں اتنی بڑی بات کیسے کہہ سکتی ہوں اچانک کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ مجھے ایک خوشگوار حیرت کا احساس ہوا لیکن جب پیچھے مڑ کر دیکھا میرے من میں ہو کہ سا اٹھا بیٹھ شیر فارن کا بیٹا کھڑا تھا اسے دیکھ کر میرے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ کی ایک لہر ضرور چھا جاتی یہ میری مجبوری تھی کیسی ہوا رہتا۔ کیا مجھے ڈھونڈ رہی ہو۔ ہاں میں بھلا اور کیسے ڈھونڈ سکتی ہوں اس کے ہونٹوں پر ایک جاندار سا قبضہ ابھر اسی ادا پر تیرا میں فدا ہوں پتہ ہی نہیں چلتا ہے اس نے ایک دھش سی مسکراہٹ کے ساتھ میری طرف دیکھا یہ اس کا شہر کا سب سے امیر باپ کا اکھوتا بیٹا تھا اور اس نے مجھے اپنے لائف پارٹنر کا شرف انتخاب بخشا تھا میری اور اس کی منگنی میں صرف چند دن رہ گئے تھے لیکن آج زندگی نے شاید ایک نیا موڑ لے لیا ہے میں بھی حیران ہوں کہ اسے کیسے ہو سکتا ہے جسے دیکھ کر میری حالت غیر سی کیوں ہو گئی تھی میں عجیب سے انداز سے سوچ رہی تھی اور ابھمن میں گرفتاری ہو گئی ہو پھر بھی مجھے کسی اور کے بارے میں نہیں سوچنا چاہیے تھے اگر مجھے سوچنا ہے تو اپنے حال اور مستقبل میں جھانکنے کے بارے میں سوچنا چاہیے میرا ماضی کس قدر بھی ہو لیکن مجھے اپنے ہونے والے مستقبل کے اسٹیشن اور اس کی پیسے کے بارے میں سوچنا چاہیے۔

آج اسے دیکھ کر دل بے اندازہ پر اثر آیا ہے میرا ماضی مجھے کیوں ستانے لگا ہے شاید یہ محبت ہے جو جو جاتی ہے پھر رنگ نسل اور بچ نہیں کچھ بھی نہیں دیکھا جاتا بلکہ اپنے محبوب کو پانے کے لیے دل بے قرار پورے وجود کو ایک نئے درد سے آشنا کر دیتا ہے میرے سامنے میرا ہوں ے والا ارب پتی جس پر ہزاروں حسناں مرتی ہیں میرے

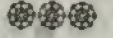
سامنے کھڑا ہے لیکن اس محفل میں مجھے کسی انجان شخص نے دیوانہ کر دیا ہے بیلورینا کہاں کھو گئی ہوا ہے میں بھلا کہاں کھو سکتی ہوں میں یہاں ہوں تمہارے سامنے۔ رہنا آج میں نے تمہاری آنکھوں میں عجیب سے رنگ دیکھ رہا ہوں تمہیں پتہ ہے یہ رنگ کیسے ہیں اسلطہ تمہیں پتہ نہیں چل سکتا یہ رنگ نبٹ کے ہیں اور میری آنکھوں میں آج محبت اس کھول گئی۔ یہ یہ محبت کس کے لیے اسلطہ رہ نہ سکا میری آنکھوں میں تمہیں محبت کا عکس نظر نہیں آیا کیا۔ رہنا حیران ہو کر بولی محبت کے رنگ بھی کتنے عجیب ہوتے ہیں جج پوچھو رہنا جب مجھے تم سے محبت ہوئی تھی تو میری آنکھوں میں بھی اس طرح عجیب سی چمک تھی اور وہ چمک صرف تیرے لیے تھی اور آج میں نے وہ چمک تیری آنکھوں میں دیکھی ہے میری آنکھوں میں جھانک کر دیکھو رہنا بد ہوش لہجے میں بولی تمہاری آنکھوں میں میرا اسی عکس ہے تو کیا تم آج میری محبت کے بحر میں گرفتار ہو گئی ہو۔ ہاں اسلطہ ہاں میں اعتراف کرتی ہوں کہ میں تمہاری ہی محبت میں گرفتار ہو گئی ہوں مگر مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اسلطہ کے جذبات اتنے شدید ہوں گے نور مجھے اپنی بانہوں میں اٹھالیا اور میں اپنے اس جھوٹ پر افسوس کرتی رہ گئی۔

میں نے کیوں جھوٹ بولا مجھے آج اس کی قربت زہر لگ رہی تھی کبھی کبھی ہم آگ سے کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر ہم اس خیل میں سرخرو ہو جائیں تو کندھن کے رہتے پر فائز ہو سکتے ہیں ورنہ دوسرے طور پر انجام انتہائی بھیا تک ہوتا۔ یہ جل کر راکھ بن جائیں گے مجھے بھی آج پتہ چلا تھا کہ اس فلت سائڈ کیا ہوتا ہے کیسے ہوتا ہے اسلطہ کی بانہوں میں مجھے سکون نہیں مل رہا تھا اور اچانک اسلطہ کی دیوانگی کو اس ہال میں سب نے محسوس کر لیا کبھی تو تیلوں کی بھر مار کر دی اور اسلطہ اس جنون سے باہر نکل سکا کبھی میں اس کی بانہوں سے آزاد ہوئی اور شرماتی ہوئی کیسینو کے خوبصورت ہال کی سیڑھیوں کی طرف بھاگی وہاں سے اوپر جاتے ہوئے میں نے ایک ڈھرم سے دروازہ بند کر دیا میں کھونے لگی اپنے اس بھیا تک ماضی

میں جس کے لیے میں اس بھیا تک ڈروا نے بھوت سے اس حال تک آگئی تھی میں اپنے ماضی کو شکست دینا چاہتی تھی لیکن یہ کسی آسب زدہ بدروح کی طرح میرے پیچھے چٹ گیا تھا۔



مجھے اب بھی یاد ہے ایک ایک شہ یاد ہے کہ میں نے زندگی کی ہر خواہش سے خود کو دستبردار کیا تھا اور اب جو میری ہر خواہش پوری ہوں والی تھی یہ روک میں خود لگا رہی تھی پاگل ہوں کتنی نادان ہوں میں ایک ایک وضاحت کر دوں میرے خوابوں میں اب بھی ایک ایسا بوڑھا آتا ہے وہی ایک روح ہے جو میرے ماضی سے میرے حال تک چمنا ہوا ہے میں نے یونہی آنکھیں بند کیں اچانک اس کا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے لہرانا ہوا گزر گیا اور میں نے فاد رکھا اور آنکھیں کھول دیں لیکن مجھے کچھ بھی نظر نہ آیا میں نے جب بھی آنکھیں کھولیں وہ مجھے کھلی ہوئی آنکھوں کے سامنے کبھی بھی نظر نہیں آیا میں ماضی کے آسب میں کھو گئی۔



ہزاروں ایکڑ زمیں دور دور تک شہرے موسم میں تیز ہواؤں کے دوش پر کھبت کہ شہری فصل لہرا رہی تھی اور کھیتوں سے آگے ایک کھلا میدان تھا جس میں ادا سیوں کی جھونپڑے نما گھر بنے ہوئے تھے یہ لوگ ساری زندگی سخت محنت کرتے تھے لیکن جب شہر نے کا وقت آتا تھا تو امریکہ کے سرکاران کی محنت کا پھل لے جاتے اور بدلے میں انہیں زندگی گزارنے کے لیے چند ٹکے دے جاتے جوان کا معمولی سا خواب بھی پورا نہیں کر سکتے تھے ان ہی کے بچ میں بھی زندگی گزارا رہی تھی میری آنکھیں خواہشوں سے بھر پور تھیں لیکن میرے اور میرے اپنے اور ہم عمر دوست میری باتوں کو سن کر مجھے پاگل سمجھتے تھے لیکن میں سب سے زیادہ حسین تھی یہ ویلی دور دور تک حسین نظاروں سے بھر پور تھی ہمارے درمیان ایک بہت ہی زیادہ ایک بوڑھا شخص بھی رہتا تھا جو ایک مانگ سے معذور تھا یہ بات مجھے بچپن میں بھی معلوم تھی اس کا اس دینا

میں کوئی بھی نہیں تھا وہ بچپن میں سے اکیلا تھا اور ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں رہتا تھا میں جب بہت چھوٹی تھی وہ پچاس سے اوپر تھا مجھے یہ بھی معلوم ہے وہ اپنے بچپن سے ہی ایک مانگ سے معذور تھا اور آج کل اس بیمار کی کو پولیو کی بیماری۔ بھی کہا جاتا ہے وہ بھیک مانگنے شہر جاتا تھا اور اکثر وہاں دو تین بچے گزار کر آتا تھا اس نے ساری عمر بھیک مانگ کر ہی گزاری تھی اور اب میں بائیس سال لا نو جوان خود رو سینہ عالم دینا ہوں بیس سال کی عمر میں میرا نام دینا تھا اور میں اسی گاؤں کی ویلی کے ان ہی جھونپڑیوں میں رہتی تھی جب کہ میں میرا اصلی نام دینا ہے اور میں بیس سال کی تھی تو وہ بورا جس کا نام ہیک اور تھا وہ اسی سال کی عمر کو کراس کر چکا تھا وہ انتہائی لاشہ کمزور ہو چکا تھا اور سارا سارا دن اسی جھونپڑی میں پڑا ہوا چار پائی پر رہتا میں بیس سال کی سب سے خوبصورت حسینہ تھی ان دنوں ایک لڑکا مجھ کو چھیرنے لگا اس کا سپنا بہت اونچائی تک تھا مجھ سے محبت کا دعویٰ کرنے لگا تھا آج بھی میری زبانی لڑکی ہوئی تھی۔

میں بہت ڈپریشن ہوئی تھی بس میں فرار کا راستہ چاہ رہی تھی لیکن میرے پاس ایک کوڑی بھی نہیں تھی میں نے ایک اور راستے کے بارے میں سوچا کہ میرے پاس صرف ایک راستہ بچا ہے جن سے وہ مجھے کبھی بھی نہیں اپنا سکے گا اور وہ تھا خودکشی کی راہ ہی میرے پاس بچی ہوئی تھی کیونکہ نہ میرے پاس پیسے تھے اور نہ زندگی گزارنے کے لیے کوئی ڈھنگ کا ہم سفر اور نہ کوئی گھر ہمارے مالک جنہوں کی زمیں پر ہم کام کرتے تھے میں نے اٹھارہ کی عمر تک سرکاری تعلیم اپنے ہی ویلی کے بچوں کے ساتھ حاصل کی تھی اور آج کل جولا کا مجھے تنگ کرنے لگا تھا وہ بھی میرے ہی ہم عمر تھا خوبصورتی ہمیشہ سے میری طرح اس کی بھی کمزوری تھی لیکن میں روز پرانے اخباروں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پڑھتی تھی اور اخبار کی خبروں کو پڑھ پڑھ کر مجھے پکڑانے لگتے تھے بس ایک ادھوری خواہش کا احساس ہوتا کہ دینا کہاں سے کہاں پہنچ گئی اور ہم بالکل زمین کے کیڑے رہ گئے میں ان ہی خیالوں میں جاری تھی کہ

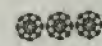
اچانک کسی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا میں چونک کھڑی ہوئی تھی جو
نہنے میں ایک بار ضرور مجھے کرنے کے لیے آتا تھا۔
میں نے غصہ سے اس کی طرف دیکھ کر کہا تم۔ ہاں میں
اس نے کھیر آواز میں کہا۔

آج کے بعد میں تمہیں کبھی بھی تنگ نہیں کروں گا
میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں اس نے ایک پرچی میری
طرف بڑھائی میں نے بدلی سے وہ پرچی اس سے لے
لی اور وہاں سے اس کی طرف پلٹ گئی دینا سنو تو۔ کیا ہے
اس پرچی کو ایک بار ضرور پڑھنا چاہتا ہوں تو پھر میں تمہیں شاید
کبھی بھی نہیں ملوں گا بے۔ یہ کہہ کر وہ پلٹا اور اسی لمحے
میں نے اسے پلٹ کر دیکھا تھا اس نے بھی ایک دم پلٹ کر
مجھے دیکھا لیکن نہ اس نے کچھ کہا اور نہ میں نے واپس اسی
طرح دونوں مخالف سمتوں میں پلٹ گئے میں تیز تیز
قدموں سے چلتی جا رہی تھی میں جھونپڑیوں کے قریب
جوںکی پہنچ گئی وہاں پر رک گئی تھی اور اسی لمحے میں نے ایک
بار پھر پلٹ کر دیکھا ہم دونوں ایک دوسرے سے تقریباً
کوئی پچیس گز کے فاصلے پر ہوں گے مجھے دور سے وہ
دکھائی دیا اسی لمحے اس نے مجھے پلٹ کر دیکھا تھا اچانک
کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی اور میں ماضی کے
آسیب سے چونکتے ہوئے باہر نکلی۔ کون ہے میں نے
دورازہ کھول دیا اس کیسینو میں یہ پرائوپیٹ رومز تھے جو
خاص دوچاہنے والے کے لیے بنائے گئے تھے باہر اسلٹ
ہی کھڑا تھا اسے دیکھ کر میرے منہ پر مسکراہٹ کی لہر کیون
دوڑ جاتی تھی مجھے آج تک پیہ نہیں چل سکا تھا بس اتنا مجھے
سمجھ آیا کہ۔ ہی از ریج پرسن۔ اور میں اس کی پیسے سے
پیار کرتی ہوں اور اس کا پیسہ ہی مجھے میری منزل دلا سکا
ہے بس میں صرف ہاتھ بڑھائی اور اپنی منزل کو پالیتی میں
نے اسلٹ کی طرف دیکھ کر کہا۔

اسلٹ تمہاری دیوانگی آج عروج پر تھی رہنا کیا تم
میری دیوانگی کو نہیں سمجھ سکتی یہ سب تمہارا ہی کمال تھا آج اگر
تیری آنکھوں میں میں محبت کے رنگ نہ دیکھتا تو شاید
۔۔ تو شاید کیا۔ میں نے اس کا جملہ اور فیل مت کرو بس
میں تمہاری رنگ۔ ہوا یک بہتر زندگی گزارنا چاہتی ہوں ہاں

میں بھی یہی چاہتا ہوں میں نے اس کے چوڑے کندھے پر
سے اپنا ہاتھ گھمایا۔ اور دونوں کمرے سے باہر نکلے جوئے
سے بازی اور عیاشی کا بازار بچے گرم تھا مگنی کے بعد ہم
کلب چلے گئے اسلٹ نے میرے کان میں سرگوشی کی
اچانک ایک دم اندھیرا چھا گیا تمام لوگ خاموش ہو گئے
اور ایک دم کیسینو میں ایک دم سرخس بنی جل اٹھی اور پھر ایک
دم ماحول پہلے کی طرح نارمل ہو گیا میں نے جب دیکھا تو
سبز صیوں میں۔ اتنی ترقی ہوئی تھی کہ بس دیکھتی رہ گئی آج
کی سپر مائل اور ماضی کی اسلٹ کے ساتھ پیار کی بینکس
لائی ہوئی اس کی ایسٹیمو پتھی اس کے چہرے سے نور کی
طرح سفیدی شعاعیں اٹھ رہی تھیں اس کے جسم پر نیم
عریاں لباس اتنا بڑا خوبصورت تھا جالی اور ریشم کے
کپڑے سے لہا خوبصورت گاؤنا اس نے پہن رکھا تھا
سفید لباس میں وہ آسان سی صورت تھی لیکن گندہ سی اتنی
خوبصورت لگ رہی تھی کہ کسی کو بھی پاگل کر سکتی تھی ہزاروں
کے دل اسے مٹھی میں کر سکتے تھے وہ ہم دونوں کے قریب
آؤ ورر گئی۔

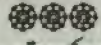
ادوبلو اسلٹ میں آج کی پارٹی میں خاص طور پر
انوائسڈ ہوئی ہوں اور ایک اداس ہمارے سامنے سے گزر
گئی اسلٹ کے چہرے پر ہوا میں اڑ رہی تھیں کہ اچانک
کیسینو میں میری نظر اس قاتل جان پر پڑ گئی یہ وہی اجنبی
تھا جس نے میرے ہوش گم کر دیئے تھے میں نے اسلٹ کا
تھما ہوا ہاتھ چھوڑا اور ششدر ہو کر اس اجنبی کی طرف دیکھا وہ
مسکرا رہا تھا یہ یقیناً کوئی ریش زدہ ہوگا میری نظریں جس
کی متلاشی تھیں وہ وہی آگیا تھا اور میں لوگوں کی بھیڑ میں
گم ہو چلی گئی۔



میرے بل کی بیل بار بار بج رہی تھی اور میں اپنے
گھر میں تھی یہ گھر بھی مجھے اسلٹ کے توسط سے ملا تھا کیونکہ
اس کے پاس بے بیش بہا دولت جو موجود تھی اور موبائل پر
اسلٹ کا نمبر ہی چمک رہا تھا میں نے اسے کیا اور فون کان کو
لگاتے ہوئے کہا ہیلو۔ او ہو کون اسلٹ کی مسکراتی ہوئی آواز
سنائی دی میں ہوں میری جان آج ہماری مگنی ہے میں

چاہتا ہوں کہ تم یہاں پلیس آ جاؤ اچھا میں آ رہی ہوں۔ اچھا
دینا یہ تو تباہ کل تم نے پارٹی کیوں ادھوری چھوڑی تھی
اسلٹ میں ڈپٹی کو پسند نہیں کرتی لیکن پارٹی میں وہ آگئی تھی
پورا کیسینو اس کی آمد پر مدھوش ہو چکا تھا اچھا میں ابھی بس
نکل رہی ہوں۔

ہمارا رابطہ منقطع ہو گیا میں اپنی مگنی کے لیے تیاری
کرنے لگی پتہ نہیں کیوں میرا دل انکار کر رہا تھا کہ میں یہ
مگنی نہ کروں لیکن انکار میں کبھی بھی نہیں کر سکتی تھی جب
میں نکلتی کا شکار ہوتی تو میں اپنے دونوں آنکھیں بند
کر لیتی تھی اسی لمحے بھی میں نے وہی کیا کچھ دیر خاموشی
چھائی رہی پھر ایک دم وہی آتما میرے بند آنکھوں
کیا سننے لہا کر چلی گئی۔ یہ بھیا تک بد شکل آتما ہمیشہ
میری رہنمائی کرتی چلی آتی تھی میرے بال ہواؤں کے
دوش پراڑنے لگے کیونکہ ستاری ہوا ایک کھیر آواز میرے
کانوں میں سنائی دی میں نکلتی کا شکار ہو گئی ہو میری مدد
کرو میں کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ تمہاری زندگی کا اپنا معاملہ
ہے اگر میں اس مگنی سے انکار کروں نہیں نے اس سے
مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ تو کیا تم مجھے ان کے شر سے
بچالو گے نہیں میں اتنا طاقتور نہیں ہوں کہ میں اب
انسانوں کے مد مقابل آؤں یہ کہہ کر وہ آتما چپ ہو گئی۔ تو
کیا میں اپنی محبت کی قربانی دوں شاید یہی بہتر ہے میں نے
ایک دم سمجھنے سے اپنی آنکھیں کھول دیں اور پھر نہ وہ آتما
تھی اور نہ اس کا کوئی نام و نشان بلکہ جب تک میری
آنکھیں بند ہوتی تو میری نظروں کے سامنے وہ بدروح نظر
آتی یہ آتما بھی میرے ماضی کی ایک نشان کے طور پر وہی
داستان تھی اور میں رفتہ رفتہ ماضی کی جھلکیوں میں کھو گئی۔



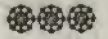
میں جوں جوں پچیس قدم مزید آگے آگئی تب
دوبارہ میں نے مڑ کر دیکھا تھا اب وہ صاف نظر نہیں
آ رہا تھا یہی پر مجھے احساس ہوا کہ مجھے اس کو روکنا چاہیے
تھا یوں جانے نہیں دینا چاہیے تھا میں نے ایک
بار پھر پلٹ کر دیکھا تھا لیکن وہ نہیں تھا اچانک جھونپڑی
سے کھاسی ہوئی آواز نے مجھے خیالوں سے نکال دیا یہ وہی

بوڑھے کی کھاسی تھی اور وہ اتنا بوڑھا تھا کہ اس کے پاس
اب کچھ بھی نہیں بچا تھا اس وجہ سے اس پر ترس آ گیا۔ وہ
انتہائی اکیلا بڑ چکا تھا میں مرے مرے قدموں کے ساتھ
آگے بڑھنے لگی کہ اچانک اس کی بوڑھے کی بڑ بڑاہٹ یا پھر
خودکامی نے مجھے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ وہ خود سے
بڑبڑا رہا تھا اتنی دولت کا کیا فائدہ جو مرے سے قبل انسان
کے کام نہ آ سکے۔ میرے پاس اتنے پیسے ہیں لیکن افسوس
میرے کس کام کے میں تو اپنے بستر سے بل بھی نہیں سکتا
تو پھر میرے پیسے میرے کس کام کے میں نے ساری
بھیک مانگ کر گزار دی لیکن اب کوئی بھی اپنا نہیں ہے جو
مجھے پانی تک پلا دے میری زبان خشک ہو رہی ہے اس
نے ایک آہ بھری اور پھر اسے کھاسی کا دورہ پڑ گیا میرے
پاؤں سے جیسے جان نکل گئی بے ساختہ کچھ دیر میں کھڑی
رہی پھر نہ چاہتے ہوئے بھی میں اندر آگئی چارپائی پر وہی
بوڑھا بے سجدہ پڑا ہوا تھا مجھے دیکھ کر صحت سے مجھے نکلنے
لگا کیوں آئی ہو میرا کوئی نہیں ہے بابا جی میرا بھی کوئی
نہیں ہے اس لیے میں یہاں آگئی ہوں لیکن میرے پاس
کیا ہے چلی جاؤ یہاں سے۔

بابا جی میں۔ میں زندگی میں کچھ کرنا چاہتی ہوں
غریب انسانوں کی مدد کرنا چاہتی ہوں الفاظ میری زبان
سے خود بخود ادا ہو رہے تھے ساتھ ساتھ میری آنکھوں سے
آنسوؤں کی لڑیاں بھی جاری تھیں تاکہ کل ہماری طرح
کوئی اور یہاں پر نہ ہو کا ش بابا جی کا ش اگر میرے پاس
پیسے ہوتے تو میں تمہیں شہر لے جاتی اور وہاں پر تجھے
ہسپتال میں داخل کرانی میرے اس بات پر بابا جی کہ
آنکھوں میں روشنی کی کرن نظر آئی ہاں لیکن میرے پاس
ایک نکتہ بھی نہیں ہے سوائے افسوس کے۔ پیسے میرے
پاس ہیں وہ۔ وہ سب پیسے۔ میں۔ میں۔ اس کی زبان
لوٹھرائی اور میں الجھن کا شکار ہو کر اس کے چہرے کی
طرف دیکھنے لگی اس لمحے اس پر کھاسی کا ایک شدید دورہ
پڑا میں اس کے کانوں کو تپانے لگی بابا جی بولے میں سن
رہی ہوں وہ اب ذرا جو بھی سمجھ لیا بابا جی آپ کچھ
تار بے تار ہے بابا۔ بابا۔ وہ پیسے میرے ی چارپائی کے نیچے

میں نے زمیں میں دفن کی گہرائی میں دفن کئے ہیں ایک بند بیک میں۔

اچانک اس کی گردن اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی لیکن اس کی سانسیں مدہم ہوئی میں نے ارد گرد پوری جھونپی میں نگاہ دوڑائی لیکن مجھے کچھ بھی نظر نہ آیا اچانک میں نے چار پائی کے نیچے جھانک کر دیکھا اس کے نیچے ایک چھوٹی گندی سی مسہری نظر آئی میں نے وہ مسہری مٹھ لی اور اس کے نیچے ایک کدال پڑی ہوئی دکھائی دی میں نے زمین کھودنے لگی زمین کی مٹی نرم تھی آسانی سے میں نے ایک بیک دھونڈ نکالا اور اگلے لمحے میں نے وہ بیک نکال لیا بابا جی بیک مل گیا کتنے پیسے ہوں گے اس بیک میں کس قدر اشتیاق سے میں نے پوچھا تھا لیکن جواب میں خاموشی چھائی ہوئی تھی میں بابا جی کے قریب آئی اس کی سانسیں اکھڑنے لگی تھیں اور میں بے بسی سے اسے دیکھنے لگی اس میں دس ملین ڈالرز ہیں دس ملین ڈالرز اس کی گردن ڈھلک گئی وہ کچھ بتانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن بتانہ سکا کہ کیا بول رہا ہے میں دے پاؤں وہاں سے نکل آئی۔

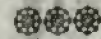


جالی کے سفید لباس میں سر پر خوبصورت تاج پہنے پاؤں میں اونچی ہیل والی جوتی اور اتالیبا گاؤں پہناتا تھا کہ دیکھئے والے کو مدہوش کر لیتی اس کی مسعید کے لیے حال میں ہر طرف پھولوں کی چٹائیاں بکھری ہوئی تھیں اور میرے ساتھ میرا ہوں والا منکیر اسلٹ نے میرا ہاتھ تھام لیا تھا اور ہم دونوں ہال کی سیز جیوں میں سے سنہرے قالین پر سے اتر رہے تھے اس نے میرے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا اور دوسرے ہاتھ سے ایک خوبصورت ڈیبا نکالی اور اسی ڈیبا سے اس نے ایک ہیرے کی چمکدار انگوٹھی نکالی اور مجھے پہنائی۔

میں نے اسے کس قدر مدہوش کر دیا تھا اس نے وہ اور میرے حسن نے آج کمال کر دیا تھا لوگوں کے سچ میں سے ایک شام سا چہرہ لوگوں کی بھیر میں سے نکلتا ہوا سچ کی طرف بڑھا اس کی آنکھوں میں اداسی تھی اور موتی نما

ہیرا اس کے رخسار پر سے پھیل کر نیچے آ گیا اس منظر نے مجھے کھوسا دیا میں نے شدید دکھ سے سوچا کہ کاش اسلٹ کی جگہ وہ کھڑا ہوتا اور میری مٹھتی اس کے ساتھ ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا اس نے بلیک کوٹ پہن رکھا تھا اور اس کی جیب میں میں نے سرخ گلاب دیکھا لیکن اسی لمحے مجھے اسلٹ نے اپنی پیٹ کی نشانی بالک اسی طرح ریڈورز پیش کر دیا اگلے لمحے اس نے مجھے کچھ کہنا تھا لیکن میں اس شخص کی طرف دیکھ رہی تھی وہ جواب میرے لیے اجنبی تھا اس نے یونہی پھو امیں کا گئی اچانک وہ جی کہاں سے ایک دم آوارا ہوئی بڑا سا گلدستہ اس کے ہاتھ میں تھا مبارک ہو اس نے کس قدر اشتیاق سے کہا تھا۔

اسلٹ اسے جب بھی دیکھتا کھوسا جاتا رفتہ رفتہ ہمارے لیے یہ یادگار بھی گزر گیا اسلٹ کو میں نے خدا حافظ کہا اور میں اپنے کھر کی جانب چلے گئی میرا گھر شہر کے گنجان آباد علاقے میں تھا سفید رنگ کا خوبصورت لمبا چوڑا اور بڑے رقبے پر مشتمل تھا۔ میں کار سے اتری وہاں پر میں نے اسی شخص کو دیکھا میری حیرت کی انتہا یہ رہی کیونکہ یہی شخص نے میری راتوں کی نیندیں اور دن کا چین اڑا دیا تھا میرے منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا میں آہستہ آہستہ اس کی سمت بڑھتی گئی۔



وہ بوڑھا کچھ بتانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن بتانہ پایا کہ کیا بتا رہا تھا میں وہ دس ملین ڈالرز کا بیک لے کر کمرے کی طرز سے اس جھونپڑے سے باہر نکل آئی اس کی گردن ایک طرف کواڑھتی ہوئی مجھے دیکھائی دی میں وہاں سے سیدھی اپنے جھونپڑے میں آ گئی اور میں کھود کر اس بیک کو اس میں دفن کر دیا پھر مجھے اس خط کا خیال آیا لیکن میں نے اسے پڑھنے سے قبل خود سے ایک وعدہ کیا میں اس خط کو اس وقت تک نہیں پڑھوں گی جب تک وہ نوجوان ایک بار پھر مجھ سے نہیں ملتا میں نے وہ خط بھی سنبھال کر رکھ دیا رات کو جب میں پرسکون نیند سوئی تو اس رات اسی بوڑھے کی آتما میرے خوابوں میں آئی وہ آتما پرسکون نہیں تھی وہ سخت بے چین اور پریشان دکھائی دی وہ

بار بار مجھے بلاتی رہی اور میں نے خواب میں اس کو آگ کے شعلوں میں پلٹے ہوئے دیکھا پھر میری آنکھ کھل گئی اور اس کی لاش کو سمندر میں پھینکا تھا کیونکہ جن کے آگے پیچھے کوئی نہیں ہوتا ان کو سمندر کی نذر کر دیتے تھے میں نے بھی کچھ نہ کیا اس لیے وہ آتما مجھے ڈرانے میرے خوابوں میں رفتہ رفتہ آنے لگی۔

یوں دن پر دن گزرنے لگے پہلے وہ آتما صرف خوابوں میں مجھے دکھائی دیتی تھی لیکن کچھ کہنے کی کوشش کرتی تھی لیکن کچھ نہ کہہ پائی یا پھر اس طرح اچانک وہ بوڑھا میرے سامنے آ گیا اس دن میں بہت ڈری تھی بوڑھا اب ایک ٹانگ سے معذور تو نہیں تھا میں پیسے سے پانی پانی ہو گئی لیکن اس کی آواز انتہائی سمجھتی تھی میں پیچھے ہٹنے لگی اور اپنی جھونپڑی کی دیوار سے ٹکرا کر رک گئی میرے پیسے چھوٹ رہے تھے اور میں اسے دیکھ کر ہر قدر کاپے لگی وہ آہستہ آہستہ میری طرف آتلیگا میری آنکھیں اس جس زدہ ماحول میں باہر کو اٹھنے لگی اور میں حیرت میں غرق ہو گئی پھر اچانک وہ بولا تم نے کہا تھا کہ میں تمہیں ہسپتال کے کمرے میں لے کر جاؤں گی تم نے دھوکہ کیوں کیا بابا جی میں کیا کرتی میرے بس میں کچھ نہ تھا میں نے ابھی تک تمہارے پیسوں کا غلط فائدہ نہیں اٹھایا ہے اور وہ پیسے میں نے خرچ نہیں کئے ہیں بلکہ تمہاری یاد کے لیے میں نے اسے دبا دیئے ہیں لیکن تم جاہلی ہو میرے نقش کو سمندر میں پھینکوانے سے بچا کتنی تھی اس فعل سے میں بہت سخت عذاب میں مبتلا ہوں اور میں اب چاہتا ہوں کہ تم میری مدد کرو۔

میں اس کی یہ بات سن کر مزید حیرت میں مبتلا ہو گئی بھلا میں تمہاری کیسے مدد کر سکتی ہوں اگر تم نے مجھے اس عذاب سے نجات دلائی تو عمر بھر تم جب تک جاہو مجھے اپنا غلام بنا سکتی ہو میں نے اسی فقیر اور بوڑھے شخص کی آتما کو واقعی اس وقت بہت پریشان دیکھا تھا یہ کیا کہہ رہے ہیں کہ میں تمہاری مدد کروں میں حیرت سے اسے ہی دیکھ رہی تھی مگر میں کیسے تمہاری مدد کر سکتی ہوں میں نے بوڑھے کی آتما کی طرف دیکھ کر کہا دیکھو تم اس طرح میری مدد کر سکتی

ہو اگر تم سمندر میں سے میری لاش کو نکال دو اور پھر اسے کھڑے ہو کر دفن کر دو اس طرح میری تکلیف میں کمی ہو جائے گی اور میں ہر مشکل وقت میں تمہارا ساتھ دوں گا مگر سمندر میں سے میں کیسے تمہاری لاش کو باہر نکالوں گی سمندر تو بہت ہی بڑا ہے اور گہرا بھی ہے میگ ملو بری کی آتما نے کہا۔ میں تمہاری رہنمائی کرتا رہوں گا اور تم میری رہنمائی سے میری لاش کو سمندر سے نکال دو گی میں نہیں وہ جگہ بھی بتا دو۔ گا جہاں پر سمندر میں میری لاش پڑی ہے اور اگر سمندری جانوروں نے اس لاش کو نقصان پہنچا دیا ہو تو پھر کیا ہو گا دینا۔ آتما غصے سے بولی اور میرا نام چیخ کر اس نے پکارا تم کب تک اسے نکال لوں گی میں غصے سے کچھ شہر سے لاؤں گی وہ انجین کی مشینیں اور تمہاری لاش کو سمندر سے نکال لوں گی اور پھر تمہارے کہنے کے مطابق اسے کھڑے ہو کر دفن کر دوں گی بابا اگر میں یہ سب کروں تو پھر تمہیں کیا ملے گا اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ایک بہت بھیاںک کہاں ہی جہنم لے گی کیونکہ میری لاش ابھی تک سمندر میں محفوظ ہے اور حیرت انگیز طور پر اسے سمندری مخلوق نے نقصان بھی نہیں پہنچایا ہے کیونکہ میری بھٹکتی ہوئی آتما اس چراغ کے بوڑھے فادری نظروں میں آ گئی ہے اور اس کے پاس حیرت انگیز طور پر جاوادی طاقتیں ہیں اس نے کئی روحوں کو اپنے قابو میں کر لیا ہے اور وہ ایک بہت بڑا جاوادی بننا چاہتا ہے اب تم اس کی خطرناک ارادوں سے مجھے بچاؤ کیونکہ وہ میرے جسم پر مختلف منتر جنت پڑھ کر اسے ایک مٹی میں تبدیل کرنا چاہتا ہے اور اس مٹی سے لوگوں میں خوف پھیلاتا چاہتا ہے بابا میں تمہاری مدد کروں گی میں اس فادری کو بالکل بھی ایسا نہیں کرے۔ دوں گی کیونکہ تم نے میری مدد کی ہے اور میں اب تمہاری مدد کروں گی۔



وہ شخص مجھے ہی دیکھ رہا تھا میں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی اس کی طرف بڑھ گئی میں سفید گاؤں میں ملبوس تھی اور ہلکی ہلکی چوڑی بھی میں نے پہن رکھی تھی وہ بھی سفید شرٹ اور بلیک پینٹ میں غضب ڈھارہا تھا اس کا ڈ

ہوائے بہت کب پہن رکھا تھا میں اس کے بالکل روبرو کھڑی ہوئی، ہلکی ہلکی ہوائیں چل رہی تھیں ارد گرد ہر جگہ پر گاڑیاں تیز رفتاری کی وجہ سے گزرتا ہوا کاجھونکاں دونوں کے بال اڑا دیتے تھے میرے لب تھر تھرائے اس نے اتنا کہا تم دینا ہوں۔

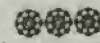
اس کو میں نے پہچان لیا تھا میرا ماضی اس سے جوڑا تھا میں کھونے لگی تھی کی سال پیچھے میرا ذہن چلا گیا تھا اس کا مجھے چھینٹا میرا چلتے وقت میرا ہاتھ پکڑنا اور اس کی میری آخری ملاقات بہت ہی عجیب تھی اس نے جو خط مجھے دیا تھا اس خط کو میں نے بالکل اسی طرح سنبھال کر رکھا ہوا تھا اور پڑھا نہیں تھا آؤ اندر آؤ دینا۔ اب تم نے اپنا نام رنیا کر لیا ہے اور خود کو اسطرح کے ساتھ جوڑ لیا ہے کیا تم نے میرا ذرا بھی انتظار نہیں کیا اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی لڑیاں رخساروں پر پھیلتے چلے گئے۔ میں کیا کرتی میں کتنا انتظار کرتی تھی تم نے آنے میں بہت دیر کر دی میرا ماضی بہت ہی پر اسرار ہو گیا تھا مجھے اس سے ٹکنا تھا ورنہ میں مر جاتی کیا تم اب مجھے بھول جاؤ گی یہ نہیں مگر میرا ہوں یو الا شوہر اور اس کا باپ انتہائی خطرناک ہیں کیونکہ وہ یہاں کی امیر ترین ہسپتال ہیں اور جو بھی انکے شعبے میں آجائے وہ واپس پھر ان کی دنیا سے نکل نہیں سکتا رینا تم میرے لیے وہی دینا ہو میں نے تمہاری خاطر تمہاری خوشیوں کی خاطر خود کو بدل لیا آوارہ گردی چھوڑ دی وہ سب برے کام چھوڑ دینے اور آج پانچ سال بعد جب میں وہاں گیا یعنی تمہارے گھر میں جہاں تم رہتی تھی وہ مکمل جگہ ہی بدل چکی تھی چپ کر جاؤ سیم۔ تم چلے جاؤ۔

کیوں۔ کیا تم نے وہ خط نہیں پڑھا تھا جو میں نے آخری بار تمہیں لکھا تھا وہ ابھی تک میرے پاس محفوظ ہے اور میں نے اسے نہیں پڑھا تھا ورنہ تم گھر جا کر وہ خط پڑھ ضرور لینا میں پھر آؤں گا ٹھیک ہے وہ غصے سے سرخ ہو کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا مجھ سے دور جانے لگا اور میں اپنے گھر میں داخل ہو گئی مجھے اچھی طرح یاد تھا کہ وہ چھٹی میں نے کہاں پر رکھی تھی اس لیے میں سیدھی سنور روم میں چلی گئی وہاں پر ایک پرانی الماری رکھی ہوئی تھی اس میں

میں نے وہ خط نکالا اس کاغذ کا رنگ زرد ہو چکا تھا میں نے وہ خط نکالا اور اسے پڑھنے لگی خط کی تحریر کچھ یوں تھی۔

دینا مجھے تم سے شدید محبت ہو گئی ہے اور میں تمہارے بنا ایک پل بھی نہیں گزرا سکتا میں جب تمہیں چھینٹتا ہوں تو مجھے ایک عجیب سی خوشی ہوتی ہے مگر میرے سینے بھی بہت اونچے ہیں جو اس دلی میں رہ کر کبھی بھی پورے نکلا ہو سکتے اور میں تمہارے بارے میں بھی سب کچھ جانتی ہوں کہ تم نے بھی اتنے ہی اونچے سینے دیکھے ہیں جو ابھی میں بالکل بھی پورے نہیں کر سکتا میں جا رہا ہوں اس سہنوں کی عمری میں جہاں پر ہمارے سینے پورے ہوں جیسے ہی مجھے لگا کہ ہمارے پاس اتنا سرمایہ آ گیا ہے کہ میں اور تم اپنی ہر خوشی حاصل کر سکیں میں لوٹ آؤں گا۔ اس دن مگر تم ایک وعدہ کرو تم میرا انتظار کرو گی مجھے یقین ہے جب میں تمہیں چھینٹتا ہوں تمہارے دل میں میرے لیے نفرت کے لاؤے اٹھنے لگتے ہیں مگر مجھے یقین ہے کہ ایک دن یہی نفرت محبت میں بدل جائے گی میرا انتظار کرنا میں واپس آؤں گا۔

تمہارا سیم۔ خط اس کے ہاتھ سے گر گیا رینا خود سے بڑبڑانے لگی سیم آئے میں تم نے بہت دیر کر دی میرے سینے تو مجھے مل گئے تھے جس دن تم مجھے یہاں چھوڑ کر چلے گئے تھے اس کے آنسو اس کے رخساروں پر گرتے رہے اور زمیں میں جذب ہوں گے لگے رینا نے اپنے آنسوؤں کو پونچھ ڈالا اور دل پر رکھ دی گئی۔



میں ار۔ اس جھوپڑیوں میں نہیں رہنا چاہتی تھی کیونکہ میگ اوہ کی ساری زندگی کی کمالی مجھے مل چکی تھی مگر ساتھ ساتھ میگ اوہ کی آتما نے بھی مجھے الجھا کر رکھ دیا تھا سیم کا جانے کا افسوس تو مجھے بہت ہی شدت سے محسوس ہو رہا تھا اس کا دیا ہوا خط میں نے سنبھال کر رکھ دیا میرا دل نہیں چاہ رہا تھا جوں ہی رات کی تاریکی پھیلی میں نے محسوس کر لیا کہ میگ اوہ میرے پاس ہے اس کی جھمبیر

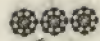
آواز سنائی دی رینا تم دیر کر رہی ہو ایسا مت کرو کیونکہ اس ناز نے چلے شروع کرنے کی ضمان لی ہے اور وہ بہت جلد یہاں کیوں کے قبرستان میں چلے شروع کر رہا ہے۔ میں کیا کروں۔

بابا جی تم سمندر میں آج رات کو درمیری لاش کو باہر نکالو مجھے تو تیرا بھی نہیں آتا ہے میں کیسے تمہاری لاش باہر نکال سکتی ہوں تم کسی تیرا کی سے بات کرو جو اکثر ہجرت اجرت کے لیے لاوارث لاشوں کو نکال دیتے ہیں ٹھیک ہے میگ اوہ میں ابھی جاتی ہوں لیکن پہلے میں کچھ پیسے اپنے ساتھ لے لوں ٹھیک ہے میں نے بہت سارے نوٹ اپنے بیگ میں رکھ لیے اور ساحل سمندر کے کنارے چل پڑی وہاں پر مجھے ایک آدمی ملا جو اجرت لینے کے تحت سمندر میں لاش کو ڈھونڈ کر نکال دے گا میگ اوہ کی آتما میرے ساتھ تھی اس لیے وہ میری رہنمائی کر رہی تھی اور میں اس آدمی کی اس آتما کو میگ اوہ کی آتما نظر نہیں آتی تھی بلکہ وہ صرف مجھے نظر آ رہی تھی میگ اوہ کی آتما مجھے اس جگہ لے گئی جہاں پر اس کی لاش سمندر میں ڈوب چکی تھی میگ اوہ کی آتما نے مجھے کہا اسی جگہ میرا جسم سمندر کی گہرائی میں محفوظ ہے میں نے اس تیرا کی سے کہا کہ تم اسی جگہ پر سیدھے سمندر کی تہ تک چلے جانا وہاں پر تمہیں ایک بوڑھے کی لاش ملے گی تم وہ باہر نکال لانا اور پھر دو گھنٹوں کے اندر اندر اس تیرا کی نے میگ اوہ کی لاش سمندر سے باہر نکال دی اب میں اسے وٹن کرنا چاہتی تھی۔

میں نے اس کو کہا کہ اب اس کو دفن بھی کرنا ہے کیونکہ یہ میرا بہت ہی عزیز تھا اور یہ کچھ دن پہلے سمندر میں اسی جگہ رکھا تھا جہاں پر اس نے زندگی کی بازی ہار دی تھی ہم نے اس کے بعد میگ اوہ کی لاش کو دفن کر دیا اور اس کی آتما کی ہدایت کے مطابق اسے کھڑے ہو کر دفن کیا میگ اوہ کی آتما نے مجھے ایک منتر سکھا دیا جسے میں نے سو بار پڑھ کر اس کی قبر پر پھونک دیا وہ تیرا کی نے یہ کام پیسے سے لے کر کیا تھا اور اس نے اپنے ایک دو ساتھیوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا قبر ایک ماہر گورکن سے کھدوائی گئی تھی ان

لوگوں کے جانے کے بعد میں میگ کی قبر پر اکیلی رہ گئی میگ کی آتما ایک ٹکٹا ہوا ہو گئی دینا۔ تم نے مجھے بچایا میں تمہارا احسان بھی نہیں بھولوں گا اگر میں اس پادری کے ہاتھوں لگ جاتا تو آتما عراس کی غلامی روحوں کے ساتھ رہتا اب جب تم نے مجھے کھڑے ہو کر دفن دیا ہے تو اس سے اس پادری کا چلنا کام ہو گیا ہے اور وہ ناکا کی کی وجہ سے اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے شاید آج کے بعد یعنی آج رات گزرنے کے بعد وہ مر جائے اور پھر میں آزاد ہو جاؤں گا مگر ایک میں نے سنا ہے کہ مرنے کے بعد آتما میں آساں پر چلی جاتی ہیں۔

ہاں دینا تم نے بالکل ٹھیک سنا ہے مگر کچھ آتما میں مرنے کے بعد بھٹکتی ہیں اور وہ یوں پھر کسی عامل کے قابو میں آجاتی ہیں مگر میری مجبوری ہے کہ میں اب بھی اس دنیا میں سے نہیں جاؤں گا کیونکہ میرا جسم کھڑے ہو کر دفنایا گیا ہے اور یوں میری روح اس دنیا میں محفوظ ہے۔ یعنی اب مجھے کوئی جاہور عالم پادری وغیرہ اپنی گرفت میں نہیں لے سکتے اور دینا یہ سب تمہاری وجہ سے ممکن ہوا ہے ورنہ میں تو کب کا اس پادری کی قید میں آجاتا اور پھر وہ مجھ پر طرح طرح تجربات کرتا مگر اب جب بھی تمہیں میری ضرورت پڑے تو اپنی دونوں آنکھیں بند کر لینا اور میرے چہرے کو اپنی آنکھوں کے سامنے لانا میں تمہارے سامنے آ جاؤں گا اور تمہیں میں مشکلات سے نکال لوں گا یہ میرا تم سے وعدہ ہے اس کے بعد میگ اوہ کی آتما غائب ہو گئی اور میں واپس اپنے دیلی میں آ گئی پھر میں نے وہاں سے وہ سارے پیسے لیے وہ میرے لیے بہت تھے شہر میں کئی مکان اور بنگلوں کی میں مالک بن گئی اور اونچی سوسائٹی میں میرے تعلقات بڑھ گئے میں امیر ترین شخصیت بن گئی اور یوں میں نے اپنا نام بھی دینا سے رنیا کر دیا رنیا نام مجھے میگ اوہ کی آتما نے دیا تھا اور یہ نام میرے لیے کافی اچھا بھی ثابت ہوا اور یوں میں نے امریکہ کے جزیرے لالوہا اپنے لیے ایک بہت ہی بڑا بنگلہ خریدا وہ سائیس اور سی میں امیر ترین شخصیت بن گئی اور بیٹن سوسائٹی کی مافیہ نے مجھے اغوا کر لیا۔



رینا سوچتے سوچتے لرز گئی وہ سوچوں کی دنیا سے باہر نکل گئی اور اچانک گیت پڑھنے کی آواز بھی سنائی دی اس نے دروازہ کھولا سامنے اسلٹ کھڑا تھا رات شروع ہو چکی تھی ہائے بے بی وہ لڑکھڑا کر اندر آ گیا کیسے ہو اسلٹ کیا ہوا ہے کیا بہت ہی زیادہ لی بی ہے جو کھڑے بھی نہیں ہو سکتے ہو رینا نے اسلٹ کو سہارا دے کر کہا ہاں بے بی وہی ڈپٹی آج کیسینو میں ملتی تھی اس نے جام پر جام پلا دیا۔ اوہو یہ تو بہت ہی برا ہوا اسلٹ میں اس مکار کو پسند نہیں کرتی مگر تم پھر بھی اس کے ساتھ تعلقات رکھ رہے ہو وہ لڑکھڑا کر صوفے پر گر گیا ڈارلنگ کسی باتیں کرنی ہو اس سوسائٹی میں ایسا ہی ہو رہا ہے تعلق رکھتا پڑتا ہے سبھی معاملات چلتے ہیں اسلٹ غمارالود لکچر میں بولا اس کی آنکھیں سرخ تھیں دیے اسلٹ اگر میں بھی کسی دوسرے کے ساتھ تعلقات استوار کر لوں تو تمہیں کیس اگلے گا جیسے ہی رینا نے یہ کہا۔ اس کا سارا اندھ ہرن ہو گیا اور وہ لڑکھڑا گیا اسے رینا کو بالوں سے پکڑ لیا اور چیخ کر بولا رینا تم نے یہ آج کہہ دیا مگر آئینہ بھول کر بھی ایسی بات مت کرنا ورنہ میں تمہاری جان لے لوں گا اسلٹ جس چیز کو پسند کرتا ہے وہ صرف اسلٹ تک ہی محدود رہتی ہے اور تم اگر۔۔۔ اینپ۔ اسلٹ میں کوئی چیز نہیں ہو میں جتنی جاگی انسان ہوں رینا نے اسلٹ کی بات کاٹ کر کہا۔

ہاں تم جیتی جاتی انسان ہو تو بھی تجھے دوران کر رہا ہوں کہ آئینہ وہ ایسی غلط بات ہرگز نہ کرنا ورنہ تم تو جاتی ہو کہ میں کتنا خطرناک انسان ہوں اسلٹ نے زور سے رینا کو دھکا دے دیا اور وہ صوفے پر گر گئی اس کا چہرہ نمیل لیب سے ہلکا سا لگا ادا اس کے گلے بال اس کے چہرے پر پھیل گئے اسلٹ لیے لیے قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے چلا گیا رینا سسکیوں میں رونے لگی کچھ دیر بعد وہ ابھی اور خود کو بری طرح سے تنہا محسوس کر رہی تھی اس کے آنسو اس کے رخساروں پر سے بہہ رہے تھے آدھے گھنٹے تک وہ گم حتم بھی رہی کہ اچانک پیچھے سے قدموں کی گون سنائی دی رینا نے مڑ کر دیکھا اور وہ چیخے دیکھتی رہ گئی پیچھے سیم

آ رہا تھا وہ آج بھی ہلکا حسین و جمیل لگ رہا تھا اور اس کا چہرہ غضب ڈھار رہا تھا خوبصورت لباس نے اس کی شخصیت میں نکھار پیدا کر دیا تھا سیم وہ اٹھ کر سیم کی طرف بھاگی سیم وہ اس کے گلے سے جا لگی سیم نے اس کے آنسو صاف کیے رینا کیا ہوا ہے کیوں رو رہی ہو سیم کو رینا نے ساری بات بتا دی وہ پھر سے رونے لگی سیم اب کیا ہوگا رینا تم کیا چاہتی ہو مجھے یہ بتاؤ کہ تم اسے چاہتی ہو یا مجھے یہ آئی لو یو۔ میں نے تمہارا خط پڑھ لیا ہے اور میں تمہیں سچا بتا دینا چاہتی ہوں کہ میں نے جب سے تمہیں دیکھا تھا میں اس وقت سے تم سے محبت کرتی ہوں اور میں تمہارا سوا خواہوں میں رہ رہی ہو اور وہ رہی بھی یہ نہیں تم کہاں رہ گئے تھے کا شتم پہلے آ جاتے تو آج اسلٹ نام کا آسیب میری زندگی پر مسلط نہ ہوتا رینا نے روتے ہوئے کہا رینا میں تمہیں اس میں سے کی کبھی بھی نہیں ہوں سے دو گنا میں اس کو جان سے مار دوں گا رینا یہ کیسے شخص تمہاری زندگی میں کیسے داخل ہو گیا تم مجھے بتاؤ ہاں اسلٹ مگر وہ بہت ہی کیس ہے اور وہ اس وقت بہت طاقتور بھی ہے وہ ہمیں مار سکتا ہے رینا تم ڈرو مت بلکہ میں نے جو تم سے پوچھا ہے صرف وہ بتاؤ ٹھیک ہے سیم کہ اسلٹ میری زندگی میں کیسے آیا میں تمہیں بتاتی ہوں رینا نے سیم کو بتانا شروع کر دیا۔

تم مجھے دہلی میں جس دن ملے وہ ہماری آخری ملاقات تھی تم نے مجھے خط دیا تھا تم نے کہا تھا کہ یہ خط میں پڑھ لوں مگر تمہارے جانے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ تمہیں رکتا چاہیے تھے اور میں نے خود سے یہ عہد کر لیا کہ جب مجھے تم دوبارہ ملو گے نہیں میں تمہارا خط اس وقت تک نہیں پڑھوں گی اس دن میری ملاقات میگ اور سے ہوئی وہ ایک بھکاری تھا اس نے مجھے دس ملین ڈالر زدے اس دن وہ دھرم گیا اسے وہیلی والوں نے سمندر میں پھینک دیا اس کے بعد مجھے میگ کی آتما نے پریشان کرنا شروع کر دیا وہ مشکل میں تھی میں نے اس کی مدد کی اور اس کی لاش کو سمندر سے باہر نکال دیا اور اسے عیسائیوں کے قبرستان میں کمرے ہو کر دفن دیا اس عمل سے اس کی آتما

پادری کی قید میں جانے سے بچ گئی اور میگ اور کی آتما نے پادری کو ختم کر دیا اور وہ میری احسان مند ہو گئی میگ اور کی پیسے میں نے وہیلی چھوڑ دیا اور امریکہ کی شفٹ ہو گئی میرے پاس پیسہ تھا۔ بہت جلد میرا اٹھنا بیٹھنا اونچے لوگوں میں شروع ہو گیا اور میرے نام سے بہت سارے جانکدا میں نے خریدی۔

اچانک اسلٹ میری زندگی میں آ گیا اس کا تعلق ڈیشن سوسائٹی کی مافیہ سے تھا ان لوگوں نے مجھے پیسوں کی خاطر اغوا کر لیا یہ ایک دو مہینے کی پہلے بات ہے اسلٹ کے لوگوں نے مجھے اغوا کیا اور مجھے ایک نہایت ہی خفیہ جگہ منتقل کر دیا۔ اسلٹ کا باپ بشیر فارن نہایت ہی گھٹیا شخص ہے اور وہ اسلٹ کے ساتھ مجھ سے ملنے آ گیا وہ ایک مکروہ شکل و صورت کا مالک تھا ان کے لوگوں نے مجھے کرسی کے ساتھ باندھا ہوا تھا اور میرے منہ پر پٹی لگا لی ہوئی تھی اس وقت میں اتنی پریشان تھی کہ میں نے بھی نہیں کر سکتی تھی کہ میگ کی آتما کو بلانی کہ وہ میری کچھ مدد کرنا اس کے آدمی نے میرے منہ سے سفید پٹی بٹائی میرے چہرے پر خوف کی گہری سلونیں صاف ظاہر ہو رہی تھیں اور پھر اسی دن اسی لمحے میرے معصوم چہرے پر اسلٹ کا دل آ گیا یقیناً ان لوگوں نے مجھے پیسوں کے لیے اغوا کیا تھا مگر پھر اسلٹ نے مجھے کچھ باتیں کی اور اس کی نظر میں شرائط تھیں مگر دراصل اس نے مجھ سے ایک سودا کیا تھا اس سے منگنی کا سودا اور میرے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا نہ کرنے کی صورت میں وہ میری ساری دولت بھی لے لیتے اور مجھے کسی قابل بھی نہ چھوڑتے اس لیے میں نے یہ سوچا کہ بہتری اسی میں ہے کہ میں اسلٹ سے سمجھوتہ کر لوں اور پھر اس نے باعزت طریقے سے مجھے چھوڑ دیا اور چند دنوں بعد مجھ سے منگنی کر لی۔

اس دن کیسینو میں تم مجھ سے ملے تم کچھ کچھ بدل چکے تھے مگر تم میرے دل میں بے پستے چلے گئے میں تمہیں کروڑوں میں پہچان سکتی تھی مگر اس وقت میں کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی صرف تمہیں دور سے دیکھ کر تھی مگر سیم اب میں تمہیں کھونا نہیں چاہتی ہوں اب میں تمہیں کھونا چاہتی

ہوں رو نیارو نے لگی۔ رینا میں جانتا ہوں اور کچھ بھی سکنا ہوں کہ تم پر اس وقت کیا گزر رہی ہے رینا اگر تم میگ اور کی آتما کو اسلٹ اور ان کے باپ کے سامنے لا کھڑا دو تو جیت تو تمہاری ہوگی نہیں سیم وہ لوگ بہت ہی شاطر ہیں اور میگ کی آتما نے مجھے بتایا تھا کہ ان لوگوں کے پاس ایک ماہر بخوبی بھی موجود ہے جو کالے جادو پر دسترس رکھتا ہے اگر میگ اور کی آتما ان کے خلاف سامنے ڈٹ جائے تو بھی ہار ہماری ہوگی اسلٹ نہایت ہی خطرناک ہے اور ان کے تعلقات بھی بہت ہی گہرے ہیں سیم اب کیا ہوگا ہمیں کچھ کرنا ہوگا ہاں رینا میں اس لمحے کو مار دوں گا میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا میں اس کو قتل کر دوں گا سیم اگر ان کو پتہ چل گیا کہ تو پھر بہت ہی برا ہوگا۔ ہمیں ایک منصوبہ تیار کرنا ہوگا اور ہم دونوں کو اگر ان لوگوں نے ایک ساتھ دیکھ لیا تو قیامت آ جائے گی ٹھیک ہے رینا میں تمہیں کسی بھی تکلیف میں دیکھ نہیں سکتا تم ہی بتاؤ کہ آخر میں کیا کروں۔

سیم تم کہاں گئے تھے مجھے چھوڑ کر رینا میں نے دن رات ایک ایک کر کے پیسے کائے میں یہ سب کچھ تمہارے لیے کر رہا تھا اور دن میں دو عدد جو ب کرتا تھا رات کو نائٹ کلبس میں پر فارم کرتا تھا اور سوتا بہت کم تھا میں پینٹنگ بناتا اور پھر میں نے اس کی نمائش کر دی میرے پینٹنگ بہت ہی زیادہ پسند کی گئی اور میں راتوں رات امیر و کبیر بن گیا میں ایک بہت ہی زیادہ آرٹسٹ بن گیا میں جب امیر بن گیا تو میں واپس آ گیا تمہیں بتانے کے لیے مگر تم مجھے نہ لی اخباروں میں پھر میں نے تمہاری تصاویریں دیکھیں مگر دوسالوں میں بہت دیر ہو چکی تھی۔ میں اخبار بہت کم پڑھتا تھا ورنہ تمہاری تصاویر شائع ہوتی رہتی تھیں مگر یہ سب مجھے شروع شروع میں بہت اچھا لگا تھا کیونکہ شہرت انسان کو آسان کی بلندیوں پر لے جاتی ہے خیر میں نے تمہاری تصویر اسلٹ کے ساتھ اخبار میں دیکھی تھی اور یہ سرفی تھی کہ غریب تم اسلٹ کے ساتھ منگنی کرنے والی ہو پھر میں تمہاری منگنی پڑ آ گیا اور اب تم بارے سلختے ہوں رینا میرے پاس اب

ہے شاد دولت ہے میں تمہاری ہر خواہش پورا کر سکتا ہوں
سیم نے رینا کو اپنی مکمل کہاں کی سنا کی سیم تم بس یہی رہو
مجھے چھوڑ کر مت جاؤ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے رینا میں بس
تمہارے پاس ہی ہوں میں اب تمہیں چھوڑ کر نہیں بھی
نہیں جاؤں گا تم فکر مت کرو اب میں سب کچھ ٹھیک
کر دوں گا۔

اچانک گیت کی کھٹی بجی رینا کی آنکھیں خوف سے
کھلی کی کھلی رہ گئیں اسلٹ۔۔۔ ہو گا اپنا بے تحشری باکی اور
سیم کی طرف غیر یقینی انداز میں دیکھا۔ اب کیا ہوگا کچھ
نہیں ہوگا تم جاؤ دروازہ کھولا اور اپنے چہرے کے تاثرات
ٹھیک کر دیکھیں چھپ جاتا ہوں ٹھیک ہے اچانک گیت
کی کھٹی پھر سنا دی رینا گیت کی طرف بڑھ گئی اور گیت کو
کھول دیا باہر اسلٹ ہی کھڑا تھا اس کے چہرے کے
زاوے بری طرح بگڑے ہوئے تھے اور وہ غضب ناک
حد غصے میں تھا سیم کی نیورڈ فراری کار کھڑی تھی اور اسلٹ
نے اسی گاڑی کو دیکھ کر اندازہ لگایا تھا کہ رینا کے ساتھ کوئی
بہرہ دہ کچھ دیر تک رینا کو غصے کی نظروں سے گھورتا رہا اور پھر
اس نے زور سے رینا کو کھدک دے دیا رینا منہ کے بل زمین
پر گر گئی اور اس کی تیز جیج بھی خارج ہو گئی اس کا چہرہ بری
طرح زخمی ہو چکا تھا میں نے تمہیں کہا تھا کہ میں اپنے
علاوہ کسی اور کو تمہارے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا کون ہے
وہ کہیں ہٹاؤ مجھے وہ زہریلہ ہو کر فرایا اسلٹ نے اس کو ہاتھ
سے پکڑا کہیں سے زہیل خونی کتے کھٹیا ہو تم جیسا ذلیل
انسان میں نے اپنی پوری زندگی میں کبھی بھی نہیں دیکھا
ہے اسلٹ اسے ایک زوردار دھکا دیا اور وہ دوبارہ منہ کے
بل زمین پر گر گئی مجھے گالی دیتی ہے چل میرے ساتھ میں
ابھی تمہارا حشر کرتا ہوں۔

اسلٹ اس کے اوپر جھک گیا اور اس کے منہ کو اپنے
مضبوط ہاتھ سے پکڑ کر کہا۔ پھر اسے رینا کو جھکے سے اٹھایا
اس کے ناک سے خون کی لکین بہہ رہی تھی جو اس کے منہ کو
سرخ کر رہی تھی وہ اسے چٹھنے لگا رینا چیخنے لگی اور اس سے
خود کو چھرانے لگی اچانک سیز جیوں کی اوٹ میں سے سیم
نکل آیا اس نے اسلٹ پر حمل تان لیا چھوڑ داسے ورنہ

میں تمہیں ابھی اسی وقت ٹھنڈا کر دوں گا اسلٹ پیچھے گھوم کر
اس نے سیم کو گھور کر دیکھا اس نے رینا کو چھوڑ دیا وہ انتہائی
حد تک غضب ناک ہو گیا تھا وہ تو تم مجھے مارو گے اسلٹ
گر جاسیم نے داخل اس کے سر پر زور سے دے مارا جس
سے اسلٹ کا زور ٹھنڈا ہوا گیا۔ رینا تم جاؤ سیم بولا
نہیں سیم اس کہیں سے کچھوڑنا مت اسے مار ڈالو یہ انتہائی
حد تک ہمارے لیے خطر ناک ہے رینا میں تمہیں دیکھ لوں گا
اسلٹ گرج کر چیخا سیم اپنی تیزی سے بولا اسلٹ نے
زوردار لات سیم کی ٹانگوں کے بچ مار دی وہ اپنا توازن
برقرار نہ رکھ سکا اور لو کھڑا گیا داخل اس کے ہاتھ سے
چھوٹ کر گر گیا رینا نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور میگ
اور کا سراپا اپنے ذہن میں لے آئی میگ اور برکی آتما
غائب نہیں ہوئی اسلٹ نے داخل اٹھایا اور سیم کے سینے پر
بیٹھ کر اس کے سر پر مکوں اور لاتوں کی بارش کر دی میگ
اور میری مدد کر میں بہت مشکل میں ہوں رینا میں تمہیں
بتا چکا ہوں کہ میں اسلٹ اور اس کے ٹینگ کو کچھ بھی نہیں سکتا
ان سب پر ایک پادری نے عمل کیا ہوا ہے اور یہ لوگ
صرف زندہ انسانوں کے ہاتھوں ہی مر سکتے ہیں
میں صرف تمہاری رہنمائی کر سکتا ہوں ٹھیک ہے میں کچھ
کر تا ہوں رینا بولی اسلٹ پر جیسے جنون طاری ہو چکا تھا وہ
سیم کے چہرے کو لہو لہاں کر چکا تھا اور اب اس نے داخل
کی نال اس کے منہ میں رکھ دی تھی رینا نے گیت کے
ساتھ بڑا ہوا باری کھلا اٹھایا اور اسلٹ کی طرف بڑھنے لگی
اسلٹ قہقہے لگانے لگا۔

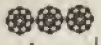
میں تمہیں بہت ہی بھیا تک موت ماروں گا وہ جیسے
ہی ٹرگر دبانے لگا تھا رینا نے اس کے سر پر گملا دے مارا
اسلٹ کی بھیا تک جیج نکل گئی داخل پر اس کی گرفت داخل
پر گئی اور وہ اپنا سر پکڑ کر رہ گیا۔ رینا نے جلدی سے داخل
سیم کے منہ سے نکالا اور اس کو اسلٹ پر تان لیا اور پوری چھ
کی چھ گولیاں اسلٹ کے دل کے مقام پر دے ماری میگ
اور برکی آتما یہ دیکھ کر سر پکڑ کر رہ گیا۔ رینا لرزے لگی رینا سیم
نے کیا کر دیا تم نے اسے کیوں مارا اسلٹ چند سانس لینے
کے بعد ٹھنڈا ہو گیا اور رینا جلدی سے سیم کی طرف متوجہ

ہوئی اس کی حالت بہت ہی بری ہو چکی تھی میگ اور براکر
میں اسے نہیں مارتی تو وہ ہم دونوں کو مارتا سیم نے سیم کو
کھڑا کیا مگر ابھی اسی وقت بشیر فارن کو پتہ چل جائیگا کہ
ان کے بیٹے کو مارا جا چکا تھا سیم حیران رہ گیا کیا مطلب
بشیر فارن کو کیسے پتہ چلے گا اس کی لاش تو ابھی تک اس نے
دیکھی ہی نہیں ہے۔

سیم نے حیرانگی سے میگ کی آتما سے کہا سیم اس کا
خاندان نہایت ہی کمینہ اور ذلیل ہے دراصل اس کے
دادا کا پردادا جادوگری اور خوفناک چلے وغیرہ کیا کرتے
تھے ان کے خاندان میں ایک عدد ایک بہت ہی بڑا جادوگر
تھا اس نے مرنے سے پہلے سے اسلٹ کے جسم پر اپنا کوئی
جادو لائی منتر پڑھا تھا کہ جب اسلٹ کبھی کسی بھی وقت
مرے گا تو اسلٹ کے باپ کو اسی لمحے پتہ چل جائے گا اور
اس کا باپ ایک طوفان اٹھادے گا اس نے پچھلے میں
سالوں سے جادوگری کو چھوڑ دیا تھا اور یہاں اس ملک کی
برزخیں پر اپنا روپ و بدبہ قائم کر دیا تھا مگر ان کے پاس اب
کئی بھی خلقتیں موجود ہیں میگ اور برکی آتما نے سیم کو مختصر
اسلٹ کے خاندان کے پس منظر کے بارے میں بتایا اسلٹ
کے جادو کی طاقتوں کے بارے میں رینا پہلے سے جانتی
تھی میگ اور وہ لوگ ہمیں نہیں چھوڑے گا ہمیں یہ جگہ
بھڑائی ہوگی جادو کی طاقت نے بشیر فارن کو بتا دیا ہوگا کہ
اسلٹ کو کس نے کیسے اور کیوں مارا ہے رینا نے کہا ہاں رینا
وہ ٹھیک کہہ رہی ہے تم دونوں یہاں سے فوراً بھاگو میں سیم تم
دونوں کی مدد کر دوں گا تم دونوں جلدی کرو وقت بہت ہی کم
ہے سیم آؤ بھاگ چلیں اگر ہم اس کے ہاتھوں لگے تو وہ
میں سیم ہی بھیا تک موت مارے گا سیم نے دیکھا کہ ہاتھ
میں سے پکڑ لیا اور کہا چلو چلیں یہاں سے بہت دور
جائیں وہ لوگ ہم تم تک نہ پہنچ سکیں رینا روتے ہوئے بولی

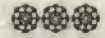
رینا دونوں دروازے سے باہر نکل گئے لان میں
اسلٹ کی رید اور بلیک کلر کی پڑاؤ میں دونوں بیٹھ
سلاو کا زنی فرمائے بھری ہوئی گیت سے نکل گئی میگ
اور برکی آتما زنی ہوئی گاڑی کے پیچھے سیٹ پر بیٹھ گئی اور

گاڑی سڑک پر نہایت ہی تیز رفتاری سے چلنے لگی سیم ہم تو
کئی چنگلوں کی کسی انجانے سمت کی طرف بڑھ رہے تھے
سیم مجھے ہی ڈر لگ رہا ہے اور مجھے اسیلٹ رہا ہے کہ جیسے
ہم کئی چنگلوں میں ہوں ہماری کوئی منزل نہیں ہو کہ ہم
کہاں جائیں ہاں گریں گے رینا نے خوفزدہ لہجے میں کہا
رینا بس تم کوئی ٹکڑی کروا کر ادھر والے نے چاہا تو باخیریت
ہم منزل تک ہی پہنچ جائیں گے رینا کے چہرے پر خوف کی
سلوٹیں گہری ہوئی تھیں۔



بڑے وائٹ بیلس میں بشیر فارن جھکے سے اٹھ بیٹھا
اس کی آنکھیں نہایت ہی سرخ ہو چکی تھیں نہیں وہ جیج کر
اٹھ بیٹھا اس کے پادری نے خبردار کر دیا تھا کہ اسلٹ کا سڑور
ہو چکا ہے میز پر پڑی ہوئی وکی کی بوتلیں سیٹھنے الٹ کر
نیچے پھینک دی اور بیلس کے تہ خانے کی طرف گھومے
پادری کی طرف چلا گیا وہ ایک ہی قدم میں تین تین چار
چار پیڑھیاں پھلانگ رہا تھا وہ جیسے ہی تاریک تہ خانہ
میں پہنچ گیا پادری کو اس نے گردن سے پکڑ لیا کس نے
مارا ہے میرے بیٹے کو پادری منہ ہی منہ میں منتر پڑھنے لگا
اور پھر اس خلا کی طرف اوپر دیکھا بشیر فارن نے پادری کو
چھوڑا اور تہ خانے کے اوپر حصے کو گھورا تاہم ایک میں دھوئیں
کے مانند دھچرے نمودار ہوئے انہیں۔۔۔ بشیر فارن ان کو
دیکھ کر چیخا یہی ہے تمہارے بیٹے کے قاتل پادری جھلا کر
بولا وہ چہرے کسی اور کے نہیں بلکہ رینا اور سیم کے تھے یہ
لڑکی تو میری ہیں۔ والی بھوتھی کیسے میرے بیٹے کو قتل
کر سکتی پادری تم تو جانتے ہو کہ پچھلے بیس سالوں سے ہم
نے جادو چھوڑ دیا تھا مگر یہ ہمارے بڑے بزرگوں کا کام تھا
اس لیے ہم نے نشانی کے طور پر تمہیں رکھا اور تم کبھی اب
مر جاؤ گے کیونکہ تم نے میرے بیٹے کو مرنے سے نہیں بچایا
پادری کے چہرے پر خوف کی سلوٹیں گردش کرنے لگیں
بشیر فارن نے اس کی کپٹنی پر گن رکھ دی تھی اور اگلے ہی
لمحے اس نے گولی چلا دی پادری وہی بری دم توڑ گیا آء
پادری کے منہ سے آخری گونجدار جیج نکلی بشیر فارن تہہ
ناتے سے نکل گیا۔

اس نے اپنے خونی ہر کاروں کو ریٹا اور سیم کے پیچھے لگا دیا۔ اس نے اوپر حکام سے فون پر بات کی اور شہر کے تمام خارجی راستوں پر تاکہ بندی لگا دی پندرہ منٹوں کے اندر اندر تمام راستے بند ہو چکے تھے ریٹا پر انعامی رقم بھی رکھ دی گئی تھی پولیس بھی ریٹا کے پیچھے پڑ چکی تھی اور ریٹا کے گھر پر کوئی بھی نہیں تھا سیم اس لڑکی کو ڈھونڈتا ہے ورنہ ناکامی کی صورت میں موت ہماری مقدر ہوگی وہ اس آدمی کے دو بڑے بڑے چپوں میں آئے تھے اور اب ریٹا کے گھر سے نکل رہے تھے انکی گاڑیاں تیزی سے ریٹا کے گھر سے نکل گئی۔



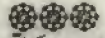
سیم گاڑی روک دو اچانک میگ اوپر کی آتما ڈھاری سیم نے گاڑی کو بریک لگائے گاڑی کے ٹائر چرچرائے ریٹا نے خوفزدہ نظروں سے میگ کی آتما کی طرف دیکھا کیوں کیا بات ہے سیم کمال ہو گیا ہے مجھے پتہ چلا ہے کہ اب میں ان پر بھاری پڑ چکا ہوں وہ لوگ اب تمہارا بال بھی بچا نہیں کر سکیں گے میگ اوپر کی آتما نے کہا ریٹا یہ سن کر اسے ٹھوڑی بہت امید ہوئی مگر ڈر اب بھی اس کے اعصاب پر بری طرح سوار تھا سیم نے حیرت سے پوچھا میگ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ تمہارے ساتھ اب ہم لوگ محفوظ ہیں ریٹا نے بھی سوالیہ نظروں سے میگ کی طرف دیکھا دراصل بشیر فاران نے بیٹے کی جدائی میں اپنے سب سے وفادار آدمی کو مار دیا ہے وہ آدمی بہت بڑے علم والا تھا وہ ایک پادری تھا اور یہی آدمی نے ان پر ایسا طلسم قائم کیا تھا کہ کوئی بھی آتما یا روح ان لوگوں کے مقابلے میں نہیں آسکتی تھی لیکن جب پادری نے بشیر فاران کو اسلٹ کی موت کی خبر سنائی تو وہ غصے سے پاگل ہو گیا اور فوراً آؤ دیکھا نہ آؤ دیکھا بس جاوے گا پادری کو مار دیا ورنہ وہ اس پادری کے ذریعے تم دونوں کو کھوں میں پکڑ سکتا تھا۔ اور اب ان کے بندے تم دونوں کو پاگل کتوں کی طرح ڈھونڈ رہے ہیں مگر میں بھی دیکھتا ہوں کہ وہ تم دونوں تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔

اچانک ان کی رکی ہوئی گاڑی سے ایک جیب زور

سے آکر انکی آء آ۔ ریٹا کے منہ سے ایک تیز چیخ خارج ہوئی ان کی گاڑی چند قدم آگے بڑھی اور پیچھے جیب میں بشیر فاران کے بندے بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک آدمی باہر نکلا ریٹا کی آنکھیں خوف سے باہر نکل آئی سیم اسی لمحے حیران رہ گیا دوسرے جیب میں سے بھی آدمی باہر نکل آئے اور ان کی گاڑی کی طرف آنے لگے ان کے ہاتھوں میں رائفلیں تھیں اچانک گاڑی میں سیم چابی گھمائی اور سٹارٹ ہو گئی گاڑی آگے بڑھنے لگی وہ لوگ جو رائفلیں تان کر ان کی طرف آ رہے تھے اسے گولیاں چلائی شروع کر دیں مگر حیرت انگیز طور پر گاڑی کو ایک بھی گولی نہیں لگی میگ اوپر کی آتما بولی سیم گاڑی کی رفتار بڑھاؤ میں انلوگوں سے منٹا ہوں وہ اگلے ہی لمحے غائب ہو گیا سیم گاڑی چلا رہا تھا ان کے پیچھے دو عدد جیسٹیں لگی ہوئی تھیں اور انکی گاڑی پر فائرنگ کر رہے تھے موت کا تعاقب لمحہ بہ لمحہ قریب پہنچ رہا تھا آگے دیا کوئل تھا سیم نے گاڑی اسی پل کی طرف ٹرن کر دی اور ایک جیب تیزی سے سیم کی گاڑی کے پیچھے پہنچ گیا اور اگلے ہی لمحے وہ اڑتا ہوا دیا کے اندر جا گرا۔

ریٹا بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہی تھی بشیر فاران کے بندے ان پر فائرنگ کر رہے تھے مگر ایک بھی گولی گاڑی کو نہیں لگ رہی تھی پھر اچانک دوسری گاڑی انکی گاڑی کے قریب پہنچ گئی وہ جیب جیسے ہی سیم کی گاڑی سے ٹکرائی جیب نے آگ پکڑ لی اور پھر اسی لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا دھماکے سے قبل ہی سیم گاڑی کو آگے بڑھا چکا تھا اچانک پڑاؤ کی پیچھے سیٹ پر میگ اوپر کی آتما نمودار ہوئی تم دونوں یوں کرو کہ خود کو پولیس کے حوالے کر دو میں سب سنبھالتا ہوں۔ پولیس بھی اس کے ساتھ ہے نہیں میں ابھی اسی وقت، پیلس جاتا ہوں اور اس کیس کے کو فیم کر ڈالتا ہوں ورنہ پولیس کی گاڑیاں تم دونوں پر جانیں گی میں تم دونوں پر آج نہیں آنے دوں گا واقعی آئے تاکہ بندی تھی سیم نے گاڑی روک دی اور اسی لمحے پولیس نے ان کو پہچان لیا۔ ریٹا تم گرفت کر دو میں تم دونوں کے خلاف سب ثبوت منادوں گا مگر پہلے اس کو تو ختم کر دوں

میگ اوپر کی آتما غائب ہو گئی پولیس والے میگ اوپر کی آتما کو تلاش دیکھ سکتے تھے وہ ریٹا اور سیم کو پکڑ کر پولیس کی گاڑی میں بیٹھا چکے تھے اور اب گاڑی پولیس اسٹیشن کی طرف جا رہی تھی پولیس نے گاڑی کو کبھی قبضے میں لے لیا۔ مگر اچانک اسی گاڑی کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا پولیس کے آدمی گاڑی سے دور بھاگے اور جوبی وہ لوگ ٹوڑے دور ہوئے گاڑی ایک دھماکے کے ساتھ پھٹ گئی ریٹا نے دور سے گاڑی کو ختم ہوتے ہوئے دیکھا اور سیم کے کان میں چپکے سے بولی پہلا ثبوت تو مٹ گیا سیم مسکراتے لگا۔



بشیر فاران کو خوشخبری مل چکی تھی کہ ریٹا پولیس کی زیر راست میں ہے وہ خوشی سے اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اور اسی لمحے اس نے وکی کی بوتل اٹھائی اور اپنے ہونٹوں سے لگائی اب اس کیس کی کے ساتھ وہ کروں گا کہ وہ ساری زندگی یاد رکھے گی وہ بد ذات لڑکی میرے اسلٹ کی قاتل ہے وہ خوشی سے اپنے گل کے اندر چلا گیا اچانک راہ داری سے گزر کر وہ ہال میں جیسے ہی پہنچا ہال میں لگا ہوا جھومر بیٹے لگا اور اس کے اوپر آگے بشیر فاران بری طرح سے زخمی ہو گیا اور لڑکھڑاتا ہوا دور جا گرا۔

اچانک ہال میں آگ لگ گئی کھوں میں ہی پورا ہال آگ کے شعلوں سے بھر گیا بشیر فاران کے جسم کو کبھی آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ وہ ہال سے باہر کی طرف بھاگا مگر آگ اس جسم پر حاوی ہو چکی تھی اور پھر ساعتوں میں ہی دیکھتے ہی دیکھتے آگ پھیل چکی تھی بشیر فاران کی ہانک جھپٹیں پیلس سے باہر تک آ رہی تھیں اور پھر رفتہ رفتہ ان کی جھپٹیں معدوم پڑیں وہ جل کر کباب بن چکا تھا اس کا سب کچھ تم ہو گیا تھا اس محل میں اس کے ساتھ اس کے ساتھی بھی جل کر سر جھکے تھے اور اب ایک ہی گھنٹے میں وہاں پر ایک کالی سیاہ ہیانک بد صورت عمارت کھڑی تھی جو اس جگہ کو وحشت ناک بنا رہی تھی جبکہ پیلس کے دو لوگوں کا جھومر اٹھ آیا۔ اور ان لوگوں میں سے ایک میگ اوپر کی آتما بھی تھی جو اپنی کامیابی پر مسکرا رہی تھی پھر وہاں

سے غائب ہو گئی اگلے دنوں پولیس نے تفتیش تو بہت کی مگر ریٹا اور سیم کے خلاف کوئی بھی ثبوت نہ ملا کہ دونوں مجرم ٹھہرتے اور ثبوت ملتا بھی کیسے سب ثبوت تو میگ اوپر کی آتما نے ختم کر دئے تھے اس نے ریٹا کے گھر سے اسلٹ کی لاش بھی اسی محل میں چلا دی تھی بسمل جو ریٹا نے چلائی تھی اس کو بھی سمندر میں پھینک دیا تھا اور یوں تین دنوں کے بعد ان دونوں کو باعزت طریقے سے رہا کر دیا کیونکہ ریٹا پر قتل کرنے وال دھمکی دار بشیر بھی اب اس جہاں میں نہیں رہا تھا ان کے رہا ہوں پر ان کے سامنے میٹ اوپر کی آتما نمودار ہوئی شکر یہ دونوں ایک زبان ہو کر رہے۔ اور تشکر ان نظروں سے میکر اوپر کی آتما کو دیکھنے لگے اگر تم ہماری مدد نہ کرتے تو ہم کبھی بھی ایک نہیں ہوتے میگ اوپر کی آتما مسکرائی اور کہا۔

اب میں ہمیشہ کے لیے جا رہا ہوں میں تم دونوں سے آخری ملاقات کے لیے آیا ہوں ریٹا کی آنکھوں میں آنسو آگئے میگ اوپر تم تمہیں ہمیشہ یاد رکھیں گے اور تمہارے نام سے ایک عدد چرچ بھی بنوا میں گے میگ اوپر کی آتما مسکرائی اور اوپر کی جانب غائب ہو گئی سیم کے گلے ملی سیم ہم کہاں جا رہے ہیں سیم مسکرایا کوٹ میرج آور دونوں باقی جیون ساتھ بھانے کا وعدہ کیا۔

میرے پیارے ساتھیو اس کہاں کی بارے میں انی رائے ضرور دیجئے میں انتظار کروں گی تاکہ اس سے بھی اچھی کہاں کی لکھ سکوں البتہ یہ یاد دہانی میں کرنا دوں یہ میں نے اپنی سوچ سے لکھی ہے۔

اپنی تقدیر خفا ہو تو غزل لکھتے ہیں
جان جب تن سے جدا ہو تو غزل لکھتے ہیں
ایسے لوگوں سے جو خاموش سدا رہتے ہیں
بات آنکھوں سے ادا ہو تو غزل لکھتے ہیں
ہم تو ہر زہر بھی پی لیتے ہیں آزمائے کو
جب یہ زخموں کی دوا ہو تو غزل لکھتے ہیں
شعب اختر آسی - گلگت

شیطان محل

--- تحریر: بلال شبیر۔ ہری پور۔ ---

کالی ناتھ کے مہلوں میں تیزی آگئی تھی سو نو نے خود کو غائب کیا اور سیدھا کالی ناتھ کے عقب میں جان نکالا سو نو جن زاد تھا اور بہت ہی طاقت ور تھا کالی ناتھ جادو گر بھی تھا اور آدم خور بھی سو نو نے عقب سے کالی ناتھ کی کمر پر لات ماری مگر وہ بروقت ہوشیار ہو گیا کالی ناتھ تانیہ کی طرف بھاگا تانیہ بلدی سے نیچے بیٹھ جاؤ اچانک ملک نے تانیہ سے چیخ کر کہا اور تانیہ جلدی سے بیٹھ گئی دراصل وہ ابھی آئی تھی جسے دیکھ کر کالی ناتھ اس کی طرف بھاگا تھا ملک کا تعویذ تانیہ کے پاس تھا اچانک کالی ناتھ کو موقع ملا اس نے ملک کو اٹھایا اور وہاں سے بھاگ نکلا اس سوکھے سڑھے بوڑھے میں اتنی طاقت ملک سمجھ بھی نہ سکا اس نے ملک کو زمین پر پھینک دیا اور خود کو منتر پڑھنے پر لگا دیا تانیہ کے گلے میں تعویذ سے اس کی جان بچائی سو نو دیر نہ کروا سے جلدی سے ختم کر دو سو نو نے ہاں میں سر ہلایا بلے جلدی سے اس کے پاؤں پر کچھ پھینکوا تاکہ یہ جھکے بلے لے آؤ دیکھنا نہ تاؤ دیکھا اچانک کالی ناتھ پر چلائک لگادی وہ چونکہ منتر پڑھ رہا تھا بلے نے عین کالی ناتھ پر چلائک لگائی وہ اچانک اس کے گرنے سے نیچے جھکا ملک کو موقع مل گیا اس نے بوتل کا دھکن کھولا اور بوتل سے خلل اس کے سر پر جھڑک دیا پانی کی طرح خلل جلدی سے نکل گیا جب کالی ناتھ پر پڑا تو اسے آگ لگ گئی وہ چیخنے لگا اور شور کرنے لگا کالی ناتھ نے ترپنا شروع کر دیا انہوں نے جلدی سے محل سے بھاگنا شروع کر دیا چلو نکلو ورنہ ہم سب اسی جگہ ختم ہو جائیں گے۔ ملک نے چیخ کر سب سے کہا وہ سب بھاگنے لگا ملک نے تانیہ کا ہاتھ پکڑ لیا جو بہت سہمی ہوئی تھی وہ سب محل سے باہر نکل گئے اچانک دھماکا ہوا اور محل ختم ہو گیا۔ خس کم جہاں پاک ملک نے کہا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

شیطان دیوتا کی بے ہوا ایک بڑے سے مندر میں ایک شخص نے جگہ کے بل جھکتے ہوئے کہا اس کے سامنے ایک بہت بڑا بت تھا جس کے کئی ہاتھ بنے ہوئے تھے بت کی شکل بکری کے منہ کی طرح تھی جو کھلا ہوا تھا بت کے ہر ہاتھ میں خنجر تھا بت کے ہاتھوں کی تعداد چھ تھی۔ اشوکا کالی ناتھ پجاری ایک نہایت ہی بد صورت سی مگر قدرے کرب سے بھرپور آواز آئی مہا پجاری آپ اڑے آپ تو نہایت ہی اہم کام کے لیے آتے تھے ارے بچے یہ فضیلت اور تہنشا آپ نے مہار پجاری سر سے کئے اور دانتوں سے محروم بوڑھے کالی ناتھ نے خوشی اور جرات سے بلے امداد میں کہا ہاں کالی ناتھ تمہیں تو پتہ ہے ہم کسی اہم اور انتہائی مشکل حالات میں ہی آتے ہیں اس وقت بھی ہم بہت

خوفناک ڈائجسٹ

128

J

خوفناک ڈائجسٹ

شیطان محل

129

J

خوفناک ڈائجسٹ

کے مندر کو مجھے اور تمہیں بہت بڑا خطرہ ہے تم تو جانتے ہو میں اپنا کام مکمل کرنے صرف اور صرف مہینہ چاہیے مگر مجھے لگتا ہے کہ یہ ایک مہینہ ہمارے لیے خطرے کا پیغام لے کر آ رہا ہے جوں جوں دفتر بآ رہے ہیں ہماری بے چینی بڑھتی جا رہی ہے کالی ناتھ مہا پجاری کے چہرے پر قدرے خوف تھا۔

کیا مطلب مہا پجاری میں کچھ سمجھائیں۔ مطلب یہ ہے کالی ناتھ کہ اب ہمیں ایک ماہ سے پہلے پہلے اس لڑکی کا بندوبست کرنا ہوگا جس کو ہم شیطان دیوتا کے قدموں میں قربان کر سکیں ہمیں ہماری منزل تک پہنچنے کے لیے صرف ایسی ہی لڑکی تلاش کرنی ہے جو چاند کی ایک تاریخ کو پیدا ہوئی ہو میرے علم میں تو کوئی ایسی لڑکی نہیں مگر تم خود جا کر کہیں سے بھی اس لڑکی کو تلاش کر کے لاؤ تاکہ ہم شیطان دیوتا کو بھلی دے کر اور شکستیاں لے سکیں میں اس مندر سے باہر نہیں جاسکتا اس لیے یہ کام تم ہی کر سکتے ہو کالی ناتھ غور سے سن رہا تھا تم جا کر اسے ڈھونڈو مگر خبردار ایک ماہ سے اوپر نہ ہو ورنہ ہم فنا ہو جائیں گے۔ مہا پجاری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کالی ناتھ وہ لڑکی ایک چاند کو پیدا ہوئی اور اس کی عمر پچیس سال ہو اور وہ لڑکی ایسی ہو ماں باپ نہ ہوں اس کے مگر میرا علم مجھے نہیں بتا رہا کہ وہ کہاں ہے۔ اب یہ تم کو خود تلاش کرنا ہوگی وہ لڑکی اور ایک ماہ سے پہلے پہلے پجاری نے کالی ناتھ سے کہا مہا پجاری آپ نے روشنی کی طاقتوں کا ذکر کیا تھا اور یہ بھی کہا کہ روشنی کی طاقتیں اب حرکت میں آگئی ہیں اس کا مطلب عقل سے بالاتر ہے اس کی تفصیل بتائیں کالی ناتھ پجاری نے مہا پجاری کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا کالی ناتھ روشنی کی طاقتوں میں اور شیطانی طاقتوں میں بہت فرق ہے۔

ہوں میں سب کو دیکھ لوں گا مہا پجاری آپ فکر نہ کریں میں سب سے نپٹ لوں گا دیکھتا ہوں یہ روشنی کی طاقتیں کیا کرتی ہیں کالی ناتھ نے جوش سے کہا ٹھیک ہے کالی ناتھ میں نے تمہیں ساری تفصیل بتادی ہے اب تم جانو اور تمہارا کام۔ مگر جو کہا ہے اس پر عمل کرنا ہے

مہا پجاری نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ ٹھیک ہے آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا مہا پجاری اب مجھے اجازت دیں تاکہ میں کچھ اقدامات کر سکوں ٹھیک ہے جاؤ مجھے تم پر یقین ہے کالی ناتھ ہم امر ہو جائیں گے امر۔ بابا بابا مہا پجاری نے کہا اور پھر دونوں ہنسنے لگے فضا کر بناک قہقہوں سے گونجی۔



وہ تینوں ایک پہاڑی کے دامن میں بنے ایک چھوٹے سے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے سامنے ایک چھوٹا سا اصطبل تھا جس میں گھوڑے بندھے ہوئے تھے ان تینوں میں سے ایک جن زاد تھا جو کہ وہ قاف سے نکالا گیا تھا وہ بھی ان دونوں دوستوں کے ساتھ تھا ملک آج بلا کچھ اداس سا لگتا ہے ایک لیے لڑکے نے جوان دونوں میں سے کچھ لہسا تھا ملک سام کو کسی سوچ میں کھویا دیکھ کر کہا ارے ہاں باجھے بھی صبح سے ایسا ہی لگ رہا ہے اس نے اچانک گہری سوچ کو تھوڑا کم کرتے ہوئے کہا اوئے کیوں بھائی کس اداسی کا شکار ہوا ہے لیے لڑکے نے پاس بیٹھے ہوئے تھوڑے سے مونے لڑکے سے کہا یا ر میں سوچ رہا ہوں کہ یہ خون کی بولی کب بند ہوگی آج پھر کئی لوگ سری ہیں ملے نے اداسی سے افسوس کرتے ہوئے کہا کیا کہا۔ پھر لوگ مرے ہیں۔ خیر چلو ہم باہر جا کر ٹھنڈ پڑ رہی ہے ملک ساحر نے اسی لیے لڑکے سے کہا جو جن زاد تھا دراصل کسی جرم کی سزا کاٹ رہا تھا کہ وہ قاف سے نکالا گیا تھا ملک ساحر اور عام عرف بلا دونوں دوست اور کرن تھے دونوں کو ایک دوسرے کے سوا اس دنیا میں کوئی نہیں تھا جب کہ جن زاد سے کا نام سونو تھا۔



ارے تم دونوں کب سیدھی ہوگی اپنے ساتھ تم تو بالکل ہی عقل سے خالی لگتی ہو نازی دونوں ایک دم سیدھی ہوئیں ہاتھ سے بال پیچیک کر وہ سیدھی ایک چالیس سالہ عورت کے پاس آئیں جو ان میں ان دونوں کو یوں مردوں کی طرح اچھل کود کرتے ہوئے دیکھ کر رک گئی اسی یہی تو نہیں ہم بیچوں کے کھیلنے کے نازی نے اس عورت

کو جو اس کی ماں تھی سے مخاطب ہو کر کہا اور کندھوں سے پکڑ کر پیار کیا۔ اگلے ماہ تمہاری شادی ہے اور تم ابھی بھی بچی ہو اور تم یہاں ایسے کھیل رہی ہو جیسے ورلڈ ٹائلز تم دونوں ہی جیتو گی۔

ارے آئی آپ بزرگوں کی دعائیں ساتھ دیں تو ہم ضرور جیتیں گیں۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئیں کمرے میں آئیں سامنے لی وہی آن تھا جس پر کوئی پروگرام چل رہا تھا۔ وہ کافی دیر تک لی وی دیکھتی رہیں جب یور ہوئیں تو گھر سے نکل کر باہر نکل گئیں اس کے ساتھ اس کی دوست نازی بھی تھی تانیہ اور نازی اچھی دوست تھیں اور کرن بھی تھیں وہ دونوں ایک ساتھ کالج جاتی تھی تانیہ بے چاری کی ماں اس دنیا میں نہیں تھی باپ نے دوسری شادی کر رکھی تھی اور وہ ان کے ساتھ ہی رہتا تھا وہ ان سے الگ رہتی تھی وہ قراقرم جانے کی خواہش مند تھیں اور وہ بہت ہی خوبصورت اور نوجوان دوشیزہ تھی وہ دونوں بھاگ رہی تھیں تانیہ ہمیں واپس چلنا ہے ہم گھر سے کافی دور نکل آئے ہیں نازی نے تانیہ کو سوالیہ نظروں سے دیکھا وہ خوبصورت پہاڑوں میں تھیں خوبصورت منظر تھا سامنے ارے کیا ہوا تھوڑی دیر انجوائے کرنے وہ بہت جلدی ہے تم کو تم تو سارا دن نہیں قل ہونے والی چلو چلیں واپس اس نے تانیہ کو کھینچا اوکے بابا چلتے ہیں مگر میرا کوئین ہے واؤ۔ کتنا پیارا سا ہے چلو بھی نازی نے تانیہ کو کھینچا ابھی وہ چلی ہی تھیں کہ گھوڑے کے بھاگنے اور گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز آنے لگی وہ دونوں گھوڑے کے آنے کا انتظار کر رہی تھیں اچانک پہاڑی کے نیچے سے گھوڑا سامنے ہوا گھوڑے پر ایک نہایت ہی خوبصورت نوجوان تھا جو گھوڑے کو دوڑاتا ہوا ان کے قریب آیا وہ دونوں بت بنی اسے دیکھ رہی تھیں تانیہ تو اسے مسلسل دیکھے جا رہی تھی تھوڑا پانی ملے گا۔

نوجوان نے گھوڑا روک کر تانیہ سے پوچھا مگر ادھر سے کوئی جواب نہیں آیا ساتھ کھڑی نازی نے اسے ٹھوکر مار کر بیدار کیا ہاں یہ رستہ آگے جائے گا اس نے ہوش میں

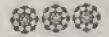
آتے ہوئے ہا۔ میں نے شاید پانی مانگا ہے ملک ساحر جو گھوڑے پر سوار تھا نے تانیہ کو دیکھ کر پیار سے اور نرم لہجے میں کہا ملک پر لڑکی سے پہلی ملاقات میں ایسی ہی باتیں کرنا تھا جیسے وہ اسے کافی عرصہ سے جانتا ہوا وہ پانی کیوں نہیں نازی جاؤ پانی لاؤ تانیہ نے نازی سے مخاطب ہو کر کہا میں ابھی تین گھنٹوں میں واپس آئی ہوں میں تو ہم گھر سے کافی دور ہیں نازی نے تانیہ کو طنز سے کہا۔ ارے ہاں مجھے تو یاد نہیں رہا یہاں پانی نہیں ہے تانیہ نے ملک کو شرماء کر دیکھتے ہوئے کہا اچھا چلیں آپ نے پانی کی آس دلائی پیاس بجھ گئی۔ جی۔ تانیہ نے اسے حیرانگی سے دیکھا نہیں نہیں مطلب بہت پیاس تھی نہ تو میرا دل کہا کہ پانی مل جائے گا آس سے بھی آدھی پیاس بجھ جاتی ہے نہ جی ملک نے یہ کہا اور گھوڑے سے اتر کر اس کے پاس آگیا۔ چلیں اس نے دونوں کو سوالیہ نظروں سے دیکھ کر کہا۔ کدھر۔

دونوں نے بیک وقت کہا ارے میں آپ کو کہیں لے کر تو نہیں جا رہا تھا مجھے پیاس لگی ہے پانی پینا ہے پھر پلا جاؤں گا آپ کا دس چھوڑ کر ملک نے نہایت ہی افردہ شکل بنا کر کہا۔ وہ اداکاری کر رہا تھا ایسا کرنا اسکے فن میں تھا ویسے آپ کہاں جا رہے ہیں نازی نے ملک سے اس دفعہ کچھ عجیب طریقہ اپناتے ہوئے کہا ارے میڈم اجنبی ہوں رستہ بھول گیا ہوں مجھے کسی نے بتایا کہ قراقرم میں پڑیاں لگتی ہیں سوچا ایک پری میں بھی لے آؤں تانیہ خاموش تھی اور نازی نے تو پھر باتوں کا مکمل ٹک اتارنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر تو ملک سنتا رہا پھر وہ بھی خاموش ہو گیا مگر اس کی خوش قسمتی کہ گھر آگیا۔ پانی۔ اسے نازی کو دیکھ کر سوالیہ نظروں سے کہا۔ اور وہ بنگلے کی طرف بھاگ گئی وہ دونوں بنگلے کے باہر ہی تانیہ سے سوال کیا۔ جی نہیں اسنے بے رخی سے جواب دیا۔ ہوں تو کافی پریشان لگتی ہیں آپ مگر پہلے تو آپ کچھ خوش دکھائی دے رہی تھیں آپ کو دیکھ کر ہوئی ہوں اداس اس نے بے رخی سے کہا۔ پانی نازی نے ملک کی طرف

پانی بڑھایا وہ تھیک یو ملک نے تھوڑا سا پانی پیا اور ان سے اجازت لے کر گھوڑے کو دوڑاتا ہوا آنکھوں سے اوجھل ہو گیا جس تیزی سے وہ آتا تھا اسی تیزی سے چلا گیا۔ چلو وہ چلا گیا ہے تانیہ اب تمہارا کیا ہوگا۔ تازی کی پتی تانیہ نے تازی کو پکڑا اور اسے ہاکا ہاکا مارنے لگی اور تازی بھاگنے لگی۔

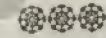


سر اس بار مقابلہ سخت ہوگا اور ہم ضرور کامیابی حاصل کریں گے انشاء اللہ ایک لڑکے نے سامنے کھڑے پروفیسر سے کہا کاج میں سب سٹوڈنٹ جمع تھے اور ایک پروفیسر صاحب سب کے ساتھ کھڑے تھے انشاء اللہ فتح ہماری ہوگی مگر اسکے لیے ہم سب کو محنت کرنی ہوگی بڑی عمر کے آدمی نے سارے سٹوڈنٹ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اور ہاں سب تیار ایچی طرح سے کرنا بالکل سر سب بیک وقت بولے تھیک ہے میں نے اتنا کہنا تھا اب آپ سب لوگ کلاس روم جا سکتے ہیں پروفیسر صاحب جبران نے سب لڑکیوں اور لڑکوں سے کہا وہ سب کاج کے گراؤنڈ سے جانے لگے۔ سر تانیہ اور تازی تو کاج سے فارغ ہیں آپ نے ان کا نام بھی لسٹ میں شامل کیا ہوا ہے۔ ارے یار بس وہ بھی مقابلہ دیکھ کر آئیں گی انہیں برا ہی کیا ہے پروفیسر جبران کے سامنے کھڑے لڑکے کو سمجھاتے ہوئے کہا انہیں سر میں نے ویسے ہی کہا ہے تھیک ہے جیسے آپ کی مرضی وہ اتنا کہہ کر ان سے اجازت لے کر وہاں سے چل پڑا۔



ویسے آپ کو دیکھ کر اگا جیسے آپ بہت ہی سخت دل ہیں مگر آپ تو بہت ہی اچھی ہیں ملک نے تانیہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا جی نہیں میں سخت دل نہیں ہوں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے تانیہ نے اسے ڈرانے والے انداز میں کہا ویسے یہ ہفتہ ہمارے لیے کتنا حسین ہے نہ ساتھ رہے ساتھ کھایا ساتھ باتیں کیں ہاں۔ ہاں کیوں نہیں ملک نے اسے خوش دیکھ کر خوش ہوتے ہوئے کہا۔ بی بی جی سامان تیار ہے آپ کا ہمیں چلنا چاہیے تازی نے اس

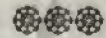
کے سامنے جھکتے ہوئے مزاحیہ انداز میں کہا۔ چلو کنیر جلدی سے ہمیں دیر ہو جائے گی جبکہ ملک انکے ساتھ چلتا ہوا انکی گاڑی تک آ گیا۔ اوکے۔ ملک اپنا خیال رکھنا تانیہ نے ملک کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور تازی نے بھی ملک سے اجازت لی اور وہ دونوں گاڑی میں بیٹھ کر نکل گئیں۔ جبکہ وہاں گھاس پر بیٹھ گیا۔ پچھلے ایک غصے سے ملک بے اور سونو سے نظریں بجا کر ان دونوں سے ملنے آ جاتا تانیہ اور تازی اب اس کی اچھی دوست بن چکی تھیں ان کے جانے کا اسے بہت افسوس تھا انہیں کاج سے کوئی پیغام آیا تھا جس کی وجہ سے انکو جانا پڑا۔ چل بھائی اب یہاں بیٹھ کر آسو یہاں کے کیا فائدہ چل ان بدھوں کا حال بھی دیکھوں وہ کیا کر رہے ہیں وہ اٹھا اور چل دیا۔



واہ اس بار شکار بڑا ہے خوب ڈٹ کر کھائیں گے بلا حامر جوش سے بولا جبکہ سونو نے کوئی توجہ نہ دی۔ یار سونو کوئی ایسی ترکیب کہ یہ جلدی سے پک جائے یار کیا عجیب آدمی ہیں مطلب جن سے تو یار تو تو چٹکی بجائے اور کام ہو جائے ہاں ہاں میں کھانے پکانے ہی یہاں آیا ہوں یار بے تو بالکل ہی کھانے کی مشین ہے مری ساری طاقتیں شہشاہ جنات نے ضبط کر لیں ہیں ورنہ میں تجھے لنگور نہ بنا دیتا۔ ارے تو نے وہاں کسی کو چھیڑا ہو گا نہ جو تیری طاقتیں مضبوط ہوئی تھیں ملاقات جلدی کر کام کر ورنہ ابے ورنہ کیا کیا بولا۔ سراج میں تیری ہڈی پسلی ایک کر دوں گا سونو بے کی طرف بھاگا ابے ملک کو بے ملک یہ پاگل کیا کہہ رہا ہے بے نے ملک کو آوازیں دیتے ہوئے کہا ٹھہر موٹے تجھے آج جلدی کھانا کھاتا ہوں تیری تانی کی ایسی کی تھی۔ اوکے بد بختو کیا کر رہے ہو اچانک ملک نے غصے سے کہا کیوں کہ وہ دونوں کسی چھوٹے بچے کی طرح اس کے آس پاس گھوم رہے تھے یار ملک اسے سمجھا لے ورنہ یہ ساری عمر گھوم رہی یہاں ہم انسانوں کی بستی میں اپنی تانی کو یاد کرتا ہے بے نے ملک کے پیچھے چھپتے ہوئے کہا ابے تانی کو تو یاد کرے گا جب میں تجھے لنگور

بناؤں گا سونو نے اس بار بھی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اوئے ہوش کی دوا لے ہوش کی تو کچھ نہیں کر سکتا سمجھا کیوں ملک بے نے ملک سے کہا مگر یہ کیا ملک تو تھا ہی نہیں وہاں ملک اول ملک ارے یار کیا بات ہے کیوں چپ چپ ہے یار بلا اور سونو اب تارل ہو چکے تھے اور اندر آگے سلطان بابا نے بلایا ہے ملک نے ان کو اندر آتے اور بے کے سوال پر جواب دیتے ہوئے کہا کیا مطلب مگر سلطان بابا تو شہر میں ہیں۔

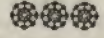
ہاں کوئی ضروری کام ہے انکو شاید کوئی خاص کام ہے جس کی وجہ سے انہوں نے یاد کیا ہے جسم چاچا کا قانون آیا تھا کہ سلطان بابا نے کہا کہ نور انجھ سے آکر ملو۔ تو اب ہمیں چلنا چاہیے ملک کیوں کہ سلطان بابا جب بھی ہمیں بلائیں گے کوئی نہ کوئی خاص بات ہوتی ہے سونو نے کہا کیونکہ وہ بھی سلطان بابا سے مل چکا تھا وہ ان کا بہت زیادہ عقیدت مند تھا اوکے پھر چلو جلدی کرو انہوں نے کھانا کھایا اور تیزی کر کے گاڑی میں بیٹھ کر شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔



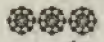
یہ سب یہاں رکھ دو اور ہاں جلدی سے پانی لاؤ ہوٹل کے کمرے میں دس آدمی لڑکے اور لڑکیاں چار لڑکیاں پانچ لڑکے اور ایک پروفیسر جبران داخل ہوئے ایک نوکر سے جبران صاحب نے پانی مانگا جو سامان لے کر آیا تھا سر ایک بات پوچھوں تانیہ نے سر جبران سے سوال کیا۔ ہاں پوچھو کیا بات ہے تانیہ نے انکی طرف دیکھا اور کہا سر یہاں سب آدمی عجیب سی حرکات کرتے ہیں مطلب چلنا باتیں کرنا اور ہر کام کا جلدی ہو جانا مطلب سمجھ میں نہیں آیا ہاں سر میں نے بھی یہ سب نوٹ کیا ہے اور سر ایک اور بات ایک ماہ پہلے تو یہاں یہ سب کچھ نہیں تھا یہ ہوٹل یہ سب سمجھ میں نہیں آ رہا ہے سر میں یہاں خود آیا تھا میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا کہ سب سمجھ سے بالاتر ہے ایک لڑکے نے تانیہ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

ارے عدیل تم تو یار تم کیوں ڈرتے ہو کچھ

نہیں ہوگا سب دیکھا جائے گا پروفیسر جبران نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا چلو اب رہیں ہو جاؤ اور سب تارل ہو جاؤ کسی کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے ایک اور لڑکی نے کہا اور سب نے ہاں میں سر ہلادیا جبکہ عدیل اور تانیہ اب بھی کچھ شک میں تھے یہ پانی ایک بوڑھا اندر آیا اور پانی رکھ کر باہر چلا گیا۔ پروفیسر جبران پانی پینے لگا اور کچھ سوچنے لگا۔



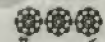
رات بارہ بجے کا وقت تھا دسمبر کی سردی تھی وہ اچانک ایک کمرے سے نکلا اور ہوٹل کے کمروں کی طرف بڑھ گیا باہر گپ اندھیرا تھا فضا میں کتوں کے بھونکنے کی اور بھٹیروں کے چلانے کی آوازیں آرہی تھیں ہوٹل میں مکمل خاموشی تھی بتیاں بند تھیں ایک سایہ سا چلتا ہوا نئے آنے والے کاج کے سٹوڈنٹس کے کمروں کی طرف بڑھتا گیا اس کی نگاہ ہر طرف حرکت کر رہی تھی اور پھر ایک کمرے پر جا کر تنگ گئی وہ کمرے سے باہر گیا دروازے کا کنڈا خود بخود کھل گیا وہ اندر آ گیا۔ بیڈ پر ایک لڑکا سویا ہوا تھا وہ سیدھا اس کے اوپر جھکا اس کی شکل تبدیل ہونے لگی منہ سے بڑے بڑے دانت باہر نکل آئے آنکھیں سرخ بدن پر بال ہاتھ پاؤں ریچھ جیسے بڑے بڑے بال سر سے لٹک رہے تھے اس خون آشام بلا نے اس لڑکے کی گردن پر منہ رکھ لیا اس کے جڑوں کی طاقت اتنی زیادہ تھی کہ بے چارہ لڑکا منہ سے آواز تک نہ نکال سکا اور بے دم ہو گیا وہ خون آشام بلا اسے بہت بے دردی سے نوچ نوچ کر کھارہی تھی جیسے کوئی بھنے ہوئے گوشت کو ہڈی سے الگ کرتا ہے تھوڑی دیر بعد وہاں کسی لاش نام کی کوئی چیز نہ رہی بلکہ ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا اور بے چارے لڑکے کی چار پانی پر صرف خون کی چند دھاریں تھیں جو بلا کے کھانے کے دوران چادروں پر پھیل گئی تھیں وہ اسے کھانے کے بعد کمرے سے نکلی اور دروازہ خود بخود بند ہو گیا وہ پھر سے اپنی اصلی حالت میں آ گیا۔ اس نے احتیاط سے سبز صیباں اتریں اور ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اور سیدھا اس کمرے کے



خون اور عدیل کے کمرے سے یہ کیا کہہ رہے ہو
لیس سر میں نے بہت کوشش کی کمرے کو کھولنے کی مگر نہیں
کھل سکا ایک لڑکے نے سر جبران کی حیرانگی کا عنصر
بھانپتے ہوئے جلدی سے کہا سارے سنوڈش جبران
کے کمرے میں تھے مگر عدیل نہیں تھا۔ لگ۔ کیا۔ مطلب
۔ عدیل کا کمرہ اندرف سے لاک ہے جبران نے حیرت
اور خوف سے کہا۔

ہاں سر سب نے بیک وقت کہا چلو جلدی سے اس
کے کمرے کی طرف جبران نے رو دینے والے انداز میں
کہا وہ جلدی سے اس کے کمرے میں گئے مگر اس بار
دورازہ کھل گیا وہ اندر گئے تو اندر کا منظر ہی عجیب تھا
صرف ہڈیاں تھیں وہ بھی چار پائی پر سب حیرت کا بت
نے رہ گئے سر۔ س۔ سر یہ سب کی اسے ایک لڑکی نے
خوف سے کہا۔ بابا بابا۔ یہ بس موت کا جال ہے بابا۔
ایک نہایت ہی خوفناک آواز سب کے کانوں سے ٹکرائی
بابا۔ پروفیسر جبران نے سب لڑکوں اور لڑکیوں کی طرف
دیکھ کر متنبہ مارتے ہوئے کہا۔ سر یہ کیا کہہ رہے ہیں ایک
لڑکے نے پروفیسر جبران کو یوں ہشتا ہوا دیکھ کر کہا نازی
اور تانیہ بھی ان میں شامل تھیں لڑکیاں پروفیسر کی اس
حرکت سے بہت خوفزدہ تھیں ہاں یہ کمرہ ہی تم لوگوں کا
جال ہے تم اس کمرے میں ہی موت کی نیند سو سکتے ہو
اور ہاں میں جبران نہیں ہوں کالی ناکی ہوں کالی ناکی
بابا کالی ناکی سب کی زبان سے بیک وقت نکلا
میں یہاں صرف تانیہ کو لیے آیا ہوں بس اور ہاں یہ لڑکیا
ں ہیں اس کمرے سے باہر نہیں جا سکتیں یہ میرا شکار ہیں تم
سب فضول ہو میرے لیے میں یہاں تین دن بعد آؤں گا
تب تک گڈ بائے۔ وہ یہ کہ رکو وہاں سے غائب
ہو گیا۔ فضول کا اشارہ اس نے لڑکوں کے لیے کیا
تھا۔ پروفیسر جبران کو اچانک غائب ہوتا ہوا دیکھ کر عدیل
کو یوں ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا ہوا دیکھ کر وہ سب حیرت و
خوف میں ڈوبے ہوئے تھے اف تمہارے ساتھ کیا

تانیہ نے سب کی طرف دیکھ کر کہا۔ جو بھی ہوگا
منصور خدا ہوگا تم سب اپنی اپنی جائیں بچاؤ کالی ناکی نے
کہا نہ کہ تم لڑکے اس کے لیے فضول ہو۔ ہو سکتا ہے تم
لوگوں پر اس کمرے سے باہر جانے پر پابندی نہ ہو پھر تم
یہاں سے چلے جاؤ پلیز نازی نے چاروں لڑکوں سے التجا
کی۔ نیچے میں کہا۔ سب کے چہرے پر خوف نمایاں تھا کیسے
۔۔ کیسے۔ چلے جائیں نازی ہم تم سب کو اکیلا چھوڑ کر
اور میں آئی تو کیا جواب دوں گا میں میں ایسا نہیں کر سکتا
مرنا تو اسی طرح ہی یہی سبیل جو کہ نازی کا منگتر تھا نے
نازی کو سنبھالتے ہوئے کہا جبکہ تانیہ سر جھکائے بیٹھی تھی یہ
سب میری وجہ سے ہو رہا ہے سب میرے وجہ سے وہ
رونے لگی جبکہ سب پریشان اسی کمرے میں کبھی
ہڈیوں کے ڈھانچے کو دیکھتے تو کبھی تانیہ کو پارہمیں کچھ کرنا
ہوگا ورنہ ہم سب بے موت مارے جائیں گے ایک
لڑکے نے کہا۔ دسب سے چھوٹا تھا یہ کالی ناکی تھا کون ہے اور
سر جبران۔ او۔ ب سمجھا کہ سر کی حرکات میں یہ منہ بنا کر
ہمیں کمرے میں لے آنا اور اچانک کمرے کے
دورازے کا کھل جانا یہ سب۔ سر اپنی جلدی بیماری سے
کیسے ٹھیک ہوئے اور نازی اور تانیہ یہ سب وہ منہ پر ہاتھ
رکھے سوچ رہا تھا چونکہ جبران پروفیسر کسی کام اسے
دوسرے چہر گیا تھا پھر اچانک آیا اور سب سنوڈش کو لے
کر ادھر آ گیا تھا شاید اسی دوران کالی ناکی تھا اسے موت کی
نیند سلا کر اس کا روپ دھار لیا۔



سلطان بابا کی آنکھیں بند تھیں وہ کچھ پڑھ رہے
تھے پر نور چہرہ نورانی شکل و صورت سفید داڑھی گلابی ہونٹ
چہرہ کسی کپے ہوئے سرخ سیب کی طرح ہلکے ہلکے ہونٹ
پل رہے تھے ملک سونو اور بلا ان کے سامنے بیٹھے ہوئے
تھے سلطان بابا نے اچانک آنکھیں کھولیں۔ اکی آنکھیں
بہت سرخ تھیں کمرے میں وہ چار ہی تھے بابا اور وہ تین
جبکہ ہر وہ ایسے لگ رہا تھا جیسے کہ بالکل کوئی نوری نگرہ ہو
سامنے قرآن پاک رکھا ہوا تھا جائے نماز چھٹی ہوئی

تھی۔ بابا بہت ہی وقار سے بیٹھے ہوئے تھے ان کی
آنکھوں کا رنگ لال سرخ دیکھ کر تینوں سہم گئے کیا بات
ہے بابا خیریت تو ہے ملک نے عقیدت سے سر جھکائے
پوچھا تھوڑی دیر بعد بابا بولے نہیں خیریت نہیں ہے بیٹا
نرم مگر قدرے پریشان لہجہ بابا کا کیا مطلب بابا تینوں کے
منہ سے بیک وقت نکلا اور وہ حیرت میں ڈوبے تھے مردود
اپنے مقصد میں کامیاب ہونے والے ہیں مگر ہم ان کو
کامیاب ہونے نہیں دیں گے بابا نے نرم و شیریں آواز
میں غصے سے کہا۔

بابا جی آپ نے ہمیں کس لیے بلایا ہے اور یہ سب
کیا بات ہے آپ کے چہرے پر غصہ اور کون مردود
ہیں جو مقصد میں کامیاب ہونے والے ہیں ان لوگوں کا
مقصد کیا ہے تفصیل بتائیں ملک نے عقیدت سے سلطان
بابا سے کہا۔ ملک تمہیں یہاں بلائے کا مقصد یہ ہے بیٹا
کہ ہمیں اللہ کی مخلوق کی حفاظت کرنا ہوگی اور سلطان کے
شر سے بچانا ہوگا دراصل بات یہ ہے بیٹا کہ کچھ کالی
طاقتوں نے نورانی اور روشنی کی طاقتوں کو لکا کر ہے
انہوں نے مسلمانوں اور پوری انسانیت کے لیے خوفناک
منصوبہ بنایا ہے جس کے شر سے کوئی بھی انسان بھی
نہیں سکے گا شیطانی طاقتوں کے بڑے بیماری مہا بیماری
کو سات لڑکیوں کی بھلی دینی ہے چھ وہ دے چکے ہیں
جبکہ ایک لڑکی ابھی باقی ہے جس کا نام تانیہ ہے اور تم اس
سے مل چکے ہو اور اس لڑکی کی زندگی خطرے میں ہے وہ
مہا بیماری کی سب سے بڑی طاقت اور اس کے نائب
کالی ناکی بیماری کے جال میں آ چکی ہے مگر ملک تانیہ کو وہ
تب تک محل شیطانی میں نہیں لے جا سکتا جب تک وہ کوہ
اس کے سات نہ جائے اور وہ کالی ناکی تانہ تین دنوں کے
لیے خاص چلا کر رہے گا جس سے وہ تانیہ کو مرضی کر لے گا
تم لوگوں کو وہاں جا کر ان کی مدد کرنا ہوگی اس کے ساتھ
تین لڑکیاں اور بھی ہیں جن کو وہ مردود ختم کر دے گا چونکہ
لڑکوں سے اس کو کوئی غرض نہیں ہے اس لیے وہ یا تو ان کو
مار دے گا یا تو بے ہوش کر کے کسی جگہ پھینک دے گا میرا
تم لوگوں کو بلائے کا مطلب یہ ہی ہے تم لوگ وہاں جا کر

کالی ناکی کو ختم کر کے اس شیطانی کھیل کو ہمیشہ ہمیشہ کے
لیے ختم کر دو۔

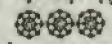
سلطان بابا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا مگر بابا
مہا بیماری اور ان لڑکوں کے بارے میں بھی بتائیں سونو
نے بابا سے پوچھا مہا بیماری نے ایک مہینہ مہلت لی ہے
شیطان دیوتا سے مگر یہ سب اللہ کے کام ہیں جب کالی
ناکی وہاں نہ جا سکا تو وہ دونوں مہا بیماری اور وہ گندہایت
دونوں اللہ کے حکم سے فنا ہو جائیں گے اور یہی بات
لڑکوں کی تو وہ تمہیں وہیں بے ہوش ملیں گے تم لوگ تین
دنوں سے پہلے پہلے وہاں پہنچا جاؤ ملک تم اور بلا تم خاص
خیال رکھنا اپنا سونو تم بھی وہ شیطان تم پر ہر وار کریں گے
جب تک تم میرے پاس نہ ہو ورنہ وہ کالی ناکی تمہیں ہی
تم پر شیطانی طاقتیں حملہ کریں گے بابا تانیہ کا بتائیں اسے
کیسے بچانا ہے اور کالی ناکی کا خاتمہ۔ ملک نے بابا سے
مزید پوچھا۔ مجھے پتہ ہے وہ تم کو اچھی لگتی ہے اور تم ضرور
اس کی مدد کرنا چاہو گے مگر اس میں انسانیت کا مفاد بھی
ہے سونو جب کالی ناکی تھر رکوع کے بل جھکا ہو تو یہ پانی اس پر
چھڑک دینا اسے آگ لگ جائے گی اور وہ خود بخود
مر جائے گا۔ ملک تم تینوں یہ کام انشاء اللہ لو گے مگر بہت
مشکل کام ہے احتیاط ضروری ہے سونو تمہاری طاقتیں بی
شبہناہ بنات نے واپس کر دی ہیں یہ تعویذ لو تینوں
اور بازوؤں۔ سے باندھ لو تم ان کی بدولت اس شیطان محل
میں بہت آسانی سے آ جا سکو گے مگر پھر بھی دھیان سے وہ
شیطان کے بیماری ہیں بہت گندے اور تم پر حملہ
کریں گے تم ان کے حملہ کے لیے تیار رہنا بابا نے ان کو
تعویذ اور بوسل دیتے ہوئے کہا۔

وہ تینوں بابا سے اجازت لے کر وہاں سے نکل
پڑے تعویذ انہوں نے پہلے ہی بازوؤں سے باندھ لیے
بوسل سونو نے لے لی ملک اور بلا دونوں سونو کے ساتھ چل
رہے تھے یا ملک یہ سب تو آج تک کہانیوں میں پڑھا
اور سنا تھا مگر یہ سب آج حقیقت میں واہ بلے ملک کے
ساتھ چلتے ہوئے کہا۔ ملک سمجھو اچانک ان کے سر کے
قریب سے ایک عقاب گیا جس کی آنکھیں سیاہ کالی تھیں

شیطان محل

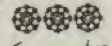
مارے جاتے سونو نے ملک سے سختی سے کہا۔ ہاں یار واقعی ہم نے غلطی کی سونو یار بہت شکر یہ تم نے ہماری جان بچائی ملک نے سونو کو محبت سے دیکھ کر جبکہ بلا ہاں میں ہر بلا نے لگا۔ دراصل راستے میں انہوں نے ایک جگہ غسل کیا تھا جہاں انہوں نے احتیاط سے تعویذ اتار دیئے تاکہ گیلے ہو کر بھیک نہ جائیں جس وجہ سے تعویذ وہاں ہی رہ گئے تھے اور ان پر کالی ناتھ کا جادو چل گیا۔ اب آگے کیا کرنا ہے یار چھوڑو ہمیں دیر جائے گی بیلے نے انہیں کچھ یاد دلایا۔ ہاں ملک وقت بہت کم ہے واقعی اب جلدی کرنی ہوگی میں نے چار لڑکوں کو باحفاظت محفوظ مقام پر منتقل کر دیا ہے اب وہ چاروں محفوظ ہیں۔

مگر ان پر طلسم تب ہی ٹوٹے گا جب کالی ناتھ کو کسی طرح سے بھی اور نقصان کرنے سے روکنا ہوگا کیونکہ وہ آدم خود بھی ہے اور وہ تانیہ لوگوں کی ایک اور ساسی کو بھی مار کر کھانچا ہے ہمیں جلد ہی اسے روکنا ہوگا سونو تفصیل بتاتا چلا گیا۔ جبکہ بلا اور ملک بہت پریشان ہو گئے۔ اس مطلب ہے وہ کالی ناتھ تو بہت سرچڑھ رہا ہے کیوں ملک بیلے نے نفرت سے کہا ہاں ہمیں ہر حال میں ان تینوں کو بچانا ہوگا بیلے اور ملک جلد کرو تم چلیں سونو ان کو اٹھا کر شیطان محل سے دور لے آیا تھا کیونکہ وہاں کالی ناتھ ان پر مزید جادو کر سکتا تھا اس لیے اس وقت سونو ان دونوں کو یہاں لے کر آگیا اس نے یہی بہتر سمجھا تھا۔ چلو ہمیں فوراً رات سے پہلے پہلے وہاں پہنچنا ہے۔



اللہ اکبر۔ اچانک ملک نے محل کے کمرے میں آتے ہی کہا جسے کن کر تانیہ نازی اور وہ لڑکی حیرانگی سے دیکھنے لگیں سامنے دوڑ کے کھڑے تھے جو ملک اور بلا تھے جبکہ سونو ان کی نگاہ سے اوچھل تھا جواباً ظاہر ہو گیا یہ کون ہے تانیہ نے انکی طرف دیکھ کر کہا اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ یہ ہمارے نانا حضور کی بدروح ہے مطلب اچھی روح ہے بیلے نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ سب کے چہرے پر رونق آگئی ملک بھی بے اختیار ہنس پڑا جبکہ سونو بیلے کو دیکھ کر ہنسنے لگا بیلے کی اس حرکت پر وہ خوش

یہاں کچھ خاص توجہ نہ دی انہوں نے۔



ملک تم میری خاطر موت کے منہ میں آگئے کیوں کیا تم نے ایسا سب کے جانے کے بعد تانیہ نے ملک سے روتے ہوئے کہا نہیں تانیہ یہ میرا فرض ہے مگر نہ بھی چاہوں تو میں یہ سب نہیں دیکھ سکتا اور یہ تمہارا میرا انہیں بل پوری انسانیت کا مسئلہ ہے ملک نے تانیہ کو سمجھاتے ہوئے کہا اور اس نے اول سے آخر ساری بات تانیہ کو بتادی۔ اب تم ہی بتاؤ تانیہ کیا یہ سب ہم ہونے دیتے کیا میرا اپنی جانوں کا رونا دلے کر اسے یہ بولی کھیلنے دیتے کبھی نہیں۔

ملک مگر تم اسے کیسے فنا کرو گے وہ تو بہت طاقتور ہے تانیہ نے ملک کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تم خود ہی دیکھ لیتا ملک نے اعتماد سے کہا پھر اچانک وہاں ایک لکڑا چکا اور ایک نہایت ہی بد شکل سا بوڑھا وہاں نمودار ہوا اس کی ناک سے آواز نکل رہی تھی جبکہ اس کی آنکھیں لال تھیں منہ سے سرخ رنگ کی رطوبت بہہ رہی تھی جبکہ جس سے بدبو پیدا ہو رہی تھی۔ او بد بخت بڑے کمزور تم نے اپنی موت کو یہاں دعوت دی ہے تم نے خود خود مجھ سے دشمنی لے کر اچھا نہیں کیا۔ بوڑھا فرمایا۔ بس کالی ناتھ بس بہت ہو گئے تیرے یہ کھیل اب تو اپنے انجام کو ضرور پہنچے گا ملک نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ بابا بابا۔ مجھے انجام دلانے آئے ہو حقیر انسان میں شیطانی طاقتوں کا نائب ہوں نائب۔ معمولی پتھر۔ بابا بابا۔ کالی ناتھ تم فنا ہو جاؤ گے بہت جلد انشاء اللہ۔ تو لوگو جوان کو اپنی روشنی کا حق تو اس سے وہ تمہارا نبیوا کریں کالی ناتھ نے اس کے سامنے ہی ہاتھ بلند کر لیے اور شعلے چھوڑنے شروع کیے ان پر تانیہ درد و شریف پڑو دونوں درد و شریف سے لگے اچانک شعلے نکلنے بند ہو گئے وار خالی جاتا ہوا کالی ناتھ غصے میں آگیا اچانک اسے کسی نے پیچھے سے پکڑ مارا اس کے منہ پر زور سے آواز پیدا ہوئی بد بخت ہے جو اپنی موت کو آوازیں دے رہا ہے

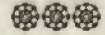
شیطان محل

کالی ناتھ فرمایا۔ کینے میں ڈول جادوگر ہوں تمہارے نانا کا دوست یہ کیا کر رہے ہو جلدی سے تاجا شروع کر دو ورنہ مارے جاؤ گے اسے عقب سے آواز آئی کیا مطلب ڈول جادوگر یہ کون ہے یہ تمہارے دادا کا نیکر ٹری تھا اسے آواز پھر آئی وہ غصے سے پاگل ہو گیا اور آواز کی سمت آگ بھجھنے لگا مگر آگ نے اثر نہ کیا دراصل یہ سونو تھا جسے شرارت سو جمی تھی کالی ناتھ کو تنگ کرنے کی کالی ناتھ نے جلدی سے بھیا تک شکل اختیار کر لی بہت بڑے بن مانس کی جبکہ سونو اور بلا بھی اب ملک اور تانیہ کے ساتھ آگئے تھے ملک اسے کسی طرح سے جھکاؤ میں بوتل اس پر دے ماروں نہیں بیلے اسے اس طرح نہیں بلکہ تانیہ کو لے کر بھاگے گا یہ کوئی خطرہ مول نہیں لے گا یوں ہم اسے کچھ نہیں کہہ سکتے یہ سب سے بڑا جادو اختیار کر چکا ہے تم تانیہ کا ہاتھ نہ چھوڑنا تب تک میں اسے روکنا ہوں تم اسے لے کر بھاگو یہاں سے اس کمرے سے نکل جاؤ سونو نے ملک سے چیخ کر کہا مگر طلسم جو کیا ہوا ہے اس نے ملک نے سوال کیا نہیں وہ ہمارے یہاں آتے ہی ٹوٹ گیا ہے بھاگو سونو چیتا تانیہ ملک نے بھاگتے ہوئے تانیہ کا ہاتھ پکڑا جبکہ بلا اور سونو اس کے سامنے آگئے اس خون آشام نے منہ کھول لیا اور ان کی طرف بڑھنے لگی۔

بیلے نے زور سے کلمہ پڑا اور پاس پڑا سر یا قوت سے اس آشام پر دے مارا وہ سلام نماں سر یا اس کے سر پر لگا اور وہ کسی نوکی طرح گھوما اور ساسی طاقت سے کینہ ساسی طاقت کا استعمال کر رہا ہے بیلے یہاں سے نکل تانیہ کے نکلنے ہی یہ اصلی حالت میں آجائے گا جلدی سے محل سے باہر نکل سونو نے جلدی سے بیلے کو کہا اور وہ دونوں بھاگنے لگے شیطان محل کی راہدار یوں میں تانیہ چل چل کر اور بھاگ بھاگ کر تھک چکی تھی مگر وہ راہدار یوں سے باہر ہی نکل رہے تھے سامنے انہیں کوئی بھاگتا ہو رہا دیکھائی دیا اور وہ رک گئے۔

جلدی کر بیلے بھاگ یہ کینہ سب ختم کر دے گا صرف تیں منٹ ہیں اس کے بعد یہ خود مختار ہو جائے گا

تانیہ کی مہلت ختم ہو جائے گی اور پھر ہم بھی مارے جائیں گے سو نہ بے کو بھاگنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا وہ بھی مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے صحن میں چلے گئے سو نہ ملک اور تانیہ کہاں گئے یا روہ تو ابھی تک باہر نہیں نکلے بے نے پریشانی کے عالم میں سو نہ سے سوال کیا۔



چھوڑ دو مجھے ملک - ملک - تانیہ کی آواز میں کرب اور تکلیف نمایاں تھی جبکہ وہ بن ماس تانیہ کو اٹھا کر بھاگتے لگا ملک بھی پوری قوت سے اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا وہ اچانک ہی پلٹا اور غرا نے لگا ملک نے اچانک اپنا تعویذ اتار دیا اور تانیہ کی طرف بڑھا دیا۔

تانیہ اسے پہن لو ملک نے اتنا جلدی یہ سب کچھ کیا کہ اس بن ماس بلا کو علم تک نہ ہوا وہ سمجھا ہی نہیں تھا کہ یہ سب کیا ہوا تانیہ نے جلد سے تعویذ گلے میں ڈال کیا بن ماس نے اسے چھوڑ دیا اور پوری قوت سے ملک کے پیچھے بھاگنے لگا دراصل ملک کو ترکیب سوچھی کہ اگر تانیہ کے پاس تعویذ ہوگا تو وہ اسے کوئی نقصان نہ دے گا اس لیے اس نے تعویذ اسے دے دیا وہ پوری قوت سے بھاگ رہا تھا کالی ناتھ بن ماس کے روپ میں اس کے پیچھے تھا اچانک ہی اس نے اپنا روپ بدلا اور اصلی حالت میں آگیا ملک بھاگ کر صحن میں آگیا بلا اور سو نہ چونکہ پہلے سے ہی وہاں موجود تھے وہ بھی پلٹ کر اسی طرف آگئے میں تم سب کو چلا کر جہنم کر دوں گا تم نے شیطان دیوتا کے پجاری سے ٹکری ہے سب کو فنا کر دوں گا کالی ناتھ جو اصلی حالت میں تھا نے غرا کر کہا - تم اپنے سارے جادو آزمائے ہو کالی ناتھ اور تم ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے ملک کے پاس آ کر سو نہ نے کہا اور جن زادے تم نے اچھا نہیں کیا مجھ سے دشمنی لے کر تم کو بھی ختم کر دوں گا کالی ناتھ نے غصے سے کہا اب میں ساری طاقتیں تم پر بروقت آزمائے گا تم ضرور فنا ہو جاؤ گے اور میں اس لڑکی کو لے جاؤں گا بابا - کالی ناتھ نے ہنستے ہوئے کہا۔ تمہارا یہ خواب کبھی بھی پورا نہیں ہوگا گندی نالی

ناتھ بے نے اس کا نام بگاڑ کر کہا اور ساتھ ہی پاس پڑی ہوئی ایک کالج کی بوتل اسے دے ماری جو اسے چھاتی پر جا لگی کالی ناتھ ایک دم اڑا اور بے کے سر کے قریب آ کر وار کرنے ہی والا تھا کہ سو نہ جلدی سے حرکت میں آیا اس نے کالی ناتھ کو گردن سے پکڑا اور دریا چھال دیا مگر وہ بھی جادو گر تھا اور دم خور بھی اس نے جادو سے اپنے آپ کو روک لیا اور اس بار وہ ملک کی طرف بڑھا ملک نے اسے جھکاؤ دیا وہ جیسے ہی ملک کے قریب گیا ملک نے اسے لات دے ماری کالی ناتھ نے اس بار پوری قوت سے حملہ کیا مگر سو نہ ان کے درمیان آگیا ملک تم تانیہ کو لے کر ایک طرف - وہ جاؤ کالی ناتھ اور سو نہ جن آئے سانسے تھے ایک دوسرے پر وار کر رہے تھے سو نہ اسے کسی طرح جھکاؤ بے نے پیچ کر کہا - کالی ناتھ کے حملوں میں تیزی آگئی تھی سو نہ نے خود کو غائب کیا اور سیدھا کالی ناتھ کے عقب میں جان نکلا سو نہ جن زادے تھا اور بہت ہی طاقت ور تھا کالی ناتھ جادو گر بھی تھا اور دم خور بھی سو نہ نے عقب سے کالی ناتھ کی کمر پر لات ماری مگر وہ بروقت ہوشیار ہو گیا کالی ناتھ تانیہ کی طرف بھاگا تانیہ جلدی سے نیچے بیٹھ جاؤ اچانک ملک نے تانیہ سے پیچ کر کہا اور تانیہ جلدی سے بیٹھ گئی دراصل وہ ابھی آئی تھی جسے دیکھ کر کالی ناتھ اس کی طرف بھاگا تھا ملک کا تعویذ تانیہ کے پاس تھا اچانک کالی ناتھ کو موقع ملا اس نے ملک کو اٹھایا اور وہاں سے بھاگ نکلا اس سو نہ کے سر سے بوڑھے میں اتنی طاقت ملک سمجھ لیا بھی نہ کہ اس نے ملک کو زمین پر پھینک دیا اور خود کو منتر پڑھنے پر لگا دیا۔

تانیہ کے گلے میں تعویذ نے اس کی جان بچائی سو نہ دیر نہ کرو اسے جلدی سے ختم کر دو سو نہ نے ہاں میں سر ہلایا بے جلدی سے اس کے پاؤں پر کچھ پھینک دیا کہ یہ جھکے بے نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دیکھا اچانک کالی ناتھ پر چھلانگ لگا دی وہ چونکہ منتر پڑھ رہا تھا بے نے عین کالی ناتھ پر چھلانگ لگائی - وہ اچانک اس کے گردنے سے نیچے جھکا ملک کو موقع مل گیا اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل سے محلول اس کے سر پر چھڑک دیا پانی کی طرح محلول

دل شیشے سے نہیں بنتا
دل پتھر سے نہیں بنتا
دل مٹی سے نہیں بنتا
دل اگر بنتا تو بکھرنے کی آواز آتی
دل اگر بنتا ہے تو صرف جذبات سے
اگر ٹوٹ بھی جائے گر بھی جائے بکھر بھی جائے
تو آواز نہیں آتی صرف آنسو بہتے ہیں
آمنہ - راولپنڈی

قطعہ

میری رنگوں بھری زندگی کو ویران کر گئی
غموں کی دیکر سوغات خوشیوں سے انجان کر گئی
میں جس کی زندگی کے لئے مانگتا صبح شب دعا نہیں
وہ میری ہی موت کا دیکھو سالان کر گئی
(دلی شاہ) حسن رضا - رکن مٹی

کبھی

کبھی زد میں تیرے ہو گئے
کبھی دل نے تجھے گنوا دیا
اس کشمکش میں رہے سدا
تم نے یاد رکھا کے بھلا دیا
کبھی بے بسی میں ہنس دیے
کبھی ہنسی نے ہم کو رلایا دیا
کبھی پھولوں سے رہی دوستی اپنی
کبھی کانٹوں سے ہاتھ ملا لیا
کبھی اک کو اپنا نہ کر سکے
کبھی خود کو سب کا بنا دیا
کبھی ہی دن گزر گئے پیار کے
کبھی اک خواب خود کو بنا لیا
جو خواب ابھرے آنکھوں میں
انہیں آنکھوں میں ہی سلا دیا
ثناء ماہ نور عرف شونوں - بہا بنگر



دل

جن زادی

--- تحریر: عطا محمد بروہی۔ سانگھڑ ---

اس وقت ایک اور سنگین کیفیت کا شکار ہو رہا تھا دل میں ایک عجیب سی کھسک محسوس ہو رہی تھی ایک لاجواب خواہش تھی جو بار بار ابھر رہی تھی یہ بات روز روشن کی طرح مجھ پر عیاں تھی کہ ہم دو مختلف دنیاؤں کے باسی ہیں وہ ایک جن زادی ہے اور میں انسان لیکن اس کے باوجود دھیرے دھیرے میں محسوس کر رہا تھا کہ میرا سب کچھ اس پراسرار لڑکی نے چرا لیا ہے میرے دل کی ہر دھڑکن کی پکار وہ پراسرار لڑکی کی ذات بنی ہوئی تھی اس کا سرخ و سفید رنگ اور سڈول جسم غضب کی کشش رکھتا تھا وہ جب ہنسی تھی اس کے گورے گورے گالوں میں دو ننھے ننھے گڑھے پڑ جاتے تھے جس کے باعث اس کے حسن کو چار چاند لگ جاتا تھا۔ اس کی کالی کالی گھٹاؤں میں بنگلی کی سی چمک تھی قدرت نے گویا پورے جہاں کا حسن کوٹ کر اس میں سمو دیا تھا میں ایک نظر والہانہ سے اس کی صورت دیکھ رہا تھا اس کے چہرے پر ایک دلربا سی مسکراہٹیں تھیں بولی کیا سوچ رہے ہو میں نے اس کے خوبصورت چہرے سے نظریں ہٹائے بغیر کہا میرا دل چاہ رہا ہے کہ آپ ایک اور احسان مجھ پر کریں وہ کلکلا کر ہنس پڑی اور پھر پوچھا کیا احسان۔ میں نے اسکا ہایاں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں تھامے ہوئے اسے چھو کر کہا۔ میں یہ ہاتھ ہمیشہ کے لیے تھامنا چاہتا ہوں وہ پہلے تو ایک دم ہنس پڑی لیکن پھر یکدم اس کے چہرے پر بنجیدگی چھا گئی چند لمحوں کے لیے وہ میرے اس ہاتھ کو غور سے دیکھتی رہی جس سے میں نے اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا پھر بولی مجھے افسوس ہے غلام حسین تم پر یہ احسان نہیں کر سکو گی اس لیے کہ یہ ناممکن ہے ہماری دنیا میں الگ الگ ہیں منزلیں الگ الگ ہیں ہمیں ایک دوسرے سے جدا ہو کر رہی رہنا ہے بس۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

بابو سے میری ملاقات بلوچستان کے ساحلی شہر میں ہوئی میں ان دنوں اپنے چند دوستوں کے ساتھ وہاں گیا ہوا تھا شہر کے گہرے پانیوں میں بننے والی بندرگاہ دیکھنے آیا تھا جس فائیناسٹار ہوٹل میں میں اپنے دوستوں کے ساتھ رہائش پذیر تھا۔ وہ شخص اسی ہوٹل کے کمرہ میں ٹھہرا ہوا تھا عجیب بات تھی کہ اس شخص پر پہلی نظر پڑتے ہی میں یکے بے قرار کر دینے والے جس میں ہلکا ہو گیا حالانکہ ظاہر اس میں کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی لیکن بہر حال میرے اندر ایک قلم کار موجود تھا جو اس بات پر مسلسل مجبور کر رہا تھا کہ یہ شخص پراسرار ہے کوئی نہ کوئی چونکا دینے والی بات ضرور ہے اس میں پوشیدہ ہے وہ تقریباً چھپیں

اس کے کمرے کا دروازہ نیم وا تھا وہ کرتی رہا ہوا آنکھیں بند کئے ہوئے ہاتھ ماتھے پر رکھے خدا کا کس سوچ میں گم تھا کمرہ میں پہنچ کر ہم تمام

خوفناک ڈائجسٹ

142

خوفناک ڈائجسٹ

جن زادی



عطا محمد بروہی 2000ء

143

J

خوفناک ڈائجسٹ

خوش پیوں میں مصروف ہوئے جس کے باعث میں وقتی طور پر اس شخص کو بھول گیا تھا باقیں کرتے کرتے غالباً بارہ بج گئے تھے جب ہم اپنے اپنے بستر پر لیٹ گئے اور سو گئے۔

رات کا شاید آخری پہر تھا جب ایک مدہم کھلکی آواز سے میری آنکھ کھل گئی آنکھیں مل کر میں نے کمرے میں اس کھلنے کی آواز کا سبب ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر کمرے کی ہر شے جوں کی توں اپنی جگہوں پر موجود تھی میرے بائیں جانب میرا دوست عظیم بے خبر سو رہا تھا ٹیبل پر پٹختے کا جگ اور گلاس سالم حالت میں موجود تھے میرا داغ پوری طرح سے جاگ چکا تھا جس کے لیے ابھٹن میں پڑ جانا ضروری ہوتا مگر میرے اندر جیسے ایک نامعلوم قوت مسلسل ابھٹن اور پریشانی میں مجھے بتلا کر نے پاملا ہوا تھا اچانک میرے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور میں اچھل پڑا میری اس بے ساختہ حرکت کا سبب وہ پراسرار شخص تھا جو اچانک ہی میری یادداشت کی اسکرین پر نمودار ہوا تھا وہ شخص میرے کمرے سے خلق نہ کرے میں موجود تھا نہ جانے کیوں وہ یاد آئے ہی میرے جسم کے اندر عجیب سی سنسنی دوڑنے لگی ایک ہیجان سا پورے بدن بپا ہوتا محسوس ہونے لگا بے اختیار جی چاہنے لگا کہ جا کر اس کے کمرے میں جھانکوں چند لمحوں کے لیے اس بے ساختہ اٹھنے والی خواہش کی نشی میں میں سوچتا رہا لیکن وہ خواہش اتنی شدید اور بروقت تھی کہ اسے مسترد کرنے کی تمام دلیلیں مسدود ہو گئیں۔

اگلے ہی لمحے میرے قدم دروازے کی جانب اٹھنے لگے دروازہ کھول کر میں باہر نکلا رابدار سی سنسنی بازار قریب قریب بند ہو چکا تھا سامنے سڑک پر اکا دکا گاڑیاں آجاری تھیں دبے پاؤں چلتا ہوا میں اس کے کمرے کے سامنے جا کر دروازہ اندر سے بند تھا البتہ اندر کمرے میں فل روشنی محسوس ہو رہی تھی میں نے چور نظروں سے پوری رباری کا جائزہ لیا کہ کہیں کوئی میری اس حرکت کا نوٹس تو نہیں لے رہا ہے۔ رباری

بالکل خالی تھی اور ویران تھی بند دروازے کی جھری سے آنکھ لگا کر میں کمرے کے اندر جھانکنے کی کوشش کی جھری گو کہ بے حد چھوٹی تھی مگر میں جو کچھ دیکھنے کا خواہش مند تھا وہ اس چھوٹی سی جھری میں بھی بالکل صاف نظر آ رہی تھی حیرت کا ایک خوشگوار جھونکا میرا استقبال کرنے لگا وہ شخص بند پر لیٹے ہوئے کی بجائے کرسی پر سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا بالکل اسی پوزیشن میں جیسا کہ ابتدائی رات اسکے کمرے کے سامنے سے گزرتے میں نے دیکھا تھا اچانک میرے پیچھے ایک خفیف سی آہٹ ہوئی ہے ساختہ گردن مڑ کر میں نے پیچھے دیکھا ایک سیاہ رنگ کی بلی شخص چند قدموں کے فاصلے پر میرے پیچھے رابدار کی کے پیچھے کھڑی اپنی سرخ سرخ آنکھوں سے مجھے گھور رہی تھی اس سیاہ بلی میں عجیب سی پراسرار ہٹ محسوس ہو رہی تھی یہی وجہ تھی کہ چند سہ دلہیں بے اختیار مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیتے لیکن بلی کے سراپا کا جائزہ ابھی تک میں نے مکمل نہیں لیا تھا کہ یکھت دروازہ کھلا دروازہ گو کہ آہستہ کھلتا لیکن مجھے یوں لگا جیسے میرے پیچھے کوئی ہم پھنسا ہو وہ شخص دروازے کے درمیان میں کھڑا ابھی ہوئی نظروں سے مجھے دیکھ رہا تھا شدید احساس جرم کے باعث لمحہ بھر کے لیے میری ٹانگیں کا نیپ کر رہ گئی۔

میری حالت اس وقت اس چور کی سی تھی جسے رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہو۔ قطعی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس نازک ترین موقع پر کیا جواز کھڑوں بہر حال میری مشکل اس شخص نے خود ہی آسان کر دی اس نے پوچھا جی خیریت تو ہے میں نے اپنی بوکھا ہٹ پر حتی الامکان قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا جی وہ دراصل میں ادھر سے گزر رہا تھا آپ کے کمرے میں روشنی دیکھ کر جھانکنے کی جسرت کر بیٹھا اس نے غور سے سر تا پا میرا جائزہ لیا پھر بولا آپ غالباً ساتھ والے کمرے میں رہتے ہیں میں نے کہا جی ہاں آپ کے کمرے کے ساتھ والا اور اس سے ملحق کمرہ میرا اور میرے دوستوں کے تصرف میں ہے اس نے اچانک پیچھے ہٹ کر کہا آج

آئیے اندر آئیے اس کے اس طرح اندر آنے کی دعوت میرے لیے قطعی غیر متوقع تھی لیکن بہر حال مجھے تو ایک بہانہ چاہئے تھا سو میں بے دھڑک کمرے میں داخل ہو گیا مجھے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ خود ہیڈ پر بیٹھ گیا۔

کمرے پر میں نے ایک نگاہ خاص ڈالی کمرہ بے حد سادگی اور خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا ہر چیز نفاست اور سلیقے سے اپنی جگہ رکھی گئی تھی کمرے کا جائزہ لینے کے بعد میں نے اس کی جانب دیکھا مجھے اپنی جانب دیکھتے پا کر اس نے اپنا تعارف کرا کر میرا نام غلام حسین ہے بابو پیار سے کہتے ہیں میرا تعلق صوبہ سندھ سے ہے ساکھڑ شہر میں رہتا ہوں میں نے مسکرا کر کہا واہ بہت خوب۔ کیا حسن اتفاق ہے میں بھی اسی ضلع کا باسی ہوں اس نے اپنی جگہ چھوڑ کر مجھے گلے سے لگاتے ہوئے کہا یعنی آپ بھی ضلع ساکھڑ میں رہتے ہیں اسے بغل میں ساتے ہوئے میں نے پرسرت لہجے میں کہا جی ہاں میں ساکھڑ ہی میں رہتا ہوں وہ مجھے دیر تک گلے سے لگائے رکھا تھوڑی دیر بعد ہمدونوں آئے سامنے بیٹھے کچھ یوں بے تکلفی باتیں کر رہے تھے گو یا برسوں کی شناسائی ہو مختلف موضوعات پر باتیں کرنے کے بعد میں نے اس سے معذرت خواہانہ انداز میں کہا بابو جی معاف کرنا میں نے ایک جھوٹ بولا تھا آپ سے وہ سوالیہ نظروں سے مجھے دیکھتے لگا میں نے کہا دراصل میں آپ کے کمرے کے سامنے سے گزرتا رہا تھا بلکہ دانستہ دروازے سے جھانکنے لگا تھا اس نے قدرے ابھٹن آمیز مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا وجہ آپ بتا سکتے ہیں میں نے کہا۔

اصل بات یہ ہے کل دن میں پہلی بات آپ کو دیکھتے ہوئے نہ جانے کیوں مجھے ایسا لگا تھا جیسے عام انسانوں سے آپ مختلف ہیں گو کہ اس بات کی کوئی وجہ جی جیش نہیں کر سکوں گا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ آپ میں کوئی نہ کوئی انوکھی بات چھپی ہوئی ہے اودہ یہ بات ہے اس نے ایک طویل سانس خارج کی مگر آپ اس

قدر دلچسپی کیوں لے رہے ہیں میں نے کہا بابو جی میں ایک کہانی کار ہوں حقیقی کرداروں کی مجھے سدا سلاش رہتی ہے میری بات سنا کر اس کے چہرے پر یکا یک چمک سی آگئی بولا واہ یہ تو بہت اچھی بات ہے کیا اب میری کہانی لکھ سکتے ہیں میں نے کہا۔ آپ کی کہانی اگر تیرے قارئین کے معیار پر پوری اتری تو ضرور لکھوں گا۔ اس نے پریقین لہجے میں کہا صوفند یقین ہے کہ میری کہانی آپ کے قارئین کے معیار پر پوری اترے گی تو پھر بسم اللہ کر کے سنائیں۔ بابو جی میں نے فرمائش کی اس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور نظریں اٹھا کر چھت کو گھورنے لگا انداز بتا رہا تھا کہ وہ کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا میں اسکی جانب منتظر نگاہوں سے دیکھنے لگا کافی دیر بعد چھت سے نظریں ہٹا کر اس نے میری جانب منتقل کیں اور بولا۔

یہ آج۔ آٹھ سال پہلے کی بات ہے ان دنوں میں نایا حیدر آباد یونیورسٹی میں داخل ہوا تھا ہفتہ وار تعطیلات میں کبھی کبھار میں اپنے گھر بھی جایا کرتا تھا یہ ایسے ہی ایک دن کی بات ہے میں ہفتے کی شام اپنی کار میں گھر جا رہا تھا سفر زیادہ ذیرہ دو گھنٹے کا ہوا کرتا تھا بد قسمتی سے میری گاڑی آدھے راستے میں خراب ہو گئی اپنی بساط کے مطابق انجن سے ٹیک لگائے میں آس پاس کا جائزہ لینے لگا یہ جگہ آبادی سے قدرے پرے تھا آس پاس سڑک کے دائیں بائیں جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں سورج ڈوب چکا تھا اندھیرا پھیلنے والا تھا سڑک پر گاڑیاں آجاری تھیں اب ایک ہی صورت ممکن تھی کہ کار کو پھوڑ کر بس میں بیٹھ جانا اور گھر چلا جاتا مگر گاڑی کو یوں بے یار و مددگار چھوڑنے پر دل آمادہ نہیں تھا۔ سوچ کی انہیں ہی بھول بھلیوں میں میں بھٹک رہا تھا اچانک خوشبو کا ایک جھونکا میری ناک سے ٹکرایا۔ چونک کر دیکھا تو حیرت اور خوشی کی لہریں میرے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لیں لیکن ایک حسین ذہیل لڑکی میرے پائیں جانب کھڑی مسکرتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ میں نے

سر سے پاؤں تک ایک بے ساختہ نگاہ اس پر ڈالی میری دل کی دھڑکیں بے ساختہ ادھر ادھر ہو رہی تھیں حیرت کی بات یہ ہو رہی تھی کہ اس اندھیرے اور دور پرانی جگہ میں ایک لڑکی کا یوں اچانک ظاہر ہونا جبکہ خوشی کی بات یہ تھی کہ اس وقت میرے پاس ایک حسین لڑکی کھڑی تھی میرے اور اس کے سوائے آپ پاس کوئی نہیں تھا۔ میں اس سراپا حسن کے نشیب و فراز میں کھویا ہوا تھا کہ اچانک اس کی آواز ابھری۔

گاڑی خراب ہو گئی ہے آپ کی اس کی رس گھولتی ہوئی آواز میں غضب کی جادوگری تھی میں نے ایک شہنشاہی سانس لے کر کہا ہاں گاڑی خراب ہو گئی ہے میں بات ابھی مکمل ہی کی تھی کہ اچانک وہ آگے بڑھی اور میرا کاندھا پکڑا ایک طرف ہٹاتے ہوئے بونٹ تیزی سے کھول کر انجن پر جھک گئی میں ہکا بکا رہ گیا اور اس کی حرکات و سکنات کو دیکھ رہا تھا اس لمحے جبکہ اس نے میرا کاندھا پکڑا تھا ایک کرنٹ بڑی شدت کے ساتھ میرے تن بدن میں ڈور پڑا تھا اس کے ہاتھ مشتکی انداز میں انجن کے مختلف پرزوں پر چل رہے تھے بشکل ڈیڑھ دو منٹ کا وقت گزرا ہوگا کہ وہ سیدھی ہو کر بونٹ کو ایک زوردار آواز کے ساتھ پیچ کر دیا پھر مجھے سے مخاطب ہوئی چلو گاڑی اشارت کر لو اس کی آواز میں نجائے کیسا جھکم تھا کہ میں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر دروازہ کھول کر اسٹریکس کے سامنے بیٹھ گیا۔ چابی انکشن میں لگی ہوئی تھی میں ایسی لینتھوڑا سا دبا کر چابی گھمائی تو چابی کے گھومتے ہی انجن بیدار ہو کر غرائے لگا نظریں اٹھا کر وٹسکرین کے پاس کھڑی ہوئی اس جادوگری کو دیکھا جس نے ایک حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا تھا گاڑی سے اتر کر میں اس کے پاس گیا اور جب بولا تو میرے لہجے میں عجیب سی محبت اور عقیدت تھی میں نے کہا میرے حسن میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آپ کا شکریہ کیسے ادا کروں۔

وہ ایک دم کلکلا کر ہنس پڑی مجھے بولے جیسے اس ک منہ سے پھول جھڑ رہے ہوں اس کی ہنسی کا نرم ہے

اسکے ہاتھوں کے لمس میرے انگ انگ کو بری طرح سے خور رہی تھی خاموشی سے دروازہ کھول کر میں اندر بیٹھ گیا انجن پہلے سے ہی اشارت تھا تلخ دبا کر میں نے گاڑی سمیر میں ڈال دی جب گاڑی دہسی رفتار سے آگے بڑھنے لگی تب اچانک اس نے مجھے ایک ہاتھ کے اشارے سے روکے کو کہا۔ میں نے تیزی سے بریک دہائی وہ چلتی ہوئی میری جانب آئی اور ہاتھ دروازے پر پکڑ کر سر اندر کیا اس کے سانسوں میں بری طرح سے بے خود کر دینے والی مہک موجود تھی مجھے اپنا آپ آسمانوں میں اڑتا ہوا محسوس ہوا ہاتھ وہ چپک کر بولی مجھے تھوڑی دیر کے لیے اپنی گاڑی میں بیٹھاؤ گے میرے منہ سے بے اختیار نکلا آپ کو تو دل اور آنکھوں میں بیٹھا دوں گا گاڑی کی بات دور کی ہے اس نے میرا رخسار چھو کر کہا بے حد شکوہ اس وقت جبکہ اس نے میرا

رخسار چھو تھا جو کیفیت میری ہوئی تھی اس کا حال لفظوں میں بیان کرنا ممکن ہی نہیں ہے وہ سامنے سے گھوم کر دوسرے دروازے تک آئی پھر اسے کھول کر اندر سیٹ پر قدرے کھسک کر میرے قریب بیٹھ گئی۔ میں نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

اسکے وجود سے چھوٹنے والی خوشبو مجھے بری طرح سے بھگا رہی تھی حیران و پریشان سوچ رہا تھا کہ آخر یہ خوبصورت بلا ہے کون اچانک اس نے منہ سے میرے کان کے قریب لا کر کہا تمہارا نام غلام حسین ہے ناں۔ حیران تو میں پہلے ہی سے تھا اب کے اور ہونے لگا حیرت سے کہا ہاں میرا نام یہی ہے مگر آپ کیسے جانتی ہیں۔ وہ پراسرار سی ہنسی کے ساتھ بولی ان باتوں کو چھوڑ دینے کا شکار ہو رہا ہوں وہ بولی انکھن میں بڑنے کی ضرورت نہیں میرے بارے میں سب کچھ کبھی نہ جھی تم کو ضرور پتہ چل جائے گا عجیب ہی لڑکی تھی اس کے جوابات کے سامنے میں اب پوری طرح سے بے بسی محسوس کر رہا تھا اچانک ایک خوفناک خیال نے بری طرح سے میرے روٹنے کھڑے کر دیے تھیں لڑکی کوئی چیز وغیرہ تو نہیں ہے بے اختیار میری نظریں اسکے پیروں پر پڑنے لگیں اس کے پاؤں دیکھ کر ایک طویل اطمینان ابھری سانس میرے منہ سے خارج ہوئی اس کے نرم دنازک ہیر بالکل عام انسانوں کی طرح تھے اور ان میں نہیں اور خوبصورت سینڈل موجود تھے ویسے انکھن میری سہر حال برقرار تھی جو باتیں وہ کر رہی تھیں میرے لیے وہ انتہائی عجیب و غریب تھیں اور ویسے بھی یہ بات دماغ میں ہضم نہیں ہو رہی تھی کہ ایک حسین و جمیل لڑکی کا یوں سہرا مل جانا نادر حالات کا غماز ہے میں حیرانگی و پریشانی اور خوف کے علاوہ ایک اور کیفیت میں بھی مبتلا ہو گیا تھا۔

اس کا حسن ملا خیر اس جو بھی کیفیت کا باعث بن رہا تھا جب بھی کن آنکھیں سے میں اس کی جانب دیکھنے لگتا حالت عجیب سی ہونے لگتی دھڑکیں بے قرار ہو کر

بے ترتیب ہو جاتیں بدن میں عجیب سا پھان موجھیں مارنے لگتا تھا اس قدر بے باک حسن میں نے آج تک نہیں دیکھا تھا جو آنکھوں سے بار بار میں اسے دیکھتا رہا وہ میری جانب سے پکا یک بے نیاز ہو کر نگاہیں سامنے وٹسکرین سے آگے دور تک پھیلی سڑک پر مرکوز کی ہوئی تھیں رات دھیرے دھیرے سیاہ ہوتی جا رہی تھی میں یہ بھی سوچ رہا تھا کہ آخر یہ لڑکی کہاں تک میرے ساتھ چلتی رہے گی اچانک اس کی آواز نے میری سوچ کے تسلسل کو توڑ دیا گاڑی روک دو باؤس نے فوراً اس کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے گاڑی روک دی وہ دروازہ کھول کر چچے اترتی پھر محوم کر میرے جانب والے دروازے کے کھلے ہوئے نشے میں اپنا دایاں ہاتھ مصافحہ کے انداز میں میری جانب بڑھایا میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا اس کی پھلتی میں عجیب سی حرارت تھی چند لمحوں کے لیے وہ حرارت میرے جسم میں منتقل ہوئی رہی پھر اس نے اپنا ہاتھ چھڑا کے شون لہجے میں کہا۔

اچھا باوجی خدا حافظ موقع ملا تو پھر ملیں گے پھر اگلے ہی لمحے وہ بائیں جانب والی سڑک کے اس پار اندھیرے میں پھیلی سیاہ بھیا تک پہنچاں کے مانند نظر آنے لگی بھٹائیوں میں غائب ہو گئی میں خالی خالی نظروں سے اسے اندھیرے میں گم ہونے کے باوجود کئی لمحات دیکھتا رہا پھر ایک طویل سانس لے کر گاڑی آگے بڑھا دی گھر تک کا باقی راستہ کس طرح کتنا کچھ پتا نہیں چلا میرے دل و دماغ میں اس لڑکی کا عطر بری طرح سے چھایا ہوا تھا ہڈی والے میری کیفیت بھانپ کر وجہ تانے پر اصرار کرتے رہے مگر میں نے ہر بار ٹال دیا اگر میں انہیں بتا دیتا تو شاید یقین نہ کرتے پچھتی وانا دن گزار کر میں واپس یونیورسٹی چلا گیا۔ اگلے پورے ہفتے اس پراسرار خوبصورت لڑکی کے بارے میں عجیب عجیب انداز میں سوچتا رہا اگلے ہفتے کی چھٹی گزارنے ایک بار پھر گھر کی جانب میں اسی راستے کو سفر تھا وہ جگہ جہاں پچھلے ہفتے میری گاڑی خراب ہوئی تھی مجھے اچھی طرح

یا قوی وہاں پہنچ کر میں نے باقاعدہ گاڑی روک لی اور گاڑی سے اتر کر ادھر ادھر مقصد گھومنے لگا خدا جانے کیوں یہ خیال بار بار آ رہا تھا وہ لڑکی آج پھر ملے گی اور یہ خیال اس قدر پختہ تھا کہ میں پورا ایک گھنٹہ وہاں پر ٹہل ٹہل کر گزارا مگر وہ پراسرار لڑکی نہیں آئی مایوس ہو کر میں چل پڑا۔

پھر وہ بھٹے اور میں نے گزرنے لگے اور وہ لڑکی پھر نہیں ملی شروع شروع کے میں نے اس لڑکی نے میرا چین اور نیند بری طرح سے حرام کی ہوئی تھی اس میں کوئی ایسی بات ضرور تھی کہ میں پورے میں سے تک اسے ذہن سے جھٹک نہ سکا تھا لیکن بہر حال گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ یادوں کی شدت کم ہوئی تھی اس واقعہ کے تقریباً نو ماہ بعد میرے ساتھ ڈیمینک کا ایک خوفناک واقعہ پیش آیا یہ واقعہ چھٹی والے ایک دن یونیورسٹی سے گھر جاتے ہوئے سربراہ پیش آیا میں تقریباً آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ اچانک سڑک کے دائیں بائیں پہیلی ہوئی چھوٹی چھوٹی جھار یوں میں چھپے پانچ سب سے بڑا نقاب پوش ڈاکو نمودار ہو گئے اور ہلک جھپٹتے میں مجھے اپنے حصار میں لیتے چلے گئے مجھے خوفزدہ کرنے کے لیے انہوں نے میری گاڑی کے اوپر سے باقاعدہ برسٹ مارا اس قسم کی صورت حال کا تصور میں نے بھی خواب میں بھی نہیں کیا تھا لہذا میرا خوفزدہ ہوا ایک فطری سی بات تھی ڈاکوؤں کا دیکھ کر میرے سینے چھوٹ گئے اس سے قبل کہ وہ برسٹ مار کے گاڑی کے ٹائر پھاڑ دیتے میں نے خود ہی گاڑی روک دی۔ میں بالکل تھپتا تھا ہتھیار کے نام پر میرے پاس پانچ کی تیلی تک نہ تھی نقاب پوش ڈاکو تعداد میں کل پانچ تھے گاڑی کے رکستے ہی وہ پانچوں دندناتے ہوئے گاڑی کے دروازے کھول کے اندر گھس آئے ایک ڈاکو نے پستول کا راک میری پیلیوں میں کھسیڑتے ہوئے غراہٹ سے مشابہ آواز میں کہا۔ گاڑی فوراً بائیں جانب والی پکی سڑک پر موڑ دو۔

میں اس کی ہدایت پر فوراً عمل کرتے ہوئے گاڑی

بائیں جانب کچے راستے پر ڈال دی میرے ہاتھ پاؤں تھر تھر کانپ رہے تھے دماغ اس قدر مایوس تھا کہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت تقریباً سلب ہو چکی تھی۔ سڑک کے بائیں جانب جانے والا وہ راستہ آگے جا کر کھٹی جھاریوں میں داخل ہو گیا میں بائیں منٹ کی مسافت کے بعد نقاب پوش ڈاکوؤں نے مجھے گاڑی اس کچے راستے سے نکلنے والے ایک اور کچے راستے پر موڑنے کا حکم دیا اور یہ راستہ آگے مزید ایک فرلانگ آگے جا کر ایک بچے بوسیدہ مکان پر ختم ہوا اس بوسیدہ مکان کے سامنے گاڑی روکنے کا مجھے حکم دیا گیا میں نے گاڑی روک دی نقاب پوش ڈاکو پھر تھی سے نیچے اتر گئے ایک نے مجھے گریبان سے پکڑ کر کھینچے ہوئے نیچے گرانے کی کوشش کی تاہم میں نے ہاتھوں کا سہارا لے کر خود بے نگلی انداز میں زمیں پر گرنے سے بچا لیا اور لڑکھڑاتے ہوئے کھڑا ہونے کی کوشش کی ایک نقاب پوش نے کلاشن کوف کو ٹال کی جانب سے ڈنڈے کی طرح پکڑ کر زور سے گھمایا اگلے ہی لمحے کلاشن کوف کی بٹ پوری قوت سے میری کمر پر زور دردی ایک شدید لہر اٹھی اور میرے پورے جسم کو اپنے لپٹ میں لیتے چلی گئی۔ ڈاکوؤں کے متعلق بہت کچھ میں نے کتابوں کہانیوں میں پڑھا تھا اور لوگوں کی زبانی سنا تھا آج میری ذات خود ڈاکوؤں کی تمام تر سفاکی اور خوفناکی کو عمل کی آنکھ سے دیکھ رہی تھی میرے رونکنے بری طرح سے کھڑے ہوتے جا رہے تھے خوف سے کانپتے ہوئے میں ان پانچ نقاب پوشوں کو دیکھ رہا تھا جو مجھے اب چھوڑے آپ میں ایک گروپ کی صورت میں کھڑے زور و شور سے کسی مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے۔

گودہ چاروں مقامی زبان میں بات کر رہے تھے مگر میرے لیے وہ زبان اس قدر ناقابل فہم بھی نہ تھی کہ کچھ نہ سمجھتا وہ چاروں اس وقت مجھ سے متعلق بات کر رہے تھے بلکہ یوں کہا جائے کہ میرے مستقبل پر گفتگو کر رہے تھے ایک کہہ رہا تھا کہ اس کے ہاتھوں کو باندھ کر کسی جھاری میں پھینک دیتے ہیں لیکن دیگر تین اس

تک تجویز کی شدید مخالفت کر رہے تھے ان کا کہنا تھا کہ چونکہ میں نے ان کا ٹھکانہ دیکھ چکا ہوں لہذا میرا زندہ چھوڑ جانا بعد میں ان کے لیے سنگین مسائل پیدا کر سکتا ہے آخر کار فیصلہ انکے حق میں ہو گیا جو تعداد میں زیادہ تھے۔

ان کا خوفناک فیصلہ جان کے میں دل و جان سے کانپ اٹھا خوفناک موت ان نقاب پوش ڈاکوؤں کی صورت میں میرے سر پر منڈلا رہی تھی موت کو یوں اچانک اور اتنی قریب سے دیکھ کر بے اختیار مجھے بہت کچھ یاد آ رہا تھا اپنے پیاروں کے چہرے نظروں کے سامنے گھوم رہے تھے عزیز درشتے دار آ رہے تھے ماضی کسی فلم کی مانند ان چند لمحات میں برق رفتاری سے دماغ کے پردہ سکریں پر دوڑ رہی تھی اچانک ایک ڈاکو نے گرج دار آواز میں کہا منہ دوسری طرف کر کے کھڑے ہو جاؤ تب مجھے یقین ہو چلا کہ میری سانسیں اب بس چند لمحات پر محیط ہیں یوں آسانی سے مرنا مجھے قطعی گوارہ نہ تھا اسی لمحے میں نے اپنی ہمت جمع کی اور برق رفتاری سے حرکت میں آ کر انہیں کے چھوڑے قریب ترین کھڑے مسلح نقاب پوش ڈاکو پر بھپٹ پڑنا چاہا مگر اگلے ہی لمحے میرے ہاتھ پاؤں اپنی اپنی جگہوں پر ساکت رہ گئے حیرت اور خوف کی باعث مجھ پر ایک لرزہ سا طاری ہونے لگا میری کیفیت صحرا کے اس پیاسے مسافر کی سی تھی جیسے بالکل اس وقت پانی نظر آیا جب وہ پیاس کے مارے اس کا دم نکل رہا تھا نقاب پوش ڈاکوؤں کی عجیب سی پوزیشن تھی پانچوں نقاب پوش خوفناک ڈاکو ہوا میں سر کے بل اٹھنے لگے تھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کئی نادیہ ہاتھ انہیں ٹانگوں سے پکڑ کے الٹا لٹکائے رکھے ہوں۔

ان کے ہاتھوں سے کلاشن کوف چھوٹ کر نیچے زمیں پر گرے ہوئے تھے ہوا میں الٹا لٹکے ان کی خوفزدہ لگا ہوں بوسیدہ مکان کے داخلی جانب موجود ایک نیم سوختہ درخت کے نیچے جمی ہوئی تھیں جہاں ایک شاہکار حسن کھڑی قبر بار نظردوں سے انہیں گھور رہی تھیں اس

حسین و جیل لڑکی کو پہلی نظر دیکھتے ہی میں نے پہچان لیا میں بھلا اسے کیسے بھول سکتا تھا وہ تو میرے دل میں بسی ہوئی تھی اس کی تصویر دن تک نے میرے دل میں پھل پھل مچا رکھی تھی یہ وہی پراسرار لڑکی تھی جو آج سے کوئی آٹھ نو ماہ قبل پراسرار انداز میں مجھے سربراہ اس وقت ملی تھی جب یونیورسٹی سے گھر جاتے ہوئے سچ راستے میں میری گاڑی خراب ہوئی تھی اس کے پراسرار اور غیر معمولی ہونے کا اندازہ تو مجھے اسی روز ہوا تھا لیکن آج اس نے جس حیرت انگیز عقل کو تعجب نے نچانے والا ماقوق الفطرت کا نامہ انجام دیا تھا اس کے بعد اسے کوئی غیر معمولی لڑکی قرار دینا بھی غلط ہو جاتا تھا یقیناً وہ کوئی اور مخلوق تھی آج وہ اس قدر حسین لگ رہی تھی گویا کائنات بھی اسکے آگے شرمانے پر مجبور تھی اچانک وہ آگے بڑی اور اٹلے لٹکتے ہوئے نقاب پوش ڈاکوؤں کے سامنے رک گئی دوسرے ہی لمحے میں نے دیکھا کہ اس کا ایک ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے فضا میں بلند ہوا تھا مگر اگلے ہی لمحے چٹاٹ کے ساتھ ایک بھر پور پھٹن ایک اٹلے لٹکتے ڈاکو کے منہ پر پڑا تھپڑ پڑتے ہی میں نے ایک اور حیرت انگیز بلکہ خوفناک منظر دیکھا جس ڈاکو کو پھٹن لگا تھا اس کا منہ ایک ہی لمحے میں پوری طرح سے پیچھے کی جانب گھوم گیا اس کی آنکھیں ناقابل یقین حد تک حلقوں سے باہر نکل آئیں تھیں لیکن سب سے زیادہ بھیاں تک منظر اس کی باہر نکلی زبان پیش کر رہا تھا اس کی زبان بے تحاشہ نکل پڑی تھی۔

وہ سب کچھ یوں تیزی سے ہوا کے عام حالات میں تصور بھی محال ہو جاتا اسی لمحے دھم کے ساتھ اس ڈاکو کا جسم زمیں پر گر پڑا۔ اس کا بے جان جسم دیکھ کر یہ اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہیں تھا کہ وہ مر چکا ہے دوسرے ڈاکو اپنے ساتھی ڈاکو کا بھیا تک انجام دیکھ کر خوف سے مرے جا رہا تھا انکے کھالے منہ سے بے تحاشہ چیخیں نکل رہی تھیں مگر ان کا انجام بھی ہوا جو ان کے پہلے ساتھی کا ہوا تھا یکے بعد دیگرے چند ہی لمحوں بعد پانچوں نقاب پوش ڈاکوؤں کی بے جان لاشیں ایک دوسرے کے اوپر

تھے ذہن میں حیرت اور استغاب سے گلگ بت کی مانند کھڑا اس خونخاک حسیت کو دیکھ رہا تھا جس نے چشم زدن میں پانچ خون کئے تھے پھر مڑ کر وہ میری جانب آنے لگی اس کے ہونٹوں پر اب ایک دوستانہ مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

میرے قریب پہنچ کر اس نے اپنی ہانہیں پھیلائیں۔ میں بے اختیار تقریباً دوڑتے ہوئے اس کے گلے سے لگ گیا میری تھوڑی اس کے کندھے پر تھا اس کی ہوا میں لہرائی زلفیں میرے چہرے پر پھیل رہی تھیں آہ میں بیان نہیں کر سکتا کہ اس وقت میری کیا کیفیت تھی خصوصاً اس کی زلفوں سے جو مہک اٹھ رہی تھی خدا کی قسم آج تک میں نے کہیں بھی محسوس نہیں کی تھی کتنے ہی لمحے ہم یوں ہی ایک دوسرے کی ہانہوں میں قید رہے آخر اس نے کوڈ کچھڑا لیا میرا توتی چاہ رہا تھا کہ قیامت تک یوں ہی اس کے گلے سے لگا رہوں میں نے اس کا ایک ہاتھ محبت اور عقیدت سے اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر چومتے ہوئے کہا میری محسن مجھ میں نہیں آتا آپ کا شکریہ کس طرح ادا کروں جواباً وہ میرے ہاتھ کا بوسہ دیتے ہوئے بولی شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں ہم دونوں ایک دوسرے کے محسن ہیں کبھی تم نے مجھ پر یہ احسان کیا تھا اور آج میں تمہارے کام آئی ہوں۔ سو حساب برابر ہو گیا ہے میں نے اس کے حسین چہرے پر نظریں جماتے ہوئے انھیں آمیز آواز میں پوچھا آخر آپ کس احسان کی بات کر رہی ہیں مجھے تو کچھ بھی یاد نہیں پڑتا اس نے مسکرا کر کہا۔

چلو آج میں تمہیں بتا دوں گی پھر میں نے ہاتھ پکڑ کر گاڑی کی جانب مجھے کھینچنے لگی اور بولی آئی کہیں چل کر بیٹھتے ہیں میں اس کے سنگ چلتے ہوئے گاڑی میں آبیٹھا اینٹیشن میں چابی لگی ہوئی تھی میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور اسی کچے راسے پر ڈال دی جس پر سے ڈاکو اغوا کر کے مجھے اس بوسیدہ مکان تک لے آئے تھے اس پر اسرار لڑکی سے متعلق جاننے کے لیے میرا دل بے قرار سا ہو رہا تھا گاڑی کچے پر سیدھی کرتے ہی

میں نے اس سے پوچھا اچھا تو اب بتائیے آپ کون ہیں یہ سارا چکر کیا ہے اور آپ بار بار کس احسان کی بات کیوں کر رہی ہیں۔ میں نے سارے سوالات ایک ہی سانس میں کر ڈالے وہ چند لمحوں کے لیے مسکرائی ہوئی نظروں سے مجھے غور سے دیکھتی رہی پھر بولی ابھی نہیں ہم چل کر کہیں آرام سے بیٹھ جاتے ہیں وہی سب باتیں ہوں گی ٹھیک ہے ناں اپنی بات ختم کر کے اس نے تائید طلب نظروں سے میری جانب دیکھنے لگی میں نے کہا جیسے آپ کی مرضی۔ پھر میں نے خاموشی سے نظریں وپڑ سکرین کے اس پار پھیلی ہوئی کچھ سڑک پر مرکوز کیں البتہ دل و دماغ میں خیالات کا طوفان ٹھاٹھیں مار رہا تھا تھوڑی دیر قبل میں سفاک اور خونخاک موت کے منہ میں کھڑا تھا سو فیصد یقین تھا کہ کل تک میری گولیوں سے چھلنی لاش اس گمنام اور بوسیدہ مکان کے آپ پاس پھیلی ہوئی کسی خاردار جھاڑی میں بڑی مختلف گوشت خور جانوروں کی خوراک بن رہی ہوگی اس خونخاک اور بھیا تک ترین کمزری میں کسی طرح سے بھی بچ جانے کا تصور میرے لیے یقیناً احمقوں کی جنت میں رہنے سے کسی طرح کم نہیں تھا ظاہر ڈاکو مجھے اس گمنام اور بوسیدہ مکان کا درشن کرانے تو نہیں لے آئے تھے ان کے خونخاک ارادے میں پہلے ہی سے پھانپ چکا تھا پھر بعد میں انہوں نے میرے سامنے ہی وہ خونخاک بات کہہ دی جس کے مطابق میری روح میرے خاکی بدن کا فقط چند لمحوں کے لیے سہمان ہے اور پھر وہ لمحہ بھی آیا جب موت کو میں انتہائی قریب سے دیکھ رہا تھا اور بس اسی لمحہ وہ مجھ روٹنا ہوا۔

میں اسے معجزہ ہی کہوں گا ایسے وقت جبکہ پانچ سفاک قاتل ایک نہتا اور بے بس شخص کو موت کے منہ میں دھکیل رہے ہوں تب ہی ایسے وقت میں ایک لڑکی اچانک ہی نمودار ہو کر ایک ناقابل یقین اور مانوق افطرت قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پانچوں قاتلوں کو ہاتھ لگائے بغیر جہنم رسید کر لے تو آپ ہی بتائیے کیا کہیں گے۔ کئی سڑک تک پہنچنے کے لیے ابھی مزید

پندرہ جیس منٹ کا سفر باقی تھا کہ اچانک اس نے مجھے گاڑی روک دینے کو کہا گاڑی روکتے ہوئے میں نے دائیں بائیں نگاہ ڈالی اس کی طرف دیکھی سڑک پر دائیں بائیں دور دور تک خاردار جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں جب گاڑی رکی تو دروازہ کھول کے وہ اترتے ہوئے مجھ سے مخاطب ہوئی۔

چلو میرے ساتھ میں نے دروازہ بند کر کے بغیر لاک کئے اس کے پیچھے چل پڑا اس پاس کی دیران جگہ اور خاردار جھاڑیوں کو دیکھ کر میں حیرت سے سوچ رہا تھا کہ آخر یہ خوبصورت مخلوق مجھے کہاں لے کر جا رہی ہے وہ کئی سڑک کے دائیں جانب والی جھاڑیوں میں راستہ بناتے ہوئے چلی جا رہی تھی میں اس کے پیچھے پیچھے جھاڑیوں سے دامن بجاتا ہوا چل رہا تھا پھر اچانک ان دیران جھاڑیوں میں میں نے ایک حیرت انگیز چیز دیکھی میں پچیس قدم آگے خاردار جھاڑیوں کے وسط میں ایک چھوٹا سا سبز رنگ کا جھاڑیوں کی رنگت سے مچھ کرنا خوبصورت مکان تھا بہر حال حیران ہونا میں نے اب تقریباً چھوڑ دیا تھا چند ہی لمحوں میں ہم اس خوبصورت مکان میں داخل ہوئے وہ ایک ہی کمرے میں مشتمل تھا باہر سے جس قدر وہ خوبصورت تھا اندر سے سے کہیں زیادہ اس کی خوبصورتی دل و دماغ میں عجیب سی تازگی پیدا کر رہی تھی اندر ایک سجا سجا ہوا انتہائی خوبصورت بیڈ موجود تھا وہ بیڈ پر بیٹھ گیا لیکن اس ہوئے اس سے قدرے فاصلے پر بیٹھ جانا چاہا لیکن اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا میں بے اختیار کھسکا اور اس سے گھر کر بیٹھ گیا ہمارے سامنے بیڈ کے قریب ایک چھوٹی سی خالی تپائی موجود تھی پہلی نظر جب میں نے تپائی کو دیکھا تھا اس کی سطح بالکل خالی تھی لیکن اس وقت میں تقریباً اچھل سا بڑا جب اس کے اوپر ایک جھکتے میں اگت کھانے پینے کی چیزیں نظر آنے لگیں اس نے مسکرا کر پوچھا۔

کیا کھانا پینا پسند کرو گے۔ میں نے کچھ نہیں کہا کبھی اسے اور کبھی تپائی پر موجود طرح طرح کے کھانے

پینے والی اشیاء کو دیکھنے لگا مجھے خاموش پا کر وہ بولی کافی پینا پسند کرو گے میں نے اثبات میں سر ہلادیا اس نے ایک گنگ میں کافی بھری اور لیٹ کر میں چند سکت ڈال کر میری طرف کھسکا یا کافی کے کھونٹ بھرتے ہوئے اس سے میں نے پوچھا آپ نہیں پیتیں گی وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی ان چیزوں میں سے کوئی بھی میرے کھانے پینے کی نہیں میں نے حیرت سے پوچھا تب پھر آپ کیا کھاتی ہیں وہ ہنس کر بولی نام بتانا فضول ہے کیونکہ تمہیں ان کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں ہے میں خاموش ہو کر کافی پینے لگا اس عجیب و غریب لڑکی کو میں جس قدر سمجھنا چاہتا تھا وہ اور زیادہ ناقابل فہم ہوتی جا رہی تھی کافی ختم کر کے خالی گنگ میں نے تپائی پر رکھ دیا وہ مجھ سے مزید کھانے کی فرمائش کرتے ہوئے بولی کوئی چیز اور بھی لوٹاں۔

میں نے انکار کر دیا میں سر ہلایا پھر غور سے اس کی صورت دیکھتے ہوئے پوچھا اب آپ پلیز میرے سوالات کا جواب دیجئے اس نے فوراً جواب دینے کی بجائے چند لمحوں کے لیے ادھر ادھر دیکھتی رہی پھر نظریں میرے چہرے پر گاڑا کہ بولی باوصاحب میں دراصل ایک جن زادی ہوں مجھے اس کے جواب سے کوئی خاص حیرت نہ ہوئی ظاہر ہے اس پر اسرار لڑکی سے متعلق مجھے اسی قسم کے کسی جواب کی توقع تھی وہ بات جاری رکھتے ہوئے بولی جن دو مواقع پر اچانک پہنچ کر میں نے تمہاری مدد کی تھی اور جو کرشمے دکھائے تھے ایک انسان ہونے کے ناطے یقیناً تمہارے نزدیک وہ بڑے ناقابل یقین اور حیرت انگیز تھے مگر ہماری جن مخلوق کی نظر میں وہ کرشمے ایک عام سی بات سے بڑھ کر زیادہ نہیں ہیں اب میں تمہیں پس منظر والی بات بتاتی ہوں یہ سوال تم نے بار بار پوچھا تھا کہ آخر کیونکر یہ میرا بنایا تم پر ہو رہی تھیں جواب یہ کہ یہ میرا بنایا تمہاری ہی ایک مہربانی کے بدلے تم پر ہو رہی ہیں یقیناً تمہیں وہ بات اب یاد نہیں لیکن مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے ہماری جن مخلوق کو قدرت نے عجیب عجیب قوتوں سے نوازی ہیں جن

میں ایک سحر یا جادو کا قوت ہے جس طرح تم لوگ اپنے دشمنوں کو دوران جنگ ہتھیاروں سے زیر کرتے ہوئے بالکل اسی طرح ہم لوگ ایک دوسرے پر دشمنی کے دوران جادو کا مہلک ہتھیار استعمال کرتے ہیں میں بچپن ہی میں بھینک دشمنی کا شکار ہو کر جادو کی دہال میں پکڑ گئی تھی۔

دشمن جنوں نے جادو کے زور پر مجھے دھوئیں میں تبدیل کر کے ایک بوتل میں قید کر لیا تھا اور وہ بوتل سمندر کی اٹھا گھبراہٹوں میں پھینک گئی میرے قید کا بھینک ترین پہلو یہ تھا اگر اتفاق سے کسی کو وہ بوتل جس میں میں قید تھی مل جاتا اور وہ اسے کھول دیتا تو میں آواز ہونے کی بجائے وہی جل کر رکھ ہو جاتا اور میرا وجود اس دینا سے مٹ جاتا البتہ اگر ایسا ہو جاتا کہ کوئی بچہ یعنی انسانی ہو جس کی عمر چھ سال چھ ماہ اور چھ دن ہوتی اور جمعہ کا دن ہوتا اور وہ میری بوتل کھول کر اس میں اپنے خون کے ایک دو قطرے پکڑ دیتا تو میں جلنے اور ختم ہونے کے بجائے ایک ہی زندگی میں داخل ہو جاتی لیکن اس اتفاق کا امکان سو میں سے ایک فی صد بھی کم نظر آتا تھا مگر بہر حال قدرت نے اس ناقابل یقین اتفاق کا انتظام تمہارے ذریعے مہیا کر ہی دیا سمندر میں پتہ پتہ آخر کار ایک دن وہ بوتل ساحل تک پہنچ گئی کہتے ہی دن وہ یوں ہی ساحل کے ریت پر پڑی رہی پھر ایک دن جبکہ جمعہ کا دن تھا تم اپنے والدین کے ساتھ ساحل پر تفریح کرنے آئے ہوئے تھے وہ ساحل علاقہ قدرے دیران سا تھا زیادہ لوگ اس طرف نہیں آتے تھے۔

بہر حال ساحل پر پہنچ کر تمہارے والدین ایک جگہ بیٹھ کر مختلف قسم کے آس پاس پھیلی ہوئی رنگ برنگی سیڑیوں کو دیکھنے لگے جگہ تم بھاگتے ہوئے اس طرف گئے جہاں وہ بوتل پڑی ہوئی تھی بوتل پر نظر پڑتے ہی تم نے اسے اٹھا لیا اور کھولنے کی کوشش کرنے لگے مگر بوتل کا رنگ آلود دکھنا کھولنا تمہارے بس کی بات نہیں تھی اپنی سستی ناکام دیکھ کر تم نے قریب پڑا ہوا ایک چھوٹا سا پتھر

اٹھایا اور پھر ایک ہاتھ میں بوتل پکڑ کر اور دوسرے میں پتھر اٹھائے دونوں آپ میں ٹکرانے لگے تمہاری تیسری کوشش کامیاب ہوئی تیسری بار پتھر کے ٹکراتے ہی بوتل ٹکروں میں بیٹ گئی ٹھیک اسی وقت بوتل کے ٹکروں میں ایک تیز اڑکیہ کوٹنے والے ٹکڑے نے تمہاری درمیانہ انگلی بری طرح کاٹ دی تھوٹے میں تمہارا ہونٹ شپ ٹوٹنے ہوئے بوتل کے ٹکڑوں پر گر کر لگا خون کے پڑتے ہی میرا دھواں نا جسم تیزی سے اپنی اصلیت اختیار کرنے لگا اور مجھے ایک نئی زندگی مل گئی کیونکہ اس دن تم ٹھیک چھ سال چھ ماہ اور چھ دن کے ہوئے تھے اور دن بھی جمعہ کا تھا انگلی کاٹ جانے کے باعث تمہارا خون بے تحاشہ بہنے لگا تھا کہ تم بری طرح سے رو پڑے تھے تمہارے ماں باپ اسی لمحے تمہیں اٹھا کر ہسپتال لے گئے تھے ایک طویل سانس لے کر وہ خاموش ہو گئی۔ میں بے حس و حرکت کسی بت کی مانند بیٹھا ہوا اس کی عجیب و غریب کہانی سن رہا تھا بچپن میں روٹنا ہونے والا وہ واقعہ مجھے اچھی طرح یاد تھا بچپن کی باتیں اور یادیں تو خیر اکثر یاد رہتی ہیں جو کچھ اس نے اپنی زبانی بیان کیا تھا۔

مجھے خوب اچھی طرح یاد تھی کہ بالکل اسی طرح ہوا تھا بوتل کو واقعی میں نے ایک پتھر کی مدد سے توڑا تھا اسی کوشش میں میری دائیں ہتھیلی کی درمیانہ انگلی کاٹ گئی تھی اس زخم کا نضا سا نشان آج بھی میری درمیانہ انگلی پر دیکھا جاسکتا تھا بہر حال اس واقعے کو ایک حادثہ جان کر میں نے اور میرے والدین نے بہت وقت پہلے بھلا دیا تھا مگر اسکے بیک گراؤ میں اس قدر سنی خیز اور ناقابل یقین کہانی بھی پوشیدہ ہو سکتی ہے میں نے یا میرے والدین نے اس کا خواب تک نہیں دیکھا تھا اچانک اس نے میری درمیانہ انگلی کی جانب اشارہ کر کے درمیانہ پور کے نیچے ایک جگہ کی نشاندہی کرتے ہوئے بولی یہ دیکھو یہ اسی زخم کا نشان ہے میں نے اثبات میں سر ہلا کر اپنی انگلی پر موجود باریک چاند نما نشان کو دیکھا اس کی پے درپے مہربانیاں اب بخوبی

میری سمجھ میں آ رہی تھیں یہ جان لینے میں اب کوئی دشواری محسوس نہیں ہو رہی تھی کہ وہ مجھ پر احسان کیوں کر رہی تھی۔

بہر حال باقی سب باتیں اور جرتیں اپنی جگہ میں اس وقت ایک اور عین کیفیت کا شکار ہو رہا تھا دل میں ایک عجیب سی کھٹک محسوس ہو رہی تھی ایک لا حاصل خواہش تھی جو بار بار ابھر رہی تھی یہ بات روز روشن کی طرح مجھ پر عیاں تھی کہ وہ دو مختلف دنیاؤں کے باسی ہیں وہ ایک جن زادی ہے اور میں انسان لیکن اس کے باوجود دھیرے دھیرے میں محسوس کر رہا تھا کہ میرا سب کچھ اس پر اسرار لڑکی نے چھ لیا ہے میرے دل کی ہر دھڑکن کی پکار وہ پر اسرار لڑکی کی ذات بنی ہوئی تھی اس کا سرخ و سفید رنگ اور سڈول جسم غضب کی کشش رکھتا تھا وہ جب ہنست تھی اس کے گورے گورے گالوں میں دو ننھے ننھے گڑھے پڑ جاتے تھے جس کے باعث اس کے حسن کو چار چاند لگ جاتا تھا۔ اس کی کالی کالی گٹھائوں میں بجلی کی سی چمک تھی قدرت نے گویا پورے جہاں کا حسن کوٹ کوٹ کر اس میں سودا دیا تھا میں ایک نظر دالہاں سے اس کی صورت دیکھ رہا تھا اس کے چہرے پر ایک دلربا سی مسکراہٹیں تھیں بولی کیا سوچ رہے ہو میں نے اس کے خوبصورت چہرے سے نظریں ہٹائے بغیر کہا میرا دل چاہ رہا ہے کہ آپ ایک اور احسان مجھ پر کریں وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی اور پھر پوچھا کیسا احسان۔ میں نے اس کا بایاں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں تھامتے ہوئے اسے چھو کر کہا۔

میں یہ ہاتھ ہمیشہ کے لیے تھامنا چاہتا ہوں وہ پہلے تو ایک دم ہنس پڑی لیکن پھر یکدم اس کے چہرے پر بخند کی چھائی چند لمحوں کے لیے وہ میرے اس ہاتھ کو گور سے دیکھتی رہی جس سے میں نے اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا پھر بولی مجھے افسوس ہے غلام حسین تم پر یہ احسان نہیں کر سکو گی اس لیے کہ یہ ناممکن ہے ہماری دنیا میں الگ الگ ہیں منزلیں الگ الگ ہیں اور راستے جدا جدا ہیں تمہارا دل واقعی اس وقت یہ سب کچھ چاہ رہا ہے مگر

میری نظر بہت آگے تک دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے جو کچھ میں دیکھ رہی ہوں تم نہیں دیکھ سکتے ہو تمہاری خواہش بظاہر اس وقت تمہیں واقعی بے جھلا اور دانش مندانہ محسوس ہو رہی ہیں لیکن آگے جا کر اس پر تمہیں شدید حیرت ہوگی اور کوئی بعید نہیں کہ تم اسے ایک بچکانہ خیال سمجھ کر خود پر ہنسو گے سنو میں تمہیں یہی مشورہ دوں گی کہ یہ خیال اپنے دل سے نکال دو وہ چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گئی پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی میرا ابھی تک اس کا خوبصورت نرم و نازک ہاتھ تھامے ہوئے تھا وہ بولی ایک خوش خبری: میں ابھی سے تمہیں سن رہی ہوں تمہاری زندگی تمہیں اب ایسی حسین لڑکی جیون ساھی کے روپ میں ملے کہ جس کے آگے مجھے جیسے بہت سوں کو بھول جاؤ گے۔ میں نے اس کا ہاتھ پھر سے چومتے ہوئے کہا نہیں ایسا ناممکن ہے وہ بولی تمہیں بتا چکی ہوں کہ میری نظر بہت آگے تک دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے جو کچھ میں دیکھ رہی ہوں وہ تم ابھی سے دیکھ نہیں سکتے ہو جب تک کہ وہ وقت نہ آئے آج تم ان کا ضرور در کر رہے ہو لیکن آنے والا وقت سب کچھ بدل کر رکھے گا بہر حال پھر ہماری وہ خوبیاں اور یادگار ملاقات ختم ہوئی پر اسرار لڑکی مجھ سے رخصت ہو گئی۔

میں اپنے گھر چلا آیا وقت اپنی مخصوص رفتار سے آگے بڑھتا رہا اور پھر ٹھیک چار سال بعد اس پر اسرار لڑکی کی پیش گوئی حقیقت کا روپ اختیار کرنے لگی میری شادی ایک ایسی حسین لڑکی سے ہوئی جس کے آگے واقعی اس پر اسرار لڑکی جیسی کسی لڑکیوں کو بھلایا جاسکتا تھا مگر بہر حال اس کے باوجود میں اسے آج تک نہیں بھول سکا ایک طویل اور ٹھنڈی سانس لے کر باوجود غلام حسین خاموش ہو گیا میں نے اپنا چھوٹا سا نوٹ بک بند کر کے جب میں رکھتے ہوئے اس سے پوچھا وہ لڑکی پھر کبھی آپ کو یاد پائیں۔ وہ بولا ہاں لی تھی میں نے پوچھا کب۔ اس نے کہا آج میں بری طرح سے چونک گیا اور حیرت سے اس کا فقرہ دہراتے ہوئے کہا آج یعنی آپ کا مطلب ہے یہی اسی شہر میں۔ وہ بولا جی ہاں آج

صبح میں ایرانی قائلین ایکسپورٹ کرنے والے ایک بیوپاری سے معاملات طے کر رہا تھا کہ جب اچانک ایک نقاب پوش لڑکی دکان میں وارد ہوئی وہ شاید کوئی قائلین وغیرہ خریدنے آئی تھی۔

بہر حال میں نے اس وقت اس کے چہرے پر توجہ نہ دی یوں بھی اس کا چہرہ سوائے آنکھوں کے نقاب میں پوری طرح سے چھپا ہوا تھا دونوں سلیز میں لڑکے مختلف قائلین نکال نکال کر اسے دکھانے لگے میں اپنے سامنے بیٹھے ہوئے شخص سے بدستور مذاکرات کر رہا تھا اس دوران نجائے کب اس لڑکی نے نقاب اتار لیا تھا میری نظر اتفاق سے اس پر پڑ گئی اور جب میں دم بخود رہ گیا۔ وہ لڑکی اس پر اسرار لڑکی سے قدرے مشابہت رکھتی تھی کچھوں کے لیے میں نے سانس تک لینا بھول گیا میرے مقابل بیٹھے ہوئے اس شخص نے میری اچانک بدلنے والی کیفیت سے حیرت زدہ نظر آ رہا تھا پھر دوسرے ہی لمحے مجھ پر بجلی سی وہ لڑکی براہ راست مجھے دیکھ رہی تھی میرا رہا سہا شبہ بھی اب ختم ہو چکا تھا اس کے ماتھے پر موجود ننھا سا تلک کا نشان ڈنگے کے چوٹ پر اعلان کر رہا تھا کہ یہ لڑکی کوئی اور نہیں ہے وہی پر اسرار لڑکی جن زادی ہے مجھ سے یوں ہی اس کی آنکھیں چار ہوئی اس کے خوبصورت چہرے پر ایک دل ربا مسکراہٹ ناچنے لگی میں حیرت زدگی کی سی کیفیت میں بیٹھا پلک جھپکائے بغیر دم بخود اسے دیکھ رہا تھا پھر اچانک وہ دروازے کی جانب چل پڑی عین دروازے کے وسط میں پہنچ کر وہ رک گئی پھر پلٹ کر میری جانب دیکھتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ اوپر اٹھایا اور انگلیوں کی مدد سے رخ کا نشان بناتے ہوئے مجھے دکھانے لگی۔ مجھ سمیت دکان میں موجود سبھی افراد دم بخود بیٹھے ہوئے اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے پھر اگلے ہی لمحے وہ دروازے سے باہر نکل کر جھوم میں غائب ہو گئی۔

غلام حسین ایک طویل ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا میں نے پوچھا اس کے بعد آپ کیا

کیا۔ میرا مطلب ہے اس لڑکی کو ڈھونڈنے کی کوشش کی وہ بولے اسے میں دوپہر تک تلاش کرتا رہا تھا مختلف لوگوں سے اس کا خلیہ بتا کر اس کے بارے میں پوچھتا تھا مگر اس کا کوئی اتنا پتہ نہیں معلوم ہو سکا تھا۔ ایک بار پھر سے خاموش ہو کر وہ خالی خالی نظروں سے کمرے میں ادھر ادھر دیکھنے لگا پھر اس کی نظر ٹھیل پر موجود جگ پر جم گئی شیشے کے جگ میں آدھا پانی بھرا ہوا تھا میں نے ہاتھ بڑھا کر گلاس اٹھا کر اور اس میں پانی اڈیل کر اس کی جانب بڑھایا میرے ہاتھ سے گلاس لے کر اس نے ایک ہی سانس میں اس کا پانی پی لیا۔ میں نے کہا آپ اس قدر رات گئے تک جاگ رہے تھے کیا یہ آپ کے روز کی روٹین ہے وہ بولے نہیں میں سرشام ہی سونے کا عادی تھا آج میں اس لیے جاگتا رہا ہوں کہ میرا دل کہہ رہا تھا کہ وہ لڑکی تمہاری میں شاید مجھ سے مل جائے اچانک ایک فوری خیال کے تحت قدرے چونک کر میں نے اس سے پوچھا۔

غلام حسین صاحب اس سوال کا جواب آپ نے ڈھونڈنے کی کوشش کی کہ اس نے فتح کا نشان بنا کر کیوں دکھایا تھا وہ چونک کر میری جانب دیکھنے لگا اس نکتے پر یقیناً اس نے دھیان نہیں دیا تھا بولا اس بات پر تو میں نے غور ہی نہیں کیا ہے لہذا فوری طور پر نہیں کہہ سکتا کہ اس کا مطلب کیا ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا میں اس کا مطلب بتا سکتا ہوں اگر آپ سننا پسند کریں وہ بولے ضرور کہیے۔ میں نے کہا آپ کی پوی کہانی سننے کے بعد میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ رخ کا نشان بنا کر آپ کو دکھانے کا اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے دعوے کے مطابق جیت گئی تھی اور آپ ہار گئے میری بات سن کر اس کے چہرے پر ابھرنے کے آثار پیدا ہونے لگے کہنے لگے میں نے آپ کا مطلب نہیں سمجھا آپ وضاحت کیجئے۔ میں نے کہا میرے جملے کا غلام یہ کہ اس پر اسرار جن لڑکی نے آپ سے کہا تھا کہ آپ اسے بھول جائیں گے جبکہ آپ کا دعوئی تھا کہ ایسا ہونا ناممکن ہے لیکن پھر آنے والے وقت نے ثابت کر دیا کہ وہ لڑکی جو کچھ کہہ رہی تھی

وہ ج کہہ رہی تھی اور آپ اپنے دعوے پر قائم نہ رہ سکے۔ غلام حسین عجیب نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے سرنگی میں ہلایا۔

نہیں عطا صاحب میں آپ سے اتفاق نہیں کر سکتا وہ پر اسرار لڑکی آج تک یادوں کی صورت میں میرے دل میں زندہ رہی ہے میں نے کہا غلام حسین صاحب میں یادوں کی بات نہیں کر رہا ہوں آپ اس سے بے پناہ محبت کا دعوے دار تھے اس بیان کے ہوتے ہوئے آپ نے دوسرے لڑکی سے شادی کر لی اور بقول آپ کے وہ لڑکی اس قدر حسین ہے کہ اس کے آگے اس پر اسرار لڑکی جیسی کئی لڑکیاں ماند پڑ جاتی ہیں اب ایسے میں آپ ہی تائیں کہ ہمارے کی ہوئی اور جیت جس کی ہوئی میری وضاحت نے اسے گہری سوچ میں ڈبو دیا آنکھیں بند کر کے اس نے سرنعت کے سرے پر ٹکا دیا۔

میں اٹھ کر کمرے میں ٹھیلے ہوئے شرق کی سمت کھٹنے والی کھڑکی کے سامنے جا کھڑا ہوا کھڑکی سے آگے کوئی دوفرانگ اس پار تاحدنگاہ سرمشی سمندر پھیلا ہوا تھا آسمان ستاروں کی چمک سے دھیرے دھیرے محروم ہو رہا تھا ماہی گیروں کی چھوٹی چھوٹی لاقعداد کشتیاں روزی کی تلاش میں بے کراں سمندر کے سینے پر تیرتے ہوئے چھوٹے چھوٹے نقطے نظر آ رہے تھے دور بہت دور شرق میں صبح کا زب قوس قزح کی مانند ابھرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور میں اس کی کہانی میں ڈوبا ہوا سب کچھ سوچ رہا تھا۔ عشق و محبت کی اس داستان کو گہری سوچوں میں سوچ رہا تھا کہ کیا واقعی ایسی کہانیاں اس دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ غلام حسین جا چکا تھا ہم لوگ بھی ہول کو چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کو چل دیے تھے لیکن اس کہانی نے میرے رگ دپے پر گہرے اثرات نقش کر دیے تھے جو میں نے آپ قارئین تک پہنچا دیے ہیں۔



سنہرے موتی

اخلاص وہ جذبہ ہے جس کے سامنے دشمن بھی برف کی طرح پھل جاتا ہے جس طرح پھول خوشبو کے بغیر بیکار ہے اس انسان کی زندگی بغیر کسی مقصد کے بیکار ہے۔

انسان کی زندگی ایسے دھارے کی مانند ہے جسے انسان اپنی مسلسل کوششوں سے چکا سکتا ہے۔

اس پھول کی مانند رہنا سیکھو جو صرف کیوں سے ہی نہیں بلکہ کانٹوں سے بھی پیار کرتا ہے۔ ہمیں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھنی چاہئے کیونکہ یہی کمزوریاں آگے چل کر ہماری ناکامیوں اور زوال کا بڑا سبب بنتی ہیں۔

اسب کچھ کھونے کے بعد بھی اگر آپ میں حوصلہ ہے تو سمجھ لیجئے کہ آپ نے کچھ نہیں کھویا۔

اعارضی خوشی کی خاطر دوسروں کے دلوں کو جھٹلی نہ کرو۔

☆..... محمد علی رضا منیر شاہد۔ لاہور

لوسٹوری

اک لڑکا اک لڑکی سے بہت محبت کرتے تھے بد قسمتی سے لڑکی مر گئی مرنے کے بعد لڑکی نے لڑکے سے کہا۔ اک وعدہ تھا تیرا ہر وعدے کے پیچھے، تو ملے گا مجھے ہر گلی ہر دروازے کے پیچھے، پر تو ہی بے وفا نکلا، اک تو ہی نہیں تھا میرے جنازے کے پیچھے۔ لڑکا بولا۔ اک وعدہ تھا میرا ہر وعدے کے پیچھے، میں ملوں گا تمہیں ہر گلی ہر دروازے کے پیچھے، پر تو نے مڑ کر بھی نہ دیکھا، اک اور جنازہ تھا تیرے جنازے کے پیچھے۔

☆..... ندیم اقبال قریشی۔ بھاریا روڈ

اقوال زریں

E منافق کی دوستی سے کھلی عداوت بہتر ہے۔

E دنیا میں مسافر کی طرح رہو۔

E خود کو بدل دو قسمت خود بخود بدل جائے گی۔

E کبھی ایسا دروازہ مت کھول جسے بعد میں تم بند نہ کر سکو۔

E خوبصورتی مٹ جاتی ہے اور سیرت قبر تک ساتھ جاتی ہے۔

E محبوب کے چہرے پر محبت کی نظر ڈالنا بھی عبادت ہے

☆..... ذیشان شیر بہادر۔ چندور مانسہرہ

بھیا نک رات

-- تحریر: عبداللہ حسن چشتی - سیت پور --

جو واقعہ تم نے برسوں شب کو دیکھا تھا وہ بارہ سال پہلے کا ہے۔

کیا۔ عبداللہ کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔ ہاں پولیس ریکارڈ کے مطابق اس شخص کا نام مبین تھا اس کی محبوبہ صائمہ نے اس سے بے وفائی کی اور جب ایک رات مبین اس سے ملنے اس کے گھر پہنچا تو وہ گھر پر موجود نہیں تھی مبین کا فی دولت مند تھا اور صائمہ اور اس کے والدین کی کفالت کرنے کے علاوہ انہیں اپنا مکان بھی دے رکھا تھا صائمہ کو گھر میں موجود نہ پا کر اسے شک ہوا اور وہ اس کا کھوج لگا تا ہوا ایک سینما میں جا پہنچا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ صائمہ کو فلمیں دیکھنے کا بہت شوق ہے کئی بار وہ اس کے ساتھ بھی فلم دیکھنے جاتی رہی تھی سینما گھر پہنچ کر اس نے صائمہ کو دیکھ لیا وہ اپنے کسی آشنا کے ساتھ آخری شوق دیکھ کر باہر نکل رہی تھی مبین کو دیکھ کر اس کا آشنا یکدم ہی روفو چکر ہو گیا۔ مبین نے اس وقت صائمہ پر یہی ظاہر کیا کہ وہ اتفاقاً یہاں سے گزر رہا تھا وہ صائمہ سے کوئی سوال کئے بغیر اسے کار میں بٹھا کر شہر سے باہر لے آیا اور سڑک کے کنارے کار کھڑی کر کے اس نے صائمہ پر تشدد شروع کر دیا ویرانے میں صائمہ کی چیخیں کوئی نہ سن سکا مبین نے چاقو کے پے در پے وار کر کے اس کا سینہ چہرہ مسخ کر دیا پھر اس کی شرگ کاٹ دی اس وقت بارش ہو رہی تھی وہ طوفانی اور بھیا نک رات میں لاش کو کار میں ڈال کر کچھ ہی دور لے گیا تھا کہ کار خراب ہو گئی تب وہ کار وہیں چھوڑ کر پیدل ہی واپس شہر چلا گیا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

عبداللہ نے گلی میں داخل ہوتے ہی پوسٹ مین کو دیکھ لیا تھا وہ گلی کے آخری مکان کے دروازے سے خط اندر پھینک رہا تھا وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھنے لگا لیکن ابھی وہ چند ہی قدم چلا تھا کہ پوسٹ مین سائیکل پر سوار ہو کر گلی سے نکل گیا۔ عبداللہ نے مایوسی سے سر جھکا اور ست روی سے آگے بڑھنے لگا گلی کے وسط میں بائیں ہاتھ پر اس کا گھر تھا وہ اپنے گھر کے دروازے پر پہنچا تو دروازہ کھلا تھا محض میں اس کی چھوٹی بہن ٹوبیہ کھڑی ماں سے کہہ رہی تھی اماں۔ اماں۔ عبداللہ بھائی کا خط آیا ہے اس کے لہجے میں مسرت تھی یہ دیکھو اس کی کہانی کا خط ہے یقیناً انہوں نے انٹرویو کے لیے بلایا ہو گا بس عبداللہ بھائی کو نوکری مل جائیگی۔ خط میں کیا لکھا ہے بیٹی۔ پڑھ کر سناؤ ناں۔

ماں نے بڑے اشتیاق سے کہا وہ اماں۔ میں کیسے

سنا سکتی ہوں باہر کہانی کا نام انگریزی میں لکھا ہوا ہے تو خط بھی تو انگریزی میں ہو گا اور میں اٹھ جماعتیں بھی پوری نہیں کر سکی ہوں انگریزی کا خط کیسے پڑھ سکتی ہوں ٹوبیہ نے ہنس کر کہا یہ سن کر عبداللہ تیزی سے گھر میں داخل ہوا اور بولا ٹوبیہ میں آگیا ہوں لاؤ مجھے دو خط۔ دونوں ماں بیٹی نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا اور عبداللہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا اسکے قریب جا رکا ٹوبیہ نے فوراً ہاتھ میں پکڑا ہوا خط اس کی طرف بڑھا دیا عبداللہ نے لفافہ لے کر اوپر چھپا ہوا ٹوبیہ کا ایڈریس دیکھا اور بے تابی سے لفافہ کھولنے لگا اندر سے برآمد ہونے والا خط دیکھ کر وہ خوش سے دیوانہ ہو گیا وہ اپناٹ منٹ بیٹھ تھا۔ اماں۔ اماں۔ مجھے نوکری مل گئی وہ خوشی سے قلتاری مارتا ہوا ماں سے لپٹ گیا۔ اللہ تیرا شکر ہے اللہ تیرا شکر ہے ماں خوشی سے چیخی اور عبداللہ کی پیشانی کو چومنے لگی بھائی جان ٹوبیہ خوش ہو کر بولی۔

خونفاک ڈائجسٹ

خونفاک ڈائجسٹ

بھیا نک رات

ہاں میری گڑیا۔ عبداللہ نے ماں کو چھوڑ کر ثوبیہ کو کندھوں سے پلڑا کرکھایا اب تیرا بھائی ہے روزگار نہیں ہے نوکری مل گئی ہے ہماری قسمت بدل گئی ہے میں اب خوب کماؤں گا تیری شادی کے لیے ڈھیروں روپیہ جمع کروں گا اپنی گڑیا جیسی بہن کو دھوم دھام سے بیاہوں گا۔ ثوبیہ شرم سے سرخ ہوتی ہوئی کمرے سے بھاگ گئی ماں نے اپنا پلو سے کچھ روپے کھول کر عبداللہ کو دیے اور بولی۔ لے بھاگ کر لٹو لے آتیری نوکری ملنے کی خوشی میں پڑھو سو کا منہ میٹھا کراؤں کی پھر اس نے ثوبیہ کو آواز دی ثوبیہ میری جانے نماز پچھا میں وضو کر کے آتی ہوں شکرانے کے نفل پڑھوں گی عبداللہ ایف ایس سی کرنے کے بعد ایک سال سے روزگاری تلاش میں تھا بہت سے سرکاری اور دوسرے محکموں میں اس نے فراٹی کیا تھا لیکن کہیں سے بھی نوکری نہ ملتی تھی دوسرے پہلے باپ بیمار ہو کر چل بسا تھا اور گھر کا بوجھ اس کے کندھوں پر آ پڑا تھا۔

ماں محلے والوں کے کپڑے سی سی کر گھر کر خرچ چلا رہی تھی چھ ماہ پہلے عبداللہ نے ایک فرم میں درخواست بھی دی تھی اور انڈو یو بھی لیکن وہاں سے آج جواب ملا تھا اور کمپنی نے اسے ایک براچ میں اسٹنٹ منیجر کی پوسٹ پر تعینات کیا تھا جہاں اسے پیر کو ڈیوٹی جوائن کرنا تھی۔ یہ شہر میں اس کے لیے اجنبی جگہ تھی اس کا ایک دوست شہر کے پاس ہی رہتا تھا اور آج کل کراچی بیٹھا ہوا تھا عبداللہ نے اپنی ماں بہن کو اپنے سفر کی تیاری کرنے کا کہا اور اپنے دوست کے دفتر جا پہنچا سہیل نے اس کو نوکری ملنے پر مبارک باد دی وہاں رہائش کا کیا سوچا ہے کہاں رہو گے ڈاکٹر سہیل نے پوچھا فی الحال تو کسی ہوٹل میں قیام کر سں گا پھر کرایہ کا مکان تلاش کرنے کی کوشش کروں گا عبداللہ نے جواب دیا۔ نہیں کرایہ کا مکان لینے کی تمہارا۔ بس رقم نہیں ہے اور نہ ہی تم ہوؤں کے اخراجات برداشت کر سکو گے ڈاکٹر سہیل نے کہا۔ میں آج گاؤں جا رہا ہوں اپنے بیوی بچوں کو لینے۔ وہاں میرا مکان گاؤں کے باہر سڑک کے بالکل قریب خالی پڑا

ہے اس میں رہائش کرنا مگر تمہارے بیوی بچے۔ عبداللہ نے کہا جاپا اگر ڈاکٹر سہیل نے اس کی بات کاٹ دی ویں گی میری غیر موجودگی میں گاؤں میں میرے والد کے پاس رہے ہیں اور اب میں انہیں کراچی لے آؤں گا تم نے میرے آفس جوائن کرنا ہے لہذا کل شام تک کر مجھ سے مکان کی چابی لے لینا۔

عبداللہ نے ڈاکٹر سہیل کا شکریہ ادا کیا اور واپس آ کر ماں کو خوشخبری سنائی کہ قدرت نے مقرر رہائش کا بھی انتظام کر دیا ہے ثوبیہ پڑوس میں لٹو باٹھ گئی تو تھوڑی دیر بعد پڑوس کی عورتیں ان کے گھر مبارک باد دینے آئے لگیں شام تک یہ سلسلہ چلتا رہا دوسرے دن عبداللہ کی روانگی ملی ماں بہن نے اس کے سفر کے لیے بیک تیار کر دیا تھا جس میں اس کے پانچ چھ سوٹ دیگر ضروری سامان رکھا تھا شہر کا چند گھنٹوں کا سفر تھا عبداللہ نے دوپہر کا کھانا کھایا پھر ماں بہن کو شکریہ چھوڑ کر ریلوے اسٹیشن جا پہنچا تین گھنٹے ٹرین کا سفر کر کے وہ شہر پہنچا تو شام کے پانچ بج رہے تھے سورج غروب ہونے میں تھوڑی دیر باقی تھی ڈاکٹر سہیل کا گاؤں شہر سے چار میل کے فاصلے پر تھا وہاں تک چھوٹی سی سڑک جاتی تھی لیکن اس پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی اس طرف کو مسافر بس یا کوچ نہ جاتی تھی اور رکشا ٹیکسی والے اس طرف جانے سے محض اس لیے گریز کرتے تھے کہ وہاں سے واپسی پر انہیں خالی آنا پڑتا تھا۔ مگر پھر بھی عبداللہ ایک ٹیکسی ڈرائیور کو زیادہ کرایہ کا بج دے کر راضی کر کے ڈاکٹر سہیل نے اسے اپنے گھر کا پتہ اچھی طرح سمجھا دیا جب عبداللہ سڑک کے قریب واقع اس کے گھر کے بالکونی سے اترا تو اسی وقت ڈاکٹر سہیل اپنی بیوی بچوں کے ہمراہ گاؤں سے وہاں آ پہنچا۔

ارے باراتی دیر سے بیٹھے ہو ڈاکٹر سہیل نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا میں تمہارا کافی انتظار کرنے کے بعد اب جا رہا ہوں بس سرگھر سے نکلے میں دیر ہو گئی میری ماں اور بہن نے اصرار کیا تھا لیکن ان کے ساتھ کر کے جاؤں عبداللہ ہنستا ہوا بولا۔

خواہش بھی بجا ہے پہلی بار جوان سے بچھڑنے لگے تھے ڈاکٹر سہیل نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا عبداللہ کی چھوڑی ہوئی ٹیکسی اس نے اسے کراچی اور بیوی بچے ٹیکسی میں بیٹھ چکے تھے اس نے جیب سے مکان کی چابی نکال کر عبداللہ کو تھما دی اور تیزی سے بولا وقت ہوتا تو میں تمہارے ساتھ چلتا اور تمہیں مکان دکھاتا مگر میری گاڑی چھوٹنے میں صرف چند رہ منٹ رہ گئے ہیں وہ سامنے دیکھ رہے ہونا درختوں کے درمیان مکان وہاں تمہارے لیے ہر سہولت موجود ہے البتہ تمہیں اپنے کام خود کرنے پڑیں گے اور ہاں صبح تمہاری ڈیوٹی کا پہلا دن ہے اس لیے سوئے نہ رہنا اور وقت پر آفس پہنچ جانا میں نے سنا ہے تمہارا انچارج بہت سخت آدمی ہے وقت کی پابندی خود بھی کرتا ہے اور دوسروں سے بھی کروانا ہے کل پہلے دن تمہیں اس محفلے پر عمل کرنا ہوگا۔

فرسٹ امپریشن از دی لاسٹ امپریشن۔ سر آپ بے فکر ہو کر جائیں میں اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں عبداللہ نے ہنس کر کہا ٹھیک ہے اب مجھے اجازت دو بادل چھا رہے ہیں کہیں بارش شروع نہ ہو جائے ڈاکٹر سہیل نے الوداعی مصافحہ کرتے ہوئے کہا جب چھٹی پر کراچی آؤ تو مجھے ضرور ملنا۔ پھر وہ کار میں بیٹھ کر شہر کی طرف روانہ ہو گئے عبداللہ نے آسمان کی طرف دیکھا مغرب سے بادل اٹھ رہے تھے۔ وہ جلدی سے بیک اٹھا کر چند قدم کے فاصلے پر واقع ڈاکٹر سہیل کے مکان کی طرف چل دیا چابی اس کے پاس تھی اس نے نفل کھولا اور اندر آ کر کمر کا دروازہ بند کر دیا پھر یہ آمد کے ایک سرے پر ہاتھ کا صاف تھرا مکان تھا یہ آمد کے ایک سرے پر ہاتھ روم اور دوسرے پر بیچن بنا ہوا تھا ایک کمرے میں بیڈ میز اور چند کرسیاں دھجی تھیں بچن میں کھانے پینے کا اتنا سامان موجود تھا کہ ایک ہفتہ تک گزارا چل سکتا تھا اس نے کمرے میں آ کر بیک سے اپنا سامان نکال کر الماری میں رکھا اور پھر ہاتھ دھو کر بچن میں چائے کا ایک کپ تیار کر کے کمرے میں آ بیٹھا اور چائے پینے لگا۔ اندر جا رہے تھے اس نے چھت سے نکلتا ہوا بلب روشن کر دیا تھا

سردی بڑھ گئی تھی باہر آسمان پر بادل گرج رہے تھے وہ بستر پر دراز ہو کر اگلے روز آفس جانے اور اپنے مقامی باس سے ملاقات کے بارے میں سوچ رہا تھا تھوڑی دیر بعد تیز ہوا چلنے اور آسمانی بجلی جھپٹنے لگی تو نجانے اس جگہ سے کیوں خوف سا محسوس ہونے لگا۔

بیڈ سے چند گز کے فاصلے پر کھڑی تھی یہ کھڑکی سڑک کر رخ پر تھی چند لمحوں بعد اچانک بادل زور سے گرے اور بوند باندی شروع ہو گئی اس نے کھڑی پر وقت دیکھا نونج چکے تھے آسمان سیاہ بادلوں سے تیرہ دھار ہو رہا تھا جب بھی بادل گرتے وہ ایک دم سہم جاتا ہوا کے زور سے چھت میں لگا ہوا بلب بری طرح دائیں بائیں حرکت کر رہا تھا وہ ندمنٹ تک بستر پر پڑا رہا۔ پھر بستر سے اٹھا کر سی اٹھا کر کھڑکی کے پاس دھجی اور اس پر بیٹھ کر باہر کا نظارہ کرنے لگا یہاں سے وہ سڑک تک کا منظر دیکھ سکتا تھا۔ بوند باندی چند منٹ بعد موسلا دھار بارش میں تبدیل ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی لائٹ چلی گئی شاید بارش سے بجلی کے مین لائیں میں کوئی خرابی ہو گئی تھی اندر جا ہوا تو عبداللہ کے ذہن پر چھایا ہوا خوف کا تاثر گہرا ہو گیا تھا بادلوں کی چمک اور بجلی کی کڑک دل دہلا رہی تھی اس نے دروازے کی طرف دیکھا بجلی کی چمک مین دروازہ بند نظر آیا پھر وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا چند منٹ بعد درش کا زور ٹوٹ گیا اسی لمحے فضا میں کسی گاڑی کے انجن کی آواز ابھرے لگی اس نے آواز کی سمت دیکھا شہر کی طرف سے کوئی گاڑی آ رہی تھی جس کی پیٹ لائٹس سڑک کے کنارے واقع درختوں سے چھن رہی تھی اوہ۔ اس وقت اور اسنے طوفانی موسم میں کون سر پھر اگاڑی چلا رہا ہے اس نے دل میں سوچا۔

رفتہ رفتہ گاڑی قریب آتی چلی گئی اور پھر کھڑکی کے عین سامنے سڑک کے کنارے رک گئی اسی لمحے بجلی چمکی اور ایک ثانیہ کے لیے ماحول روشن ہو گیا۔ عبداللہ کی نگاہ اس گاڑی پر پڑی وہ پرانے ماڈل کی مزدا کار تھی۔ اور اس کا دروازہ کھول کر ایک دروازہ قد شخص باہر آیا تھا ہیڈ لائٹس کے اجالے میں عبداللہ نے غور سے دیکھا وہ دروازہ قامت

شخص سیاہ چٹلون اور سیاہ جینٹ میں لمبوس تھا اس نے کار کے سامنے آکر بونت اٹھایا اور اس پر جھک گیا۔ عبداللہ سمجھ گیا کہ کار کے انجن میں کوئی نقص پیدا ہو گیا ہے جسے دور کرنے کے لیے سیاہ پوشا جی کو وہاں رکنا پڑا وہ دیکھتا رہا اجنبی چند لمحوں تک انجن پر جھکا رہا پھر سیدھا ہوا اسی لمحے بجلی چمکی اور اس کا چہرہ روشن ہو گیا۔ وہ عجیب سے خدوخال کا مالک تھا چہرے سے پریشانی عیاں تھی شاید نقص اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا وہ چند لمحوں تک ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر دوبارہ انجن پر جھک گیا۔ عبداللہ کو اس سے ہمدردی محسوس ہونے لگی وہ سوچنے لگا کہ بے چارہ کتنی مصیبت میں ہے ایک تو بارش ہو رہی ہے اور اوپر سے گاڑی خراب ہو گئی ہے اس کی مدد کرنی چاہیے ہو سکتا ہے وہ انجن کے نقص کو سمجھ لے اس نے کھڑکی کے پاس سے کرسی ہٹا کر ایک طرف رکھی پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ صحن کا دروازہ کھول کر وہ سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔

کیا بات ہے جناب۔ اس نے قریب پہنچ کر کار کے مالک کو مخاطب کیا۔ کیا کوئی خرابی ہو گئی ہے۔ اجنبی نے سیدھے ہوتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور بولا ہاں۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا نقص ہو گیا ہے اگر آپ کہیں تو میں نقص دیکھ لوں عبداللہ نے پیشکش کی۔ کیا تم ملینیک ہو اجنبی نے چونکتے ہوئے کہا اور اس کی سرخ سرخ چمکدار آنکھیں دیکھ کر ایک لمحے کے لیے عبداللہ سہم سا گیا پھر بولا نہیں لیکن تھوڑی بہت سمجھ بوجھ رکھتا ہوں اوکے ثرائی کرلو۔ میرے لیے تو بڑی براہم ہو گئی ہے اجنبی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا عبداللہ انجن پر جھک گیا۔ اس نے کار پر بڑبڑی بیڑا اور دوسرے پرزوں کا جائزہ لیا مگر وہ سب ٹھیک حالت میں تھے اس نے چند لمحوں کے بعد گردن موڑ کر دیکھا تو وہ اسی کی جانب دیکھ رہا تھا عبداللہ کو نہ جانے کیوں وہ شخص بہت پر اسرار معلوم ہو رہا تھا اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی اور وہ بڑی سفاکانہ نگاہوں سے عبداللہ کی طرف دیکھتا ہوا سگریٹ کے کش لے رہا تھا۔ کوئی لمبی خرابی ہے صاحب۔ اس نے سیدھے ہوتے ہوئے اجنبی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

کیا کوئی سروس اسٹیشن یا ملینیک کی دکان ہے یہاں اجنبی نے پوچھا ملینیک کی دکان تو نہیں ہے اگر ہو تو بھی تو اتنی طوفانی بارش میں وہ کیسے بیٹھا رہ سکتا تھا عبداللہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ اب کیا ہوگا۔ میرا جانا بھی ضروری ہے اجنبی نے پریشانی سے ہاتھ ملتا ہوا بولا۔ آپ یون کریں میرے پاس رات گزاریں عبداللہ نے پیشکش کی سامنے میرا گھر ہے صبح شہر سے ملینیک کو۔ نہیں نہیں۔ میں رات یہاں نہیں گزار سکتا ہوں اجنبی نے مضطربانہ لہجے میں کہا میرا وہاں پہنچنا ضروری ہے ارے صاحب آدمی رات تو بیت چکی ہے چند گھنٹوں بعد صبح ہو جائے گی عبداللہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تم نہیں سمجھ سکتے ہو میں کتنا پریشان ہوں مجھے آج رات ہی اجنبی کہنے لگا۔ ٹھیک اسی لمحے کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس چمکیں اور وہ ایک دم خاموشی کے ساتھ بند ہو گئیں عبداللہ نے پلٹ کر دیکھا۔ شہر کی طرف سے کوئی گاڑی آرہی تھی اس کی آواز سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کوئی ٹرک باس ہے عبداللہ کو حیرت ہوئی کہ اس طرف پچھلے چھ گھنٹوں کے دوران کوئی گاڑی نہیں گزری تھی مگر اب اجنبی کار کے ساتھ نمودار ہوا ہے ٹرک بھی جبکہ سڑک چند میل آگے جا کر ختم ہو جاتی ہے نیچے۔ آپ کا کام ہو گیا عبداللہ نے اجنبی کو دیکھتے ہوئے کہا آپ اس گاڑی سے۔ ہلے جائیں اور کل کسی وقت آکر اپنی کار مرمت کرائیں۔ اجنبی کچھ نہ بولا اندھیرے میں اس کی چمکتی ہوئی آنکھیں آنے والی گاڑی پر مرکوز تھیں جلدی وہ گاڑی ان کے قریب آن پہنچی وہ ایک ٹرک تھا جس پر مال لد ہوا تھا ٹرک ڈرائیور نے قریب آکر بریک لگائی پھر کھڑکی سے سر نکال کر ان کی طرف دیکھا کیا ہوا صاحب خیر تو ہے اس نے پوچھا ہاں عبداللہ جلدی سے بولا۔ انجن میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے کیا اس کو ٹھیک کر سکتے ہو کوشش کرتا ہوں۔

ڈرائیور نے کہا اور ٹرک سے اتر گیا۔ پھر اس نے کلیو کو ہدایت کی چھوٹے ذرا خیال رکھنا میں صاحب کی گاڑی کو چیک کر لوں۔ بوند باندی اب بہت ہلکی ہو چکی

تھی عبداللہ کا لباس بھیگ چکا تھا اور سردی سے اس کے ہاتھ پاؤں منہ ہو رہے تھے درانیور نارنج کی روشنی میں کار کے انجن پر جھک گیا۔ اور خرابی تلاش کرنے لگا اجنبی بے چینی سے قریب ہی ہل رہا تھا بارش کی پھورانے اسے بھی بھگو دیا تھا لیکن وہ سردی سے بے نیاز معلوم ہو رہا تھا یقیناً وہ مضبوط اعصاب کا مالک تھا جبکہ اس کے مقابلہ میں عبداللہ کے سردی سے دانت بچ رہے تھے چند منٹ بعد ڈرائیور نے مایوسی سے کانڈھے جھٹکتے ہوئے اجنبی کی طرف دیکھا اور بولا مشکل ہے صاحب۔ اسے تو کوئی ملینیک ہی ٹھیک کر سکے گا۔ اوہ۔ یہ تو مجھے بھی پتہ ہے لیکن اب کیا ہوگا اجنبی پریشان لہجے میں کہا دیکھتے ہیں میں نے تو اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے جناب ڈرائیور نے بونٹ بند کرتے ہوئے کہا۔

سفر میں ہر ایک کو دوسرے کی مدد کرنی چاہیے اور میں نے بھی بارش کی پرواہ کئے بغیر اپنا اخلاقی فرض پورا کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ سردی۔ تمہارا بہت شکر یہ استاد۔ عبداللہ نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ سردی سے تو میری بھی قلقی جم رہی ہے کیا یہاں قریب میں چائے کا کوئی ہوٹل نہیں ہے ایک پیالی چائے پینے سے سردی کچھ کم ہو جائے گی ڈرائیور نے کہا ہوٹل تو نہیں ہے البتہ آپ میرے گھر چلیں دو منٹ میں چائے بن جائے گی عبداللہ نے پیشکش کی پھر اس نے اجنبی کی طرف دیکھا۔ جناب آپ مت پریشان ہوں اگر آپ کو ضروری جانا ہے تو ٹرک میں چلے جائیں پھر فارغ ہو کر ملینیک کو لائیے گا اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے یہ۔ ہاں۔ ہاں۔ آپ میرے ساتھ چلیں جناب۔ جہاں کہیں گے اتار دوں گا ڈرائیور تیزی سے بولا۔ اچھا اجنبی نے گہرا سانس لیا چلو پھر۔ ارے جناب چائے تو پی لیجئے۔ پھر چلے جائیے گا عبداللہ نے جلدی سے کہا آئیے آئیے۔ چلتے صاحب۔ ڈرائیور نے اجنبی سے ہنس کر کہا سردی بہت ہے چائے پی کر ہی چلتے ہیں۔ عبداللہ ان دونوں کو ساتھ لے ہوئے مکان کی طرف بڑھا مکان کے صحن میں داخل ہوتے ہی لائٹ آن گئی ورنہ اندھیرے میں چائے بنانے میں دشواری

ہوتی اس نے کمرے میں آکر ڈرائیور اور اجنبی کو کرسیوں پر بٹھایا پھر چائے بنانے کے لیے بکن میں جاگسا۔ پانچ منٹ میں چائے تیار ہو گئی۔

اس نے تین پیالیوں میں چائے ڈالی اور پیالیاں ٹرے میں رکھ کر کمرے میں آگیا۔ اس نے ایک ایک پیالی ان دونوں کے آگے میز پر رکھی اور تیسری اپنے ہاتھ میں لے کر بیڈ پر آ بیٹھا اجنبی اب بھی پریشان دیکھائی دے رہا تھا اس نے سگریٹ کا کلوا لیش ٹرے پر بٹھایا اور پھر چائے کی پیالی اٹھا کر سب لینے لگا اس کے ہاتھوں پر کار کے انجن کی کاٹک لگی ہوئی تھی مگر اس نے صاف کرنے کی کوشش نہیں کی تھی یہی جی اس کی دہنی پرانگی کی علامت تھی ورنہ اس کم از کم ہاتھ تو دھو لینے چاہئے تھے ہاتھ اگرچہ ڈرائیور کے بھی خراب تھے مگر اس کے مقابلہ میں اجنبی پڑھ لکھا اور کافی بلند حیثیت کا مالک تھا عبداللہ جانتا تھا کہ ایسے صاحب حیثیت لوگ اپنے لباس پر کبھی کا داغ بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے اور دن میں پچھتیس مرتبہ اپنی صفائی کا جائزہ لیتے تھے لیکن اجنبی نے ہاتھ دھونا بھی گوارہ نہ کیا تھا۔ چائے کے دوران بارش تیز ہو گئی تھی اس لیے انہیں چند منٹ اور رکنا پڑا اجنبی نے دو سگریٹ اور پھونک ڈالے تھے پھر بارش بند ہوئی تو ڈرائیور نے اجنبی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ چلتے جناب بارش رک گئی ہے وہ دونوں کرسیوں سے اٹھے عبداللہ بھی کھڑا ہو گیا۔ ڈرائیور نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا صاحب آپ آرام کریں سنو عبداللہ۔ ڈرا گاڑی کا ڈھیان رکھنا اجنبی نے مسکراتے ہوئے کہا عبداللہ کو ہدایت کی۔ اوہ۔ آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا عبداللہ نے حیرت سے کہا۔ تم نے خود ہی تو بتایا تھا کہ تمہارا نام عبداللہ ہے اور تم یہاں کسی فرم کی مقامی برانچ میں ملازم ہو اجنبی نے لاپرواہی سے کہا۔

بہر حال گاڑی میں چھوڑے جا رہا ہوں کل واپسی پر کسی ملینیک کو ساتھ لاؤنگا آپ بے فکر ہیں میں آپ کی امانت کی حفاظت کروں گا عبداللہ نے مسکراتے ہوئے کہا وہ دونوں اس سے مصافحہ کر کے رخصت ہو گئے عبداللہ

کھڑکی کے قریب بیٹھ کر باہر دیکھنے لگا اجنبی اور ڈرائیور ٹرک کے پاس پہنچے اور اس میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو گئے ان کے جانتے ہی عبداللہ بھی کرسی سے اٹھ بیٹھا اور بیڈ پر آکر لیٹ گیا۔ اور اجنبی کے بارے میں سوچنے لگا جو بہت پر اسرار شخصیت کا مالک معلوم ہوتا تھا اس کی آنکھیں غیر معمولی طور پر چمکدار تھیں جن سے درندگی جھانکتی تھی کچھ دیر کے بعد ہی عبداللہ کو خیال آیا اجنبی نے اپنی کار اس کے حوالے کی تھی اوہ۔ میں بھی کتنا احمق ہوں وہ اٹھتا ہوا بڑبڑایا۔ اجنبی نے کار کا دھیان رکھنے کی تاکید کی تھی اور وہ سوئے لگا ہے کہیں رات کو کوئی چور اچکا اجنبی کی کار سے کوئی قیمتی چیز نہ چمالے جائے وہ جلدی سے دروازے کی طرف بڑھا۔

اس کی نگاہ میز پر رکھی ہوئے چائے کی خالی پیالیوں پر پڑی پیالیوں کی بیرونی سطح پر ڈرائیور اور اجنبی کے ہاتھوں کے سپرد ہے بڑے گئے تھے عبداللہ نے سوچتا ہوا باہر نکل آیا کہ اب صبح ہی پیالیوں کو دھوئے گا وہ گھر سے نکل کر سڑک کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں اجنبی کی کار کھڑی تھی بارش اگرچہ بند ہو چکی تھی مگر آسمان اب بھی کالے بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور بجلی چمک رہی تھی سڑک پر مکمل اندھیرا تھا البتہ جب بجلی چمکتی تو ایک لمحے کے لیے ہر طرف روشنی ہو جاتی تھی اس نے کار کے پاس پہنچ کر بونٹ چیک کیا وہ اچھی طرح بند تھا پھر اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا تو وہ لاک نہیں تھا بے چارے کو پریشانی میں دروازہ لاک کرنا بھی یاد نہیں رہا تھا عبداللہ دروازہ بند کرتے ہوئے بڑبڑایا پھر اس نے پچھلا دروازہ کھولا ہی تھا کہ کوئی چیز باہر آگئی اسی لمحے بجلی چمکی اور اس کی روشنی میں عبداللہ کی نگاہ دروازہ میں پڑے ہوئے ایک انسانی وجود پڑی اور وہ بے اختیار چیخ کر تیزی سے پیچھے ہٹ گیا وہ انسانی وجود ایک لاش تھی جو شاید دروازے کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ اور دروازہ کھلتے ہی باہر لڑھک آئی تھی اس کا نصف ڈھکر کار کے اندر تھا اور نصف باہر سڑک پر لاش کا چہرہ وضو سے لہو لیاں تھا اس کی آنکھیں دھشت زدہ انداز میں پھٹی ہوئی تھیں اور شہر گئی ہوئی تھی جس سے

خون بہہ کر سڑک پر جمع ہوتا جا رہا تھا وہ خوفناک لاش کو دیکھ کر اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور خوف کی شدت سے اس پر لرزہ طاری ہو گیا تھا۔

اس میں اتنی ہمت نہ ہوئی کہ دوبارہ لاش کی طرف دیکھنے کی کوشش کرے وہ پلٹا اور ڈور تار ہوا گھر میں داخل ہوا کمرے کا دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے کھڑکی کے قریب رکھی ہوئی کرسی پر گر کر ہانپنے لگا اس نے آج تک اتنا رخ شدہ چہرہ نہیں دیکھا تھا اس لاش کی گردن سے بچنے والا خون ظاہر کرتا تھا کہ اسے قتل ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا تھا وہ خوفزدہ ذہن کے ساتھ اجنبی کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہ کون تھا اور قتل کے بعد لاش کو اپنی کار میں ڈالے کہاں سے آ رہا تھا وہ شکل سے ہی خطرناک آدمی لگتا تھا اس کی آنکھوں میں بے پناہ درندگی تھی شاید وہ قتل کے بعد لاش نہیں دور پھینکنے جا رہا تھا عبداللہ بڑبڑانے لگا شاید اسی لئے اسے جلدی تھی کہ اس کا راز فاش نہ ہو جائے یقیناً اس کے پیچھے پولیس لگی ہوئی ہوگی۔ تب ہی وہ لاش یہاں ویران سڑک پر چھوڑ کر چلا گیا کجنت کتنا سفاک شخص تھا وہ خوف سے کانپتا ہوا سوچتا اور بڑبڑاتا رہتا رہتا اس کی آنکھوں سے کوسوں دور جا چکی تھی اور اب اس کے ذہن پر ناش سوار ہوئی تھی اسے خیال آیا کہ پولیس کو اطلاع کر دینی چاہیے مگر اس وقت یہ ممکن نہیں تھا شہر جانے کے لیے سواری دستیاب نہیں تھی اور نہ ہی اس کے پاس ٹون تھا کہ پولیس سے رابطہ قائم کر کے لاش کے بارے میں بتاتا جو کسی نو جوان لڑکی کی معلوم ہوئی تھی تھوڑی دیر بعد اسے یاد آیا کہ اس نے صبح جلدی اٹھنا ہے وقت پر آس پہنچنا ہے نہیں دیر نہ ہو جائے چنانچہ وہ کرسی سے اٹھ کر بیڈ پر آگیا اور سونے کی کوشش کرنے لگا دفعتاً اسے پھر لاش کا خیال آیا اور وہ ہاتھ جیٹا۔ لاش سڑک پر آگئی تھی اور اس نے لاش کی حفاظت کا انتظام نہیں کیا تھا وہ بڑبڑایا۔ اوہ۔۔۔ میں بھی کتنا باڈلا ہو گیا ہوں لاش کو یونہی چھوڑ کر بھاگ آیا کہیں کوئی کتا بولا لاش کو کھانا جائے مجھے کم از کم لاش کو پوری طرح تو کار میں بند کرنا چاہیے تھا جو آدھی سڑک پر اور آدھی کار میں

ہے۔ وہ بستر سے اتر اور کمرے سے نکل آیا باہر اب بھی بجلی چمک رہی تھی اور آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے وہ گھر سے نکل کر کار والی جگہ پر پہنچا جگہ کار کو نائب پا کر بے اختیار اچھل پڑا کار وہاں موجود نہیں تھی اس نے دائیں بائیں دیکھا مگر کار کہیں بھی نظر نہ آئی اسے لمحے بجلی چمکی اور اس نے نیچے نظر ڈالی اسے حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا کیونکہ کار کے علاوہ وہاں سے وہ خون بھی غائب تھا جو اس نے لاش کی کٹی ہوئی شہرگ سے نکلنے ہوئے دیکھا تھا یقیناً اجنبی واپس آ کر اپنی کار لے گیا ہے مگر مجھے خبر کیوں نہیں ہوئی ہے وہ پریشانی میں بڑبڑایا۔ وہ سوچنے لگا کہ اجنبی کتنا خود غرض لکھلا کم از کم کار وہاں سے لے جاتے وقت اسے اطلاع تو دیتا شاید اس نے دانستہ ایسا کیا ہو تاکہ وہ اس کے جرم کو گواہ نہ بن جائے۔

پھر اسے خیال آیا کہ آخر اس نے سڑک سے خون کے داغ کیسے مٹائے ہوں گے بارش پوری ہوتی تو سوچا جاسکتا تھا کہ خون دھل گیا ہو گا لیکن بارش کے کافی دیر ہو چکی تھی اور پانی خشک میں بہہ جانے کے سبب سڑک خشک تھی یہی کچھ سوچتے ہوئے وہ واپس مکان میں آیا اور بستر پر لیٹ کر سوچنے لگا کہ آخر وہ لڑکی کون تھی جسے وحشیانہ انداز میں قتل کر کے اس کی لاش کار میں ڈال کر اجنبی یہاں پہنچا تھا کی ایہ ضروری تھا کہ اجنبی کی گاڑی اس کے مکان کے بالکل سامنے آ کر غراب ہوتی سوچتے ہوئے اسے نیند نے آگیا اور وہ سو گیا صبح اس کی آنکھ کھلی تو گھڑی پر وقت دیکھ کر بوکھلا گیا نو بج رہے تھے جبکہ نو بجے اسے اپنے آفس میں پہنچنا تھا ناشتہ کرنے کا وقت نہیں تھا اس نے تیزی سے ہاتھ منہ دھو لبااس تبدیل کیا اور دس منٹ کے مختصر وقت میں تیار ہو کر گھر سے نکل آیا سڑک پر پہنچ کر وہ سواری کا انتظار کے بغیر ہی شہر کی طرف چل دیا اتفاق سے چند ہی لمحوں بعد ہی پیچھے سے ایک نیکی آگئی جسکی خانی تھی عبداللہ نے اسے اشارے سے روکا اور اس میں بیٹھ کر شہر کی طرف چل دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ شہر پہنچا اس نے نیکی اسے اپنے آفس کے باہر روک لی اور کرایہ ادا کر کے تیزی سے آفس کی عمارت کی طرف چل

دیا۔ وہ زینے سے گر کر دوسری منزل پر واقع آفس میں داخل ہوا تو اس کا سانس پھولا ہوا تھا سامنے بیٹھی ہوئی کلرک لڑکی نے اسے غور سے دیکھا۔ جی فرمائیے۔ اس نے شائستہ لہجے میں پوچھا۔

آپ کو کس سے ملنا ہے اوہ۔ آپ عبداللہ صاحب تو نہیں ہیں یا میں جانب بیٹھے ایک آدمی نے چونکے ہوئے تیزی سے کہا عبداللہ نے اس کی طرف دیکھا اور اثبات میں سر ہلا دیا تب لڑکی بوکھلا کر کھڑی ہوئی تشریف رکھے سر۔ دوسرا آدمی ہیڈ کلرک کا ہوا تھا کمرے قریب آیا اور سلام کر کے بولا۔ سر میں اسن ہو آپ کا نام ایک گھنٹہ سے انتظار کر رہے ہیں ایک گھنٹہ۔ عبداللہ نے حیرت سے دہرایا۔ جی ہاں۔ نو بجے جبکہ اس وقت دس بج رہے ہیں۔ ہیڈ کلرک اسن نے سر ہلاتے ہوئے بتایا آئیے آپ کو آپ کا کمرہ دکھا دوں دراصل نیکی نے میں دیر ہوئی تھی عبداللہ نے یہاں نہ پایا۔ پھر اس کے ساتھ اپنے آفس روم کی طرف بڑھا گیا وہ اندر داخل ہوا تو کمرے کی سجاوٹ دیکھ کر دل ہی دل میں بہت خوش ہوا شاندار فرنیچر سے آراستہ کمرے میں ہر چیز قریب سے رکھی ہوئی تھی اس کی بڑی سی آفس ٹیبل پر نوٹ فلڈان اور چند فائلیں رکھی تھیں جیمز پر بیٹھے ہوئے اس نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا اتنے میں ایک خوبصورت لڑکی اندر آئی اس نے عبداللہ کو سلام کیا ہیڈ کلرک نے نورانی اس کا تعارف کرایا۔

سر یہ آپ کی سکرٹری ہے فرحین اور میرا نام اسن ہے باہر بیٹھی ہوئی لڑکی مس مٹکی ہیں۔ اسی لمحے ایک اسیٹر عمرخص بیٹ میں پانی کا گلاس رکھے ہوئے اندر آیا اور اس نے عبداللہ کو سلام کرنے کے بعد گلاس میز پر رکھ دیا۔ یہ ہمارے چیراسی ہیں اس آفس میں بیس برس سے کام کر رہے ہیں۔ ہیڈ کلرک نے اس شخص کے بارے میں بتایا کیا ڈائریکٹر صاحب آگئے ہیں عبداللہ نے پوچھا۔ جی ہاں۔ اور اب تک تین مرتبہ آپ کا پوچھ چکے ہیں سکرٹری نے بتایا۔ ٹھیک ہے اب پوچھیں تو بتا دینا عبداللہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاں میں ناشتہ نہیں

کر سکا ہوں ذرا چائے منگوا لیں وہ تینوں باہر چلے گئے چند منٹ بعد چہرے ناشتہ لے آیا۔ اور عبداللہ نے اطمینان سے ناشتہ کیا ناشتہ سے فارغ ہو کر وہ میز پر رکھی ہوئی فائلوں کی ورق گردانی کرنے لگا مگر چند لمحوں بعد اچانک اسے گذشتہ رات کا واقعہ یاد آیا اور وہ خوف سے جھجھری لے کر رہ گیا وہ فائل سے نگاہیں ہٹا کر لاش کے بارے میں سوچنے لگا پراسرار اجنبی اور کار سے آدھی باہر لڑھکی ہوئی لاش کا خون آلودہ چہرہ اس کے تصور میں چکرانے لگا تھا یہ سوال اس کے ذہن میں ہتھوڑے برسانے لگا کہ آخر اجنبی کا اس نوجوان لڑکی سے کیا تعلق تھا جس کی لاش اپنی کار میں ڈال کر وہ شہر سے باہر جا رہا تھا کیا اس نے خود لڑکی کو قتل کیا تھا لیکن قتل کرنے کی وجہ کیا تھی کیا وہ لڑکی اس کی بیوی تھی اور اس نے کسی بات پر مشتعل ہو کر اسے قتل کیا تھا۔

دفعتاً دروازہ کھلا اور اس کی سکریٹری فرحین ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ نکھیرے ہوئے اندر آئی مگر عبداللہ کو اس کی آمد کی خبر نہ ہوئی تھی وہ سامنے دیوار پر نگاہیں جمائے لاش کے بارے میں سوچ میں گم تھا اسے اپنی طرف متوجہ نہ پا کر فرحین کے چہرے پر مسکراہٹ غائب ہو گئی سر آپ کو باس نے طلب کیا ہے اس نے عبداللہ کو مخاطب کیا۔ لیکن عبداللہ کو اس کی آواز نہ سنائی دی وہ کرسی پر سناکت بیٹھا ہوا دیوار کو گھورتا رہا۔ فرحین کو حیرت ہوئی اور وہ دو قدم بڑھ کر میز کے پاس آگئی پھر بلند آواز میں بولی سر عبداللہ ایک دم اچھل پڑا پھر اس نے فرحین کی طرف دیکھا اور شرمندگی سے مسکرانے لگا سوری فرحین۔ آپ کو باس نے یاد کیا ہے فرحین اس کی بوکھلاہٹ پر مسکراتی ہوئی بولی۔ عبداللہ اٹھا اور کمرے سے نکل آیا وہ ڈائریکٹر کے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے فائل سے نگاہیں ہٹا کر اس کی طرف دیکھا عبداللہ نے سلام کیا۔ آئیے مسٹر عبداللہ تشریف رکھتے ہوں نے نرم لہجے میں اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ عبداللہ نے اس سے مصافحہ کیا اور اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ کر اس کی طرف دیکھنے لگا مگر پھر یاد آنے پر اس نے اپنے ہاتھ میں موجود پائنت منٹ لیٹر

باس کی طرف بڑھا دیا اس نے لیٹر دیکھا اور میز پر رکھتا ہوا بولا آج آپ کا پہلا دن ہے اور آپ ایک گھنٹہ لیٹ آئے خیر۔ بہر حال آئندہ آپ کو وقت کی پابندی کرنا ہوگی میں اس سلسلے میں کوئی عذر نہیں قبول کروں گا آپ ایک اہم پوسٹ پر فائز ہیں اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ ماتحت افسروں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھائیں۔

عبداللہ نے اس کی بات سننا ہوا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور سوچ رہا تھا کہ باس کا لہجہ بالکل رات والے اجنبی کی طرح خشک ہے پھر اسے لاش کا خیال آیا اور اس کی توجہ باس کی طرف سے ہٹ گئی وہ باس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مگر ذہن لاش کے چکر میں الجھا ہوا تھا میں آپ کو آفس کے قواعد و ضوابط بتا دیتا ہوں تاکہ کل کو آپ یہ نہ کہہ سکیں کہ آپ کو پوسٹ نہ تھا باس کہہ رہا تھا عبداللہ کا ذہن لاش میں الجھا ہوا تھا باس چند منٹ تک بولتا رہا لیکن عبداللہ کو اس کی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ سر عبداللہ۔ کیا آپ سن رہے ہیں۔ باس نے پوچھا لیکن عبداللہ نے کوئی جواب نہ دیا باس مگر ٹکراس کی طرف دیکھتا رہا باس نے برہم ہو کر میز پر ہاتھ مارا تو عبداللہ بے اختیار اچھل پڑا۔ آپ نے ساری باتیں سمجھ لی ہیں باس نے پوچھا یس۔ یس سر اس نے تیزی سے کہا۔ اچھا یہ بتائیے کہ میں نے آفس کے بارے میں کیا کچھ کہا ہے۔ تین سر عبداللہ نے شپٹا کر کہا۔ کیا۔ باس اچھل پڑا۔ میں نے کچھ بتایا تھا لیکن تمہاری توجہ نہیں اور تھی۔

سکس۔ سوری سر وہ بوکھلا گیا۔ میرا خیال ہے کہ آپ کا ذہن کسی مسئلہ میں الجھا ہوا ہے ایسے میں آپ کام نہیں کر سکیں گے باس نے سخت لہجے میں کہا ایسا کیجئے کہ آپ دو دن ریٹ کریں اور پھر تشریف لائیں میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا کہ میں عبداللہ نے تیزی سے کہا میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ میں اپنی بات دہرانے کا عادی نہیں ہوں۔ آپ جاسکتے ہیں دو دن بعد ڈیوٹی پر آئیے گا فریش ہو کر عبداللہ آہستہ سے اٹھا اور سلام کر کے باس کے کمرے سے نکل آیا اپنے کمرے میں آ کر وہ دل ہی دل میں پراسرار اجنبی کو برا بھلا کہنے لگا جس کی وجہ

اسے اس کی ڈانٹ پڑی تھی چند منٹ بعد وہ اٹھا اور آفس سے نکل کر اپنی قیام گاہ کی طرف چل دیا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اس کی نگاہ میز پر پڑی رات کو پی کی چائے کی پیالیاں یونہی رکھی ہوئی تھیں اس کے ذہن میں ایک خیال برق کی مانند کوند اور اس نے فوری طور پر شہر جانے کا فیصلہ کر لیا وہ سمجھ چکا تھا کہ جب تک پراسرار اجنبی اور لڑکی کی لاش کا معاملہ نہ ہوگا اس کا ذہن الجھا سارا ہے گا اور وہ آفس میں توجہ نہیں دے سکے گا۔ نتیجے میں نئی نئی فکری ختم ہو جائے گی اور وہ دوبارہ بے روزگاری کے بھیا تک عفریت کا شکار بن جائے گا چنانچہ وہ واپس جانے کی تیاری کرنے لگا بیک میں کپڑے پھونکے پھر پلانٹک کی ایک تھیلی کی اور دو مال ہاتھ میں لپیٹ کر چائے کی وہ پیالی اٹھائی جس میں کارواں لے آئی تھی نے چائے پی تھی پیالی کے علاوہ اس نے ایش ٹرے میں موجود سگریٹ کے کلوے بھی تھیلی میں رکھ لیے اور تھیلی بیک میں ڈال کر چل پڑا وہ ریلوے اسٹیشن پہنچا تو اس وقت کراچی جانے والی ٹرین آگئی اس نے جلدی سے ٹکٹ خریدا اور ٹرین میں سوار ہو گیا۔

ابھی ایک ہی بجھا تھا اس امید تھی کہ ٹرین چار بجے تک کراچی پہنچ جائے گی اور وہ اسٹیشن سے سیدھا پولیس اسٹیشن جائے گا جہاں اس کا دوست سبیل منگر پرسن سیکشن میں انچارج تھا لیکن اس کا اندازہ غلط ثابت ہوا راستے میں ریلوے ٹریک گذشتہ رات کی طوفانی بارش سے نقصان پہنچا تھا اور اس کی مرمت کا کام ہو رہا تھا ٹرین پورے دو گھنٹے وہاں رکی رہنے لگی بعد روانہ ہوئی تو شام ساڑھے چھ بجے وہ کراچی پہنچی چنانچہ اسے ڈائریکٹر سبیل کے آفس جایزکا بروگرام کل تک کے لیے موخر کر دیا اور اسٹیشن سے اپنے گھر جا پہنچا اس کی ماں اور بہن خلاف توقع اس کی واپسی پر حیران رہ گئیں وہ ایک دن پہلے ہی گیا تھا آج واپس آ گیا تھا کیا بات ہے بیٹے ماں نے پوچھا خبریت تو ہے تم اتنی جلدی واپس آ گئے سب ٹھیک ہے ماں۔ میرے افسر نے مجھے ایک ضروری کام سے بھیجا ہے عبداللہ نے جہانہ کیا یہاں ہیڈ آفس جانا ہے صبح

بج کہہ رہے ہو بیٹے ماں نے غور سے اس کی طرف دیکھا ہاں ماں کل شام کو پراسرار صبح جاؤنگا۔ آپ کوئی فکر نہ کریں دیکھئے میں صرف دو جوڑے بیک مین لایا ہوں باقی ساماں وہیں ہے ماں مطمئن ہو گئی رات کے کھانے کے دوران ٹوپیہ نے اس کی رہائش کے بارے میں سوالات کئے ارے رات تو ہاں طوفانی بارش ہوئی تھی۔

عبداللہ نے بتایا اچھا مگر یہاں تو نہیں ہوئی ٹوپیہ نے حیرت سے کہا بادل آئے اور چلے گئے بن برے۔ اس لیے کہ انہوں نے وہاں جا کر بڑا سناٹا عبداللہ نہا۔ ویسے بھی سردیوں میں کہیں کہیں بارش ہوتی ہے وہاں سردی تو بہت ہوگی ماں نے کہا ارے ایسی ویسی میرے تو سردی سے دانت بجھنے لگے لیکن اس پر اسرار خفص پر سردی کا کوئی اثر نہیں ہوا اس کے منہ سے نکل گیا۔ پراسرار خفص ٹوپیہ چونکتی ہوئی بولی۔ کون تھا وہ عبداللہ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ ٹوپیہ خوفناک واقعات اور کہانیاں بڑے شوق سے سنا بھی کرتی تھی اور پڑھتی بھی تھی وہ ایک مسافر تھا کار میں کہیں جا رہا تھا کہ کار خراب ہو گئی اور وہ کار میرے مکان کے سامنے چھوڑ کر چلا گیا اچھا پھر کیا ہوا اس میں کون سی پراسریت والی بات تھی ٹوپیہ نے سوال کیا کچھ بھی نہیں صبح میں اٹھا تو وہ کار غائب تھی شاید وہ میرے بیدار ہونے سے پہلے ہی آ کر گاڑی وہاں سے لے گیا تھا تو وہ پراسرار کیسے ہو گیا۔ ٹوپیہ نے منہ بتایا۔ ارے وہ تو یونہی میرے منہ سے نکل گیا تھا عبداللہ ہنس پڑا البتہ اس کی آنکھیں بہت چمکدار تھیں ان سے ایسی درندگی ٹپک رہی تھی کہ جیسے وہ کوئی بھیڑیا ہو خونخوار اور بھوکا بھیڑیا۔ آپ کو اس نے کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا ٹوپیہ نے فکر مندی سے پوچھا۔ نہیں تو میرا تو اس نے کچھ نہیں پہنچایا البتہ اس نے ایک لڑکی وہ بے خیالی میں کہنے لگا لیکن فوراً خاموش ہو گیا اور دل کو ملامت کرنے لگا۔ ٹوپیہ نے تیزی سے پوچھا لڑکی کو کیا کیا اس نے۔ چاہئیں۔ عبداللہ نے ادھمکے کی اداکاری کی شاید اس کا پارسا ڈالا ہوگا البتہ میں نے اسے پچھلے پلائی تھی سردی تھی اس نجانے کیا اوٹ پٹانگ ہانک رہے ہو

ماں نے ناگواری سے کہا جاؤ تو یہ اس کا بستر بنا دو اسے
نیند آرہی ہے تو یہ غور سے عبداللہ کی طرف دیکھا اور
اٹھ گئی عبداللہ نے اطمینان کا سانس لیا اگر وہ اصل بات
بتا دیتا تو شاید خوف سے تو یہ کو ساری رات نیند نہ آتی اور
اسی کی طرح تو یہ کے ذہن پر بھی لاش سوار ہو جاتی۔

اگلی صبح عبداللہ ناشتہ کرنے کے بعد باہر جانے کے
لیے تیار ہوا اس کی ماں اور بہن گھر کی صفائی ستھرائی میں
مصرف ہو گئی تو اس نے چپکے سے بیگ کھولا اور اس
میں سے تھیلی نکال کر میض میں ٹھونس لی جس میں چائے
کی خالی پیالی تھی اگر وہ پیالی تو یہ کو دکھا دیتا تو وہ پھر پیچھے
پڑ جاتی اور پیالی کا راز معلوم کرنے کے سوالات کی
بوچھاڑ کر دیتی وہ ماں کو جانے کی اطلاع کرتا ہوا گھر سے
باہر نکل آیا۔

نصف گھنٹہ بعد وہ اپنے دوست سہیل کے آفس
میں پہنچا تو ڈاکٹر سہیل اس کی خلاف توقع آمد پر حیران رہ
گیا۔ ارے تم واپس آ گئے اس نے مصافحہ کرتے ہوئے
حیرت سے پوچھا۔ ہاں ایک ضروری کام پڑ گیا تھا عبداللہ
نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا ڈاکٹر
سہیل نے اس کے لیے چائے منگوائی پھر آفس کے
فارے میں پوچھنے لگا سناؤ کل آفس میں پہلا دن کیسا
گزرنا۔ بس یاد کیا بتاؤں باس مجھ سے مل کر خوش نہیں ہوا
عبداللہ نے بتایا۔ وہ کیا ہوا تھا ڈاکٹر سہیل نے پوچھا
وقت پر تو گئے تھے ناں۔ دس بجے آفس پہنچا تھا اور جب
باس مجھے آفس کی روٹین سمجھانے لگا تو میرا ذہن لاش میں
الجھا ہوا تھا لاش کیسی لاش کس کی لاش۔ ڈاکٹر سہیل نے
حیرت سے گھورا۔ آپ کے مکان میں میری پہلی رات
جاگتے ہوئے گزری تھی اس لیے صبح آفس پہنچنے میں لیٹ
ہو گیا اور باس نے دو دن کی چھٹی۔ میں لاش کے بارے
میں پوچھ رہا ہوں۔

ڈاکٹر سہیل اس کی بات کا ٹٹا ہوا بولا تب عبداللہ
نے اسے برابر آدی اور اس کی کار میں موجود لاش کا
واقعہ پوری تفصیل سے بتا دیا۔ رات بھر دہلاش میرے
اعصاب پر سوار رہی اور جب میں باس کے پاس بیٹھا

ہوا تھا تب بھی ذہن اسی لاش میں الجھا ہوا تھا۔ اب تک
میں اپنے ذہن سے اسے نکال نہیں سکا ہوں مجھے لگتا ہے
جب تک یہ معاملہ نہ ہو جائے گا میں اپنی ذہنی انجام
نہیں دے سکوں گا چھوڑو یا۔ ایسے خوابوں میں ذہن
کو الجھانا حماقت کے سوا کچھ بھی ہے ڈاکٹر سہیل نے
ناگواری سے کہا۔ خواب نہیں ہے حقیقت ہے پیارے
عبداللہ نے برزور لہجے میں کہا مگر تمہارے پاس اس کا کیا
ثبوت ہے کہ تم نے خواب نہیں دیکھا ہے ڈاکٹر سہیل نے
سوال کیا۔ یہ ثابت عبداللہ نے جیب سے تھیلی نکال کر
میز پر رکھ دی جس میں چائے کی خالی پیالی اور سگریٹ
کے ٹکڑے تھے۔ اوہ۔ میں سمجھا نہیں۔ ڈاکٹر سہیل تھیلی کا
چائزہ لیتا ہوا بولا۔ اس پیالی میں اس اجنبی نے چائے پی
تھی عبداللہ نے بتایا یہ سگریٹ بھی اسی نے پیئے تھے کار کا
نمبر بھی مجھے یاد ہے تم پیالی سے اس کے فنگر پرنٹس لے کر
ریکارڈ چیک کرو شاید کوئی کلیو مل جائے ڈاکٹر سہیل نے
فوراً چراسی کو بلا کر تھیلی اس کے حوالے کر دی اور ہدایت
کی کہ فنگر پرنٹس کیمرہ میں کے پاس لے جائے چراسی
کے جانے کے بعد اس نے انٹر کام پر کیمرہ میں کو ہدایت
دی۔ سارے کام چھوڑ کر پہلے ہی کام کر دو اور مجھے
رپورٹ دو۔ پھر وہ عبداللہ سے مزید تفصیلات پوچھنے لگا۔
نصف گھنٹہ بعد فنگر پرنٹس کے ماہر کی رپورٹ آ گئی۔ ڈاکٹر
سہیل نے اپنے ریکارڈ کو کھنگالا اور کچھ دیر بعد عبداللہ
سے کہنے لگا تمہیں یہ جان کر حیرت ہوگی کہ جو واقعہ تم نے
پرسوں شب کو دیکھا تھا وہ بارہ سال پہلے کا ہے۔

کیا۔ عبداللہ کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل
گئیں۔ ہاں پولیس ریکارڈ کے مطابق اس شخص کا نام
مبین تھا اس کی عجوبہ صائمہ نے اس سے وفائی کی اور
جب ایک رات مبین اس سے ملنے اس کے گھر پہنچا تو وہ
گھر پر موجود نہیں تھی مبین کافی دولت مند تھا اور صائمہ اور
اس کے والدین کی کفالت کرنے کے علاوہ انہیں اپنا
مکان بھی دے رکھا تھا صائمہ کو گھر میں موجود نہ پا کر اسے
شک ہوا اور وہ اس کا کھوج لگا تا ہوا ایک سینما میں جا پہنچا
کیونکہ وہ جانتا تھا کہ صائمہ کو فلمیں دیکھنے کا بہت شوق

ہے کئی بار وہ اس کے ساتھ بھی فلم دیکھنے جاتی رہی تھی سینما
گھر پہنچ کر اس نے صائمہ کو دیکھ لیا وہ اپنے کسی آشنا کے
ساتھ آخری شو دیکھ کر باہر نکل رہی تھی مبین کو دیکھ کر اس کا
آشنا یکدم ہی رونو چھڑ گیا۔ مبین نے اس وقت صائمہ پر
بہن ظاہر کیا کہ وہ اتفاقاً یہاں سے گزر رہا تھا وہ صائمہ
سے کوئی سوال کئے بغیر اسے کار میں بٹھا کر شہر سے باہر
لے آیا اور سڑک کے کنارے کار کھڑی کر کے اس نے
صائمہ پر تشدد شروع کر دیا دیرانے میں صائمہ کی چیخیں
کوئی نہ سن سکا مبین نے چاقو کے پے در پے وار کر کے
اس کا حسین چہرہ مسخ کر دیا پھر اس کی شہرگ کاٹ دی
اس وقت بارش ہو رہی تھی وہ طوفانی اور بھیانک رات
میں لاش کو کار میں ڈال کر کچھ ہی دور لے گیا تھا کہ کار
خراب ہو گئی تب وہ کار وہیں چھوڑ کر پیدل ہی واپس شہر
چلا گیا۔

دوسرے دن پولیس قتل کی وارنٹ کی خبر ملی لاش
اور کار پر مبین کی انگلیوں کے نشانات تو اس کے جرم کا
ثبوت تھے ہی مگر صائمہ کے لئے آشنا نے بھی گواہی دے
دی کہ وہ کی رات سینما ہال سے اس نے صائمہ کو سینما کی
کار میں روانہ ہوتے ہوئے اسے دیکھا تھا بہر حال مبین کو
گرفتار کر لیا گیا۔ اور اس نے بڑی جرات سے اپنے جرم
کا اعتراف بھی کر لیا۔ لہذا پچاس کی سزا ہو گئی۔ اور پانچ
دسمبر کی رات کو اسے پھانسی دے دی گئی پرسوں پانچ دسمبر
کی رات ہی تو تھی ناں۔ ڈاکٹر سہیل خاموش ہوا تو
عبداللہ نے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا ڈاکٹر سہیل
درست کہہ رہا تھا پرسوں پانچ دسمبر ہی تھی۔ اس کا مطلب
تھا کہ اس نے جو کچھ بھی دیکھا تھا طلسمی کھیل تھا جس کو اس
نے چائے پیالی تھی وہ زندہ انسان نہیں تھا وہ مرا ہوا
انسان تھا اور ایک قاتل تھا جس نے اپنی محبوبہ کو مار کر
کار میں ڈال دیا تھا۔ اور کیا وہ آفس جہاں اس کو نوکری ملی تھی
کیا وہ آفس۔۔۔ مجھے آفس جانا ہوگا ہاں میں دیکھنا
چاہتا ہوں کہ وہاں کون کون ہے دوسرے ہی دن وہ شہر
جا پہنچا لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جہاں آفس تھا
وہاں کچھ بھی نہ تھا ایک دیرانہ تھا۔ اف وہ کانپ گیا۔

کیا میں نے ایک دن مرے ہوئے لوگوں
میں گزرا تھا کیا وہ سب لوگ زندہ نہ تھے وہ اپنا
سر پکڑ کر رہ گیا۔ اور پھر واپس گھر کی طرف چل دیا۔

اقوال زریں

- c کسی کی ناراضگی کے ڈر سے حق کو چھپانا بدترین جرم ہے۔
- c بے غرض ہونا امیری کی دلیل ہے۔
- c جس انسان نے خدا کی حدود سے باہر قدم رکھا اس نے اپنے اوپر ہی ظلم کیا۔
- c حق امید سے نہیں علم اور اللہ پر اعتماد سے حاصل ہوتی ہے۔
- c تندرستی سب سے بہترین لباس اور جہالت سب سے دردناک مرض ہے۔
- c کوشش کر کے ناکام ہو جانا بہتر ہے بجائے اس کے کہ کوشش ہی نہ کی جائے۔
- c دشمن سے کم اور دوست سے زیادہ ڈرنا چاہئے۔
- c خیالات کی آمدنی کم ہو تو لفظوں کی فضول خرچی نہیں کرنی چاہئے۔

☆..... محمد عمران بٹ۔ ڈھوک ڈل

سنہری باتیں

- c انتقام کی قدرت رکھتے ہو تو غصہ کو پی جانا افضل ترین عمل ہے۔
- c عبادت تو بہ کے بغیر درست نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو بہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے۔
- c جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اس کو لوگوں سے وحشت ہوتی ہے۔



گہترین شہر اپنے پیاروں کے نام

SA کے نام

منسوب ہے جو لوگ میری زندگی کے ساتھ اکثر وہی لے ہیں بڑی بے رخی کے ساتھ میں تیرے آنے کی امید رکھتا ہوں مگر مجھ کو غضب کا پیار ہے اس دشمن کے ساتھ عبدالستار نیازی-زریں بگ

A کے نام

کتنی خاموشی ہے کتنا دلکش ہے وہ ساری باتیں فضول ہیں جیسے اشارہ تو مدد کا کر رہا تھا ڈوبنے والا مگر یاران ساحل نے سلام سے انوداع سمجھا محمد طارق نور-سکران

رئیس ارشد، سعودی عرب کے نام

تیرے بغیر کتنی اشرودہ تھی بزم شہر اے دوست اب پرہوں میں غزل کس کو دیکھ کر رئیس ساجد کاوش-خان بیلہ

رئیس ساجد کاوش، خان بیلہ کے نام

اک پھول بھی اکثر باغ سجا دیتا ہے اک ستارہ دنیا چمکا دیتا ہے جہاں کام نہیں آتے دنیا بھر کے رشتے وہاں اک دوست زندگی بنا دیتا ہے رئیس ارشد-سعودی عرب

رجب شہیدی، شاہ راگھوہ کے نام

ہم ہیں وفا کے عادی ہر دم وفا کیا کریں گے اک جان ہے جو باقی تم پہ فدا کریں گے عبادت علی-ڈیرہ اسماعیل خان

AG حافظ آباد کے نام

مر مقل بھی تیرے نام کے چرے ہوتے

مڈرٹواز-جڑانوالہ

اے رحیم یار خان کے نام

تو شمع نہ ہوتی میں پروانہ نہ ہوتا تو نظر نہ آتی میں تیرا دیوانہ نہ ہوتا مڈرٹواز-انک

اپنے کسی چاہنے والے نام

اپنا ہاتھ میرے ہاتھوں میں تو دو، مجھے دنیا سے کچھ اور نہیں اپنے مجھے اس محبت کی قسم، مجھے صرف تیرا ساتھ چاہئے محمد راضف-واہ کینٹ

بانو کراچی کے نام

پننے کے لئے کوئی وجہ تو چاہئے ہمیں اور تم کہتی ہو زندگی ہی وجہ ہے نازنین-حاجی کوٹ

زیٹا لاہور کے نام

میری دوستی کا تم کیا آزمائش کر سکو گے جان سے زیادہ کیا فرمائش کر سکو گے میری دوستی ہے سمندر کے پانی کی طرح کیا کبھی اس پانی کی پیمائش کر سکو گے محمد عثمان-لیہ

ایس لاہور کے نام

کہاں تلاش کرو گے مجھ جیسا شخص مومن جو اپنی ذات سے زیادہ تیرا خیال رکھتا ہو محمد عثمان-لیہ

بصیر احمد علی پور کے نام

چپ ہو کس وجہ سے ہمیں معلوم نہیں دوست دل ڈوب جاتا ہے جب تم یاد نہیں کرتے ایم فاروق-رحیم یار خان

کسی اپنے کے نام

کملی آنکھوں سے ساری عمر دیکھا اک ایسا خواب جو اپنا نہیں تھا ہے احمد آج تک وہ شخص دل میں

جو اس وقت بھی مرا نہیں تھا یاسین سلیم قادری-کراچی

این کے نام

دل گلی دوستی کے نام ہوتی ہے دلداری دوستی کی شان ہوتی ہے کہیں بھی رہو پر رہو گے میرے دل میں کیا گئی دوستی کی پہچان ہوتی ہے یاسین سلیم قادری-کراچی

کسی اپنے کے نام

تیرے میں جو کسی اور کی چاہت ابھرے بھول کے مجھے یہ بات بتانا نہ کبھی یہ نہیں کہتے کہ ہر لمحہ مجھے یاد رکھو ساتی پر ہمیشہ کے لئے مجھ کو بھلانا نہ کبھی محمد ثاقب رفیق

کسی اپنے کے نام

جب سے تیرے نام کر دی زندگی اچھی گئی تیرا غم اچھا لگا تیری خوشی اچھی گئی تیرا پیکر تیری خوشبو تیرا لہجہ تیری بات دل کو تیری گفتگو کی سادگی اچھی گئی یاسین سلیم قادری-کراچی

K ملتان کے نام

لٹنے کی دل میں اک آس رکھنا کبھی نہ خود کو میری جان اداس رکھنا خوشی لے گی اک روز بارش کی طرح ان آنکھوں میں تھوڑی سی پیاس رکھنا محمد زبیر شاہد-ملتان

ایس کے نام، جہلم کے نام

جاتے ہوئے لوگوں کو کون روک سکتا ہے یہ تو وہ اندھیرے ہیں جو صبح ہونے سے پہلے ختم ہو جاتے ہیں جانے سے پہلے اتنا سوچ لینا اے ایس عدنان حیدر-جہلم

کسی اپنے کے نام
وہ میرے ظاہر کو دیکھتے رہے بڑے غور کے ساتھ
کوئی اندر سے جل گیا اور اسے خبر بھی نہ ہوئی
محمد متین نذر - اسلام پورہ جبر

بھائی اطہر خاں مرحوم کے نام
یوں تیرے دیدار کے لئے ترستے رہے
آنسو بھی آنکھوں سے ترستے رہے
بہت یاد آئے گی اطہر تیری بے لوث محبت
میرے آنسو وہ خرید سکیں گے
سردار اقبال خان مستوئی سردار گڑھ

آرنا زوری خیل کے نام
بھولی ہوئی صدا ہوں مجھے یاد کیجئے
تم سے کہیں ملا ہوں مجھے یاد کیجئے
منزل نہیں ہوں خضر نہیں ہوں راہزن نہیں ہوں
منزل کا راستہ ہوں مجھے یاد کیجئے
سبح اللہ سہمی - زوری خیل

اک اپنے کے نام
کل رات میں نے خواب میں دیکھا تھا آپ کو
کل رات میرے واسطے تو چاند رات تھی
مس مہا - بکریداں

زیلہ سرگودھا کے نام
ظہرنے کے بعد کبھی ملے اگر زندگی میں
دیکھ کر یوں نظر نہ چکا لینا
دیکھا ہے کہیں شاید آپ کو
بہی سوچ کر ہاتھ ملا لینا
سراج خان - کرک

AK، چکی سکھ کی کے نام
خوش ہو جاؤ میں آ رہا ہوں
تم میرے پاس آ جاؤ میں کہیں اور جا رہا ہوں
امجدوی کو روٹا نہ - بکریا نوالہ

کالا باغ میں مقیم کسی اپنے نام

مسافر تو چھڑتے ہیں رفاقت کب بدلتی ہے
محبت زندہ رہتی ہے محبت کب بدلتی ہے
ہم تھی کو چاہتے ہیں تیری سے - پیار کرتے ہیں
محمد افضل بٹوالہ - کالا باغ

K، خانیوال کے نام
مجھے بھلانے کا فیصلہ وہ روز کرتا ہے شاید
مگر اس کا کوئی بس نہیں چتا میری وفا کے سامنے
شاہد اقبال خٹک - کرک جندری

کسی اپنے کے نام
پکار کے مگر نہ جاؤں میں اس تیرے دھوپ میں
مجھ کو ذرا سنبھال بڑی تیرے دھوپ ہے
تنویر احمد گوندل - لالہ موٹی

انسب، ساہیوال کے نام
عرش پر خاک نشینوں کا بھیرا نہ کرو
جو نہ پوری ہو کبھی ایسی تمنا نہ کرو
حسن کو تم نے جدا سمجھا ہے لیکن اسے غلزار
خود بنائے ہوئے محبوب کی پوجا نہ کرو
سارگھزار کول - فورٹ عباس

رولپہ سکندر زمانہ ابوظہبی کے نام
غربت نے آ کے ڈالے کچھ اس طرح سے ذریعے
رشتے غلوں کے سارے آخر بکھر گئے
رولپہ فیصل مجید - کراچی

KK، بھٹنہ قریبی کیا نام
وہ مجھ سے چھڑ کر خوش ہے تو اسے خوش ہی رہنے دو
وہ میرے ساتھ رہ کر اس رہے ہے مجھے اچھا نہیں لگتا
مدثر سعید تبسم - انگل

دوستوں کے نام
مٹی میری قبر سے چھا رہا ہے کوئی
مر کے بھی مجھے یاد آ رہا ہے کوئی
پل کی زندگی اور دے
اواس میری قبر سے جا رہا ہے کوئی
صابر اقبال - قصور

ایس اینڈ آر، مانگٹ کے نام
برسوں گزر گئے رو کر نہیں دیکھا
آنکھوں میں نیند تھی مگر سو کر نہیں دیکھا
کیا جانے درد محبت کا
جس نے خود کبھی کسی کا ہو کر نہیں دیکھا
قمر اعجاز گوندل مریم - گو جڑہ

طاہر سرگودھا کے نام
میں تجھ کو بھول جاؤں مگر ایک شرط ہے
کلشن میں جا کے بھول سے خوش ہو کو جدا کرو
محمد عرفان بٹ - سرگودھا

شاہد حسین جمولے والا ملتان کے نام
تیری دوستی نے سب کو سکھا دیا
ناموش دنیا کو پھر سے جگا دیا
قرض دار ہوں میں اپنے رب کا
جس نے تجھ جیسے - دوست سے ملا دیا
شہاد حسن جمولے والا - ملتان

راج کمار، منڈی بہاؤ الدین کے نام
ہم سر بھی گئے تو ہماری یادیں تم سے وفا کریں گی آمد
یہ مت سمجھ ہم نے تمہیں چاہا تھا صرف چھوڑ دینے کے لئے
اسد شہزاد - گو جڑہ

سیدہ کنیز بختی نقوی، کراچی کے نام
کہا میں نے لاڈلا میں ہوں مٹی میں کیوں اتروں
جناب آیا کہ سب کو یہ سمندر پار کرتا ہے
یوسفیہ ڈاکٹر واجد گینگونی - کراچی

جو بھول چکے ہیں ان کے نام
کبھی نہ کبھی تو بہادوں کے بھول مر جانا نہیں گئے
بھولے بھی کبھی ہم تمہیں یاد آئیں گے
احساس ہو گا تمہیں ہماری دوستی کا
جب ہم بہت دور چلے جائیں گے
محمد اسحاق انجم - کلکتہ پور

ایملہ غزل، حافظ آباد کے نام
تیری نیم کش نگاہیں تیرا زیر لب جسم
یونہی اک ادائے مستی یونہی اک غریب سادہ
صنم شیرازی - جوہر آباد

کسی اپنے کے نام
افسان تو کبھی مکمل اپنا بھی نہیں ہوتا
اس نے خط میں لکھا ہے کہ میں صرف تیری ہوں
عثمان غنی - رحیم پاران

اسم، لاہور کے نام
غیروں سے کچھ گھا نہیں اپنوں سے کچھ ملا نہیں
میں وہ غم کی کتاب ہوں جسے کسی نے پڑھا نہیں
تیرے معصوم دامن کی قسم اسے چھڑنے والے
بہت مجبور ہوتا ہوں تو رو لیتا ہوں
عثمان غنی - لاہور

عائشہ کران، لاہور کے نام
سدا دور رہو غم کی پرچائیوں سے
سامنا نہ ہو کبھی تنہائیوں سے
میرا ارمان ہے ہر خواب پورا ہو آپ کا
میں دعا ہے دل کی گہرائیوں سے
سید عارف شاہ - جہلم

اپنی پارو، لالہ موٹی کے نام
پارو! پاس آؤ اک التجا سن لو
پیار ہے تم سے بے پناہ سن لو
پارو! اک تم ہی کو تو خدا سے مانگا ہے
جب بھی مانگی کوئی دعا سن لو
صدائیں صدا - کیلا سکے

ایس، کراچی کے نام
معدہ کے کیل بڑے پیارے ہوتے ہیں دین
اگر تم سے نہیں ملے تو چھڑتے کس سے
دین محمد بٹنی - کراچی

میرے یہ شعر پسند ہے میرے یہ شعر پسند ہے میرے یہ شعر پسند ہے میرے یہ شعر پسند ہے میرے یہ شعر پسند ہے
میرے یہ شعر پسند ہے میرے یہ شعر پسند ہے میرے یہ شعر پسند ہے میرے یہ شعر پسند ہے میرے یہ شعر پسند ہے
میرے یہ شعر پسند ہے میرے یہ شعر پسند ہے میرے یہ شعر پسند ہے میرے یہ شعر پسند ہے میرے یہ شعر پسند ہے
میرے یہ شعر پسند ہے میرے یہ شعر پسند ہے میرے یہ شعر پسند ہے میرے یہ شعر پسند ہے میرے یہ شعر پسند ہے

اک عمر بیت چلی ہے تجھے چاہتے ہوئے
تو آج بھی بے خبر ہے کل کی طرح
محمد فیضان شاہ-رحیم یارخان
میری زندگی کے مالک میرے دل پہ ہاتھ رکھ دے
تیرے آنے کی خوشی میں میرا دل چل نہ جائے
عبدالستار نیازی
یہ اداس شامیں میری تنہائی کو ایسا عروج بخشتی ہیں
کہ مجھے پھر وہی اک وہی بس وہی شخص یاد آتا ہے
NAK-کیروالہ
تو ہوتا ہے رنجیدہ تو بکھر جاتی ہے میری ساری کائنات
لفظ اتنی سی التجا ہے مجھ سے روٹنا نہ کرو
رکش ارشد-خان بیلہ
ماتا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں
تو میرا شوق دیکھ میرا انتظار دیکھ
عبادت علی-ڈی آئی خان
اداس ہونٹوں پہ مسکراہٹ کے پھول آئیں تو جان لینا
کہ دل کے اندر کئی کچھ اداسی بہت اداسی میں دھل رہی ہے
شعیب شیرازی-جوہر آباد
انسان تو کبھی مکمل اپنا بھی نہیں ہوتا
اس نے جلتا میں لکھا ہے کہ میں صرف تیری ہوں
عثمان غنی-رحیم یارخان
اک اجنبی شخص تھا جو پل بھر میں چمچر گیا
عمر بھر کی رفاقت کا اچھا صلہ دیا
محمد مصطفیٰ منگل-واہ کینٹ
کاش وہ میرے جذبات کو سمجھ سکتا کاش
مجھے اچھا نہیں لگتا منہ سے اظہار کرنا
رکش ساجد کاش-خان بیلہ
ہم ہنستے ہیں تو انہیں لگتا عادت ہے مسکرانے کی
وہ نادان ہے یہ بھی نہیں سمجھتے کہ یہ ادا ہے تم چھپانے کی
مدثر نواز-جزا نوالہ
دفا کے آچل سے نکلی ہے ایک خون کی نہر
مدثر نواز-جزا نوالہ

دور اک ہستی آباد کریں گے
اس ہستی کے لوگ ہمیں یاد کریں گے
جب ہم اقبال اس کی محفل میں نہ ہوں گے
تربیں گے فریاد کریں گے
محمد اقبال رحمن-سیکلی بالا ہزارہ
منا ہے درد کا احساس انہیں کو ہوتا ہے آکاش
جب درد ہی اپنے دیں تو احساس کسے ہو آکاش
چوہدری سعید آکاش-منظف آباد
ماتا کہ ہماری ذات میں سو عیب ہیں مگر
کہتے نہیں خدا کی قسم کبھی ہم فقیر لوگ
محمد افضل جواد-کلا باغ
برسوں بعد جو ہنستے ہوئے اس چہرے کو دیکھا اداس
بری طرح سے لرز کے وہ گئی میرے دل کی زمین
نصیر احمد اینڈ اداس-منظف آباد
میری محبت کو درخت کے ترازو میں مت تول اے دوست
میں نے وہ زنجیر کھائے ہیں جو قسمت میں نہیں تھے
سفیر اداس موہری-منظف آباد
ہوتا ہے اپنی آنکھ کا-آنسو بھی بے وفا شاہد
وہ بھی نکلتا ہے تو کسی اور کی خاطر
شاہد اقبال خٹک-کرک
دلوں میں نفرت ہے محبت کس سے ملتی ہیں
پالے زہر کے بحرے ہیں ثمرت کدہ سے ملتی ہیں
شاہد اقبال خٹک-چندری کرک
عجیب شام گھڑی ہے کہیں سے آ جاؤ
بڑی اداس گھڑی ہے کہیں سے آ جاؤ
زمانہ جس کو سمجھتا ہے موتیوں کی چمک
وہ آنسوؤں کی لڑکی ہے کہیں سے آ جاؤ
پرنس مظفر شاہ-پشاور
کوئی مہر نہیں کوئی تہ نہیں پھر سچا شعر سنائیں کیا
اک جبر جو ہم کو لائق ہے تا دیر اسے دہرائیں کیا
محمد اقبال رحمن-سیکلی بالا
مگر تیرے سامنے پرچم کفر بلند ہو
یا لا اللہ نہ کہہ یا اسے تار تار کر دے
محمد اعظم-عارف والہ
اندر کی ٹوٹ پھوٹ نے ویران کر دیا ہمیں
درد ناز تھا ہم کو کہ آفتاب ہیں ہم

☆ محمد عمیر مظہر سی-نیکلیاں
ستاروں سے پہاڑوں سے فریاد کرتا ہوں
قسم خدا کی میں تم کو دن رات یاد کرتا ہوں
☆ حفظہ اللہ-دندہ
ایسی بھی کیا خطا تھی کہ محبت میں یہ سزا ملی
کہتے ہیں کہ دنیا جدائی دیتی ہے
مگر ہم کو تو دلبر سے ہی بے وفائی ملی
☆ عبدالرحیم لاسی-سبیلہ
چلو اب میری سانس ہی لانا رکھ لو ناز
شاید اس طرح بن جاؤں تیرے اعتبار کے قابل
☆ امین علی ناز-دھوک مراد
مت اعتبار کرنا کسی کا اس دنیا میں ناز
اکثر وہی دھوکا دیتے ہیں جن کو ٹوٹ کر چلنا جائے
☆ علی ناز-دھوک مراد
جلا ڈالا تھے صحرا نے پاؤں کو
کتنا مشکل تھا چھوڑنا اپنے گھاؤں کو
☆ ظفر نور بھٹو-اوبادوہ
محبت ٹاپاپ تھی تو نے عام کر دی
عرسے کی چاہت پل بھر میں نیلام کر دی
دکھ تعلق کے ٹوٹ جانے کا نہیں عمران
درد یہ ہے چاہت اس نے بدنام کر دی
☆ عمران انجم راہی-تہ پانی
خوش نہ تھا مجھ سے چمچر کر وہ بھی مستوئی
اس کے چہرے پہ لکھا تھا پھر بھی لوگو
☆ سردار اقبال-سردار گڑھ
خوشبو بتا رہی ہے کہ وہ راستے میں ہے
موج ہوا کے ہاتھ میں اس کا سراغ ہے
☆ سردار محمد اقبال خان مستوئی-سردار گڑھ
یاد کر کے اور بھی تکلیف ہوئی تھی مستوئی
بھول جانے کے سوا اب کوئی بھی چارہ نہ تھا
☆ سردار محمد اقبال خان مستوئی-سردار گڑھ
بعد مرنے کے تیری لہہ چھ آئے گا کون ذرا
یہاں لوگ بتوں کو دفن کرتے نہیں جلا دیتے ہیں
☆ جمیل نذیر پوری-خیر پور میرس
ہوتا ہے اپنی آنکھ کا آنسو بھی بے وفا خضر
وہ بھی نکلتا ہے تو کسی اور کی خاطر

✽ خوف آیا نہیں ساپوں کے کھنچے جنگلوں سے
✽ مجھے محفوظ رکھا میری ماں کی دعا نے
✽ نبیل تکہ بندھو سیدہ پانی
✽ اک قطرہ تو کیا سمندر ہی اس کے نام کر دیتا
✽ وہ کہتی تو سہی اک بار پیاسے لہجے میں
✽ جہانگیر اعظم کوندل - منڈی بہاؤ الدین
✽ مٹ جاتے ہیں وہ لوگ ریت کی دیواروں کی طرح الطاف
✽ اپنے سے زیادہ جو کسی سے پیار کرتے ہیں
✽ چوہدری الطاف حسین دہلی - بمبیر
✽ جب بھی جی میں آئے تو آزما لیتا اے دوست
✽ لہو بھی دیں گے چراغوں میں جلانے کے لئے
✽ چوہدری الطاف حسین دہلی - بمبیر
✽ چاندنی رات میں چاند گوارا نہ ہوا مجبور
✽ ہم تو سبھی کے تھے مگر کوئی ہمارا نہ ہوا
✽ دین محمد مجبور - بولان
✽ کیوں کہیں میں یہ دعا کہ اسے میری عمر لگ جائے الطاف
✽ ہو سکتا ہے آج آخری دن ہو میری زندگی کا
✽ چوہدری الطاف حسین دہلی - کھڑوہ
✽ وہ مجھ کو بے وفا کا لقب دیتا ہے
✽ سانس چلتی ہے مگر مردہ بنا دیتا ہے
✽ مت پوچھ اس کے بیٹھانے کا پتہ
✽ اس کے تو شہر کا پانی بھی نشہ دیتا ہے
✽ چوہدری الطاف حسین دہلی - کھڑوہ
✽ قبروں میں نہیں ہم کو کتابوں میں اتارو
✽ ہم لوگ محبت کی کہانی میں مرے ہیں
✽ فیض اللہ مجاور - خجی سرور شریف
✽ ہم حیرے شہر میں یونہی پھرتے رہے وہی
✽ نہ کسی نے چاہ پوچھی نہ کسی
✽ مدخل شہر اداقی - بکر
✽ قرب اے دل حیرے خرچے میں بڑی تسکین ہوتی ہے
✽ جدلی اپنے پیاروں کی بڑی تمکین ہوتی ہے
✽ نصیر الدین نصیر - جیکوٹ
✽ آنکھ کا لگنا بھی اک قیامت ہے
✽ نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی ہے
✽ جابر عباس حمزہ - سرگودھا

دیتا ہوں ہر اک کو پیار کی نظر سے
کہیں چھڑا ہوا وہ میرا محبوب ہی نہ ہو
✽ شاد شیراز - بدائی
✽ تقدیر بن جائے گی اس خدا کو یاد تو کر
✽ وہ سب کچھ دیتا ہے اس کا شکر ادا تو کر
✽ سید عارف شاہ - جہلم
✽ اے حسینو! خود پر ناز کرنا چھوڑ
✽ عاشقوں کا خون پی کر مسکرانا چھوڑ
✽ سید عارف شاہ - جہلم
✽ بہت دنوں کے بعد عائشہ تمہاری تحریر آئی
✽ خوش ہوئی تم کو عارف کی یاد آئی
✽ سید عارف شاہ - جہلم
✽ میرا کہنے کا انداز شاید تمہیں پسند نہ ہو
✽ پر زبان ساتھ نہ دے تو کیا کروں
✽ نظرنور بھٹو - او بارہ
✽ انتقاماً مجھ کو وہ درد وفا مجھ کو دے جائے
✽ زخم لے کر اک دل درد کیا خبر تھی
✽ جاتے جاتے وہ دعا دے جائے
✽ اجنبی - کالا باغ
✽ کانٹوں کے بدلے پھول کیا رو گے
✽ آنسوؤں کے بدلے خوشی کیا دو گے
✽ ہم چاہتے ہیں آپ سے عمر بھر کا پیار
✽ ہمارے اس سوال کا جواب کیا دو گے
✽ احمد علی - بہاول
✽ کسی کے چھڑ جانے سے مر کوئی نہیں جاتا اے دلی
✽ مگر زندگی کے انداز بدل جاتے ہیں
✽ مہاں محمد عرف دہلی - ہندی کب
✽ میں اس بے بسی کی دنیا میں کیسے جیوں اے دلی
✽ یہاں سکون تو ملتا ہے مگر سب کچھ لٹ جانے کے بعد
✽ ایم زیادے گول - جلاب گڑھ
✽ خود ہی اپنے سائے کے آگے کھڑا ہوں ہاتھ پیالے
✽ طلب دینا سے کیا کرتا ہوں میں سائے ہوں اللہ کا
✽ بابر سوامی - سیالکوٹ
✽ محبت زندگی کے فیصلوں سے لڑ نہیں سکتی
✽ کسی کو کھونا پڑتا ہے اور کسی کا ہونا پڑتا ہے
✽ ملک افضل ساگر - شی - ملہ آباد

یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے

خونفاک ڈائجسٹ

ہم سے پوچھنی ہے تو ستاروں کی بات پوچھو تاز
خوابوں کی بات تو وہ کرتے ہیں جنہیں نیند آتی ہے
✽ فطین ساجد - سہبا زاد شیر
✽ ہم نے دیکھا ہے زمانے کی ہر رت کو
✽ ضد و خود غرضی کے مارے ہر بت کو
✽ پروفیسر ڈاکٹر واجد گیلوی - کراچی
✽ سپنوں سے دل لگانے کی عادت نہیں رہی
✽ ہر وقت مسکرانے کی عادت نہیں رہی
✽ یہ سوچ کے کہ کوئی مٹانے نہیں آئے گا
✽ اب ہمیں روٹھ جانے کی عادت نہیں رہی
✽ محمد احسان انجم - نکلن پور
✽ میرے لفظ کی گہرائی میں نکس جمال اس کا تھا
✽ غزل میری تھی مگر دل میں مستوئی خیال اس کا تھا
✽ سردار محمد اقبال خان مستوئی - سردار گڑھ
✽ مانا کبھی نہیں ہوئے ہم تیری دوستی کے قابل
✽ اپنا نہ سہی انجان سمجھ کر حال پوچھ لیا کرد
✽ شمس الرحمن عرف اچھو - واہ کینٹ
✽ پیار کی غفلت کو رسوا نہ کیا ہم نے
✽ دھوکے تو بہت کھائے پر دھوکا نہ دیا ہم نے
✽ انعام علی - جٹ
✽ کوئی ایسا اہل دل ہو کہ فسانہ محبت
✽ میں اسے سنا کر روؤں وہ مجھے سنا کر روئے
✽ ارم صفائی - راولپنڈی
✽ رات گہری تھی ڈر بھی سکتے تھے
✽ ہم جو کہتے تھے کر بھی سکتے تھے
✽ تم جو بچھڑے تو یہ بھی نہ سوچا کہ
✽ ہم تو پاگل تھے مگر بھی سکتے تھے
✽ شعیب شیرازی - جوہر آباد
✽ زندگی اس کی جس کی موت پڑے زمانہ انہوں کرے غالب
یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے

یوں تو ہر شخص آتا ہے اس دنیا میں مرنے کے لئے
✽ محمد فاروق - رحیم یار خان
✽ کس قدر معصوم سا لہجہ تھا اس کا
✽ دھیرے سے جان کہہ کر بے جان کر دیا
✽ شاد نواز - گوجرہ
✽ اتنی محبت نہ کرو کہ بکھر جائیں ہم
✽ تھوڑا ڈانٹا بھی کرو کہ سدھر جائیں ہم
✽ اگر ہو جائے ہم سے خطا تو ہو جانا فنا
✽ مگر اتنا بھی نہیں کہ مر جائیں ہم
✽ لعل شاد رخ خان - کرک
✽ ٹھوکریں مار کر محفل سے ٹھاتے ہیں مجھے
✽ اور اک پاؤں سے دامن بھی دبا رکھا ہے
✽ عینفہ عندیب - علی پور پٹھہ
✽ اس کو تو کھو دیا ہے اب نبھانے کس کو کھونا ہے
✽ لکیروں میں جدائی کی علامت ابھی باقی ہے
✽ محمد وقاص احمد حیدری - سیگل آباد
✽ مت دے دعا کسی کو اپنی زندگی لگ جانے کی
✽ یہاں کچھ لوگ اور بھی ہیں جو تیری زندگی کی دعا کرتے ہیں
✽ اے ذی کول - کچرہ
✽ برسوں بعد اس شخص کو دیکھا اداس اور پریشان
✽ شاید اُسے مجھ سے چھڑنے کا غم آج بھی ہے
✽ سونیا قادور - ڈفیل
✽ چند لحوں کے لئے ساتھ بٹھانے والے
✽ تو نے مجھے منزل سے بہت دور چھوڑ دیا
✽ مجھ کو منزل سے چھڑنے کا نہیں ہے غم
✽ تیرے اندازِ وفا نے میرا دل توڑ دیا
✽ اے انجی - سیت پور
✽ میری آوارگی میں کچھ قصور اُس کا بھی ہے امین
✽ کہ اُس کی یاد آتی ہے تو گھر اچھا نہیں لگتا

یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے

۱۰۔ کچھ لو کسی کے پیار کی قدر کرنا تم کہیں کوئی مر نہ جائے تمہیں یاد کرتے کرتے

۱۱۔ محمد غیر مظہری۔ تنکیاں

۱۲۔ جب بھی مشکل آئے علم کو اٹھا کے رکھنا اپنے سہنوں میں حسین کی محبت کو بسا کر رکھنا

۱۳۔ محمد واصف۔ واہ کینٹ

۱۴۔ آنکھیں اداس، روح پریشان، دل بڑھال برپا ہوئی ہے ایک قیامت کہاں کہاں

۱۵۔ محمد اسحاق انجم۔ کلن پور

۱۶۔ مجھے بکھرنے نہ دینا میرے مقدر کی طرح یہ تیری زلف نہیں جو پل بھر میں سنور جائے

۱۷۔ قمر شراجاز گوندل۔ گوجرہ

۱۸۔ چلتے چلتے پیند آ گیا سانسے دیکھا تو مدینہ آ گیا

۱۹۔ محمد انان۔ رکن شئی

۲۰۔ بڑی گستاخیاں کرنے لگا ہے میرا دل مجھ سے یہ جب سے تیرا ہوا ہے میری سنتا ہی نہیں

۲۱۔ محمد قاسم احمد حیدری۔ سہیل آباد

۲۲۔ اک ہستی ہے جو جان ہے میری جو جان سے بھی بڑھ کر ماں ہے میری خدا حکم کرے تو سجدہ کر دوں اسے کیونکہ وہ کوئی اور نہیں ماں ہے میری

۲۳۔ سجاد حسن جھولے والا۔ ملتان

۲۴۔ ہونٹ چہرے پے یوں اس کے نظر آتے ہیں دودھ میں رنگی ہوں جیسے دو پتیاں گلاب کی

۲۵۔ اسد شہزاد۔ گوجرہ

۲۶۔ شعلوں میں گر گیا ہوں شاید دعوؤں سے پھر گیا ہوں شاید بھٹک رہا ہوں جا بجا آوارہ تیرے دل سے اتر چکا شاید

۲۷۔ راجو کیکڑا۔ لاہور

۲۸۔ تیرے آنے کی خوشبو میرے دل میں بس جاتی ہے

تیرے قدموں کی آہٹ میرے دل میں سما جاتی ہے تیرا چاند سا چہرہ آنکھوں میں بس جاتا ہے جیسے تیرا نام میرے نام کے ساتھ ج جاتا ہے

۱۔ محمد واصف۔ ویسی منزل

۲۔ عمر گزر گئی ہے میری یہ سوچتے سوچتے فراز کہ ہر تو کیا موبائل آن ہونے پر کون ہاتھ ملا تے ہیں

۳۔ انعام علی۔ جنڈ

۴۔ الزام محبت کے ڈر سے چھوڑ دیا شہر اپنا اسے دوست ورنہ یہ چھوٹی سی عمر پردیس کے قابل تو نہ تھی

۵۔ لعل شاہ رخ خان۔ کرک

۶۔ ٹوٹے ہوئے بیٹانے پر جام نہیں آتا عشق کے مریض کو آرام نہیں آتا اے دل توڑنے والے تو نے یہ تو سوچا ہوتا ٹوٹا ہوا دل کسی کے کام نہیں آتا

۷۔ عقیقہ مندیب۔ علی پور چٹھ

۸۔ موت سے نہ ڈراے بندے موت تو ایک دن آتی ہے ڈرنا ہے تو اس سے ڈر جس نے موت لانی ہے

۹۔ محمد انان۔ رکن شئی

۱۰۔ کاش میں ایک کبوتر ہوتا اڑتا نیلے آسمانوں میں

۱۱۔ پیار کی بازی لگاتا میں اور گرنا تیرے مکانوں میں

۱۲۔ راجو کیکڑا۔ لاہور

۱۳۔ غرور تو ہونا تھا ان کو ہماری محبت کی شدت دیکھ کر مگر وہ اپنی قدر کی سوچ میں ہماری قیمت ہی بھول گئے

۱۴۔ اسد شہزاد۔ گوجرہ

۱۵۔ رسوا کر دیا مجھے زمانے بھر میں تیری چاہت نے یہ حال کر دیا زمانے میں اب تو خوشی پاس نہیں آتی مگر غموں نے گھیر لیا مجھے زمانے بھر میں

۱۶۔ ویسی منزل

۱۷۔ میں اس کا ہوں یہ راز تو وہ جان گیا راجو وہ کس کا ہے یہ سوال مجھے سونے نہیں دیتا

۱۸۔ راجو کیکڑا۔ لاہور

غزل

غزل

سوچا تھا عمر بھر ساتھ چلیں گے کیا خبر تھی بدل جاؤ گے موسموں کی طرح کیا تھا ہمیں اس شخص سے کیا رشتہ تھا جو مجھ میں سما گیا۔ پر یوں طرح جس کو سینے میں صدیاں گزر گئیں سعید وہ شخص کبھر گیا۔ خوشبو کی طرح کس کو اتنا نہ چاہو کہ بعد بھلا نہ سکو یہاں مزاج بدلتے ہیں موسموں کی طرح ہم تو تنہا تھے اور تنہا ہی رہے سعید وہ بدلتا رہا۔ موسموں کی طرح

ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاولیپور

سر محفل منہ موڑ جانا تیرا ہم نے تب سے محفل میں جانا ہی چھوڑ دیا تو نے سمجھا نہ کبھی جواب کے قابل ہم نے محرابا قاصد رونے ہی چھوڑ دیا لبتا ہم سے ہے۔ تو نے گوارہ سمجھا ہم نے رو رو رو آتا ہی چھوڑ دیا تو نے غفلت سے جب اجائیں نظریں ہم نے نظریں اٹھانا ہی چھوڑ دیا تو نے سمجھا اشکوں کو سفید پانی ہم نے آنسو بہانا ہی چھوڑ دیا تو نے محفل کے قابل نہ سعید سمجھا ہم نے سارا زمانہ ہی چھوڑ دیا

ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاولیپور

غزل

نہیں ملتا دل کو سکون تیرے بغیر زندگی میں کچھ مزا نہیں تیرے بغیر اکیلے ہوتے ہیں تیری یادیں ہوتی ہیں کسی محفل میں دل نہیں لگتا تیرے بغیر تجھ سے دور ہوں مجبور ہوں میں اک پل کو سکون نہیں ملتا تیرے بغیر سوئی سی لگتی ہے ہر چیز تیرے بغیر دل کی ہستی ویران ہے تیرے بغیر درد دل اب کیسے اک ملتا ہے گیسرا ہوں ہے اس کا زخم تیرے بغیر

ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاولیپور

اب کے یوں دل کو سزا دی ہم نے اس کی ہر بات بھلا دی ہم نے ایک ایک بھول دی بہت سی بات آیا شاخ گل جب وہ جا دی ہم نے شہر اچھا برا کھ سے آباد ہوا آج پھر وہ بہت یاد آیا آج پھر اسی کو دعا دی ہم نے کوئی تو بات ہے اس میں سعید یہ خوش ہیں پر لٹا دی ہم نے

ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاولیپور

بھول جاتے ہیں کسی کو ایسا بھی نہیں

یاد کرتے ہیں کسی کو مگر اتنا بھی نہیں
نہ بھول آج شب بھر کس قدر ہے اداس
کہیں کہیں کوئی تارا ہے اور کچھ بھی نہیں
ایک مدت سے تیری یاد بھی آئی نہیں
اور ہم بھول گئے ہوں تجھے ایسا بھی نہیں
رواں رواں ہیں سینے تلاش میں جس کی
وہ اک شکستہ کنارہ ہے اور کچھ بھی نہیں
یو یو تو ہر شخص اکیلا ہے بھری دنیا میں
پھر بھی ہر دل کے مقدر میں تہائی نہیں
ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاؤنپور

غزل

یاد آیا وہ لمحہ جو ہمارا تھا
جو تم سنگ وہ دن گزارا تھا
تیری یاد نے مسکراتا سکھایا مجھے
تیری یاد میرے واسطے سارا تھا
تیرے غم میں جو آکھ سے نکلا تھا
تمہارے نام کا دھکا ستارہ تھا
جھوم ہی تو اُٹھی تھی میں کہ
روٹھ کر بھی تم نے مجھے پکارا تھا
خسوس بخش دیا کسی اور کو
اس دل نے تیری چاہ میں کیا گزارا تھا
ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاؤنپور

غزل

چلو ہم مان لیتے ہیں تمہیں فرصت نہیں ملتی
کبھی گھر کی صفائی سے کبھی اپنی پڑھائی سے
تمہیں سکول بھی جانا ہے وہاں سکھوں سے ملنا ہے
چلو ہم مان لیتے ہیں تمہیں فرصت نہیں ملتی
کبھی کھانا پکانے سے کبھی جھاڑو لگانے سے
کبھی زلفیں بنانے سے کبھی بازار جانے سے

چلو ہم مان لیتے ہیں تمہیں فرصت نہیں ملتی
کبھی بہنوں کی چنگل سے کبھی بھائی کے کاموں سے
کبھی امی کی خدمت سے کبھی بابا کی باتوں سے
چلو ہم مان لیتے ہیں یہ سب کچھ مان لیتے ہیں
مگر اب آرزو دل کی تمہیں سے بتاتے ہیں
کہ جب فرصت ملے تو اک لمحے کے لیے آجاتا
تمہیں ہم سے محبت ہے تمہیں ہم یاد آتے ہیں
تمہاری نیند میں اب بھی میرے خواب آتے ہیں
یقین جانو یہ اک لمحہ ہر اک دیوار ڈھا دے گا
تمہیں ہم سے ملا دے گا عین خوشیاں دکھا دے گا
ارسلان علی۔ رینالہ خورو لوکارہ

غزل

اس طرح سے مجھے ستایا نہ کرو
اس طرح سے میرے خوابوں میں آیا نہ کرو
تمہارا یوں آنا اور مجھے ستانا
میرے دل کی دھڑکنوں کو بے قرار کرنا
ایسے میری جان مجھے ترپایا نہ کرو ایس
میری یادوں میں آنا اور آنسو دے جانا
ایسے میرے دل کو ستایا نہ کرو
ایسے میرے خوابوں میں آیا نہ کرو
دھڑکتا ہے دل جب بھی تیرا نام لیتا ہے سویرا
ایسے میرے دل کو دھڑکایا نہ کرو
اس طرح میری جان مجھے ستایا نہ کرو
اس طرح میرے خوابوں میں آیا نہ کرو
سویرا شیخ شجاع آباد

غزل

مجھے کچھ کہتا ہے
وہ بھری باتیں
چند لمحوں کی ملاقاتیں

پھر بے قرار ہو کے
تمہارا مجھ سے کہنا
میری زندگی ادھوری ہے
تمہارے بغیر سویرا
مجھے کچھ کہتا ہے
تمہاری خوشی ہے میری خوشی
تمہارے غم ہے سارے میرے
بس اک بار کہہ دو تم
کہ تم میری ہو جاناں ایس
سویرا شیخ شجاع آباد

غزل

میرے دل پر میرا کوئی اختیار نہیں وہ نہیں اسے یوں ترپے
میں دتا ہوں آپں مجھے نہیں دتا ہوں بے قرار ہونے دیتا
یوں تجھے پکارنے دیتا ہوں اسے اضطراب نہ ہونے دیتا پر کیا
کروں یہ جب جب دھڑکتا ہے صرف تیرا نام لیتا ہے
خسوس میرا اس پر کوئی اختیار نہیں ہے
ایم ندیم اعوان۔ سنڈی بھانو الدین

غزل

تو بھی ہر روز مجھے یاد کرتی ہوگی
میری طرح دل بے قرار کرتی ہوگی
اکیلے میں بیٹھ کر یونہی اکثر
تصور میں مجھ سے بات کرتی ہوگی
جب بھی بھولے میرا نام تیرے ہونٹوں پر آتا ہوگا
رو کر دعا میں خدا سے مجھے مانگا کرتی ہوگی
آنسوؤں کی لڑی تیری آنکھوں کے سارے بہہ نکلتی ہوگی
جب جب تجھے میری یاد آتی ہوگی
نپ نپ سے آنسو گرتے ہوں گے
بوند گرتی ہوگی دل پہ دھڑکن بیک جاتی ہوگی
اھر ترپتے ہیں ہم اس وقت جب

جدائی کے غم سے تو رویا کرتی ہوگی
گزار دس زندگی ندیم تیری یادوں میں
دل کے کسی کونے سے پکار تو اُٹھتی ہوگی
اس کی یادوں میں صدیاں گزار دیتا بھی کم لگتا ہے
اب تو ہر افسانہ ہر کہانی غم لگتی ہوگی
شاید اب اک پل بھی نہ رہ سکیں تم سے جدا
اپنی سانسوں سے ہمارا رشتہ باندھ بیٹھی ہوگی
اگر قسمت نے ملا دیا تو ملے گئیں اک دن ندیم
بھی سوچ کر دل کو سہارا اپنے دینی ہوگی
ایم ندیم اعوان۔ سنڈی بھانو الدین

غزل

وہ جس دن سے میرا دلبر بنا ہے
اسی دن سے یہ دل شاعر بنا ہے
تیرے ہونٹوں پہ یہ ہلکا سا قہقہہ
محبت کا میری محور بنا ہے
بدلتا ہے میرے آگن کا موسم
کسی دیوار میں جب آگن بنا ہے
دل تھا جو کبھی پیار کا دیکر
تکسی کے پاؤں کی ٹھوکر بنا ہے
کبھی احساس ہوتا تھا میرا دل
وہی سینے میں اب ٹھوکر بنا ہے
وہ بہت خوش ہیں پڑھ کر غزلیں
میرا ہر شعر جادو گر بنا ہے
ناصر پرنیس۔ راجہ پور

غزل

پوم لوں ہونٹ تیرے دل کی یہی خواہش ہے
بات ہی میری نہیں پیار کی فرمائش ہے
سندر ہاتھ سنہری زلفیں کوئی تو ان کو چھوتا ہوگا
پھول سے لب کچھ کہتے ہوں گے قسمت والا سنتا ہوگا

غزل

رخصت ہوا تو آنکھ ملا کر نہیں گیا
وہ کیوں گیا ہے بتا کر نہیں گیا
یوں لگ رہا ہے جیسے ابھی لوٹ آئے گا
جاتے ہوئے چراغ بجھا کر نہیں گیا
وہ یوں گیا کے یاد صبا یاد آگئی
احساس تک بھی ہم کو دلا کر نہیں گیا
بس ایک کلیں کھینچ گیا درمیان میں
دیوار راستے میں بنا کر نہیں گیا
شاید وہ تل ہی جائے مگر جنتو ہے شرط
وہ اپنے نقش پا تو مٹا کر نہیں گیا
برباد ہم کو چھوڑ گیا اضطراب میں
لوٹے گا کب کبھی وہ بتا کر نہیں گیا
چپ چاپ اس نے ہم کو گرایا نگاہ سے
وہ آسمان تو سر پر اٹھا کر نہیں گیا
بے رنگ سی ہمیں نظر آتی ہے کائنات
اب کے وہ کوئی رنگ دکھا کر نہیں گیا
گھر میں آج بھی وہی خوشبو بسی ہوئی
لگتا ہے یوں کے جیسے کہ وہ آ کر نہیں گیا
تب تک تو بھول جیسی ہی تازہ تھی اس کی یاد
جب تک وہ پتیوں کو چدا کر نہیں گیا
رہنے دیا نہ اس نے کسی کام کا مجھے
اور خاک میں بھی مجھ کو ملا کر نہیں گیا
عمران یہ گلہ ہی رہا اس کی ذات سے
جاتے ہوئے وہ کوئی گلہ کر نہیں گیا
عمران اللہ ساحل۔ میانوالی

شب وصل ہے گل کر دو ان چراغوں کو
نوعی کی بزم میں کام کیا جلتے والوں کا
(محررین طاہر بنگہ نیشنل)

کونسی منزل ہے یہ کون سا مقام ہے
آنکھوں میں کوئی چہرہ ہونٹوں پہ کوئی نام ہے
ہزاروں منزلیں ہوں گی ہزاروں کارواں ہوں گے
لگا ہیں ہم کو دھوڑیں گی نجانے ہم کہاں ہوں گے
اے ستارہ بے بسوں پر مسکرانا چھوڑ دو
جس کی دنیا لٹ چکی ہو اسے ستانا چھوڑ دو
محبت ترک کی میں نے گریباں سی لیا میں نے
زمانے اب تو خوش رہو زہر پی لیا میں نے
حسین وعدہ تو کرتے ہیں بھٹانا بھول جاتے ہیں
لگا کر آگ سینے میں بجھانا بھول جاتے ہیں
یہ دنیا غم تو دیتی ہے شریک غم نہیں ہوتی
کسی کے دور رہنے سے محبت کم نہیں ہوتی
دل چیز کیا ہے جاناں یہ جاں بھی تمہاری ہے
تیری بانہوں میں دل نکلے حسرت یہ ہماری ہے
سمجھ کر چاند جس کو آسمان نے دل میں رکھا ہے
میرے محبوب کی ٹوٹی ہوئی پوڑی کا ٹکڑا ہے
عمیر ممتاز مینو احمد پور۔ جھنگ

غزل

پتھر سے دل لگا کر اچھا نہیں کیا ہے
یوں خود کو آزما کر اچھا نہیں کیا ہے
ممکن تھا یہ کبھی تو وہ مہربان ہوتا
جذبات کو مٹا کر اچھا نہیں کیا ہے
برگز یقین نہیں تھا اس کو میری وفا پہ
محفل میں اس کی آ کر اچھا نہیں کیا ہے
یقین وفا ملے گی بازار میں کہاں سے
ہم نے اسے لٹا کر اچھا نہیں کیا ہے
آئے گا آج کون اس اجڑے ہوئے گھر میں
شع وفا جلا کر اچھا نہیں کیا ہے
وہ ہے وفا رہا ہے بے وفا رہے گا
ایس کو اپنا بنا کر اچھا نہیں کیا ہے

جس جلتی شمع کے اٹختے شعلے
تم اپنے دامن کو خود بیچنا
یہ دل ہے میرا بحر کی صورت
ہے کتنا گہرا یہ کس نے جانا
ہے کیاس ناصر یہ شوق تیرا
بے درد لوگوں سے دل لگانا
ناصر اعوان۔ طارق آباد۔ مظفر آباد

غزل

یہ دنیا ہی محفل میرے کام کی نہیں
کس کو سناؤں حال دل بے قرار کا
بجھتا ہوا چراغ ہوں اپنے مزار کا
اے کاش بھول جاؤں اے کو مگر بھولنا نہیں
اپنا پتہ ملے نہ ملے خیر یار کی ملے
دشمن کو بھی نہ ایسی سزا پیار کی ملے
ان کو خدا ملے خدا کی جتنیں تلاش ہے
مجھ کو بس ایک جھلک میرے یار اے کی ملے
نصر اللہ خان مگسی۔ بوچلستان

غزل

فتا کے بعد مجھ کو ستا رہا ہے کوئی
نقش میری قبر کا مٹا رہا ہے کوئی
میرے خدا مجھے تھوڑی سی زندگی دے
اداس میرے جنازے سے جا رہا ہے کوئی
خدا کی سوتی ہے آنسو بہا رہا ہے کوئی
فرشتوں عرش سے گلاب کے پھول برساؤ
میری قبر کو دلہن بنا رہا ہے کوئی
میرے خدا مجھے تھوڑی سی زندگی دے
نصر اللہ خان مگسی۔ بوچلستان

غزل

خونک ڈائجسٹ

میرے ہم نفس میرے ہمنوا مجھے بھول جا مجھے بھول جا
یہ دکھوں کی لمبی مسافتیں کبھی نفرتیں کبھی چاہتیں
یہ ذرا ذرا سی زنجش شکایتیں کہیں کر نہ دے پھر ہمیں جدا
میرے ہم نفس میرے ہمنوا مجھے بھول جا مجھے بھول جا
میں غریب مفلس بے اماں میرے ساتھ تو جائے گی کہاں
میری بات پگنی تو مان لے ذرا سوچ لے ذرا جان لے
تجھے دے سکوں گا میں کیا بھلا تجھے بھول جا
میرے ہم نفس میرے ہمنوا مجھے بھول جا مجھے بھول جا
تو ہے خوب صورت دل نشیں تجھے مل ہی جائے گا ہم نشیں
تو تلاش کر نیا ہمسفر تجھے پھرنے دے یونہی در بدر
میرے پاس دکھوں کے سوا کیا میرے ہم نفس میرے ہمنوا
میرے ہم نفس میرے ہمنوا مجھے بھول جا مجھے بھول جا
رانو بابیر علی ساغر۔ مبارک پور

غزل

پتھر سے وفا بت سے صدا مانگ رہا ہوں
کیوں آج میں صحرا سے گھٹا مانگ رہا ہوں
مدت سے کوئی دل کو دکھانے نہیں آیا
آجاؤ کوئی رزم نیا مانگ رہا ہوں
ہے دور بہت دور میرے دوس رسا سے
جو گھر میں جلتے ایسا دیا مانگ رہا ہوں
جو جرم محبت میں تجھے میری بنا دے
ایسی ہی کوئی پیاری سزا مانگ رہا ہوں
معلوم ہے کہ تم غیر کی ہوجاؤ گی صنم
پھر بھی تمہیں پانے کی دعا مانگ رہا ہوں
رانو بابیر علی ساغر۔ مبارک پور

غزل

سنگ مر مر سے تراشا ہوا یہ دلکش بیکر
میرا بھگوان ہے یہ کس نے کہا ہے تم سے
صرف اس واسطے اس بت سے عقیدت ہے مجھے

ہیں جلتی شمع کے اٹھتے شعلے
تم اپنے دامن کو خود بچانا
یہ دل ہے میرا بحر کی صورت
ہے کتنا گہرا یہ کس نے جانا
ہے کیاس ناصر یہ شوق تیرا
بے درد لوگوں سے دل لگانا
ناصر اعوان۔ طارق آباد۔ مظفر آباد

غزل

یہ دنیا ہی محفل میرے کام کی نہیں
کس کو سناؤں حال دل بے قرار کا
بجھتا ہوا چراغ ہوں اپنے مزار کا
اے کاش بھول جاؤں اے کو مگر بھول نہیں
اپنا پتہ نہ ملے خیر یار کی ملے
دشمن کو بھی نہ ایسی سزا پیار کی ملے
ان کو خدا ملے خدا کی جنہیں تلاش ہے
مجھ کو بس ایک جھلک میرے یار اے کی ملے
نصر اللہ خان مگسی۔ بوجستان

غزل

فتا کے بعد مجھ کو ستا رہا ہے کوئی
نقشہ میری قبر کا مٹا رہا ہے کوئی
میرے خدا مجھے تھوڑی سی زندگی دے
اداس میرے جنازے سے جا رہا ہے کوئی
خدا ہی سوتی ہے آنسو بہا رہا ہے کوئی
فرشتوں عرش سے گلاب کے پھول برساؤ
میری قبر کو دلہن بنا رہا ہے کوئی
میرے خدا مجھے تھوڑی سی زندگی دے
نصر اللہ خان مگسی۔ بوجستان

غزل

میرے ہم نفس میرے ہموا مجھے بھول جائے بھول جا
یہ دکھوں کی لمبی مسافتیں کبھی نفرتیں کبھی چاہتیں
یہ ذرا ذرا سی رنجشیں شکایتیں کہیں کہیں نہ دے پھر نہیں جدا
میرے ہم نفس میرے ہموا مجھے بھول جائے بھول جا
میں غریب مفلس بے لداں میرے ساتھ تو جائے گی کہاں
میری بات بگنی تو مان لے ذرا سوچ لے ذرا جان لے
تجھے دے سکوں گا میں کیا بھلا مجھے بھول جا
میرے ہم نفس میرے ہموا مجھے بھول جائے بھول جا
تو بے غرب صورت دل نہیں تجھے مل ہی جائے گا ہم نہیں
تو تلاش کر نیا ہمسفر تجھے پھرنے دے یونہی در بدر
میرے پاس دکھوں کے سوا کیا میرے ہم نفس میرے ہموا
میرے ہم نفس میرے ہموا مجھے بھول جائے بھول جا
رائو بابر علی ساغر۔ مبارک پور

غزل

پتھر سے دفا بت سے صدا مانگ رہا ہوں
کیوں آج میں صحرا سے گنٹا مانگ رہا ہوں
مدت سے کوئی دل کو دکھانے نہیں آیا
آجاؤ کوئی زخم نیا مانگ رہا ہوں
ہے دور بہت دور میرے دوس رسا سے
جو گھر میں بٹے ایسا دیا مانگ رہا ہوں
جو جرم محبت میں تجھے میری بنا دے
ایسی ہی کوئی پیاری سزا مانگ رہا ہوں
معلوم ہے کہ تم غیر کی ہو جاؤ گی صنم
پھر بھی تمہیں پانے کی دعا مانگ رہا ہوں
رائو بابر علی ساغر۔ مبارک پور

غزل

سنگ مر مر سے تراشا ہوا یہ دلکش بیکر
میرا بھگون ہے یہ کس نے کہا ہے تم سے
صرف اس واسطے اس بت سے عقیدت ہے مجھے

کہ تراشے جانے میں بڑا درد سہا ہے اس نے
رائو بابر علی ساغر۔ مبارک پور

غزل

کہاں آنسوؤں کی یہ سوغات ہوگی
نئے لوگ ہوں گے نئی بات ہوگی
میں ہر حال میں مسکراتا رہوں گا
تمہاری محبت اگر ساتھ ہوگی
اداس ہو تم بھی اداس ہوں میں بھی
کہیں نہ کہیں تو کوئی بات ہوگی
مسافر ہو تم بھی مسافر میں بھی
کس موڑ پر پھر ملاقات ہوگی
کسی موڑ پر بے وفائی نہ کرنا صنم
ورنہ زندگی ہماری درد سے ڈوبی ہوگی
ناصر پرندیس۔ راجہ پور

غزل

روپے انجلی سے غم اور درد انجان لگتے ہیں
ہم اپنے گھر رہتے ہیں مگر مہمان لگتے ہیں
نہ منظر میں تبدیلی نہ منظر بدلتے ہیں
قصہ ایک ہی ہے مگر کئی عنوان لگتے ہیں
سماعت سے پہلے ہی اگر سزا تجویز کی جائے
دلائل بے گناہی کے پھر بے جان لگتے ہیں
ناصر پرندیس۔ راجہ پور

غزل

دل کی جو بات بھی زبان پر لا نہ سکے
ہاتھ اس کا بھی ساتھ تھا ہاتھ ہم ملا نہ سکے
اس کاتب تقدیر نے کچھ ایسا لکھ دیا
تجھے بھی موجود تھے آشتیاں بنا نہ سکے
زندگی نے درد ایسے دیے ہم کو

سر ایسا جھٹکایا کہ سر اٹھا نہ سکے
حقیقت میں وہ خار تھے جن کو پھول مانا
وہ مجھے چھوڑ گئے دوستی نبھانہ سکے
بارغ میری امید کے تو تجھے بے شمار ناصر
جب بیمار آئی تو وہ بھی مسکرا نہ سکے
ناصر پرندیس۔ راجہ پور

غزل

لاکپن ہے میرا جوانی نہیں ہے
میں شاعر ہوں کیا تیری مہربانی نہیں ہے
حال۔ دل پوچھا آج اس نے میرا
اسے کسی بات کی بد گمانی نہیں ہے
پاپاس ہیں آنکھیں تیری دید کو
عشق صحرا ہے اس میں پانی نہیں ہے
کبے سرایت ہوگی فصل الفت کی
دریا عشق میں وہ پہلی سی روانی نہیں ہے
لے گیا اپنے ساتھ رونق شہر
کہتے ہیں ہر سو پھر بھی دیرانی نہیں ہے
لفظوں کو زباں تو مل سکتی نہیں
تو پیار ہے میرا یہ کہانی نہیں ہے
اکثر چونک گیا اہل دنیا کی باتیں یہ
دل کہتا ہے عشق نادانی نہیں ہے
پاگل جو بن گئے جس کے لیے ہم
وہ میری کبھی بھی دیوانی نہیں ہے
نہ توڑنا تا الفت کا آکاش
سنگ دل ہرجائی نے بات مانی نہیں ہے
محمد اظہر سعید آکاش۔ فیصل آباد

غزل

اس شہر کے دیران دل سے ہم نکلے
بنائے جو گھر شیشے کے وہ مٹی نکلے

قطرہ قطرہ جوا ہم نے پانی کے لیے
جمع کیے جو قطرے وہ سوکھے ہی نکلے
اس لگائی ہم نے کیا کیا اس زمانے سے
جن کو مانا اپنا وہ بے گانے ہی نکلے
کرتے تھے دعا جس ہوا کے چلنے کی
مانگی ہوا تھی پر وہ طوفان نکلے
جو بیت گیا اس کو کیا روگ لگانا پردیسی
بوئے محبت کے سچ پر نصرت کے انبار نکلے
ناصر پردیسی۔ راجہ پور

غزل

وہ جب بھی ملتا ہے خواب لگتا ہے
دل سارا میرا سراب سا لگتا ہے
جس کسی سے کوئی سوال کرتا ہوں
وہ ہی مجھے لاجواب لگتا ہے
ہر نئے سال تیری سوچ نئی تھی
تو بھی مجھ کو بہت بے قرار لگتا ہے
تیری خوشبو جس کے ساتھ نہ آئے
وہ جھونکا مجھے عذاب لگتا ہے
ایمن ناصر پردیسی۔ راجہ پور

غزل

وہ مسکراہٹ جس کا میں دیوانہ تھا
وہ ایک خواب تھا جھروکا تھا
میں نے تجھے ہر لمحہ چاہا
پھر تو کیوں کسی اور کی بنی
جب تم کسی جگہ ملنے آتی تھی
کیوں وعدے کیے تھے
مگر میں نے محبت کو بلند کر دیا
تجھ میں خود کو قید کر دیا
تیرے سوا کسی کو نہ چاہوں گا
کیا ہو گیا ہے زمانے کے موسموں کو ہلال

تیری مسکراہٹ ہی میرے
پیار کی سچائی ہے
جیسے ویرانے میں بہار آئی ہے
ناصر پردیسی۔ راجہ پور

غزل

یوں میرے خط کا جواب آیا
لفافے میں بند اک گلاب آیا
نشاء میں خوشبو بکھر رہی ہے
لگتا ہے ان کا آداب آیا
دہک نے جائے یہ دل ہمارا
یہ ان پر کیا شباب آیا
محبت جن سے کی تھی ہلال نے
آنکھیں میں اتر آئی تصویر کی
بڑی دیر کے بعد انہیں ہماری محبت کا یقین آیا
ہلال احمد۔ شیکہ انک

غزل

تیری نظروں میں پیار دیکھا ہے
ہم نے آج اپنا وقار دیکھا ہے
ہوش آتا نہیں تجھ کو پل بھر بھی
کیا غضب کا سنگھار دیکھا ہے
موت ساحل سے کھیلنے والوں
کبھی دریا کے پار دیکھا ہے
رنج ہو گئے سب کانور
آج سرطور ہم نے یار دیکھا ہے
جن کو شوق رنو گری تھا بہت
ان کا دامن بھی تار دیکھا ہے
اب تو بھاتا نہیں کوئی بھی چہرہ
ہم نے جب سے اپنا یار دیکھا ہے
کیا ہو گیا ہے زمانے کے موسموں کو ہلال

سب کا چہرہ سوگوار دیکھا ہے
ہلال احمد۔ شیکہ انک

غزل

نام جب بھی آئے گا تیرے نام کے ساتھ
یاد میری آپ کو آئے گی ہر کام کے ساتھ
میں تو بے چین جدائی میں رہوں گا لیکن
آپ بھی کہیں سو نہ سکیں گے آرام کے ساتھ
آج لگتا تھا تیرا قاصد پریشان
شاید نام کسی اور کا لکھا تھا میرے نام کے ساتھ
مے کشی سے انہیں میں مجھے لیکن
یاد کرتا ہوں تیری آنکھوں کو ہر جام کیساتھ
ہلال احمد۔ شیکہ انک

غزل

دہشت کیا خوب وفاؤں کا صلہ دیتے ہیں
ہر نئے موڑ پہ زخم اک نیا دیتے ہیں
تجھ سے تو میری گھڑی بھر کی ملاقات رہی
لوگ تو صدیوں کی رفاقت کو بھلا دیتے ہیں
کیسے ممکن ہے دھواں بھی نہ ہو اور دل بھی نہ جلے
چوٹ پڑتی ہے تو پتھر بھی صدا دیتے ہیں
اب کیوں وہ ہم سے ناراض اپنے لگے ہیں
ہم تو وہ جوان کے قدموں میں دل کو بچھا دیتے ہیں
ہلال احمد۔ شیکہ انک

غزل

کسی کی آنکھ سے سپنے چا کر کچھ نہیں ملتا
ہر اک کو داستان سنا کر کچھ نہیں ملتا
نجانے کون سے جذبوں کی تسکین کرتا ہوں
بظاہر تو تمہارے خط جلا کر کچھ نہیں ملتا
یہ اچھا ہے کہ آپس کے مجرم نہ ٹوٹنے پائیں

ہزاروں خواب آنکھوں میں سجا کر کچھ نہیں ملتا
مجھے اکثر ستاروں سے بھی آواز آتی ہے
کس کی ہجر میں غنڈیں گنوا کر کچھ نہیں ملتا
میں راز کی ساری باتیں تم سے ہی کرتا تھا
ہلال جلے بے فضول لوگوں سے بھا کر کچھ نہیں ملتا
ہلال احمد۔ شیکہ انک

غزل

اتنے خاموش بھی رہا نہ کرو
غم جدائی میں یوں کہا نہ کرو
خواب ہوتے ہیں دیکھنے کے لیے
ان میں جا کر مگر رہا نہ کرو
کچھ نہ ہوگا گلہ کرنے سے
ظالموں سے مگر گلہ نہ کیا کرو
ان سے نکلیں دکائیں شاید
حرف لکھ کر ملنا دیا نہ کرو
اپنے رتبہ کا بھی کچھ خیال کرو
ذیشان عتیق یار سب کو بتایا نہ کرو
ہلال عتیق ذیشان۔ شیکہ انک

غزل

افسوس نہ کر تیری زندگی ہی چھوڑ دیں گے
گر یہ بھی منظور نہیں تو تیری دنیا ہی چھوڑ دیں گے
تجھے روتے ہوئے اچھا لگتے ہیں ہم تو
کہنے یہ تیرے ہنسنا بھی چھوڑ دیں گے
ساتھ چلنا مگر ہمارا گوارہ نہیں میں تو
حکم ملنے پہ تیرے وہ راستہ ہی چھوڑ دیں گے
نہیں ہیں ہم بے وفا لوگوں میں سے
کیا جانے کے بعد تجھے یاد کرنا ہی چھوڑ دیں
کیا ہے ہلال کے پاس کہ چھوڑ دے تجھے
یہ نہ سمجھ کہ تجھ سے محبت ہی چھوڑ دیں گے

غزل

ناکام جذبوں کے سسکیوں نے کہا کچھ بھی نہیں
ہم نے بھی تیرے نام کے سوا سنا کچھ بھی نہیں
اے دور کے مسافر لے جا مری صبح کے اچالے
پھر نہ کہنا دل جلوں نے تجھ کو دیا کچھ بھی نہیں
میری انگلیں میرے جذبے پیلام ہو کے رہ گئے
تیرے اس گاؤں میرے پاس بچا کچھ بھی نہیں
کوئی بتائے کہ پھر یہ دوریاں یہ فاصلے کیسے
میں بھی کہوں وہ بھی کہے میری خطا کچھ نہیں
پھر یہ دھواں سا کہاں سے اٹھ رہا ہے دوستو
تم تو قسم کھا کے یہ کہتے ہو چلا کچھ نہیں
تیری یادوں کے گلاب تیرے تصور کی چاندنی
میں نے کب کہا زندگی نے مجھے دیا کچھ نہیں
میں کیسے نہ کھاؤں قسم اپنی باغییری کی
اک تیرے نام کے بعد اس دل پہ لکھا کچھ نہیں
ہماری شکستوں نے آج ہمیں جمولے جلا دیے
تہماری قسم سے دوستو ہم نے پیا کچھ نہیں
کب کے جلا دیے تیرے خط تیری تصویریں ہم نے
بال تیری یادوں کے سوا ہم نے رکھا کچھ نہیں
بلال احمد شبنم انک

غزل

اے اپنی فردا کی فکر بھی جو میرا وقف حال تھا
وہ جو اس کی صبح عروں تھی وہی میرا ذات وقت زوال تھا
میرا درد کیسے وہ جانتا میری بات کیسے وہ مانتا
وہ تو خود فنا کے سحر میں تھا اسے روکنا بھی حال تھا
کہاں جاؤ گے مجھے چھوڑ کر میں یہ پوچھ کر تھک گیا
وہ جواب مجھ کو نے دے سکا وہ خود سراپا سوال تھا
وہ جو اس کے سامنے آ گیا وہی روشنی سے نہا گیا

عجیب اس کی ہیت تھی عجیب اس کا رنگ جلال تھا
دم واپسی اسے کیا ہوا نہ وہ روشنی نہ وہ تازگی
وہ ستارہ کیسے بکھر گیا جو خود اپنی مثال تھا
وہ ملا تو صدیوں کے بعد بھی اس کے لب پہ کوئی گلا نہ تھا
اسے میری چپ نے رلا دیا جسے گفتگو میں کمال تھا
میرے ساتھ لگ کر وہ رویا مجھے اتنا دکھ سکا شبنم
جسے جانتا تھا میں زندگی وہ صرف وہم خیال تھا
شبنم گل شبنم انک

غزل

نہ آنکھیں ہی بریں نہ تم ہی لے
بہاروں میں اب کئی نئے گل کھلے
نجانے کہاں لے گئے قافلے
مسافر بڑی دور جا کر لے
وہی وقت کی قید ہے درمیاں
وہی منزلیں اور وہی فاصلے
جہاں کوئی بہتی نظر آگئی
وہیں رگ گئے اجنبی قافلے
تمہیں دل گرفتہ کہا دوستوں
ہمیں بھی زمانے سے ہیں کچھ گلے
چمن میں بھی کریں یاد اہل چمن
ابھی اور کتنی ہے مینار غم
کہاں تک لے گئے وفا کے صلے
عاصر شہزادہ انک

غزل

دل دیا تھا اعتبار کی حد تھی
اور جان دے دی یہ پیار کی حد تھی
مر گئے ہم کھلی رہیں آنکھیں
اور یہ میرے انتظار کی حد تھی

غضب کیا تیرے وعدے پہ اعتبار کیا
اور تمام رات قیامت کا انتظار کیا
بچھڑ کے مجھ سے زندہ رہا تو کیسے رہا
وہ میرے بارے میں اتنا تو سوچتا ہوگا
وہ دن بڑے عجیب تھے جب میرے قریب تھے
اب ہوگئی جدائی یہ دن شہزادہ کے نصیب میں تھے
بیوفائی کی چپٹی ہوئی ریت پر
چھوڑ کے چلا گیا ہے وہ مجھ کو ظالم انہی
اکرام شہزادہ انک

غزل

کون ہے جو پنوں میں آیا
آتی تھی پنوں میں اک صورت
خیالوں سے بھی زیادہ خوب صورت
لپٹی ہوئی آنچل میں گم ہو جاتی تھی پل میں
دیکھتے ہی اسے
دل کی جڑ کن ختم کی
مجھے لگا

میرے سار مانوں کی منزل مل گئی
شرح بن کر اس نے
اندھیرے کو
روشن کیا
تئیلوں کی طرح

میرے جیون کو رنگوں سے بھر دیا
رب نے جسے میرے لیے بنایا ہے
وقت نے جسے مجھ سے ملایا ہے
دل میں ہی وہ تصویر ہو تم

میرے خوابوں کی تعمیر ہو تم
ایم ندیم اعوان۔ سنڈی بھانو الدین

غزل

جب بھی تھا ہوتا ہوں
صرف تمہیں کو سوچتا ہوں
تیری یادیں
ہر پل دل تڑپاتی ہیں

ساری رات جگاتی ہیں

تیری مٹھی باتیں میرے کانوں میں رس گھولتی ہیں

ایسے میں یہ سوچتا ہوں

اس طرح کیا تم کو بھی میری یادیں تڑپاتی ہیں

تن میں آگ لگاتی ہیں

ساری رات جگاتی ہیں

ایس احسان علی قریشی۔ کجرات

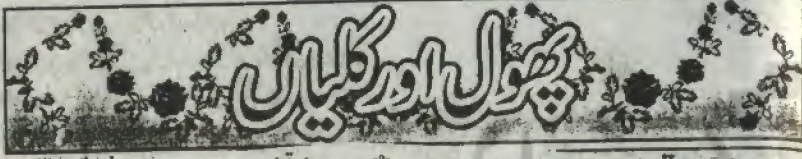
غزل

پھول تو بہت سے
مگر پھولوں میں تم کہاں ہو
نہ بہاروں میں نہ
نظاروں نہ شہروں نہ
گاؤں میں آئیڈیل تم کہاں ہو

ناصر پرنسیسی۔ راجہ پور

غزل

وہ چھپا تھا دل میں



* اردو ہماری قومی زبان ہے۔

اقوال زریں

* دانا سوچ کر بات کرتا ہے اور بے وقوف بات کر کے سوچتا ہے۔

* اللہ کی بنائی ہوئی چیز غلط نہیں ہوتی، ہاں اس کا کردار غلط ہو سکتا ہے۔

* تخلیق کائنات کے کل رنگ خالق عرض دکالے ہیں۔

* دوستی بے خلوص ہو تو خوشبو کی مانند ہوتی ہے۔

* اچھا دوست ایک اصول تھکا ہوتا ہے۔

* مال و اولاد اک آزمائش کے سوا کچھ بھی نہیں۔

* محبت کرو تو اس طرح سے کہ تم ایک مثال بن جاؤ۔

* عمران انجم راہی - ستہ پانی

لیطفہ

ایک عورت کے سر میں درد ہو رہا تھا، اس کے پاس

ایک اور عورت آئی، اس نے اس کو بولا کیا بات ہے، کیوں

پریشان ہو؟ اس نے جواب دیا سر گورد درد ہو رہا ہے۔

دوسری عورت: پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں میرے سر میں

بھی درد تھا اور میرے شوہر نے میرا سراپتی گود میں رکھ کر

میرے سر کی مالش کی اور میرا سر درد ختم ہو گیا تھا۔

پہلی عورت: باجی! آپ کے شوہر صاحب کب گھر پر ہوں

گے؟

دوسری عورت: رات کو۔

پہلی عورت: باجی! میں ضرور رات کو آؤں گی۔

(آفتاب احمد عباسی - سعودی عرب)

معلومات

* ہمارے ملک کے چار صوبے ہیں۔

* جنت کا ٹکڑا سوات شہر کو کہتے ہیں۔

* سب سے زیادہ بے حیائی انڈیا کے ملک میں ہے۔

* قرآن پاک میں 114 سورتیں ہیں۔

* قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورت کوثر ہے۔

ہم سے پوچھو کیسا ہے

تیرا فس کر باتیں کرنا

اچلے پھول کے جیسا ہے

میرا تم کو تکتے رہنا

چاند کو تکتے جیسا ہے

دیرانی ہے دل میں اپنے

شہر تو اب بھی دیرا ہے

دیکھے ہیں کی بشتے چہرے

پردل میں تو بستا ہے

بادل تیرے پیار کا ہوم

آج تو کھل کر برس رہا ہے

دیکھ کر اچلے چہروں کی رنگت

چاند بھی اس کو ترسا ہے

جھگڑ کو تیری تلاش آئینہ دل

مگر تو ہے کہاں ہے

ناصر پر دیسی۔ راجہ پور

دل سے جو اقرار ہوا تھا

سونا سونا پیار ہوا تھا

دل پہ کیا گزری جان من

محبت کا اظہار ہوا تھا

ہم تھے مسافر پیار کے راہی

دور تیرے بن جینا دشوار ہوا تھا

چہرہ تیرا پھول کے جیسا

ہونٹوں سے بھی لال ہوا تھا

تیری آنکھ کا کاجل ایسا

جیسے کوئی تیرے دل کے پار ہوا تھا

ہم عاشق تھے تیری زلفوں کے

جب ہم کو تم سے پیار ہوا تھا

ناصر اعوان۔ طارق آباد۔ مظفر آباد

سچا تھا آنکھوں میں

سوچا تھا خیالوں میں

لٹا تھا خوابوں میں

چھائی ہو دل میں

سائی ہو دھڑکن میں

پران سب کے باوجود

کچھ بھی نہ تھا

کوئی بندھن نہیں ہے

ناصر پر دیسی۔ راجہ پور

غزل

آج میں نے دیکھا

ایک سہانہ سا خواب

اور خدا کا عذاب

جنت کا ستر تیں

جہنم کی خونریزاں

بے اختیار میرے

لبوں پر کی نکلا

وہی خدا ہے

وہی خدا ہے

ناصر پر دیسی۔ راجہ پور

غزل

تم بن جینا ایسا ہے

زہر کا پینا جیسا ہے

تم سے بچھڑ کر زندہ رہنا

پرویز اقبال - دریا خان شہر

گلدستہ

□ اللہ کا ذکر ہی بہترین چیز ہے۔

□ مشکل کشا صرف اللہ کی ذات ہے۔

□ ہر کام میں ایمان داری کو اپناؤ۔

□ ہر کام میں اسم اللہ سے شروع کرو۔

□ کسی کو کسی کوئی تکلیف نہ دو۔

□ اے اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرما۔

□ زندگی میں مصیبت اور دکھ آتے رہتے ہیں۔

□ سب سے زیادہ دعا مانگنی چاہئے۔

پرویز اقبال - دریا خان

دکھ کیا ہے؟

● دکھ وہ گل ہے جو صحرائوں میں کھلتے ہیں۔

● دکھ وہ آنسو ہیں جو آنکھوں میں رہتے ہیں۔

● دکھ وہ امرت ہے جو دیرانوں میں پلتے ہیں۔

● دکھ وہ موتی ہیں جو ہر اک آہ سے بھڑکتے ہیں۔

● دکھ وہ ساتھی ہے جو ہر بل ساتھ رہتے ہیں۔

● دکھ وہ موسم ہیں جو بدل بدل کرتے ہیں۔

● دکھ وہ نغمے ہیں جو ہر بل ہونٹوں پر بچے رہتے ہیں۔

● دکھوں کا ہم جیسے بعض لوگوں سے ایسا تعلق ہے جیسے ماں

کی مانتا کا ایک بیٹے سے ہوتا ہے۔

سپاہی میرا تہم - رسول پور

انمول موتی

* آزادی کی بھوک اسیری کی امیری سے بہتر ہے۔

* کارخانہ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔

* ہزار دوست کی دوستی کو ایک شخص کی عداوت کے بدلے نہ

خریدو۔

* اگر تو گناہ پر آمادہ ہے تو کوئی ایسا مقام تلاش کر جہاں خدا

نہ ہو۔

- * اللہ کا ذکر دل سے مکر و غم دور کرتا ہے۔
- * بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم نہیں جانتے ہو۔
- * غلاموں کو معاف کرنا مظلوموں پر ظلم کرنا ہے۔
- * نیکی ایک ایسی شے ہے جو دوست اور دشمن دونوں کے مگر اجالا کرتی ہے۔
- * محبت ایک ایسا نشہ ہے جو دان اور نادان کو ایک ہی سمجھ کر کرتا ہے۔

* ہر ناکامی آپ کے لئے کامیابی کی راہ تلاش کرتی ہے۔
محمد فہیم خان۔ سونہ لونی ضلع باغ

جنت میں لے جانے والے اعمال

- * جب بات کرو تو جھوٹ نہ بولو۔
- * جب وعدہ کرو تو اس کے خلاف نہ کرو۔
- * جب کوئی امانت رکھے تو خیانت نہ کرو۔
- * اپنی نگاہوں کو ہمیشہ نیچا رکھو۔
- * اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ کو حرام سے بچائے رکھو۔
- * تو اپنے رب کی جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

عبدالرشید آؤڈ۔ عبدالکلیم

محبت کی عبادت

جب بھی وہ شخص احمدیہ سے خفا ہو جاتا جائے ایک سونامی مرتے سینے میں چا ہو جائے دل میں بھر کچھ بھی نہیں ہو گا غلاموں کے سوا تو کسی روز اگر مجھ سے ہدا ہو جائے وہ بہت دھکتا ہے جاہت کی نمازوں کا حساب وہ تو ایک عہدہ نہ جتنے جو قضا ہو جائے چھپکیاں دے کے سلامتی ہے تیری یاد ہمیں نیند جس رات بھی آنکھوں سے خفا ہو جائے یہ طریقہ ہے محبت کی عبادت کا اشد اُس کو چھو لینے سے ایک رُکن ادا ہو جائے احمد حسین۔ بلی، آزاد کشمیر

مسکراہٹ

- * مسکراہٹ ایک ایسا پھول ہے جو کبھی بھی نہیں مرجھاتا۔
- * مسکراہٹ زندہ دلوں کی پہچان ہے؟

* مسکراہٹ روح کا دروازہ کھول دیتی ہے؟

راہ محمد اسلم۔ سرگودھا

لطیف

- * ایک دن ایک چور غریب آدمی کے گھر آیا اور اس سے پوچھا۔ ارے بڑھے تمہارے گھر میں سونا کہاں ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ میرے بیٹے سارا گھر خالی ہے جہاں مرضی ہو جاؤ۔
- * ایک شخص سکول گیا اور ماسٹر صاحب سے درخواست کی کہ ان بچوں کو کہیں کہ میرے لئے دعا کریں، میرے حالات ٹھیک ہو جائیں۔ ماسٹر صاحب نے جواب دیا اگر میری کتاب کے بچوں کی دعا قبول ہوتی تو میں آج اس سکول میں نہیں بلکہ قبرستان میں ہوتا۔

راہ محمد اسلم۔ سرگودھا

میری رائے

بے وفائی کرنے والے کو معاف نہیں کرنا چاہئے کیوں کہ اکثر محبت کرنے والے بے وفائی ہی کی وجہ سے خود کشی کر لیتے ہیں اور اپنی زندگی کی بازی ہار کر اپنی آخرت بھی خراب کر لیتے ہیں۔ بے وفائی کرنے والے کا دوسرے کی زندگی کی خوشیاں لوٹنے کا بیڑا اٹھل اٹھل ہوتا ہے۔ اگر بے وفا کو معاف کر دیں گے تو اُس کا ہمیشہ کا شیوہ بن جائے گا کہ وہ ہر کسی کے دل کے ساتھ کھیلے، ہر کسی کی زندگی خراب کرے۔ بھرتی ہے بلکہ میری ولی رائے ہے کہ بے وفا کو دنیا اور آخرت میں ضرور سزا ملے تاکہ کسی کے دل کے ساتھ کوئی بھی بے وفائی کا کھیل نہ کھیلے۔

ع۔ کالہاڑ

سوالات و جوابات

- س: اس مقدس چتر کا کیا نام ہے جو خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب ہے؟
- ج: حجر اسود۔
- س: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے حج کئے؟
- ج: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی حج کیا، وہی پہلا اور آخری تھا۔
- س: سب سے پہلے مکمل ہونے والی سورۃ کا نام بتائیے۔

ج: سورۃ الفاتحہ۔

س: حروف متعلقات سے کیا مراد ہے؟

ج: وہ الفاظ جن کے معانی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مثلاً اللہ۔

س: ذوالنورین کس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لقب ہے؟

ج: ذوالنورین یعنی دو نوروں والا حضرت حسان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے۔

س: دین کا پہلا (پرانا) نام کیا تھا؟

ج: دین حنیف۔

س: آخر ماہ آگسٹ۔

معلومات

- * شاعر مشرق علامہ ذاکر سرمد اقبال نے 1900ء میں گجرات سے سینٹر سے محکمہ کا امتحان پاس کیا تھا۔
- * حضرت موسیٰ علیہ السلام کو "حکیم اللہ" کہتے ہیں۔
- * دنیا کا سب سے کم عمر مسند بخیرہ مالنگ ہے۔
- * دنیا کی سب سے اونچی دیوار سے لائن ہیرو شہر جنوبی امریکہ کی قوی دیوار ہے۔
- * سندھی زبان میں ڈراسے کی ابتدا امر دھاتجیک نے کی۔

مختیار علی کیانی۔ گاؤں تلی

لطیف

ایک صاحب کے گھر مہمان آیا جو گھر کا سارا کھانا کھا گیا۔ ایک بچہ رونے لگا کہ امی کھانا دیجئے۔ امی نے بیٹے کو چپ کراتے ہوئے کہا۔ "بیٹا! اندر مہمان کے جانے کے بعد ہم سارے گھر والے اکٹھے ہو کر روئیں گے۔"

مختیار علی کیانی۔ گاؤں تلی

نظم

آزاد پنچھی ہوں، مجھے اڑنے دو۔۔۔ نہ رو کو، مجھے اڑنے دو
وقت چلا جائے گا، مجھے اڑنے دو۔۔۔ پچھتاوا میرا مقدر بن جائے گا، مجھے اڑنے دو۔۔۔ دیکھو مجھے جانے دو نہ رو کو مجھے
میرے ساتھی جا رہے ہیں، مجھے اڑنے دو۔۔۔ درختوں پر ویرانی آگئی ہے یا راد!۔۔۔ کتنے خوش تھے پہلے ہم۔۔۔ آزاد پنچھی ہوں، مجھے اڑنے دو۔۔۔ کوئی شام کی اداسی میں میرا

انتظار کر رہا ہوگا۔۔۔ کوئی صبح کی روشنی میں، مجھے جانے دو۔۔۔ اچھا نہیں کیا تو نے میرے پر کاٹ کر۔۔۔ آزاد پنچھی آزاد اچھے لگتے ہیں۔۔۔ قید میں رہ کر بھی یاد کرتے ہیں۔۔۔ اپنے بیٹے دونوں کو مجھے اڑنے دو

سانوہ ارم

غم ہی غم

تیرے آنے سے پہلے کوئی غم نہ تھا مجھے۔۔۔ تو آئی تو غم آئے ہر لمحے میں میرے۔۔۔ خوشی نام کی چیز نہیں ہے میرے مقدر میں۔۔۔ غم میرے غم ہیں دوستو!۔۔۔ یہ میری آنکھیں غم کرتے ہیں دوستو!۔۔۔ غم میری زندگی میں اک سہانے روپ میں آئے۔۔۔ مجھے کسی کی زندگی میں بھی خوشیاں آتی ہیں۔۔۔ کیا سوچا زندگی میں بھی کسی نے۔۔۔ کہ خوشی کا تعلق ہمیشہ غم سے ہوتا ہے۔۔۔ مجھے تم سے پیار ہے غم میں تم کا عاشق ہوں بھی میں بھی کس کا غم تھا۔۔۔ بھی کوئی میری آس میں نہ رہتا تھا لیکن آج میں ہوں میرا غم ہے۔۔۔ غم کو میں نے دل میں بسایا ہے۔۔۔ مجھے تم دے کر خوشی ملی ہے تم نے۔۔۔ فقط میری نیک دعاں تیرے ساتھ ہیں۔۔۔ میری بقیہ زندگی بھی لگ جائے تجھے۔۔۔ تیرے آنے سے پہلے کوئی غم نہ تھا مجھے

سانوہ ارم

مشق کی جہش میں مجلس کیا ہے فراز
وہ شخص جو آگ کے نام سے ڈرتا تھا

انتخاب۔ سانوہ ارم

زندگی

زندگی اک سفر ہے۔۔۔ اک ایسا سفر جس میں۔۔۔ اک نئی راہ پر۔۔۔ اک نئی سوچ پر۔۔۔ مسافر ہے وہ پہلے اپنے مقصد کے حصول کے لئے۔۔۔ ٹھک جاتا ہے کھن رستوں میں۔۔۔ جو مل کر روشنی دیتی ہے۔۔۔ خود تو پھٹل جاتی ہے لیکن۔۔۔ کچھ ہل کچھ لمبے جاہت کے بھائی ہے۔۔۔ زندگی اک امتحان ہے۔۔۔ زندگی جیسے کا نام ہے زندگی۔۔۔ صبح ڈھنگ سے جیو۔۔۔ مشکلات میں گرے ہو۔۔۔ یہ تو زندگی ہے کچھ بالو کے۔۔۔ اور کچھ کچھ بھی دو گے۔۔۔ اسی کا نام زندگی ہے۔۔۔ زندگی ایک سفر ہے

سانوہ ارم

اقوال زریں

- * برائی کسی کے در پر دستک نہیں دیتی بلکہ گھر میں ہی پیدا ہوتی ہے۔ اس کی بات ماننے سے پہلے تم بھی ادھر ادھر دیکھ لو جو تم کو بات بتانے سے پہلے ادھر ادھر دیکھے۔
- * بار بار بولنے سے بہتر ہے کہ بیک وقت اپنے مقاصد بیان کر ڈالو جو تمہیں اچھا لگتا ہے، تم بھی اسے ضرور اچھے لگتے ہو۔
- * تلوار کا زخم جسم پر لگتا ہے جبکہ زبان کا زخم روح پر۔ تلوار کا لگا زخم بھر جاتا ہے مگر زبان سے لگا زخم کبھی نہیں بھرتا۔
- * کم بولنا عبادت ہے کم کھانا سحت کم کھانا ہے۔
- * زندہ رہنے کے لئے کھاؤ، کھانے کے لئے مت جیو۔
- * مصائب میں مت گھبراؤ کیونکہ ستارے اندھروں میں چمکتے ہیں۔
- * خوش گلابی ایک ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔
- * بے وقوف شخص ایک ہی گڑھے میں بار بار گرتا ہے۔
- * برائی سے بچنا چاہتے ہو تو بڑے دوستوں سے بچو۔
- * بہت تعلیم ہے وہ شخص جو نوئے دل کے ساتھ بھی سکراتا ہے۔

مشرعید اداس۔ مازی گاؤں

ماں کی شان

- * پھول نے کہا: ماں ایسی خوشبو ہے جسے کوئی نہیں چھو سکتا۔
- * چاند نے کہا: ماں ایسی چمک ہے جس سے سب کچھ روشن ہو جاتا ہے۔
- * سورج نے کہا: ماں ایسی روشنی ہے جسے کوئی بھی نہیں چھپا سکتا۔
- * مانی نے کہا: ماں باغ کا ایسا پھول ہے جس سے باغ کی خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے۔
- * ستارے نے کہا: ماں ایک نور ہے جس کی وجہ سے تمام دنیا میں چمک اور دک قائم ہے۔
- * آسمان نے کہا: ماں ایک ایسی ہستی ہے جس کی رعایت ہے، جو سات آسمانوں کو بھنا دیتی ہے۔
- * دریائے کہا: ماں کے آنسو ایک لہر ہیں اور جب یہ لہر اٹھتی ہے تو زمین اور آسمان ہلا دیتی ہے۔

انجینئر اور مکینک

پانچ خانے کا ساتھ کرتے ہوئے۔ انجینئر اور مکینک کمرے میں داخل ہوئے تو فرس نے کہا۔ جناب ایہ کمرہ ان دین مریضوں کا ہے جو آٹوموبائل انجینئر اور مکینک ہیں۔ ڈاکٹر نے حیرت سے پوچھا۔ لیکن یہ لوگ گئے کہاں، بستر پر تو کوئی نظر نہیں آ رہا۔ جناب! سب کے سب بستر کے نیچے ہیں اور گاڑیوں کی مرمت کر رہے ہیں۔

منتیاری علی کائی۔ گاؤں تل

دل کیا چیز ہے

- * وہ دل جسے انسانی جسم میں بڑی اہمیت دی جاتی ہے اُسے پورے جسم کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔
- * یہ دل اتنا نازک ہوتا ہے کہ کسی کی زبان سے نکلا ہوا کلمہ سانس لفظ بھی پکٹنا چاہر کر دیتا ہے۔
- * جب اس کے گلوے بکھر جاتے ہیں تو آنسوؤں کے سندر میں ایک طوفان سا برپا ہو جاتا ہے۔
- * اور جب یہ طوفان بہہ نکلتا ہے تو انسان کے اندر سارا غبار ساری کدورت پل بھر میں دور ہو جاتی ہے۔
- * پہلا آنسو قطرہ قطرہ ٹپک ٹپک کر احساس کی بندرہوں کو جوڑتے ہیں۔
- * کتنے ہمدرد ہوتے ہیں یہ ننھے آنسو کہ قطرے کتنے بے درد ہوتے ہیں۔
- * وہ ننھا سا لفظ جو دل پر وار کرے آئین دل میں دیرانی کا سا بنا دیتا ہے۔
- * یہ وہ نازک دل جس کی ہم بات کرتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالرزاق عنصر۔ پھلاں

میری پسند

کسی کے دل کی بے چینی کسی کے دل کی بے تابی وہی محسوس کرتا ہے جس کا دل بے تاب ہوتا ہے کیا کہوں دل کی حقیقت آرزو خاموش ہے فضا پر نر نر تھا آنسوؤں کی قلم خاموش ہے

شرط

لمیرہ کالونی الف ساؤتھ زون جناح اسکوائر کراچی قبرستان کے قریب ایک شخص سید ناصر علی زیدی مقیم تھا۔ اس کی ایک آنکھ بچ اور دوسری مصنوعی (پتھر کی) تھی۔ غرضیکہ وہ کاٹا تھا۔ اس نے اپنے ایک رشتے دار سید نسی علی رضا سے شرط لگائی کہ میں تم سے زیادہ دیکھتا ہوں۔ جب شرط منظور ہوئی تو کانے سید ناصر علی زیدی نے کہا۔ میں جیت گیا ہوں کیونکہ میں تمہاری دونوں آنکھیں دیکھ رہا ہوں جبکہ تم میری صرف ایک ہی آنکھ دیکھ رہے ہو۔

چٹکلے

امید: ایک گدھا دوسرے گدھے سے۔ یار میرا مالک مجھے بھگاتا ہے۔ دوسرا گدھا تو بھاگ کیوں نہیں جاتا پہلا گدھا۔ میں بھاگ تو جاؤں لیکن مالک کی خوبصورت عینی جب کوئی شرارت کرتی ہے تو وہ اسے کہتا ہے کہ میں تیری شادی اس گدھے سے کرادوں گا۔ پس اسی امید پر رکا ہوں۔ قسمت: ایک شخص کو گوری رنگت بہت پسند تھی شوخی قسمت کہ اس کی ہونے والی بیوی کا رنگ بہت کالا تھا۔ شادی کے دن قریب آ رہے تھے اور اس شخص کی اداسی هنوز برقرار تھی بلکہ اس کی اداسی میں روز بروز اضافہ ہی ہو رہا تھا۔ مذکورہ شخص کے دوست نے جو اسے یوں اداس اور چپ چاپ دیکھا تو بولا۔ یار مجھے تو دل میں کچھ کالا لگتا ہے یہ تمہاری اداسی دیکھ کر۔ اپنی ایسی قسمت کہاں دوست یہاں تو ساری دال ہی کالی ہے۔ اس شخص نے جمل کر کہا۔

پیغام اور پیغام رساں: میں نے اپنی محبوبہ کو خط لکھا اور جس میں اس بات پر خاص زور دیا کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جنہیں میں خط میں نہیں لکھ سکتا کیونکہ سنسرافس خطوط قبول لیتا ہے۔ چوتھے دن مجھے سنسرافس سے خط موصول ہوا جس میں لکھا تھا۔ ہم خط نہیں کھولا کرتے۔ یہ الزام غلط ہے۔

☆ ہانیہ۔ ملتان

یہ وقت بھی چلا جائے گا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا کہ تم میری آنکھ پر کچھ ایسا لکھ کر دو کہ اگر میں خوشی کے وقت اسے دیکھوں تو ممکن ہو جاؤ تو اگر اداسی میں دیکھوں تو

خوش ہو جاؤں۔ وزیر نے کافی سوچ بچار کے بعد آنکھ پر یہ لکھ دیا۔ ”یہ وقت بھی چلا جائے گا“۔

☆ عقیقہ عند لب۔ علی پور چٹھہ

لفظ لفظ موتی

ہمنا میں نے شہر علم کا سیوہ توڑا ہے اس پر لکھا تھا کامیابی ان کے لئے ہے جو کوشش کرتے ہیں۔ جو شخص تعلیم کی مشکلیں نہیں جھیلتا اسے ہمیشہ جہالت کی ڈبیلیں جھیلنا پڑتی ہیں۔ ہمنا فتح امید سے نہیں، علم اور خدا پر اعتماد سے حاصل ہوتی ہے۔ ہمنا نکلندہ وہ ہے جو دوسروں سے عبرت حاصل کرے نہ کہ دوسروں کے لئے عبرت کا باعث بنے۔

ہمنا علم کی محبت اور استاد کی عزت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ہمنا بانٹنے سے خوشی اس طرح بڑھتی ہے جس طرح زمین میں بویا ہوا بیج فصل بناتا ہے۔

ہمنا انسان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ وہ اپنے دل اور زبان کو قابو میں رکھے۔

ہمنا عاقبت اور اس درکار ہے تو آنکھ وہ کان سے زیادہ کام لوار زبان کو بند رکھو۔

ہمنا قناعت وہ سرمایہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ ہمنا ہنسی ایک ایسی دوا ہے جسے خرید نہیں جاسکتا۔

ہمنا دلوں میں اترنے کے لئے میزبانی کی نہیں اخلاق کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہمنا کوشش کرو کہ تم دنیا میں رہو، دنیا تم میں نہیں۔ کیوں کہ کشتی جب پانی میں رہتی ہے خوب تیرتی ہے لیکن جب پانی کشتی میں آ جاتا ہے تو وہ ڈوب جاتی ہے۔

ہمنا اللہ تعالیٰ کی بہترین نعمت خلص دوست ہے۔

ہمنا جو مغرور ہوتا ہے وہ ذہنی معذور ہوتا ہے۔

ہمنا زیادہ باتیں وہی لوگ کرتے ہیں جن کے پاس کہنے کو کچھ نہیں ہوتا۔

ہمنا جھوٹ گناہوں کی ماں ہے اور سچ ساری نیاریوں کا علاج۔

ہمنا زندگی میں دو باتیں بڑی تکلیف دیتی ہیں ایک وہ جس کو چاہے اس کا نہ ملنا اور دوسرا وہ جس کو نہ چاہے اس کا ملنا۔

ہمنا اچھا دوست جتنی بار بھی روٹھے اسے ملنا، اس لئے کہ کالا جتنی بار بھی ہوتی ہے اس کو پرانا پڑتا ہے۔

ہمنا جو خدا سے نہیں ڈرتا وہ سب سے ڈرتا ہے اور جو خدا سے

ڈرتا ہے وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔

ہم سب سے زیادہ محتاج وہ ہے جس نے قاعدت نہیں کی۔

ہم علم بغیر عمل کے ایسا ہے جیسے جسم بغیر روح کے۔

ہم خدا پر طائر کو خود غور اک دیتا ہے مگر گھونسلے میں نہیں۔

☆..... عقیقہ عند لب۔ علی پور چٹھہ

معلومات پاکستان

ہم انسان کے ہاتھوں سے بویا ہوا دنیا کا سب سے بڑا جنگل
”چھانگا مانگا“ پاکستان میں ہے۔

ہم دنیا کا سب سے بڑا تھلہ رانی کوٹ (سندھ) پاکستان میں
ہے۔

ہم دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام پاکستان کا ہے اس کی لمبائی
چالیس ہزار میل ہے۔

ہم دنیا کا سب سے لمبا پیراج ”سکر پیراج“ پاکستان میں
ہے۔ یہ دریا سندھ پر واقع ہے اس کی لمبائی تقریباً ایک میل
ہے۔

ہم دنیا کا سب سے بڑا ڈیم ”تریلہ ڈیم“ ہے جو پاکستان میں
ہے۔

ہم دنیا کی سب سے بڑی نمک کی کان کھوڑہ (پہلم) پاکستان
میں ہے۔

ہم دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی ”کے ٹو“ (سکردو، شمالی علاقہ
جات) پاکستان میں ہے۔ اس کی بلندی تقریباً 28250 فٹ
ہے۔

☆..... عقیقہ عند لب۔ علی پور چٹھہ

مشکل سوال

انڈیا کے صوبے یوپی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی
تحصیل گلیوہ ریلوے روڈ پر واقع مصطفیٰ بیوہ پل ہائر سیکنڈری
اسکول کی کلاس ششم میں استاد سید ساجد حسین نقوی صاحب
نے اپنے شاگرد سید واجد حسین نقوی سے پوچھا۔ اگر کسی کی عمر
بچیس سال ہے تو کبچیس سال کے بعد اس کی عمر کتنی ہوگی؟
شاگرد سید واجد حسین نقوی۔ یہ بہت مشکل سوال ہے۔ استاد
سید ساجد حسین نقوی۔ اس میں مشکل والی کوئی بات ہے؟
شاگرد سید واجد حسین نقوی۔ آپ نے یہ بتایا نہیں کہ کسی کی عمر
پوچھی ہے عورت کی یا مرد کی؟

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گیتوی۔ کراچی

کلیاں

ہم کسی کو اتنا مت چاہو کہ اس کی جدائی برداشت نہ کر سکو۔

ہم ہر گشتہ چیز اسی جگہ لٹی ہے جہاں گم ہوئی ہو۔ سوائے محبت
کے۔

ہم وہ غم اچھا جس کے بعد خوشی میسر ہو۔ وہ خوشی کس کام کی
جس کے بعد غم ہو۔

ہم طاقت سے کسی کو حاصل کرنا آدھی فتح ہے اور محبت سے کسی
کو حاصل کرنا مکمل فتح ہے۔

ہم زندگی ہمارے بس میں نہیں مگر دوسروں کو خوش رکھنا اختیار
میں ہے۔

ہم کامیاب وہ معاشرہ ہے جس میں چپکے سے فرائض ادا
ہوتے ہیں اور چپکے ہی سے حقوق ادا ہوتے ہیں۔

☆..... انعام علی۔ چٹہ

غزل

میں جب بھی لکھتا ہوں اپنی داستان شعروں کی صورت میں
بھڑاتا ہے آنکھوں میں جہاں اپنا شعروں کی صورت میں
کچھ جاؤں نہ میں ایک دن ہواؤں میں یوں ڈرتا ہوں
میں اپنے آپ کو رکھوں کہاں شعروں کی صورت میں
سر محشر اگر چاہوں تو پڑھ دیتا ترنم سے ذرا
مجھے بھی ساتھ لے جانا وہاں شعروں کی صورت میں
میں شاعر ہوں، میں بوڑوں پہ کہانی بن کے بیٹھوں گا
میں آنکھوں میں ساؤں گا جو ان شعروں کی صورت میں
یہ مجھ سے ہو سکی سرزد طلسانی فسون کاری
حقیقت سے نکل آیا گمان شعروں کی صورت میں
وہ جب بھی چاہتا ہے پوچھ لیتا ہے کوئی مصرع
میرے دل میں ہے میرا راز داں شعروں کی صورت میں
بنوں تھا یہ سمندر کو اپنی غزل سمجھے واجد
یوں نڈ پر لگایا بادیاں شعروں کی صورت میں

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گیتوی۔ کراچی

طلب کریں تو میں اپنی آنکھیں بھی ان کو دے دوں اقدس
مگر یہ لوگ میری آنکھوں کے خواب مانگتے ہیں
دارغ بخود اگر تیری پیشانی پہ ہوا تو کیا
کوئی ایسا عمدہ بھی کر کہ زمین پہ نشان رہے
☆..... شاہد نواز اینڈ احسان علی

☆ اس دماغ کا جو اچھے کاموں کی ترغیب نہ دے۔

☆ ان کانوں کا جو چلتی نہیں۔

☆ اس علم کا جو اپنے تک محدود رہے۔

☆ اس دل کا جو دنیا کی رنگینیوں میں کھو جائے۔

☆..... انعام علی۔ چٹہ

اشمول موتی

☆ اپنا راز ہمیشہ پوشیدہ ہی رکھو کیونکہ انسان کے کئی روپ
ہیں۔

☆ والدین کی نافرمانی جہنم میں جگہ بنانے کے مترادف ہے۔

☆ اپنے آپ کو حسن اخلاق اور علم کے ذریعہ آراستہ کرنے
کی ہمیشہ کوشش کرو۔

☆ سچائی سے کام لینے والے کبھی ذلیل نہیں ہوتے۔

☆ اس علم کا کوئی فائدہ نہیں جس پر عمل نہ کیا جائے۔

☆ آسمان پر نظر ضرور ڈالو مگر اپنے پاؤں زمین پر ہی رکھو۔

☆ اپنا زخم اسے مت دکھاؤ جس کے پاس مرہم نہ ہو۔

☆ خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔

☆ کسی کو پانے کی ترغیب نہ کرو بلکہ خود اس قابل بن جاؤ کہ
لوگ تمہیں پانے کی ترغیب کریں۔

☆..... محمد عیسیٰ مظہر سہنی۔ جلیاں

قصیدہ

انڈیا کے صوبے یوپی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی
تحصیل نجیب آباد کی ریاست حسین پور کے مجھے پڑھاریاں میں
ایک دفعہ امیر شہر، حکمران نواب آف حسین پور سید زاہد حسین
نقوی صاحب بہادر نے اپنا لکھا ہوا قصیدہ ملا اچھن کو سنایا اور
رائے طلب کی۔ ملا اچھن نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ کچھ اچھا
نہیں۔ امیر شہر حکمران نواب آف حسین پور سید زاہد حسین نقوی
صاحب بہادر نے ملا اچھن کو قید خانے میں ڈال دیا۔ ملا اچھن
دو دن بعد قید سے رہا ہو کر واپس آگئے۔ ایک دفعہ پھر امیر
حکمران نواب آف حسین پور صاحب بہادر نے قصیدہ لکھا اور
ملا اچھن سے رائے طلب کی۔ پہلے تو ملا اچھن خاموش رہے
پھر اٹھ کر چل دیئے۔ امیر شہر حکمران نواب آف حسین پور سید
زاہد حسین نقوی صاحب بہادر نے پوچھا۔ ملا اچھن جی! کدھر
جا رہے ہو؟ ملا اچھن برا ساختہ بناتے ہوئے بگڑے موڑ میں
اچانک بولے۔ قید خانے میں۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گیتوی۔ کراچی

جنت کی قیمت

صحاح ستہ میں شامل ایک کتاب سنن ابوداؤد کے جامع
امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث مشہور محدث اور بزرگ تھے
انہوں نے اپنی کتاب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ
حدیث پاک بھی ذکر کی ہے کہ جب کسی شخص کو چھٹک آئے وہ
”الحمد للہ“ کہے اس کے پاس والے ”یرحمک اللہ“ کہیں اور پھر
ان کو ”یہدیکم اللہ و یقلع بالکم“ جواب میں کہے۔ ایک
بار امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث ایک سنی میں سفر کر رہے تھے
دریا کے کنارے ایک آدمی کو چھٹکنے کے بعد الحمد للہ کہتے ہوئے
سننا امام صاحب کی سنی کافی آگے نکل چکی تھی تو آپ نے ایک
چھوٹی سنی کرائے پر لی اور ایک درہم شہی والے کو دیا اور چھٹکنے
والے کے پاس آ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے
مطابق ”یرحمک اللہ“ کہا۔ اس (چھٹکنے والے) شخص نے
جواب میں ”یہدیکم اللہ و یقلع اللہ“ کے الفاظ کہے
یوں امام صاحب نے ایک درہم ادا کر کے سنت کی تکمیل کی اور
واپس آ گئے ساتھیوں نے اس تکلف کی وجہ پوچھی تو آپ
فرمانے لگے مجھے خیال ہوا کہ ہو سکتا ہے یہ شخص مستجاب
الدعوت ہو اور اللہ کے یہاں اس کی دعائیں قبول ہوتی ہوں
اور یہ میرے حق میں جب ”یہدیکم اللہ“ کہے تو اس کی یہ
دعا میرے حق میں بھی قبول ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ جب سفر
کرتے ہوئے رات کو سب مسافر سو گئے تو سب نے ہاتھ
نہیں کی یہ آواز سنی۔ کشتی والو! ابوداؤد نے ایک درہم کے عوض
اللہ تعالیٰ سے جنت خرید لی؟

☆..... مہر شوکت علی۔ بستی غلام والی

شناخت

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے میڈیکل کالج کے پروفیسر
سید زاہد حسین نقوی صاحب نے لڑکوں سے پوچھا تاؤ یہ انسانی
کھوپڑی مرد کی ہے یا عورت کی؟ ایک ایم بی بی ایس کے
طالب علم سید واجد حسین نقوی نے جواب دیا۔ عورت کی۔
پروفیسر سید زاہد حسین نقوی نے تعریفی لہجے میں کہا۔ شاباش
لیکن آپ نے اتنی جلدی کیسے معلوم کر لیا؟ طالب علم سید واجد
حسین نقوی سر اس کھوپڑی کے گھٹے ہوئے جڑے سے۔
☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گیتوی۔ کراچی

شوق

انڈیا کے صوبے یوپی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی تحصیل گھنڈہ کے محلے بارہ درہی مغلاں کے رہائشی گھنڈہ سٹی چیز میں سید محمد بسطنین زیدی ایم اے ایل ایل بی (علیگ) کے صاحبزادے سید محمد اقبال بسطنین محکمہ نوٹس کلاس کی پرنسپل مصطفیٰ میونسپل کالج سید زاہد حسین نقوی صاحب نے شکایت کی۔ آپ کے بیٹے سید محمد اقبال بسطنین کو پڑھنے لکھنے کا بالکل شوق نہیں ہے۔ باپ چیز میں سید محمد بسطنین زیدی صاحب نے جواب دیا۔ مصطفیٰ یہ بات نہیں ہے اگر میرے بیٹے کو پڑھنے کا شوق نہ ہوتا تو ہر کلاس میں تین تین سال کیوں لگاتا؟

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گیتوی۔ کراچی

10 محرم الحرام کے اہم واقعات

اللہ تعالیٰ نے اسی روز حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اسی روز جودی تابی پہاڑ پر ٹھہری تھی۔ اسی روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں خلیل بنایا اور اسی روز نمرود سے محفوظ رکھا۔ اسی روز حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکومت واپس ملی۔ غاشوہ کے روز ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سلامتی سے سمندر پار کرایا اور فرعون کو غرق کیا۔ اسی دن حضرت داؤد علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کی۔ اسی روز اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو پیٹھ سے نجات فرمائی۔ اسی روز اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ اسی روز سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام قید سے آزاد ہوئے۔ اسی روز حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیٹائی واپس لوٹ آئی۔ اسی روز سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام جادو گروں پر غالب آئے۔

☆..... حضرت حیات۔ روڈہ قتل

آئینہ معلومات

☆ پاکستان کے شہر فیصل آباد کا پرانا نام ”لالک پور“ ہے۔
☆ پاکستان کے شہر ہٹھوپ کا پرانا نام فورٹ ”سنڈھین“ تھا۔
☆ پاکستان کے شہر پشاور کا پرانا نام ”پرش پور“ تھا۔
☆ پاکستان کے شہر کوئٹہ کا پرانا نام ”گورنا اس“ تھا۔
☆ پاکستان کے شہر جھنگ کا پرانا نام ”جنگی سیال“ تھا۔

☆ پاکستان کے شہر ساہیوال کا پرانا نام ”مٹھری“ تھا۔
☆ پاکستان کے شہر گوجرانوالہ کا پرانا نام ”خان پور“ تھا۔
☆ پاکستان کے شہر ہزارہ کا پرانا نام ”ہوڑا“ تھا۔
☆ پاکستان کے شہر سوات کو پاکستانی ”سوئٹزر لینڈ“ تھا۔

☆..... حضرت حیات۔ روڈہ قتل

خوبصورت باتیں

☆ اس عقل کا کوئی فائدہ نہیں جو چھپاؤ کے ساتھ آئے۔
☆ کانٹوں سے بھری ٹہنی کو ایک پھول پر کش بنا دیتا ہے۔
☆ زبان تیرے تصور کے رخ کا نام ہے۔
☆ محبت ایک کھیل ہے جس میں ہمیشہ عقل ہار جاتی ہے۔
☆ اخلاق جسمانی حسن کی کمی کو پورا کرتا ہے۔
☆ محبت کا تعلق جذبات سے ہوتا ہے اور جذبات کبھی پائیدار نہیں ہوتے۔
☆ دل ایک عجیب ذہانت ہے جو کبھی پتھر میں جاتا ہے اور کبھی موم۔
☆ تعلیم کا پہلا اصول یہی ہے کہ اپنی آواز نیچی رکھو اور اپنے لفظوں میں احترام پیدا کرو۔
☆ گناہ کسی نہ کسی صورت میں دل کو بے قرار کرتا ہے۔
☆ بھوکا سوراہا مقرر ہوئے سے بہتر ہے۔
☆ غمی وہ ہے جو اللہ کی تقسیم پر راضی ہو۔
☆ دوسروں کے چہرے سے روشنی ڈھونڈنے والے ہمیشہ اندھیروں میں بھٹکتے ہیں۔
☆ نفسانی خواہشات کا جنون تھوڑی دیر تک رہتا ہے مگر اس کا پچھتاوا بہت دیر تک رہتا ہے۔
☆..... لقمان حسن۔ ڈیرہ اسماعیل خان

عالمی معلومات

☆ دنیا میں سب سے پہلے ماچس ”برطانیہ“ نے ایجاد کی۔
☆ دنیا کا سب سے غریب ملک ”روانڈا“ ہے۔
☆ دنیا کا سب سے خوبصورت شہر ”پیرس“ ہے۔
☆ دنیا کا سب سے بڑا اگل ”برونائی“ کے سلطان کا ہے۔
☆ دنیا میں سب سے زیادہ جانور ”جنوبی افریقہ“ میں ہیں۔
☆ دنیا میں سب سے زیادہ ”کیلے“ بھارت میں ہیں۔
☆ دنیا میں سب سے بڑا جنگل ”روس“ میں ہے۔
☆ دنیا کا سب سے ٹھنڈا صحرا ”مصرائے گوبی“ ہے۔

☆ دنیا کا سب سے اونچا ڈیم ”ڈیم روگن“ ہے۔
☆ دنیا کا سب سے بڑا چائے گھر ”نیو یارک“ میں ہے۔
☆ دنیا کا سب سے مصروف ترین ایئر پورٹ ”شکاگو“ میں ہے۔
☆ دنیا کی سب سے بڑی جھیل ”میسر“ میں ہے۔
☆ آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک چین ہے۔
☆ دنیا کا پہلا راکٹ میزائل (V-1) ”جرمنی“ نے بنایا۔
☆ دنیا کا سب سے بڑا ریلوے اسٹیشن سنٹرل ”امریکہ“ میں ہے۔

☆..... حضرت حیات۔ روڈہ قتل

لطیفہ

ایک پھر اپنے پوتے سے ہمارے زمانے میں خون
پنا مشکل ہوا کرتا تھا۔ پوتا وہ کیسے۔ دادا: کیونکہ اس وقت
عورتیں پورے کپڑے پہنا کرتی تھیں۔

☆..... محمد فاروقی۔ رحیم یار خان

فالتومٹی

طیبر کالونی نزد چورہا جناح اسکوائر شاہراہ لیاقت
مارکیٹ کراچی کے گھنڈہ محل کے لاؤنج میں مالک سید ساجد حسین
نقوی نے اپنے ملازم علی حسن سے کہا۔ ایک گڑھا کھود کر یہ فالتو
مٹی اس میں ڈال دو۔ تو علی حسن: تو پھر اس گڑھے کی مٹی
کہاں جائے گی۔ مالک سید ساجد حسین نقوی: ارے امق!
ایک گڑھا اور کھود کر اس میں ڈال دیتا۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گیتوی۔ کراچی

تسلی

انڈیا کے صوبے یوپی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی تحصیل نجیب آباد کے موضع حسین پور کے محلے پٹھاریاں میں ایک پٹھاری سید محمد خورشید علی نقوی بیمار ہو گیا اور سردی کے اثر سے اتنا سخت بیمار ہوا کہ اس کے بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ ڈاکٹر سید واجد حسین نقوی نے اسے دیکھ کر چلتے ہوئے تسلی دینے کی غرض سے کہا۔ ٹھیک ہے میں مجھے نہیں پتہ کہ تم کون سا پٹھاری سید محمد خورشید علی نقوی بولا: آپ تو دیکھیں گے۔ ڈاکٹر صاحب میں بھی آپ کو دیکھ سکوں گا یا نہیں؟

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گیتوی۔ کراچی

کہکشاں

☆ ستارے آسمان کی اور تعلیم یافتہ افراد زمین کی زینت ہیں۔
☆ بھیل دولت کا مالک نہیں ہوتا بلکہ دولت اس کی مالک ہوتی ہے۔
☆ فقیر کا ایک درہم کا صدقہ غنی کے لاکھ درہم سے بہتر ہے۔
☆ علم کی پذیرائی اور سوچ کی گہرائی ہو تو کوئی سچا سونی ذہن کے درپچوں میں تخلیق ہو جاتا ہے۔

☆ مرکز چاہے کتنی ہی خوبصورت کیوں نہ ہو لیکن پیدل چلنے والوں کو تھکا دیتی ہے۔

☆ اپنا حق لینے میں کسی کوتاہی نہ کرو البتہ دوسروں کے غصب حق سے بچو۔

☆ فکری سے فکر دور ہوتی ہے۔

☆ سچائی گلاب سے زیادہ مٹکتی ہے۔

☆ حریص کی آنکھوں کو قبر کی مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

☆ آگے بڑھنے کے لئے چلنا ضروری ہوتا ہے۔

☆ وقت سے پہلے اور قدر سے زیادہ نہیں ملتا۔

☆ رواداری انسانیت کی جان ہے۔

☆ آپ انسان سے سب کچھ سمجھیں سکتے ہیں مگر اس کے جذبے نہیں۔

☆ انسان کی ہر خواہش کا پورا ہونا ضروری نہیں کیونکہ پھول کی کچھ پتیاں بھرنے جاتی ہیں۔

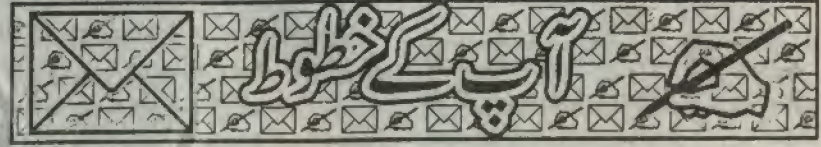
☆..... ایس امتیاز۔ کراچی

محبت کیا ہے؟

محبت ایک انوکھا جذبہ اور دلچسپ احساس ہے۔ محبت اگر ”بھائی“ سے ہو جائے تو اخوت کی دیوار، ”بہن“ سے ہو جائے تو حیا کی چادر، ”ماں“ سے ہو جائے تو جنت کی ہوا اور ”پاپ“ سے ہو جائے تو بازوؤں کی طاقت بن جائے اگر لڑکا یا لڑکی سے ہو جائے تو لیلیٰ جھوں، ”شوہر“ سے ہو جائے تو سجدے کا رتبہ اور اگر ”بیوی“ سے ہو جائے تو شوہر کے لئے راحت و دفا بن جائے۔ محبت اگر ہمارے ”پیارے“ آقا سرکار مدینہ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو جائے تو دنیا و آخرت سنور جائے اور اگر یہی محبت ”اللہ تعالیٰ“ سے ہو جائے تو ساری محبتیں اس میں سما جائیں۔

☆..... ایس امتیاز احمد۔ کراچی

ہمیشہ شامل رہیں گے کہ خلوص دل سے کی گئی دعا اللہ ضرور سنتا ہے اللہ آپ سب کو خوش رکھے آمین۔۔۔ (سائل)
 فاعباری۔۔۔ (بسم پور۔۔۔)



آج جب خوفناک کے لیے آخری بار قلم اٹھایا ہے تو دل اور اعصاب بوجھل بوجھل سے ہیں سورج ڈوبے
 کافی دیر ہو چکی ہے رات کی اندھی تاریکی نے شام کے منگے اجالے کو نگل لیا ہے اور تاریکی پہ گہری دھند
 حاوی ہے ہر منظر پہ کسی آسیب کی مانند دھند لپٹی ہے آسمان کے سینے پہ ستاروں کا تو کیا چاند تک کا شاہجہاں نہیں
 آسمان وزمین پھوندی سی ہے بھڑے ہیں ان کے بچ کی کھلکی فصل تھی ہے یوں زمین و آسمان ایک دوسرے کو
 دیکھنے سے بھی گئے لیکن عارضی چیز ہے بلا دھند کا نور ہو جائے گی اور دھند کے بعد ہر چیز واضح ہو جائے گی
 بعض اوقات ہماری بصارت پہ زمین پہ غلط فہمی خوش فہمی کی دھند چھا جاتی ہے اور ہم لوگوں کو مناظر کو ایسے نہیں
 دیکھ پاتے جیسے کہ وہ اصل میں ہوتے ہیں اور جیسا کہ ہمیں دیکھنا چاہیے مگر بلا دھند چھٹ جاتی ہے کبھی جلد تو
 کبھی بدیر کبھی کبھی اتنی دیر ہو چکی ہوتی ہے کہ جب دھند کے پار نظر آتا ہے تو نگاہ پھرجاتی ہے زمین سے آسمان
 تک گڑ گڑا ہٹ پھیل جاتی ہے اور ہر شے اسی زلزلے کی لپیٹ میں آ جاتی ہے سب کچھ سچی کچھ تھم ہو جاتا ہے کبھی
 کچھ ختم ہو جاتا ہے اور ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے اور ہم خالی ہاتھ خالی دامن معالی دلی اور خالی روح کھڑے
 عالم وحشت میں آنکھیں پھاڑے اسی دھند کو ڈھونڈتے رہ جاتے ہیں جو ہمیشہ کے لیے چھٹ چکی ہوتی ہے اور اگر
 کبھی پھر حاوی ہو بھی جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ پھر کسی بھی چیز سے کوئی فرق نہیں پڑتا بس درد کا ایک سمندر
 ہوتا ہے جو عالم وحشت میں تڑپتے ہوئے دل کی دیواروں سے سرکراتے رہتا ہے اور اسے ہمیشہ یوں ہی مگراتے
 رہنا ہوتا ہے دبیر ستائیسویں سیزمی پہ قدم رکھ چکا ہے ۲۰۱۲ء ختم ہونے کو ہے سب سے پہلے تو شہزادہ انگل کو
 خراج عقیدت کے پھول پیش کرنے ہیں وہ واقعی ایک عظیم انسان تھے ان کے سینے میں ہماری طرح پتھر نہیں
 واقعی دل تھا جو انسانیت اور احساسات سے دھڑکتا تھا دوسروں کے دکھ پہ تڑپتا بھی تھا انہیں کروٹ کروٹ
 جنت نصیب کرے وہ ہمیشہ ہمارے دل ہماری دعاؤں میں زندہ رہیں گے مرنے والے ہیں جسے کوئی یاد نہ کرے اسی کا
 بعض لوگ کسی کے لیے زندہ ہوتے ہوئے بھی مر جاتے ہیں اور بعض لوگ کبھی زندہ نہ رہتے ہیں آج اگر حاصل دعا
 بخاری کے نام سے چند ایک لوگ واقف ہیں تو یہ شہزادہ انگل کی ہی بدولت ہیں خوفناک ڈائجسٹ ہمیں بے حد
 اپنا لگتا ہے اس کی سٹوریٹ میں مثلاً جنون انتہا جال چل چل کا ڈھانچہ وفاداری پر اسرار دوست انجانی کشش ڈاک
 بنگلہ آنسو زاک محل بھیا تک غل پر اسرار دھن اور ایسی دیگر لازوال تحریریں ہمارے ذہن پہ دل پہ امنٹ چھوڑ گئی
 ہیں خوفناک کے کبھی پڑھنے اور لکھنے والوں کے بچ ایک ان ٹوٹ رشتہ ہے آپس کی نوک بھونک بھی اپنائیت کا
 احساس دلاتی ہے ابھی گھوڑے مت آخری بار آپ کا سر کھارہی ہوں آپ سب لوگوں کا بے حد شکر ہے آپ اتنا
 ہمیں برداشت کیا اور ہماری حوصلہ افزائی کی جن لوگوں کو ہماری کوئی بات بری لگی ان سب سے تہ دل سے
 معذرت ہو سکے تو معاف کر دیجئے گا۔ وقت بہت تیز رفتاری سے بیتا چلا جا رہا ہے زندگی تیزی سے ختم ہو رہی
 ہے اور ہم لوگ ہیں کہ وقت کو زندگی کو ضائع کر رہے ہیں اس بات سے باخبر ہو کر بھی کہ جو لوگ وقت کو ضائع
 کرتے ہیں وقت انہیں ضائع کر دیتا ہے ہو سکے تو دعاؤں میں یاد رکھئے گا اور آپ لوگ بھی ہماری دعاؤں میں

آپ کے خطوط

آپ کے خطوط

خوفناک ڈائجسٹ کے دو ماہ بعد مارکیٹ میں آنے کی اطلاع مجھے ساجد علی فرام حافظ آباد نے دی پہلے دل
 خوش ہوا جی چاہا کہ اذکار جاؤں اور خوفناک لے آؤں مگر پھر اپنی ساری خوشی پر اوس پڑنے لگی ارادہ متزلزل
 ہونے لگا ابجیسی کی طرف اٹھتے قدم وہیں رک گئے ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہونے والے خوفناک کو دو ماہ بعد
 شائع ہوتا دیکھ کر دل سے نہیں اٹھی نجانے کتنے رائٹرز کی دعاؤں تحریروں انتظار پیار و محبت کا انار یہ ڈائجسٹ
 ڈانوں ڈول ہوتا نظر آ رہا ہے خوفناک کے لیے دل میں یہی محبت ہوا ہونے لگی افسوس صد افسوس شہزادہ عالمگیر
 کے ہاتھ کا لگا یا ہوا یہ پورا آخر چھانے لگا ہے لاکھوں دلوں کی امید یہ رسالہ چند سکوں کے عوض ٹوٹا جا رہے شدید
 دکھ ہو رہا ہے مجھے اگر یہ ڈائجسٹ ایک دن بھی لپٹ ہو جاتا تو ہم ہا کر ڈکوفون کر کر کے انکا دماغ کھا جاتے تھے مگر
 اب پورے دو ماہ ہو گئے اب بھی فون نہیں کیا ان کو ایک بار بھی پتہ نہیں کیا دوسرے دن بازار سے گزرا تو ابجیسی
 کو سرت بھری نگاہ سے دیکھا جہاں خوفناک کا تازہ شمارہ نظر آ رہا تھا مگر میں اسے لینے گیا نہیں نجانے کیوں ایک
 بار بھی من نہیں کیا اسے خریدنے کو بس گھر آ گیا دل میں عہد کیا کہ اب مجھی بھی خوفناک نہیں پڑھنا کیونکہ اس نے
 ہمارا دل دکھایا ہے انتظار کر دیا ہے محنت ضائع کی ہے دو دن تک خوف پر جبر کئے رکھا تیسرے دن بازار میں اسی
 ابجیسی کے پاس سے گزرا تو رسالہ موجود نہیں تھا شاید بک گیا تھا نہ لینے کا دکھ ہونے لگا مگر خود پر کنٹرول کیے رکھا
 اگلے دن منڈی پر گیا تو پرانے رسالے بیچنے والے کے شال پڑے پھر دیکھا بس مزید حوصلہ نہ ہو سکا۔ اور خرید
 نے کے بعد یہ خیال کیا کہ اب لکھنا نہیں ہے بس پڑھنا ہی ہے پڑھتا چلا گیا چار گھنٹے میں رسالہ پڑھ لیا دو تحریروں
 کے علاوہ باقی تمام مواد کو پہلے سے شائع شدہ تھا۔ سائل دعا بخاری کی کہانی پر بڑے ضرور کروں گا سائل جی
 ویلڈن اینڈ اے ون سٹوریٹ جی آپ ماسوائے اینڈ کے باقی سٹوریٹ بے حد زبردست اور ظالم خیر تھی اینڈ پر
 آپ نے بیڑ غرق کر دیا کہانی اور موڈ کا ستیاناس بھی کیا اور میٹر کو بھی گھمایا اگر اینڈ میں مہرین بھی عمر کے ساتھ
 باوجود خدا میں بس جانی تو زبردست اینڈ ہو جاتا قاری کے آنسو ضرور آنکھ سے نکلے اس کے علاوہ نوٹیشن کو اپنے
 دو ساتھیوں پر حملہ آور ہوتا دیکھ کر بھی اسے اپنے ساتھ اسی طرح جوڑے رکھنا دماغ پر کسے برسائے لگا سوچ سوچ
 کر بھیجے باہر آنے لگا کہ آخر ایسا کیسے ہو سکتا ہے ایک عامل بندے کو عمر صاحب ایک سکیٹ میں کیسے مار سکتے ہیں چلہ
 توڑ دینے کے بعد ہیر وٹن کے چپچپے گھنڈ بھر باکان ہونے کے بعد چلے کے ہیری حملہ آور ہوتے ہیں یہ بات بھی پلے
 نہیں پڑی پھر خیال آیا کہ شاید ہیر وٹن نے قلموں کی طرح اس دوران کا نا شروع کر دیا ہو اور اسی لیے چلے کے ہیری
 اس بات کے انتظار میں ہوں کہ کب کا ختم ہو اور کب وہ اپنا ایکشن دکھائیں آپ کی سٹوریٹ بالکل دھند میں
 دریا نہانے کے مترادف تھی بحر حال شاعری زبردست یوز کی

۔۔۔ (محمد وارث آصف۔ واں پھر اں۔)

یہ ادنی سا انسان یہ حقیر شخص ایک بار پھر اپنا خوفناک ڈائجسٹ میں ایک طویل عرصہ کے بعد حاضری
 دے رہا ہے امید ہے کہ تمام رائٹرز اور قاری بہن بھائی بخیر و عافیت سے ہوں گے ذاتی مسائل کی وجہ سے محفل

خوفناک ڈائجسٹ

خطوط میں شرکت سے قاصر رہا اس کے لیے دلی افسوس ہے اس خط کو آپ اپنے ماہنامہ میں ضرور شائع کیجئے گا اب چلتے ہیں ہمارے نئے راسخ کی طرف تو ماشاء اللہ بہت اچھے انداز سے وہ شانہ بشانہ چلے آ رہے ہیں اور نئے نئے قاری حضرات کا نام بھی زیر نظر بڑھتا جا رہا ہے یعنی کہ ہمارا یہ ڈائجسٹ ترقی کی راہ پر گامزن ہے میری قاری حضرات اور راسخ حضرات سے درخواست ہے کہ پلیز اگر آپ کے پاس گنمان خواہش اور بوزھا دزخت جس میں یہ کہانیاں موجود ہوں مہربانی کر کے مجھے میرے پتہ پر بھیج دیں بے شک ان کی قیمت وصول کر لیجئے گا مایوس نہ کیجئے گا۔ (شفقت علی سندری فیصل آباد۔)

ماہ دسمبر کا شمار بہت لیٹ ملا یہ بھی اچھا ہوا کہ مل گیا ورنہ اس سے پہلے ایک دو مہینے کا رسالہ سرے سے تو ملا بھی نہیں تھا اس مرتبہ ریاض احمد صاحب کی سنوری نہ پا کر بہت دکھ ہوا کیونکہ جب رسالے میں تین چار پرانے ڈائریکٹری کہانیاں نہیں ہوتی تو پھر خوفناک پھیکا پھیکا لگتا ہے سب مایہ ہے کی سنوری بہت اچھی تھی اگر کوئی تنقید کرے تو وہ بلا جواز ہوگا اور کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں خاص کر راجی۔ خوف۔ آتما سبھی اچھی تھیں اب آتے ہیں غزلوں اور راجی شعاری کی طرف غزلوں میں ناصر پر دیکھی استاد صاحب شاہ صاحب دیکھی صاحب۔ عثمان صاحب عندلیب کی اچھی غزلیں تھیں اور آخر میں پریم جی مدانات خان اختر جمال کا مران خالد قمر رمضان اور رستم صاحب کو پیار بھرا سلام۔۔۔ (اختر علی۔)

اس بار خوفناک کے لیے قریباً آٹھ ماہ بعد قلم اٹھایا ہے اور آخری بار اٹھایا ہے اکتوبر نومبر کا ڈائجسٹ ملا یہ نہیں دسمبر بھی آن پہنچا سال گزر گیا شہزادہ انگل کی ڈھکے کو یہ وقت عجیب چیز ہے کبھی یہ بوزھے درخت کی مانند ایک ہی جگہ ساکن اپنے اجڑنے پر ماتم کناں رہتا ہے تو کبھی صحرائی ریت کی صورت لاکھ مٹی بند کر دیتا ہے چلا جاتا ہے لیکن یہ وقت بھی تھمتا نہیں ہے اگر ہمیں لگتا ہے یہ ہم گم ہے تو یہ صرف ہمارے اپنے محسوسات ہوتے ہیں یہ تو پھر پھر پھر اتار گزرتا ہی چلا جاتا ہے ظہور نا تو کیا پلٹ کر دیکھنا بھی اس کی سرشت میں شامل نہیں کس یہ کیا طوفان گزر کر ان اس کی گرد میں گم ہوا اسے کوئی غرض نہیں بغیر بات کہاں سے کہاں چلی گئی مایہ کال میں سعد کا کردار اچھا ہے شیطانی چال ماہ رخ آفریدی زبردست۔ باقی کوئی سنوری پڑھی ہی نہیں اختر جمال صاحب بکون پسند کرنے کا شکر یہ ایم وارث آصف خان بے نیازی میری سنوری نے آپ کے سر پر تھوڑے برسائے سر میں دھماکے کئے ذہن میں جھک چائے اس کے لیے آئی ایم ویری سوری خوش ہو جائیں کہ اب مزید نہیں لکھوں گی اور باب بات تو جگہ ہے مگر قسط وار ہیں ادھوری ضرور تھیں ہم نے قسط وار صرف تین سنوری لکھی ہیں پہلی جنگل جو کہ ہماری پہلی سنوری ہے اور تامل مکمل نہیں ہوئی ہمارا ارادہ تھا کہ اسے بعد میں دوسری دھند کے پار بھیج رکھی ہے تیسری پانی کی پری جو کہ ڈیڑھ دو سال سے مکمل ہو چکی ہے پر بھیجی نہیں۔۔۔ خیر ہم نے آپ کے نام کے لمبائی پر اعتراض کیا تھا اس کے لیے ریلی سوری پلیز معاف کرے گا اور ڈیڑھ ریز ریز آپ لوگوں کے ساتھ بہت اچھا وقت گزرا اگرچہ ہم نے کافی ڈائجسٹ ریڈے مگر جو اپنا نیت خوفناک میں ہوئی ہے وہ کسی اور میں بھی محسوس نہیں کی یہ ایسا ہی لگتا ہے کہ جیسے پنا گھر۔ اگر ہم بھی گھر سے باہر بھی گئے ہوتے تھے تو وہاں بھی خوفناک پڑھ کے گھر کا اپنا بن محسوس کیا کہ گویا محبت اجنبی شہر میں اپنے گاؤں کی مانند انگل جی یہ آخری لیٹر اور آخری تحریر ہے پلیز لیٹر پو شائع کرے گا جن لوگوں کو ہماری کوئی بات بری لگی ہو یا جن کو ہماری تحریروں سے کوفت ہوئی جن میں سر فہرست وارث آصف شامل ہیں ان سے از حد معذرت جنہوں نے ہماری حوصلہ افزائی کی ان کا بے حد

خوفناک ڈائجسٹ

آپ کے خطوط

شکر۔ عثمان غنی اچھل لکھتے ہیں آپ لکھتے رہے گاں اور وارث آصف آپ ہمارے فیورٹ تھے آپ بھی اُمر ہو سکے تو لکھنا چھوڑ دینے کا نہ۔۔۔ ریاض بھائی بھی جنون انتہا جی سنوری بھی لکھیں آخر میں سب کو سلام ہو سکے تو دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ ایک دعا یہ ہے جو اس دور میں خالص شے ہے باقی سب مطلبی باتیں ہیں آپ سب لوگ ہمیشہ ہماری دعاؤں میں رہیں گے۔ (ساحل دعا بخاری۔ بکیر پور۔)

امید کرتی ہوں آپ سب خیریت سے ہوں گے۔ میں اکثر خوفناک ڈائجسٹ پڑھتی رہی ہوں خط لکھتے تحریر ارسال کرنے کا یہ پیلا اتفاق ہے میری تحریر سیاہ صورت اور غزلیں اگر معیاری ہوں تو ضرور شائع کیجئے گا مجھے انتظار رہے گا شکر یہ کے ساتھ اجازت دیں۔ (شراحہ۔ کراچی۔)

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ ماہ جنوری ۲۰۱۳ء بدروح ٹھہر ٹھیل بک شاپ ریلوے روڈ سے خرید دیا کے کنارے بیٹھ کر پڑھنے لگا پلیز میری بھی تحریریں اتوال زریں۔ معلومات شعر غزلیں وغیرہ شائع کر دیں اس خط میں بھی شعر وغیرہ ارسال کر رہا ہوں جلد شائع کریں سب کے شعر غزلیں اچھی ہوتی ہیں پھر کہانیاں پڑھیں سب سے پہلے ربانی خان پشاور کی من چلی پڑھی بہت اچھی تھی اور زبردست تھی میری طرف سے مبارک باد پیار بھرا سلام قبول ہو بھیا کہ خواب تم نمنا دور توال رکشا دیوی منبل اینڈ رخسار صوابی خوفناک حقیقت اسماخ الرحمن لاہور راجی اور زندگی محمد فرید قریشی سرانے صاحب لکھیں ساڑھیں سید مظفر گڑھ بھیا کہ خواب ریاض احمد لاہور آدم خور و شیرازہ اسد شہزاد گوجرہ ان کی کہانیاں پسند آئیں ان کو مبارک باد سلام دعا قبول ہو اس بار کوئی خط شائع نہیں ہوئے خطوط کا کالم لازمی شائع کیا کریں خوفناک کی پوری ٹیم کو اور قارئین کو میری طرف سے سلام دعا۔ (سید عارف شاہ۔ اسامہ چوک۔ جہلم۔)

جناب ایڈیٹر صاحب جواب عرض میں میری کہانیوں کو شائع کر کے تمام ایڈیٹرز نے مجھے ایک رائے کا اعزاز دیا ہے میں بھی جواب عرض خوفناک ڈائجسٹ کے احسان نہیں بھول سکتی ہوں بلکہ یہ احسان نہیں ہے میری کامیابی ہے کہ میں جواب عرض اور خوفناک کے لیے کہانیاں دے چکی ہوں گو کہ ان کو سراہا گیا تھا تنقید بھی کی گئی تھی لکھنے کا یہ جنون بھی کم نہ ہوگا۔ ابھی پچھلے سال میں دسمبر میں میرے والد صاحب انتقال کر گئے تھے میں ذہنی طور پر بے حد سڑب رہی ہوں اب میں مزید لکھنا چاہتی ہوں اور یہ چند کہانیاں ارسال کی تھیں اب تک لگی نہیں ہیں پلیز میری کہانیوں کو جلد جگہ دیجئے گا۔ تاکہ پہلے کی طرح میرا راسخ کی دینا میں میرا نام ہو۔ (استر۔ کراچی۔)

ماہ فروری کا خوفناک ملا دیکھی بات ہے کہ اس میں خط والا کالم شائع نہیں ہو رہا ہے اسے ہر حال میں شائع کریں کیونکہ ہمیں پتہ چل سکے کہ کس نے کیا لکھا اور کیا لکھا۔ اور اسلامی صفحہ لازمی کریں اس بار کہانیاں سب ہی اچھی تھیں پہلے نمبر پر جو بھی وہ ریاض احمد لاہور کی جادو اچھی تھی اس کے علاوہ پراسرار دنیا تم نمنا دور توال طلسمی لاکٹ سلمہ اختر خان بلتان۔ لاپٹی جادو گر آسیہ ساگر پراسرار مندر آندہ فیصل آباد زندہ آنکھیں عبداللہ تریلاؤیم ویمپائر انعام علی انک ان کی کہانیاں پسند آئیں ان سب کو میری طرف سے مبارک باد سلام مزید اچھا لکھنے کے لیے دعا گو ایلا غزل بقیں خان عرف بلورنی راجی خان شیخ آباد کی کہانیاں کا منظر ہوں باقی تمام پڑھنے لکھنے

خوفناک ڈائجسٹ

آپ کے خطوط

والوں کو سلام دعا۔ خوفناک کی پوری ٹیم کو سلام اور ہمیشہ کی طرح خوفناک کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں۔ (سید عارف شاہ۔ پری۔ جہلم۔)

خدا جناب شہزادہ عالمگیر کو جنت میں جگہ نصیب فرمائے آمین۔ زندگی ایک امانت ہے اس خدا کی جس نے یہ زندگی دی اور اپنے وقت بسر کرنے کے بعد اس کو واپس دی جاتی ہے یا واپس لے لی جاتی ہے۔ میں نہایت ہی ادب سے مابنامہ خوفناک ڈائجسٹ کی نیم کو دوبارہ سلام کہتا ہوں میں ایک عام سا لڑکا ہوں فرسٹ ایئر کا خوفناک ڈائجسٹ کو پانچ سال سے پڑھ رہا ہوں اس میں بہت کچھ پڑھنے کو ملتا ہے جس طرح میں اس کو پڑھتا چلا گیا اسی طرح مجھے لکھنے کا جنون بھی ہوا میرے کہ میرا شوق ضرور پورا کریں گے اس رسالے کی وجہ سے مجھے گھر والوں سے اکثر مار بھی کھائی پڑتی ہے لیکن اس کے باوجود بھی میں اس کو پڑھتا ہوں۔ اس سے میں بہت پیار کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ رسالہ بھی میرے جذبات کی قدر کرے گا مجھے شائع کرے گا۔ (راؤ احمد انڈو حیدر نضی پاکستان۔)

بانی خوفناک ڈائجسٹ شہزادہ عالمگیر جنہوں نے اس خوبصورت سلسلے کا آغاز کیا ان کے لیے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے پچھلے دنوں ایک دوست سے شہزادہ عالمگیر کی وفات کا سن کر کدول خون کے آنسو رونے پر مجبور ہوا شہزادہ آنسو دکھوں کا دوا نہیں کر سکتے ہیں بس دل کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں معاون ثابت ہوتے ہیں نگران اعلیٰ شہلا عالمگیر سے گزارش ہے کہ بہت سے کام ہیں رائٹر جو وقتاً فوقتاً خوفناک کی زیمنت بنتے رہتے ہیں اور خصوصاً قارئین کرام تو نہایت دلچسپی اور دل جمعی سے اس ڈائجسٹ کی اسٹڈی کرتے ہیں رائٹر نہ حضرات کی ساتھ ساتھ دلوٹی کرتے رہتے ہیں اور ان کے تاواں ارادوں کو بہت حوصلہ دیتے ہیں اور رائٹر دوست وقتاً فوقتاً اچھی کاوشوں کے ساتھ آتے رہتے ہیں اور خوفناک کو چار چاند لگاتے رہتے ہیں ماہ جنوری کا رسالہ ہاتھ میں آیا پڑھ کر خوشی ہوئی آفاق احمد کنڈی صاحب فرام ذریعہ اسماعیل خان جنہوں نے قیامت کی ستر نشانیاں پیش کیں ان سے برادرانہ اپیل کی برادر آپ نے اچھا لکھا لیکن کچھ کمی کر گئے ہیں دھیان رکھیے گا۔ جادوگر کا خواب ایم فیاض سوگودا بھیا تک کو اب تم قلم نشا جنگ راکشاد یو سیٹیل اینڈ رخسار صوابی من چلی رانی خان پشاور آدم خورد و شیرازہ اسد شہزادہ گوجرہ بہار عمران قریشی کو نیک آدھا چہرہ شہزادہ کرشن چوکی۔ سب دوستوں کی تحریریں بہت پسند آئیں اور خاص کر بھیا تک خواب ریاض احمد فرام لاہور والے کے کیا کہنے آپ پھر بازی لے گئے بہت پیار لکھ رہے ہیں آپ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ خوفناک ڈائجسٹ کو آپ جیسے اچھے لکھاریوں کی سخت ضرورت ہے لکھیں سار حریمل سید خوفناک حقیقت اسماء الرحمان لاہور ایک اور زندگی محمد فرید قریشی سرائے صالح معصوم شیطان محمد خالد شاہان بہت اچھی کہانیاں تھیں اللہ آپ سب کو اور ترقی دے آمین اتنے اچھے اور پیارے لکھاریوں جن کی دن رات کی محنت خوفناک کو چار چاند لگاتے ہوئے ہے ان کے درمیان دوبارہ ڈیڑھ سال بعد اپنی ایک کاوش اور گون کے ساتھ حاضر ہوں دل کی ڈھکیں بے ترتیب ہو رہی ہیں کہ پتہ نہیں اتنے اچھے رائٹرز کے درمیان بندہ ناچیز کس طرح اپنی بے ترتیب سانسوں کو بحال کرتے ہوئے خود کو سیٹ کر پائے گا۔ آگاہوں کو ضرور پڑھنے گا اور اپنی قیمتی رائے سے مجھے ضرور نوازے گا میں انتظار کروں گا۔ (نور محمد اسلم کاوش سرگودہا۔)

میں نے خوفناک میں کئی خط لکھے ہیں لیکن لگتا ہے کہ یا تو میرے خط رسالے تک پہنچ نہیں پارہے ہیں یا پھر کوئی اور وجہ ہے شہزادہ بھائی کی وفات کے بعد میں نے کچھ عرصہ کے لیے لکھنا چھوڑ دیا تھا لیکن کب تک میں اس سے دور رہتی میرا اس کے ساتھ گہرا رشتہ ہے اور میں اس کے لیے کھتی رہوں گی میں اپنے فیورٹ رائٹر ریاض احمد سے گزارش کرتی ہوں کہ وہ رسالے کے لیے کوئی نہ کوئی لکھتے رہا کریں میں ان کی تحریروں کو بہت ہی پسند کرتی ہوں اور وہ میرے فیورٹ رائٹر ہیں ان کے لکھنے کا انداز بہت ہی اچھا لگتا ہے اور وہ میرے ہی نہیں بلکہ دوسرے خوفناک ڈائجسٹ کے فیورٹ ہیں اس کے علاوہ بہت سے ساتھی غائب سے ملکتے ہیں ان سے بھی گزارش ہے کہ وہ بھی لکھیں رسالے میں پہلے والی روانی لے کر آمین وہ مزہ واپس جو کبھی ہمیں ملتا تھا امید ہے کہ میری رائے پر عمل کیا جائے گا اور تمام رائٹر جو اس سے دور ہو چکے ہیں وہ واپس آجائیں گے۔ (خوشبو سلیم قادری۔ کراچی۔)

میں جواب میں عرصہ دراز سے لکھتی آرہی ہوں اور پھر مجھے خوفناک میں بھی لکھنے کا جنون پیدا ہوا اور میں نے دو تین سٹوریاں خوفناک کے لیے بھی لکھیں جو قارئین کو پسند آئیں اور انہوں نے میری حوصلہ افزائی کی۔ خوفناک بہت ہی اچھا رسالہ ہے اس کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے اس میں ایسی ایسی کہانیاں شائع کی جاتی ہیں کہ پڑھ کر راتوں کی نیند اڑ جاتی ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے کہ انسان کا خوف ختم ہو جاتا ہے اس میں چند لوگوں کی کہانیاں پڑھ کر مجھے لکھنے کا جنون پیدا ہوا تھا ان میں خاص کر ساحل دعا بخاری ہیں ان کے لکھنے کا انداز مجھے بے حد پسند ہے میری دعا ہے کہ وہ کھتی رہیں میں ان کی بہت بڑی فین ہوں اور اگر کچھ کہوں تو میں نے ان کی تحریروں سے متاثر ہو کر لکھنا شروع کیا ہے اور کھتی رہوں گی باقی رائٹر بھی بہت اچھا لکھتے ہیں خاص کر ریاض احمد کو خوفناک کا کنگ کہنا ہی مناسب ہوگا کیونکہ وہ ایسا کچھ لکھ رہے ہیں کہ پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے۔ (کشور کرن۔ چوکی۔)

میں بہت پہلے خوفناک میں لکھتی تھی اس وقت بہت سے ہمارے ساتھی ہوتے تھے صائمہ علی۔ امیر حسین۔ ایم اے راحت۔ خالد شاہان اور عمران قریشی اب ان میں مجھے کوئی بھی نظر نہیں آتا سو اسے ریاض احمد کے ریاض احمد تو خوفناک کی جان ہیں ان کی تحریروں میں بہت پرکشش ہوتی ہے بہت اچھا لگتا ہے ان کو پڑھنا میں ان کی فین تھی اور اب بھی ہوں اب گو کہ میں لکھتی نہیں ہوں لیکن پڑھتی ہر ماہ ہوں۔ میں پرانے رائٹروں سے گزارش کروں گی کہ وہ دوبارہ سے رسالے میں لکھنا شروع کر دیں تاکہ خوفناک کی محفل میں ایک بار پھر سے رونق آجائے اب لڑکیوں میں ساحل دعا بخاری۔ رانی خان۔ اور لڑکوں میں ریاض احمد۔ عثمان غنی ذاکر حسین۔ زونیرہ اچھے رائٹر ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے قلموں میں مزید ترقی دے اور وہ اسی طرح رسالے میں لکھتے رہیں۔ (زرگس نازکھر۔)

آج پھر عرصہ دراز سے آپ کی محفل میں شامل ہو رہا ہوں سو چا دوستوں سے کچھ باتیں کر لی جائیں کچھ کہا جائے کچھ سنا جائے۔ ہاں تو میں سب سے پہلے ان لوگوں کی بات کروں گا جو رسالے سے شاید ناراض ہیں یا پھر کوئی مجبوری ہے کہ وہ لکھ نہیں پارہے ہیں ان میں عمران قریشی۔ ایم اے راحت۔ خالد شاہان۔ صائمہ علی۔

امیر حسین۔ وغیرہ۔ ہم سب ساتھیوں کا ایک گروپ ہوتا تھا اور ایک سے بڑھ کر ایک تحریر لکھ رہے تھے ہر کسی کی کوشش ہوتی تھی کہ دوسرے سے بہتر لکھے جس میں ہر کوئی کامیاب ہو رہا تھا اور اب تو نئے لوگ آگئے ہیں لیکن یہ بھی بہت اچھا لکھ رہے ہیں ان کی تعریف نہ کرنا ان کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ رابی خان بہت اچھا لکھتی ہیں ان کی تحریر میں بہت ڈر اور خوف ہوتا ہے اور عثمان بھی کبھی کسی سے کم نہیں ہیں ان میں لکھنے کی بہت صلاحیت موجود ہے اور ڈاکٹر حسین وہ بھی بہت اچھا لکھ رہے ہیں ان کے قلم میں بہت خوف ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ عمران رشید نے رسالے میں بہت کچھ لکھا ان کی کہانیاں قارئین کے لیے ایک انمول تحفہ ہوتی تھیں لیکن کچھ عرصہ سے وہ بھی غائب ہیں ان سے گزارش ہے کہ وہ جلد خوفناک کی محفل میں وارد ہوں اور اپنے قلم کا جادو چکائیں۔ اس کے علاوہ ساحل دعا بخاری ان کے لکھنے کا انداز بہت ہی اچھا ہے ان کو بڑی راسخ کا خطاب دیا جاسکتا ہے اگر یہ کوئی قسط واد تحریر شروع کریں تو مجھے یقین ہے کہ قارئین ان کی بہت حوصلہ افزائی کریں گے انہوں نے آج تک جتنا بھی لکھا خوف لکھا پڑھنے والے ان کے قلم کے سحر میں ڈوب جاتے ہیں وہ ایسا موضوع منتخب کرتی ہیں جو اس سے قبل پڑھا ہوا نہ ہو ان کو میں دلی طور پر مبارکباد دیتا ہوں اور ان کے علاوہ وارث آصف ہیں جنہوں نے قسط واد سلسلہ شروع کیا جو کہ کامیاب رہا لیکن پھر نجانے ان کے ساتھ کیا مسئلہ بنا کہ وہ بھی لکھتے لکھتے رک سے گئے ان کو رکنا نہیں چاہیے لکھتے رہنا چاہیے کیونکہ قارئین کرام ان کو پڑھنا چاہتے ہیں۔ ان کے علاوہ قلم نمونہ لکھنا شروع کیا اور بہت ہی خوب لکھا لیکن وہ کچھ دنوں سے نظر نہیں آ رہی ہیں نجانے یہ سب لوگ کہاں چلے گئے جہاں بھی ان سے گزارش ہے کہ وہ جلد واپس لوٹ آئیں خوفناک کے قارئین کو ان کی تحریروں کی ضرورت ہے وہ ان سب کو پڑھنا چاہتے ہیں۔ ان سب سے ہمت کر ہماری ایک ساتھی تھیں فرزانہ نورین۔ کیا کہنے ان کے ان کی کہانیاں پڑھ کر دل کو سکون ملتا تھا لیکن وہ بھی غائب ہیں میری ان سے بھی گزارش ہے کہ وہ بھی جلد واپس آئیں اور اپنی قلم کا جادو چکائیں۔ بحال جو کچھ ہے بھی اگر سب ہی اس میں لکھنا شروع کر دیں تو یقیناً خوفناک کی محفل میں وہی رونق آجائے گی وہ سب کچھ نظر آجائے گا جو کبھی ہوتا تھا اور ان سب سے ہمت میں خوشبو سلیم قادری اور یاسمین قادری کو ضرور کہوں کہ وہ بھی واپس آجائیں نجانے وہ کہاں چھپی ہوئی ہیں لیڈروں میں ان کا ایک مقام ہوتا تھا وہ سچ کوچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہا کرتی تھیں وہ جو بھی لکھتی تھی قارئین ان کا ساتھ دیتے تھے و انعام علی جنڈ۔ محمد وقاص حیدری۔ فرید علی نبی۔ سیت پور۔ اور انیل غزل یہ بھی ایک وقت تھا کہ رسالہ میں ان کا ایک مقام ہوتا تھا لیکن یہ سب بھی غائب ہو گئے ہیں۔ مجھے بہت کچھ یاد ہے میں کچھ بھی بھولا نہیں ہوں سب کو یاد رکھے ہوئے ہوں ان کو بھی جو نہیں لکھ رہے ہیں اور ان کو بھی جو لکھ رہے ہیں جو لکھ رہے ہیں کے لیے دعا گو ہوں کہ وہ مزید بہتر لکھیں اور جو رسالے سے کسی وجہ سے دور ہیں وہ بھی واپس آجائیں۔ آخر میں میں شہزادہ عالمگیر کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کو ہم سے پچھڑے ہوئے ایک سال سے زیادہ عرصہ بیت چکا ہے لیکن ان کی دی ہوئی نشانی ہوئی ہے کہ ان کے جانے کے بعد ان کو یاد کیا جائے وہ بہت ہی گریٹ انسان تھے بہت ہی اچھے انسان تھے انہوں نے بہت محنت کی تھی جواب عرض اور خوفناک کے لیے اور یہی محنت اب تک رسالوں کو آگے لے کر جاری ہے۔ خدا تعالیٰ ان کی قبر کو روشن کرے اور ان کی مغفرت کرے اور جنت الفردوس میں ان کو جگہ نصیب فرمائے آمین۔ (ریاض احمد۔ باغبانپورہ لاہور۔)

ماہ فروری کا خوفناک ملا دکھ کی بات ہے کہ ان میں خط والا کالم شائع نہیں ہو رہا ہے اسے ہر حال میں شائع
خوفناک ڈائجسٹ **204** **J** **خوفناک ڈائجسٹ**
 پ کے خطوط

کریں کیونکہ ہمیں پتہ چل سکے کہ کس نے کیا لکھا اور کیا لکھا۔ اور اسلامی صفحہ لازمی کریں اس بار کہانیاں سب ہی اچھی تھیں پہلے نمبر پر جو بھی وہ ریاض احمد لاہور کی جادو اچھی تھی اس کے علاوہ پراسرار دنیا قلم نمونہ لکھتے ہیں اس کی لاکٹ سلمہ اختر خان ملتان۔ لالچی جادوگر آسیہ ساگر پراسرار مندر آنسہ فیصل آباد زندہ آنکھیں عبداللہ تربیلا ڈیم ویمپائر انعام علی انک ان کی کہانیاں پسند آئیں ان سب کو میری طرف سے مبارکباد سلام مزید اچھا لکھنے کے لیے دعا گو انیل غزل بلیس خان عرف بلورنی رابی خان شیخ آبادی کہانیوں کا منتظر ہوں باقی تمام پڑھنے لکھنے والوں کو سلام دعا۔ خوفناک کی پوری ٹیم کو سلام اور ہمیشہ کی طرح خوفناک کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں۔ (ناصر سلیم۔ خانیوال۔)

ماہ فروری کا خوفناک ملا اس بار کہانیاں سب ہی اچھی تھیں پہلے نمبر پر جو بھی وہ ریاض احمد لاہور کی جادو اچھی تھی اس کے علاوہ پراسرار دنیا قلم نمونہ لکھتے ہیں اس کی لاکٹ سلمہ اختر خان ملتان۔ لالچی جادوگر آسیہ ساگر پراسرار مندر آنسہ فیصل آباد زندہ آنکھیں عبداللہ تربیلا ڈیم ویمپائر انعام علی انک ان کی کہانیاں پسند آئیں ان سب کو میری طرف سے مبارکباد سلام مزید اچھا لکھنے کے لیے دعا گو انیل غزل بلیس خان عرف بلورنی رابی خان شیخ آبادی کہانیوں کا منتظر ہوں باقی تمام پڑھنے لکھنے والوں کو سلام دعا۔ (محمد سعد۔ لاہور۔)

ماہ دسمبر کا شمار بہت لیٹ ملا یہ بھی اچھا ہوا کہ مل گیا ورنہ اس سے پہلے ایک دو مہینے کا رسالہ سرے سے تو ملا بھی نہیں تھا اس مرتبہ ریاض احمد صاحب کی سنوری نہ پا کر بہت دکھ ہوا کیونکہ جب رسالے میں تین چار پرانے راسخ کی کہانی نہیں ہوتی تو پھر خوفناک کچھ پچکا پچکا لگتا ہے سب مایہ ہے کی سنوری بہت اچھی تھی اگر کوئی تنقید کرے تو وہ بلا جواز ہوگا اور کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں خاص کر راگنی۔ خوف۔ آتما سبھی اچھی تھیں اب آتے ہیں غزلوں اور اشعار کی طرف غزلوں میں ناصر پردیسی استاد صاحب شاہد صاحب دھکی صاحب۔ عثمان صاحب عندلیب کی اچھی غزلیں تھیں۔ ایک مرتبہ پھر میں ساحل دعا بخاری کو دل کی گہرائیوں سے سلام پیش کرتا ہوں۔ (عابد حسین۔ نارنگ منڈی۔)

کچھ مصروفیت کی بنا پر میں کچھ عرصہ سے خوفناک کی محفل سے دور رہا ہوں لیکن اس کو بھولا نہیں تھا اس کو بڑھتا رہا تھا لیکن اس میں لکھ نہ سکا آج دل چاہا کہ اپنے دوستوں کے بارے میں کچھ لکھ دیا جائے نومبر دسمبر اور جنوری کے رسالے میرے سامنے پڑے ہوئے ہیں اور میں فیصلہ نہیں کر پا رہا ہوں کہ کسے بہتر کہوں اور کسے نہ کہوں میرے خیال میں سب نے ہی بہت اچھا لکھا ہے اور اپنے قلم کا خوب جادو چکایا ہے جو قارئین کے دلوں میں گھر کر گیا ہے عمران رشید صاحب نے نجانے کہاں کھو گئے ہیں ان کی قسط واد کہانی کا انتظار رہے گا اور وارث آصف۔ صاحب سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ وہ مایہ کال رپورڈ کا اختتام کریں بہر حال ان کی کہانی کو مکمل ہوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور رابی خان نے بھی کائنات کو بہت اچھے انداز میں مکمل کیا ہے ان کو دل مبارک باد قبول ہو اور ساحل دعا بخاری سے کہنا چاہوں گا کہ وہ رسالے میں ہمیشہ لکھتی رہیں جس ان کی تحریریں بہت ہی شوق سے پڑھتا ہوں اور اس کے علاوہ سب ہی ساتھیوں کو بہت زیادہ سلام قبول ہو اور رسالے کی ترقی کے دعا گو ہوں کہ خدا تعالیٰ خوفناک ڈائجسٹ کو دن رات چوگنی ترقی دے آمین۔ (منور خان۔ کراچی۔)

اکتوبر کی سہ پہر کو خوفناک ملا تاریخ کو انتہائی گھسا پتا موضوع خون آشام ناگن بکواس بھوت لڑکی اودھ سوری؛ یہ
خوفناک ڈائجسٹ **205** **J** **خوفناک ڈائجسٹ**
 آپ کے خطوط

